اخلاق احمدی
لائبریری وقف مسجد میرٹھ

بعونہ تعالیٰ شانہ جلد اول کتاب

اخلاق احمدی

تصنیف حاوی المفاخر والمحامد ذوی الفضل الاسعد الاشرف الامجد

میرزا سلطان احمد صاحب

رئیس قصبہ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب

اس کتاب مین مفصل طور پر مضامین تہذیب اخلاق کو تحریر کیا ہی اور

حسب رواج زمانہ بابت ملک و قوم کے اردو زبان مین بحث کی ہی

مطبع جعفری واقع نخاس جدید لکھنؤ مین باہتمام میرزا احمد علی مالک مطبع مطبوع ہوئی

اشتہار

شائقین پر واضح ہو کہ مطبع ہذا مین ہر قسم کی کتب مطبوعہ و قلمی موجود ہین خصوصاً کتب مطبوعہ مصر و طہران و بمبئی و کلکتہ و دہلی و لاہور وغیرہ و نیز کتب فریقین قلمی و کمیاب خصوصاً حدیث و تاریخ و اسماء الرجال کے جو صاحب خریداری فرمائین بذریعہ تحریر دریافت فرمالین۔

راقم مرزا محمد علی مالک مطبع جعفری ساکن نخاس جدید لکھنؤ

کتب مفصلہ بشرح قیمت ذیل کے جو صاحب طالب ہون بارسال قیمت خواہ ویلیو پی ایبل طلب فرمائین محصول ذمہ خریدار ہے

میزان الاعتدال ذہبی در چہار جلد تاقلمی — رجال صحیحین البخاری و مسلم للاحمد مکی — تاریخ دول الاسلام للذہبی

معجم البلدان — الابی بکر بن مردویہ — تاریخ ابن خلکان در دو جلد — نامۂ دانشوران در حالات علما و حکما

درر کامنہ للحافظ ابن حجر در دو جلد — تذکرۃ الاولیاء علی الفرید الدین عطار — عقد المنظوم فی ذکر افاضل الروم

شذرات الذہب للحافظ عبد الغنی — النور السافر عن اعیان القرن العاشر در احوال علما — تاریخ صغیر بخاری —

مختار مختصر تاریخ خطیب بغداد — تاریخ فتوح اعثم کوفی — تاریخ معجم

روضۃ الصفا ناصری — شاہ ایران السفر لندن باقیصر نامہ — تذکرہ علمائے امامیہ فارسی — تذکرہ دولتشاہ در ذکر شعرا

تذکرہ کلمات الشعرا — کلیات خلاق المعانی کمال اسمعیل — کتاب الاوائل ابو ہلال عسکری —

مکاتیب ابن عباد — کشکول شیخ بہائی خط ولایت — اساس البلاغت زمخشری —

منطق الشفاء در دو جلد خوشخط — شرح طوالع خط عرب صحیح — رسائل اخوان الصفاء تام و کمال نسخہ قدیم قلمی —

اخلاق ناصری قلمی نسخہ قدیم محشی — اخلاق جلالی — کتاب الاخلاق علی بن مشکویہ

ازالۃ الغین فی اثبات شہادۃ الحسین در دو جلد — حدیقۂ سلطانیہ ہر سہ جلد — خطاب فاضل بجواب چہیمائی دہلوی

مرآۃ التحقیق اصول خمسہ اردو — شرح تجرید قوشجی محشی قلمی — اخبار ماتم معہ اعلام الوری

منہج الیقین شرح وصیت امام جعفر صادق — مرقاۃ ملا علی قاری در دو جلد کلکتہ — استبصار خوشخط

قانون بو علی سینا تمام و کمال چھاپہ — کامل الصناعہ در دو جلد قلمی — مطول چھاپہ طہران اعلا —

جامع الشواہد حل ابیات کتاب — مغنی اللبیب محشی چھاپہ — تاج المصادر بیہقی —

صلاحُ العیشِ التّدبیرُ

بفضل و تائید خلاق سرمدی کتاب

اخلاق احمدی

تصنیف حاوی الفضائل والفواضل ذی الشرف الامجد

مرزا سلطان احمد صاحب مصنف مرأۃ الخیال

معیار الاصول - مبین الحق - اصول تحقیق

وغیرہ

در مطبع جعفری واقع لکھنؤ نخاس جدید باہتمام مولوی مرزا محمد علی مالک مطبع مطبوع شد

مصنف کی ضروری التماس

انسان کی حالت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ اوسکو دنیا مین رہکر دو قسم کے عوارض اور مزاحمتون سے مقابلہ کرنا پڑتا ہی ایک جسمانی اور دوسری روحانی چونکہ انسان کے مختصر زندگی کا مدار انھین دونون جسمانی اور روحانی صورتون پر منحصر ہی جبتک یہ دونون حالتین اپنے حقیقی مرکز پر قائم نہون تب تک انسان سوسایٹی مین عمدہ طور پر زندگی بسر نہین کر سکتا اور نہ اپنی سوسایٹی کو فائدہ پہونچا سکتا ہی اور نہ خود کوئی فائدہ پہونچا سکتا ہے اور نہ خود کوئی فائدہ حاصل کر سکتا ہی اسلیئے ان دونون صورتون کی اصلی اور ٹھیک مرکز پر قائم رکھنے کے واسطے خاصکر انسانون مین سے ہی دو قسم کے فرقے پیدا ہو گئے ہین ایک فریق کو جسمانی محافظ یا طبیب کہا جاتا ہی اور دوسرے کو روحانی مصلح یا روحانی طبیب جسطرح پر صحت کے قائم رکھنے اور امراض لاحقہ یا اسباب امراض کے زائل اور دور کرنے کے واسطے طبیب کو صحت کے اسباب اور صورتون اور ضرورتون اور امراض کی حالتون حیثیتون اور تغیر و تبدل اور اصول علاج کو بالتفصیل بیان کرنا پڑتا ہی اسیطرح پر روحانی مصلح یا روحانی طبیب پر فرض اور لازم ہے کہ اپنے معلومات کے موافق روح کی کل بیماریون اور اونکی صورتون اور حالتون اور اونکی مضار اور نقصانات کو بیان کرے۔ گو یہ تفصیل اور طوالت بظاہر بعض نازک طبائع کو اچھی اور موزون نہین معلوم دیتی مگر چونکہ جسمانی اور روحانی مصلحین اور طبیبون کا کام کسی ایک خاص شخص یا گروہ سے مخصوص نہین ہوتا اسواسطے اونکو اس تفصیل اور طوالت سے درگذر کرنا اچھا نہین ہی اگر جسمانی طبیب انسان کی جسمانی بیماریون اور عوارض کو تشریح اور تفصیل سے

نہ بیان کرے تو اوسکی تحریر اور شب و روز کی کوشش سے ہر ایک شخص فائدہ نہین
اوٹھا سکتا۔ کیونکہ اونکے جسمانی عوارض اور مزاجتین یکسان نہین ہوتین جس
ضرورت اور مجبوری سے جسمانی طبیب تفصیل اور مناسب تشریح کو ہاتھ سے نہین دیسکتا
وہی روحانی طبیبون کے واسطے موجود ہے اگر روحانی معلمین یا طبیب روح کے
متعلق عوارض اور بیماریون اور خرابیون کو اپنی معلومات کے موافق ایک خاص درجہ
کی طوالت اور تفصیل سے نہ بیان کرین۔ تو وہ فائدہ جو روحانی طبیبون کی دانست
مین انسانی نسلون کو پہونچنا چاہیے مترتب نہین ہو سکتا۔ اس عمدہ اصول نے
مجھکو اس بات پر آمادہ کیا ہے کہ مین اخلاقی اور مارل اصلاحات کو اپنی استعداد
اور معلومات کے موافق ایک خاص درجہ کی تفصیل اور تشریح سے بیان کرون مین
اس بات کو اچھی طرح سے خیال کر سکتا ہون کہ اس تفصیل اور تشریح سے یہ کتاب
طول طویل ہو جائیگی اور بعض لوگ طوالت کو مد نظر رکھکر اوسکو قبولیت کے درجہ سے
گرانے کی کوشش کرینگے مگر میری طبیعت نہین چاہتی کہ اس ایک خفیف نکتہ چینی کے
خوف سے روحانی امراض اور اخلاقی مسائل کو مختصر طور پر بیان کرون۔ اس کتاب
مین مین نے اخلاقی مسائل اور صورتون کو جس طرز پر بیان کیا ہے وہ اوس خیال
اور جوش کے وسعت کے مطابق نہین ہین کہ جو میرے دل مین پایا جاتا ہے۔
مین نہایت ادب سے اس کتاب کے ناظرین سے متوقع ہون کہ اس ضروری تفصیل اور
جائز طوالت کو درکنار رکھکر اخلاقی ضرورتون پر نظر کرینگے اخلاقی ضرورتون پر نظر کرنے سے
ناظرین اس امر کو معلوم کرلینگے کہ مارل فلاسفی کو نہایت وسعت سے ادا کرنا چاہیے۔
اس کتاب مین مین نے جسقدر مضامین لکھے ہین وہ میری نظر مین (بشرطیکہ وہ خود
غلط نہو) اخلاقی زندگی کو عمدہ طور پر گذرانے کے واسطے نہایت ضروری ہین میرا
تو یہ خیال ہے کہ اخلاقی ضرورتون اور مارل اصول محدود ہو ہی نہین سکتے ہر زمانہ

کوئی نہ کوئی جدید صورت نکل ہی آتی ہے آجتک انسانون کے واسطے جسقدر مارل اصول
تسلیم کیے گئے ہین وہ سب یکے بعد دیگرے پیدا ہوتے رہے ہین اگر ہم ابتدا سے زمانہ
کے انسانی نسلون کی حالت کو دیکھین تو معلوم ہو جائیگا کہ اونکو بہ نسبت ہماری مارل
لائف کے بسر کرنے کے واسطے تھوڑے سے وسائل حاصل کرنے پڑتے تھے اور باوجود اسکے
اونکو سوسائٹی کی طرف سے کوئی وقت نہ اوٹھانی پڑتی تھی مین یہ پیشین گوئی کر سکتا ہون
کہ آنے والی نسلون کو ہمسے بھی زیادہ مارل وسائل کی احتیاج اور ضرورت ہوگی
زمانہ علم وفضل مین جون جون ترقی کرتا ہی دون وون انسان کی مارل ضرورتین بھی
زیادہ ہوتی جاتی ہین - اس امر کے ثبوت کے واسطے یہ بڑی عمدہ زندہ نظیر ہے کہ اب بھی
جن قومون یا ملکون کے لوگ زمانہ کی ترقی سے پیچھے ہٹے ہوئے ہین - اونکو اخلاقی
زندگی کے حاصل کرنے کا بہت کم خیال ہے - تفصیل اور طوالت کا دوسرا بڑا بھاری
یہ سبب ہی کہ اس زمانہ مین ملک ہندوستان کے لوگون کی اخلاقی طاقتون اور مارل خیالات
مین روز بروز ابتری اور ضعف آتا جاتا ہی لوگون نے مارل فلاسفی کو چند عام اور مروجہ باتون
مین محدود کر رکھا ہی جو مارل فلاسفی کا ہزاروان حصہ بھی نہین ہین علمی لوگون کے ایسے
خیالات لکھنے والیکو اس بات پر زور سے امادہ کرتے ہین کہ زمانہ موجودہ کی ضرورتون
کے موافق مارل فلاسفی مین بحث کیجاوے - یہ دونون وجہین خاص طور پر
اس اخلاقی کتاب کے طوالت کا باعث ہوئی ہین امید ہے کہ دور اندیش ناظرین
کو بجاے نکتہ چینی کے ان وجہون پر خیال رہیگا -

مین اپنے اس ضروری التماس کے دوسرے نمبر مین یہ بات بیان کرنا چاہتا ہون کہ
مین نے اس کتاب مین اگرچہ سنگین الفاظ سے کام نہین لیا اور اگر بعض موقعون پر
کوئی سنگین لفظ استعمال کیا گیا ہے تو اسکا یہ سبب ہی کہ ایسے لفظون کے استعمال کے
بغیر کام نہین چلتا بقول ایک بڑے متبحر عالم اور برگزیدہ فلاسفر کی کسی عبارت مین

جیسے وحشی اور غیر مانوس الفاظ کا لانا معیوب ہی ایسے ہی خاص مستعملہ الفاظ کی استعمال سے بچنا معیوب ہی - اخیر پر مین اس امر کے اظہار کی اجازت مانگتا ہون کہ مین نے اپنی استعداد اور لیاقت کے موافق ملک و قوم کی خدمت مین اس کتاب کا پہلا حصہ پیش کیا ہی - اگر قوم نے اسکو پسند کیا تو دوسرے حصہ بھی خدا کے فضل و کرم سے تیار ہو کر قوم کی خدمت مین پیش کیا جاے گا اور اگر میری محنت کسی غلط اصول پر ہوئی ہی تو مین ادب کے ساتھ اپنی فضول گوئی کی بابت معافی مانگتا ہون +

الملتمس مرزا سلطان احمد عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا حصہ

تعریف علم اخلاق - علم اخلاق بلحاظ اپنی معانی اور اعتبارات کے وہ علم ہی کہ جس سے ہر یک انسان بلالحاظ رنگ و مذہب ملک و قوم اپنے خیالات اور اقوال و افعال کو فطرتی اور طبعی قوانین کے مطابق استعمال مین لاسکتا ہی - یا یہ کہ حقیقی حیثیت اور روا اچھی حالت پر ایک عمدگی اور صحت سے ثابت اور قائم رکھ سکتا ہے یا یون کہو کہ اوسکو بالجزئیت یا بالکلیت خیالات اور اقوال اور افعال کے برائی یا بھلائی کی بابت ایک مادہ تمیز اور طاقت متغیرہ حاصل ہو جاتی ہی - اور زندگی کے با قاعدہ بسر کرنے کا طریق اور اصول میسر ہو جاتا ہے -

ضرورت علم اخلاق

ایک شی یا علم کا ضروری یا لازمی یا غیر ضروری یا لازمی ہونا اوسوقت معلوم ہوتا ہے

کہ جب اُس شی یا اوس علم کی نسبتی فوائد اور مضرتون کو معلوم یا وزن کیا جاوے جبتک
کسی شی یا کسی علم کے نسبتی فواید اور مضرتون کا علم نہ ہو تب تک بالاتفاق نہین کہا جا سکتا
کہ فلان شی یا فلان علم ضروری یا غیر ضروری ہے کسی شی کی ظاہری صورت یا کسی علم کا
مخصوصہ یا مشہور نام اس بات کے ثابت کرنے کے واسطے (کہ وہ ضروری یا غیر ضروری
لازمی یا غیر لازمی ہے) مفید اور کافی نہین ہے - شیئون یا علمون کی ظاہری صورتین
یا نام کسی صورت مین اپنا ضروری یا غیر ضروری ہونا ثابت نہین کر سکتے اگر ہم ظاہری
صورتون یا مخصوصہ اور مشہورہ نامون کے موافق ہے عمل درآمد کرینگے تو ہمکو کسی حالت
مین بھی کامیابی کی ڈگری نہ ملیگی ہم اپنے ارادون پر تب ہی کامیاب ہونگے کہ
جب شیئون یا علمون کے نسبتی فوائد اور مضرتون کا علم حاصل کر لینگے اگر طبیب مختلف
دواؤن کی ظاہری صورت اور حالت پر ہی اکتفا کر کے مریضون کا معالجہ شروع
کرے تو کیا اوسکے ہاتھ مین شفا ہوگی ہرگز نہین معالجہ وہی مفید اور شفا بخش ہوگا
کہ جو مریض کے مرض اور دوا کے نسبتی فوائد اور مضرتون کو ملحوظ رکھ کر کیا جاوے
وہ معالجہ معالجہ اور وہ طبیب طبیب نہین کہ جو علاج کرنے کے وقت مرض اور
دوا کی نسبتی فوائد اور مضرتون کو زیر نظر اور ملحوظ نہ رکھے ایسی خوش فہم طبیب کے
حق مین یہی بات بہتر ہے کہ معالجہ سے دست کش ہو جب یہ بات معلوم ہوئی کہ شیئون
یا علمون کے نسبتی فواید اور مضرتون کا معلوم کرنا ضروری ہے تو اب اس مرحلہ کو طے
کرتے ہین کہ تمام شیئون اور سارے علمون کی حالتین باعتبار خیالات عام نہ تو اپنی
ذات مین بالکلیت مفید خیال کیجاتی ہین اور نہ مضر بعض شیئین اور علم اس قسم کے
ہین کہ ہم اونکو ایک جہت سے تو مفید کہتے ہین اور دوسری جہت کے اعتبار سے
اونہین کو مضر کہنا پڑتا ہے علم نجوم کو اسواسطے تو اچھا کہتے ہین کہ اسمین اجرام
سماوی کی بابت خبر البحث ہوتی ہے اور اس جہت سے بُرا کہتے ہین کہ اوس سے

لوگونکی اعتقادین حالتین بگڑکر فساد پیدا کرتی ہین زہر کو اسواسطے مہلک اور برا کہا
جاتا ہی کہ اوسکے کھانے سے کھانے والے متضرر یا ہلاک ہوجاتے ہین اور کبھی
ضرورت کے وقت جب اوسکو ہندی طبیبون کی تدبیر کے موافق استعمال کیا جاتا ہی
اچھا کہتے ہین کیونکہ اوسکے استعمال سے بعض مزمن اور ردی بیماریان دور ہوجاتی
ہین بہت سی شیئون یا علمون کا مفید یا مضر خیال کیا جانا لوگون کے اوس استعمال
کرنے کا جو با ضابطہ اور با اصول نہین ہوتا اور جسمین واقعی مراتب کو ملحوظ نہین
رکھا جاتا ثمرہ اور نتیجہ ہے علم نجوم اپنے حقیقی غایت کے اعتبار سے سراسر مفید ہے
مگر لوگون کے اولٹے استعمال نے اوسکو نقصان رسان اور بدنام کر رکھا ہے سیکھنا
اسواسطے نہین کہ اوسکو خدا کے بندے کھا کر موت سے ہاتھ ملائین بلکہ اسواسطے ہی
کہ پرانے مرضون اور مزمن عوارضات کی ازالت کے واسطے استعمال کیا جاوے جسطرح
پر مختلف شیئین اپنی ذات مین قدرتی خواص کا خزانہ رکھتی ہین اسیطرح پر انسانون
کی طبیعتون مین خداوند کریم نے قسم قسم کے خواص ودیعت کر رکھے ہین انسان
اپنی حالت پر خیال کرکے تسلی پا سکتا ہے کہ اوسکی حالتین دن مین کتنی دفعہ بدلتی
ہین دیکھو جب قوت وہمیہ کا غلبہ ہوتا ہی تو ہم کیسے حیوان السیرت بنجاتے ہین اور
جب قوت ملکیہ مستولی ہوتی ہے تو ہمارے خیالات اور دلی حالتین کیسی صاف
اور پاکیزہ ہوجاتی ہین اگر یہ صورتین مختلف الاثر والنتیجہ خواص طبیعیہ کا اثر نہین
ہین تو اور کیا ہے جیسے انسان دن مین بیسیون دفعہ نیک بنتا ہی اور بیسیون دفعہ
بد ایسا ہی شیئون اور علمون کو اولٹے استعمال سے مختلف تاثیرین قبول کرنے
پڑتی ہین شاید کوئی معترض اعتراض کرے کہ انسانی خواص متغیر الحالات ہوتے ہین
اور اونکو اگر انسان عمدہ اور معقول حالت پر لانا چاہے تو آسکتے ہین اونکو خواص الاشیا
با خصائص العلوم سے کیا نسبت۔ نسبت اور منسوب مین مناسبت کا ہونا شرط ہے

سو بیان وہ مقصود ہے فثبت ان خواص طبائع الانسان متغائر من خصائص الاشیاء والعلوم اور برخلاف اونکے خواص الاشیاء والعلوم اپنی ایک ہی حالت پر قائم رہتی ہین اس اعتراض کا جواب میرے خیال مین اسطور پر دیا جاسکتا ہی کہ انتساب کی ایک قسم نہین ہے بلکہ اوسکو متعدد صورتون اور مختلف قسمون پر استعمال کیا جاتا ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نسبت صرف جزویات مین ہی محدود ہوتی ہے جیسا کہتے ہین کہ فلان شی کو بلحاظ رنگت کے فلان شی سے نسبت ہی اور کبھی دو چار صفتون کو محتوی ہوتی ہے جیسا کہا جاتا ہی کہ فلان آدمی بدمزاجی اور شجاعت اور بے مروتی مین فلان آدمی سے نسبت رکھتا ہے کبھی دوسری شی کی ساری باتون پر محیط ہوتی ہے جیسے کہتے ہین کہ فلان شی ہو بہو فلان شی سے نسبت رکھتی ہے پہلی دو صورتین شی منسوب کی تمام صفتون پر محتوی نہین ہوتین اونکا احتواے صرف اوسی حد تک ہوتا ہی کہ جہانتک نشان دیا جاتا ہی اور تیسری صورت ساری صفتون کو محیط ہوتی ہے پہلی دو صورتون کو جزوی یا محدود نسبت سے موسوم کرتے ہین اور صورت ثالث کو کلی سے کیونکہ وہ کل پر حاوی ہوتی ہی نسبت اور منسوب مین صرف انتسابی تعلق ہوتا ہے یہ نہین کہ شی منسوبہ کی حالت سے ہو بہو ٹکر کھائی جب ہم کہتے ہین کہ فلان آدمی شیر سے نسبت رکھتا ہے تو اس سے صرف شیر کی شجاعت ہی مراد ہوتی ہے نہ کہ شیر کی ہیئت کذائی اور شجاعت بھی آدمی کی شجاعت سے نام ہی کے اعتبار سے مشترک ہوتی ہے نہ کہ وضع اور ڈھنگ مین آدمی اپنی بہادری کو اور طریق پر ظاہر کرتا ہی اور شیر اور وضع پر اکثر مواقعہ مین دو شیئون مین مناسبت کا ہونا صرف جزوی اور اسمی اعتبار سے ہی ہوتا ہے ہمنے جو خواص الاشیاء والعلوم کو خصائص الانسان سے نسبت دی ہی یہ نسبت بھی صرف جزوی اور اسمی نسبت ہی ہی اسمین اتحاد وضع اور ڈھنگ کو دخل نہین جبکہ ہم نسبت مذکور کو صرف جزوی اور اسمی سے موسوم کرتے ہین تو معترض صاحب کا

اعتراض ہمارے قول مذکور پر وارد اور موثر نہیں ہو سکتا ہمنے کب کہا کہ خواص الاشیاء
والعلوم انسانی خصائص سے نسبت تامہ رکھتے ہین ہم تو یہ کہتے ہین کہ خواص الاشیاء
والعلوم کو خواص الانسان سے باعتبار تغیر و تبدیل اثرات و نتائج ایک اسمی اور جزوی
نسبت ہی ہمنے اوپر کی سطرون مین انسانی خواص کے تبدیل کا اسواسطے ذکر نہین کیا
کہ اوس سے خواص الاشیاء کے تبدیل کا استدلال کرین ذکر مذکور صرف اس
امر کے اثبات کے واسطے ہی کہ جسطرح خواص الانسان بدل کر اور حالت قبول کر لیتے ہین
اسیطرح پر خواص الاشیاء والعلوم استعمال کی صحت یا غلطی کے باعث اور حالت پیدا
کر لیتی ہین جب یہ بات ثابت ہو چکی کہ اکثر شیئون کی قباحتین یا برائیان یا فوائد
اور محاسن صرف لوگون کے اعتبارات اور استعمالات کا اثر اور نتیجہ ہوتے ہین تو
اب اس سلسلہ کو اس پہلو سے کہ علم اخلاق نسبتی فوائد یا مضرتون کے اعتبار سے
انسانی جماعتون کے حق مین ضروری ہے یا غیر ضروری چھیڑا جاتا ہے - پہلے اسکے
کہ ہم علم اخلاق کے نسبتی فوائد یا مضرتون کو بیان کرین اس امر کو بالاختصار بیان کرتے
ہین کہ نسبتی فوائد یا نسبتی مضرتین کیونکر اور کس طرح پر معلوم ہو سکتی ہین واضح ہو
کہ ہر یک شی کے نسبتی فوائد یا نسبتی مضرتین اسطرح پر معلوم ہو سکتی ہین کہ جس شی یا
جس امر کے واسطے کسی دوسری شی کو استعمال کرنا ہو قبل از استعمال اوس شی کے
حالت معلوم کرین اور سوچین کہ فلان شی یا فلان علم اس شی کے مناسب حال ہے
یا نہین اور ساتھ ہی اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ اوس شی کو اوس شی کے جسکو
استعمال کے واسطے مخصوص کیا گیا ہے ضرورت ہی یا نہین اور اوسکے ساتھ ہی اوس
شی یا اوس علم کے نتائج کو بھی جو استعمال کے واسطے مخصوص ہے وزن کر لینا ضروری
ہے جب یہ باتین حاصل ہو جائین گی تو اوس شی یا اوس علم کے جسکو استعمال کے واسطے
مخصوص کیا گیا ہے نسبتی فوائد یا نسبتی مضرتین خود بخود معلوم ہو جائینگی علم اخلاق کے

نسبتی فوائد یا مضرتین انسانی جماعتون کے حق مین اوس صورت مین ثابت ہو سکتے ہین
کہ جب انسانی جماعتون کے حالات اور ضروریات اور علم اخلاق کے نتائج معلوم کیے جائین
انسانی جماعتون کو زور دیکر یہ بات معلوم کرنی لازم ہے کہ اونکے حالات کس نقشہ یا کس
پٹری پر چلنے چاہئیین اس بات کو دل لگاکر سوچین کہ وہ کون راستہ ہے کہ جو ہمارے
مقدس منزل پر پہونچا سکے ہم جب انسانی جماعتون کے حالات پر غور کرتے ہین تو معلوم
ہوتا ہے کہ انسان کو خداوند کریم نے مدنی الطبع پیدا کیا ہے اور اوسکی زندگی کے
درخت کے ساتھ مختلف ضرورتون کی اسقدر شاخین لگائی ہین کہ جسکا کچھ اندازہ
نہین جسدن سے انسان پیدا ہوتا ہے اوسدن سے ہی اوسکی ضرورتون اور انواع
واقسام کی مصیبتون اور طرح طرح کی آزمایشون کا شروع اور نزول ہوتا ہے لوگ کہتے ہین
کہ دنیا مین رہکر تھوڑی سی عزیز زندگی بسر کرنا کوئی مشکل بات نہین مگر یہ بالکل جھوٹھ
اور خلاف واقع ہے انسان کو اِس تھوڑی سی زندگی کر بھی مختلف شرائط اور متفرق
پابندیون سے کاٹنا پڑتا ہے ہان اگر شرائط اور پابندیون کو جواب دیا جاوے تو کچھ
مشکل اور دشوار نہین سو ساٹھی یا گھر کے لوگون سے برتاو کی حالت مین کیسی کیسی مشکلین
اور دقتین پیش آتی ہین دو تین آدمیون یا گھر کے لوگون کے مراتب اور ضروریات
اور خیالات کو مدنظر رکھنا ہے اعلی درجہ کی مشکل بات ہے گھر کیون بگڑ جاتے ہین
احباب مین کیون ناچاقی ہو جاتی ہے باپ سے بیٹا اور بیٹے سے باپ بہن سے
بھائی اور بھائی سے بہن وغیرہم بگڑکر کیون الگ ہی ڈیرہ اینٹ کی مسجد کھڑی
کرتے ہین تبلایئے دو تین آدمیون مین ایسے مفسد منصوبے کیون پکنے لگتے ہین یہ کیا
غضب ہوا گوشت پوست خاندان عزت اور گھرانے کے اعتبار سے تو ایک اور عداوت
اسقدر جب انسان دو تین آدمیون کے ساتھ اچھی طرح زندگی بسر نہین کر سکتا تو پھر تمام
لوگون کے ساتھ زندگی بسر کرنا کیونکر آسان خیال کیا جاوے اور لوگون اور انسانون

کے ساتھ زندگی بنا ہنا تو جدا رہا انسان اپنی ذات ہی مین پورا نہین اوترتا جب
قوت بہیمیہ کا غلبہ ہوتا ہے تو کیسا ناچار ہوتا ہی گویا حیوان الصیرت اور مخبوط الحواس
ہو جاتا ہی جب غصہ آتا ہی تو کچھ سوجھتا ہی نہین اپنی جان پر بھی وار کر گذرتا ہی خودکشی
کی وارداتین اس امر کو پوری وضاحت سے ثابت کر سکتے ہین آپ ہی گھر دن کا پھونک
دینا کپڑون کا پھاڑ ڈالنا علی ہذا القیاس اور کئی ایک قسمون کے نقصان کر دینا گواہ ہین
کیا یہ بیضا الجگیان اس بات کو یاد نہین دلاتین کہ دنیا مین رہکر تھوڑی سی زندگی بھی
بڑی مشکل سے کٹتی ہی جب انسان اپنی زندگی کو جو فی الاصل ایک چندروزہ مسافرت ہی
خوش اسلوبی اور عمدگی کے ساتھ بوقت تمام لبسر کرتا ہے تو انسانی جماعتون کے واسطے
بڑے رنج اور افسوس کی بات ہی کیونکہ جب چندروزہ کی زندگی ہی عمدگی اور خوش اسلوبی
سے نہ گذری تو پھر زندگی سے مزہ کیا حاصل ہوا۔ اس سے تو بہتر تھا کہ حیوانات
لایعقلون کے قالبون مین ہی پڑا رہتے۔ خداوند کریم نے کوئی ایسی شے پیدا نہین کی جو
بگڑ کر درست نہو سکے انسان کو مختلف عوارض لاحق ہوتے ہین مگر صحیح علاج کرنے سے
ہٹ بھی جاتے ہین مصیبتین نازل ہوتی ہین۔ مگر صبر اور تردد سے دور بھی ہو جاتی
ہین انسان برے کام اور گناہ کرنے لگ جاتا ہی مگر جب خیال کرتا ہے تو پاکیزگی اور
صفائی بھی حاصل کر لیتا ہی۔ ہو سکتا ہی کہ اسیطرح پر عزیز زندگی لبسر کرنے کے واسطے
کوئی مفید نسخہ موضوع ہو وہ کون مرض ہے جسکے واسطے حاذق طبیبون نے کوئی علاج
پیدا یا خاص نہین کیا ہمکو صداقت سے ایسے نسخہ کی تلاش کرنی چاہیے۔ جب ہم
دنیا کے مختلف علمی طاقتون اور عملی اصولون پر نظر کرتے ہین تو ہمین اس بات کا پتہ
ملتا ہے کہ علم اخلاق انسانی جماعتون کے حق مین من کل الجہت مفید ہے۔ علم اخلاق
ایسے ایسے برجستہ اور نادر الاصل اصول موضوع اور مدون ہین کہ جو بالطبع انسانی
زندگی کے واسطے فائدہ بخش ہین۔ علم اخلاق کا یہ پہلا اصول ہے کہ دنیا مین رہکر

کسطور پر زندگی بسر کرنی چاہیے اپنے اور غیرون کے مراتب کو کس طور پر ملحوظ رکھنا لازم ہے - احباب سے کسطرح پر پیش آنا چاہیے اپنی ذاتی یا اندرونی طاقتون کی کسطرح نگرانی اور حفاظت اور استعمال کرنا لازم ہے - علم اخلاق کا اثر اور نتیجہ یہ ہی کہ انسان اپنے عزیز اور تھوڑی سی زندگی کو اعلی درجہ کی عمدگی اور خوش اسلوبی سے بسر کرے جب علم اخلاق کا آخری اثر اور نتیجہ یہ ہی کہ اوسکے ذریعہ سے انسانی جماعتین ایک عمدگی سے زندگی بسر کرین اور انسان اپنی سوسایٹی مین اسطرح پر عمر گذرانی کہ جو سراسر ضروری اور مفید ہو تو معلوم ہوا کہ علم اخلاق کے نسبتی فوائد انسانون کے حق مین ضروری اور لازمی ہین - جب علم اخلاق باعتبار اپنی نسبتی فوائد کے انسان کے حق مین ضروری اور لازمی ہے تو ضرور اور لازم ہے کہ اوسکے حاصل کرنے کو ضروری اور لازمی قرار دیا جاوے تاکہ انسانی جماعتون کے خیالات اقوال افعال طرز اطوار اوضاع اشکال مہذب اور شائستہ ہون - انسانی خیالات وغیرہم نیچرل طور پر مختلف قسمون کے ہوتے ہین کوئی قسم کا اور کوئی کسی طرز کا ضرور ہی کہ اونکے افتراق اور امتیاز کے واسطے اخلاقی فوائد سے مدو لیجاوے تاکہ اونکے امداد سے ہر یک خیال اور فعل مین باعتبار برائی کے بھلائی بطریق عامہ تمیز و تفریق ہوسکے اخلاقی قوانین ایسے برجستہ قوانین ہین کہ جو اپنے وسعت ذاتیہ اور کیفیت حقیقیہ کے اعتبار سے انسانون کے خیالات کی تہذیب اور تعذیب کے واسطے پوری طور پر مؤید اور معاون ہین یہ بات تسلیم کیگئی ہے کہ ہر یک خیال قول اور فعل کی تشخیص اور تحقیق کو وہ خیال یا قول یا فعل اپنی ذاتی حیثیت مین کسی قسم کا ہو سرسری طور پر نہین کی جاسکتی چھوٹے سے چھوٹے خیال یا قول یا فعل کی تشخیص اور تحقیق کے واسطے ایسے فوائد اور ضوابط کا تقرر ضروری اور لازمی ہے کہ جو ذاتی حیثیت کے اعتبار سے اعلی درجہ کا رتبہ رکھتے ہون قواعد اخلاقیہ کی انسانی جماعتون کو اسقدر ضرورت ہی کہ اوسکے بغیر انسان علاوہ برتاؤ عامہ اپنی ذاتی خیالات اقوال اور افعال

کی بابت بھی ٹھیک راے قائم نہین کر سکتا اپنی ذاتی قوتین جو گویا انسانی اقوال
اور افعال کے مخزن اور مصدر ہین اوسیوقت اچھی طور پر استعمال کی جا سکتی ہین
کہ جب اخلاقی قوانین اور ضوابط کا علم ہو ہر ایک فرد انسان پر لازم اور واجب ہی
کہ اخلاقی قواعد سے اگر پورے طور پر نہین تو بالجزئیت توضرور ہی واقفیت اور مہارت
پیدا کرے تاکہ اون اغلاط اور اسقام کے حدوث اور طوق سے کہ جو عدم واقفیت کی
صورت مین ظہور پذیر ہو سکتی ہین مامون اور مصئون رہے اہل ہندوستان کی
اخلاقی طاقتون مین اسیواسطے ناطاقتی اور کمزوری کے ترقی ہے کہ اونھین اخلاقی
طاقتون کو اسقدر ضروری اور عزیز خیال نہین کیا جاتا کہ جسقدر اونکا استحقاق
ہے ہماری توجہ کا اسقدر وزن اور مقدار نہین کہ جو ہماری اخلاقی طاقتون اور
مورل ضرورتون کو بوجہ احسن پورا کر سکے مین اس امر کو تسلیم کرتا ہون کہ ہمارے
ملک مین علم اخلاق کو کچھ نہ کچھ عزت حاصل ہی مگر اس قلیل المقدار اعزاز اور
احترام اور توجہ سے اسقدر منافع اور فوائد حاصل ہونے کی امید کہان کہ جسقدر
ضرورت ہی ہمارے ملک مین علم اخلاق کی طرف جسقدر توجہ بھی کیجاتی ہی اوسمین
بھی غلطیان بہت ہین جس سے توجہ مذکور کا عدم و وجود مساوی خیال کیا جاسکتا ہی
ہمارے ملک والون نے اخلاقی طاقتون اور مورل رواز کو اون حدود اور قیود
مین محدود اور مقید کر رکھا ہے کہ جس سے اونکی اغراض مین کمزوری اور دگرگونی
پیدا ہو گئی ہی ہمارے ملک کے مورل اصطلاحین ایسی محدود الفاظ مین بیان
ہوئی ہین کہ جس سے ہمارے حقوق اور فرائض کے پورے طور پر محافظت متصور
نہین ہمارے ملک کا علم اخلاق خفیف خفیف باتون سے منسوب کیا گیا ہی کہ جو
مورل لائف کے حاصل کرنے کے واسطے کافی نہین ہی ملک کا فرض ہے کہ مورل
اغراض کے انجام اور انصرام کے واسطے اون وسیع اور مضبوط اخلاقی اصولون سے

واقفیت اور مہارت پیدا کریں کہ جو ہمارے اور ہمارے ملک اور اغراض اور ضروریات اور حالات کے موافق ہوں۔

وسعت علم اخلاق

یہ بات اظہر من الشمس و ابین من الامس ہے کہ دنیا کے ہر ایک معاملہ اور قضیہ مین مرور دہور کے باعث اس اس قسم کے تبدلات اور تغیرات واقع ہوے ہین کہ اونکی اصلی ہیات اور کیفیات مین ایک دگرگونی اور انقلاب معلوم ہوتا ہی جو معاملات اور اقضیہ کسی وقت مین نہایت وسیع الحالت اور بارونق و کمالیت تہی وہ دوسرے وقت یا زمانہ مین اسقدر قصیر الحالت اور محدود اور بے رونق ہو گئے کہ اونکی ذاتی کیفیات اور حقیقی تاثیرات کا معلوم ہونا ایک دشوار امر دکہائی دیتا ہے برخلاف اسکے بعض معاملات اور قضایا اس قسم اور وضع کی ہین کہ جو اپنی ابتدائی حالت کے لحاظ سے محدود اور بے رونق تھی مگر ایک زمانہ گذرنے پر اونکی حالتین اسقدر اور ایسی ترقی ہوئین کہ گویا اونکو اعلی درجہ کا کمال حاصل ہوگیا یہ کچھ ضرور نہین ہے کہ ہر یک معاملہ اور قضیہ کی حالتین اور صورتین تمام ملکون مین ایک ہی دفعہ تبدل اور متغیر ہو جائین عام اس سے کہ وہ تغیر اور تبدل کسی قسم مین داخل ہو یا ہر ایک معاملہ کے تغیر اور تبدل کا اثر ہر ایک ملک کی قوم پر بالتساوی تقسیم ہو تجربہ اور اسناد تاریخیہ نہایت صداقت سے شہادت دیتے ہین کہ تمام معاملات اور اقضیہ کا تغیر اور تبدل ہر ایک ملک یا قوم مین ایک ہی دفعہ یا ایک صورت پر واقعہ نہین ہوتا بلکہ ہر ایک ملک یا قوم کے معاملات اور قضایا کا (خواہ وہ قضایا یا معاملات اخلاقی ہون یا علمی یا ملکی یا قومی) تغیر اور تبدل مختلف اوقات اور متفرق صور پر واقعہ ہوتا ہی جسوقت ہم اپنے ملک یا قوم کی ابتدائی حالات کو تعمق اور غور کی نظر سے دیکھتے ہین تو وضاحت سے معلوم ہوتا ہی کہ ہمارا ملک یا قوم ابتدائی دلون مین اخلاقی طاقتون اور قواعد کو پوری

عزت اور بزرگی کی نظر سے دیکھتے تھے اور اون طاقتون اور قواعد کے مہارت اور واقفیت
کو ایک ضروری امر خیال کرتے تھے مگر زمانہ کے تغیر اور ملک وقوم کی بے علمی اور قسم قسم
کے باہمی فسادون اور طرح طرح کے خانہ جنگیون اور غفلتون کے باعث اخلاقی طاقتون
اور مورل قواعد مین دن بدن کمزوری اور ناطاقتی اور بے رونقی واقع ہوتی گئی یہانتک
کہ ہم اور ہمارے ملک اور قوم نے اخلاقی قوانین اور مورل طاقتون کو ایسی تعاریف
سے معرفت کیا کہ جس سے اخلاقی قوانین کے واقعی ہیئت مین ہی فرق آگیا اور علم اخلاق
جسقدر وسیع الحالت تھا اوسیقدر اوسکو محدود بحصور کردیا علم اخلاق باعتبار اپنی صورتون اور
مسائل کی نہایت وسیع ہے مگر ہم لوگون نے اوسکو اس قسم کے خاص حدود اور شرائط سے محدود اور مشروط
کر رکھا ہے کہ جس سے اوسکی وسعت مین بالکل فرق آگیا ہے ہم لوگون نے علم اخلاق کو صرف خندہ پیشانی اور خوش
خلقی سے ہی مربوط اور وابستہ سمجھ رکھا ہے حالانکہ یہ دونون باتین علم اخلاق کی جزویات اور افراد مین سے
صرف دو جز ہین یا دو فرد ہین علم اخلاق صرف انہین دو تین باتون سے مربوط اور مشروط نہین ہے بلکہ
صدہا قسم کی اور باتین اور ضروریات بھی ہین جنکا پورا کرنا نہایت ہی ضروری اور
لازمی ہے میرے خیال مین مورل ضرورتون اور اصلاحات کا کلی یا قطعی طور پر
جمع کرنا نہایت ہی دشوار اور مشکل ہے پچھلے زمانون مین اسقدر مورل ضرورتین
نہ تھین کہ جسقدر اس موجودہ زمانہ مین نظر آتی ہین ہو سکتا ہے یا یہ کہ ممکن ہے کہ
آنے والے دنون مین اس سے بھی زیادہ ضرورت ہو جیسے انسانی جماعتون مین
علم اور عقل اور تمیز بڑھتی جاتی ہے ایسی ہی مورل ضرورتون کی تعداد اور ضرورت
زیادہ ہوتی جاتی ہے اس قول کی تشریح کے واسطے شاید اس زندہ نظیر کا پیش کرنا
ناجائز نہوگا کہ ابتک دنیا کے جس حصہ مین پرانی جہالت اور وحشت کا نام و نشان اور
اثر باقی ہے اوسمین بالمقابل اون ملکون اور حصون کے کہ جنمین جہالت اور وحشت
بالکل نہین یا کم ہی یا کمزوری پر ہے مورل ضرورتین نہایت ہی محدود اور کم دکھائی دیتی ہین

اس دیدہ نظیر سے واضح طور پر استدلال ہوسکتا ہے کہ کثرت یا ترقی وحشت اور جہالت سے مورل ضرورتون کی خواہش یا ضرورت بہت ہی کم ہوتی ہے اور ترقی علم و فضل اور فہم و عقل سے مورل ضرورتون کی ضرورت اور مانگ زیادہ ہوتی ہے یہ بات ظاہر ہے کہ اس زمانہ مین وحشت کی ناسبارک آثار محو اور کالعدم ہوتے جاتے ہین اور علم و فضل اور فہم و عقل کو روز بروز رونق اور ترقی ہے لازم ہے کہ ہم مورل ضرورتو کے حاصل کرنے مین اعلی درجہ کی سعی اور کوشش کرین اور جسقدر علم اخلاق وسیع ہے اوسیکے موافق ہماری کوششون اور مساعی کا پلہ ہو تاکہ ہم اور قومون کیطرح سچے خلیق اور مہذب بنین

تبدیل اخلاق

اس امر مین فلاسفرون اور حکیمون کے آپسمین مدت سے بحث ہے کہ آیا بدل یا تبدیل اخلاق ممکن ہے یا نہین بہت سے فلاسفر اور حکیم مثل پلوتارخ صولون اور طوکیدیدیس اس بات پر متفق ہین کہ بعض اخلاق نیچرل یعنے طبعی ہین اور بعض ان نیچرل یعنے دوسرے سببون سے پیدا ہو کر نیچرل اخلاق کیطرح محکم اور مضبوط ہو جاتے ہین اور بہت سے فلاسفر مثل فرلویس ارسطاطالیس اور قراطس وغیرہم کا یہ مذہب ہے کہ تمام اخلاق نیچرل ہین اونکا اون نیچرل ہونا غیر ممکن ہے اور بعض حکیم مثل فیثاغورس اور فرزانہ لاذری یہ مذہب رکھتے ہین کہ کوئی خلق نہ نیچرل ہے اور نہ مخالف نیچر ان حکیمون کا یہ خیال ہے کہ انسان کی خلقت ایسی طور پر واقع ہوئی ہے کہ ہر ایک خلق کو جب چاہتا ہے خواہ بآسانی اور خواہ بدشواری اپنے مزاج کی خاصیت کی اقتضا سے حاصل کر لیتا ہے حکمائے رواقیان کا یہ قول ہے کہ خداوند کریم نے ہر ایک انسان کو نیچر مین ہر سو نیکی دے پیدا کیا ہے مگر وہ شریرون کی صحبت اور شہوات مختلفہ کے دام مین پھنسکر ایسے بجس اور مخبوط القوی ہو جاتے ہین کہ

اونکے کانشنش یعنے قوت ضمیری مین ذرا بہی طاقت نہین رہتی یہانتک کہ عام باتون کے
حسن و قبح کو بہی دریافت نہین کر سکتے ایک گروہ اور ہی جنکو حکماے اشراقیان کے نام
سے موسوم کرتے ہین اونکا یہ مذہب ہی کہ خدانے انسان کو خبیث الطبع پیدا کیا ہی
سو لینرشن اور نیکی کو بہت وقت اور دشواری سے قبول کرتا ہی کبہی کوئی انسان
جو اصلاح پذیر ہوکر سویلیزد بن جاتا ہی تو یہ مختلف صحبتون اور لوگون کے مختلف الحالت
عمدگیون اور نیکیون کا اثر ہے نئے زمانہ کے حکیم اور فلاسفر مثل نیوتن اور بیکن اور
سکالی وغیرہم کا یہ مذہب ہی کہ اخلاق کا تغیر یعنے نیک سے بد اور بد سے نیک
ہونا ممکن ہے اوپر کی سطرون مین امکان تغیر اخلاق کی نسبت جسقدر مذاہب بطور
خلاصہ بیان ہوے ہین اون سب مین سے اخیر کا مذہب میرے خیال مین ایک ایسا
مذہب ہی کہ جو تقاضاے لازاُقت نیچر اور دنیا کے پُرانے سے پُرانے تجربون
اور انسانی جماعتون کے واقعی حالات کی تصدیق یا تائید کرتا ہی باقی مذاہب اُن
ضروری باتون کو پورا نہین کرتے بلکہ اونکی تکذیب کرتے ہین گو ان مذاہب کے
بانی سبانی فلاسفر اور حکیم مزاج لوگ ہی ہین مگر یہ بات کچھ ضروری بہی نہین ہے
کہ ایک مذہب کو باوجود اسکے کہ اوسپر کوئی سچی شہادت قائم نہین ہو سکتی صرف
اسواسطے قبول کیا جاوے کہ اوسکا بانی ایک فلاسفر یا حکیم ہے اگر کوئی شخص کسی امر کو
باوجود اسکے کہ وہ کمزور اور ضعیف ہی صرف اسواسطے تسلیم کری کہ وہ کسی حکیم یا فلاسفر
کی طرف منسوب ہی تو اوسکو ہم کسیصورت مین عقیل اور دور اندیش نہین کہہ سکتے قبل
اسکے کہ ہم مذہب اخیر کو ایراد و دلائل قطعیہ اور براہین یقینیہ سے پایۂ ثبوت پر پہونچائین
ضروری اور مناسب معلوم ہوتا ہی کہ باقی مذاہب کے مصوون عن الاغلاط ہونے پر
مختصر الفاظ مین بحث کرین تاکہ ناظرین کتاب ہذا کو بہی راے زنی کا موقعہ میسر آئے
الف۔ حکیم پلوتارخ۔ صولون افلاطو کیدنس کا یہ مذہب کہ بعض اخلاق طبعی

ہین اور بعض غیر طبعی ہین سے خیال ہین دلائل مندرجہ ذیل کے ایرادسے مخدوش اور
غیر واقعی معلوم ہوتا ہو پہلے اسکے کہ ہین دلائل ضروریہ کو پیش کرون اس امر کو سمجھ لینا
لازم ہے کہ حکماے مذکور نے اپنے قول اور دعوی مین دو لفظ یعنے نیچرل اور ان نیچرل
کو استعمال کیا ہی اور یہ دونوں ایسے لفظ ہین کہ اس موقع پر جنکی التعریف اور تشریح کردینا
دلائل کے سمجھنے کے واسطے نہایت لازم اور ضروری ہے ۔ واضح ہو کہ نیچرل یعنی امور طبعی
وہ امور ہین کہ جو موجودات کی فطرت یعنی سرشت مین داخل ہوں جنکا دور اور زائل کرنا
یا ہونا کسی صورت مین بھی ممکن نہو خواہ کیسے ہی شدید الاثر اسباب بہم پہونچائے جائین
یا یہ کہ خود ہی بہم پہونچ جاوین تب بھی امور مذکور بشرطیکہ فطرت مین داخل ہوں دور
اور زائل نہین ہو سکتے مثلاً سانپ کا کاٹنا ایک طبعی امر یا طبعی خاصہ ہی جبتک کہ
سانپ سانپ رہیگا یا کہ کاٹ کھانے یا ڈسنے کا آلہ باقی رہیگا تب تک یہ طبعی امر یا طبعی
خاصہ دور اور زائل نہین ہو سکتا۔ دوسری مثال یہ ہی کہ آگ کا یہ ایک طبعی خاصہ
ہے کہ وہ ہر یک شی کو اپنے ذاتی حرارت سے جلائے اور کرے جبتک کہ آگ آگ
رہیگی اوسکا یہ طبعی امر یا طبعی خاصہ کسی حالت مین رفع اور دور نہین ہوگا ہان
اگر آگ کو آگ نہ رہنے دیا جاوے تو اوسکا یہ طبعی خاصہ ضرور منفک اور دور ہو جاویگا
تیسری مثال یہ ہے کہ پتھر یا اون شیئوں کا جنکا مرکز اور کرہ نیچے کو ہی یہ ایک طبعی امر
یا نیچرل خاصہ ہے کہ جب اوپر کو پھینکی جاوین تو نیچے کو آئین ایک پتھر یا اوسی قسم کے
کوئی اور چیز لو اور اوسکو اوپر کیطرف پھینکو اگرچہ ہزار فٹ تک اونچی چلی جاوے
مگر اخیر کو نیچے آ ئیگی ۔ چوتھی مثال یہ ہی کہ آگ کا یہ ایک نیچرل خاصہ ہی کہ ہمیشہ
اوپر کو صعود کرے چنانچہ تجربہ سے ثابت ہو گیا کہ ہمیشہ آگ اوپر کو صعود کرتی ہے
اوپر کی ہر چہار مثالوں مین ایسے امور بیان ہوے ہین کہ جو ٹھیک امر طبعی ہین اونکے
دور کرنے کے واسطے اگرچہ کیسے ہی شدید الاثر اسباب بہم پہونچائے جاوین تب بھی

منفک نہین ہوسکتے اور پھر یہ کہ وہ اعلی درجہ کی صداقت مین خاص ملک یا خاص خطہ
سے ہی مخصوص نہین بلکہ اونکا وجود ساری دنیا مین پایا جاتا ہی ان پر تمام چھوٹے
بڑے شہادت دیتے ہین اس موقع پر ضمناً اس بات کو بھی سمجھ لینا چاہیے کہ طبعی
امور کا ازالہ اسواسطے صورت پذیر نہین ہوسکتا کہ اونکے اسباب اس قسم کے ہین کہ
وہ بجای خود زائل نہین ہوسکتے جس امر کے اسباب ہی قابل الزوال نہون وہ کیونکر
دور یا زائل کیا جا سکتا ہی ہر ایک امر کے دور کرنے کے واسطے اعلی درجہ کی یہ تدبیر ہے
کہ اوسکے اسباب دور کیے جائین - امور غیر طبعی وہ امور ہین کہ جو نہ موجودات کی
فطرت مین داخل ہوتے ہین اور نہ دوسرے اسباب کی تہیئہ سے فطرت مین داخل
ہوسکتے ہین انکا عدم اور وجود صرف دوسرے اسباب کے عدم اور وجود پر ہے
موقوف اور منحصر ہوتا ہے -

پہلی دلیل - اگر اس بات کو مان لیا جاوے کہ بعض اخلاق نیچرل ہین تو یہ
استحالہ لازم آتا ہی کہ ایسے اخلاق کبھی اور کسیصورت مین اپنے طبعی امر یا طبعی خاصہ
کو نہ چھوڑین حالانکہ بداہتہً یہ امر ثابت ہی کہ وہ اخلاق کہ جنکو نیچرل قرار دیا جاتا ہی
فطرتی خاصہ چھوڑکر اور محل پر جا پڑتے ہین یہ تبدل اس امر پر صاف شہادت
دیتا ہی کہ کسی صورت مین اخلاق کو نیچرل نہین کہا جا سکتا -

دوسری دلیل - اس امر کو پلو تارخ اور حکماؤن وغیرہ بھی تسلیم کرتے ہین
کہ نفس ناطقہ کو جو گویا انسانی اخلاق کا محصل یا موجد یا محل ہے ترقی اور نقصان
قبول کرتا رہتا ہی کبھی ترقی کی حالت مین ہوتا ہی اور کبھی تنزل مین جبکہ اخلاق کا
محصل یا موجد یا محل نیچرل خاصیت نہین رکھتا تو اخلاق کو کیونکر نیچرل قرار
دیا جاوے جسطرح نفس ناطقہ کو کمال اور نقصان حاصل ہوتا رہتا ہی اسیطرح پر اخلاق
کی حالت متغیر اور متبدل ہوتی رہتی ہے جو مستلزم ہی اس بات کی کہ اخلاق ان نیچرل نہین

تیسری دلیل اگر بعض اخلاق نیچرل ہون تو لازم ہے کہ بلا اسباب خارجیہ ظاہر
ہوجاوین مگر ایسا نہین ہوتا جن اخلاق کو نیچرل قرار دیا جاتا ہی وہ کسی صورت مین
بلا مدد اسباب خارجیہ ظہور پذیر اور کامل نہین ہوتی جبکہ اونکا ظہور اور کمال اسباب
خارجیہ سے مربوط اور وابستہ ہی تو معلوم ہوا کہ ان نیچرل ہین کیونکہ ان نیچرل وہی
اخلاق ہین کہ جنکا ظہور اور کمال اسباب خارجیہ سے وابستہ ہی۔
حکماے مذکور کا یہ قول کہ بعض اخلاق ان نیچرل بھی ہین صحیح ہی مگر اس قول کا
یہ جزو کہ ایسے اخلاق فطرت مین داخل ہوجاتے ہین صحیح نہین ہے۔ ب
پر فریوس اور قراطیس اور ارسطاطالیس کے مذہب کی تردید کیواسطے اوپر
کے ہرسہ دلیلین کافی ہین کیونکہ ان حکیمون کا مذہب بعینہ بلو تارخ اور اصولو
کا مذہب ہی کوئی نیا مذہب نہین۔ ج۔ حکیم فیثاغورس اور حکیم فرزانہ لوزی
کا یہ قول تو بہت ٹھیک ہی کہ کوئی خلق نیچرل نہین ہے لاکن یہ قول کہ کوئی خلق
مخالف نیچر بھی نہین میرے خیال مین مخدوش بہت سی ایسے خلق ہین کہ باوجود
ان نیچرل ہونے کے لا ازاف نیچر کے خلاف ہین اخلاق کا نیچرل نہونا اس
بات کو ثابت نہین کرتا کہ اخلاق لا ازاف نیچر کے مخالف نہون بہت سی ایسے اخلاق
ہین کہ لوگ جنکو ان نیچرل اخلاق خیال کرکے قبول کرتے ہین مگر وہ لا ازاف نیچر کے
مخالف ہوتے ہین حکماے مسطور کا قول مذکور بجنسہ ہی ایسا ہی کہ جیسا ہم کہین کہ
انسان کا کوئی فعل نیچرل نہین ہے اور نہ مخالف نیچر ہے یہ قضیہ بالکل خلاف واقع ہی
اگرچہ انسان کا کوئی فعل نیچرل نہو مگر ہوسکتا ہی کہ انسان کے بعض افعال اقتضاے
قانون قدرت کے مخالف ہون مخالف قانون قدرت سے یہ لازم نہین آتا کہ افعال
مخالف قدرت نیچرل ہوجاوین۔ ج۔ حکماے رواقیان کا یہ مذہب کہ ہر ایک
انسان نیچر ہی مین سولیز ڈ پیدا کیا گیا ہی ایک کمزور اور ناقص الاصول اور

ضعیف البنیاد مذہب ہی کوئی انسان نیچرل طور پر نہ سولیزڈ پیدا کیا گیا ہی اور نہ ان سولیزڈ انسان کی حالت ان دونون سے الگ اور جدا ہی کیا ہم بچہ کو کہہ سکتے ہین کہ وہ سولیزڈ ہی یا ان سولیزڈ نہین اوپر ان دونون شقون مین سے کسی شق کا اطلاق نہین ہوسکتا انسان کا دنیا مین پیدا ہوکر سولیزڈ یا ان سولیزڈ بننا ایک معقول مدت اور عرصہ کے بعد ہوتا ہی ولادت کی بعد ہی اوپر سولیزش یا ان سولیزش کا فتوی نہین دیا جاسکتا دنیا مین پیدا ہوکر سولیزد ان سولیزد بننا اون اسباب کی بہم پہونچانے یا عمل مین لانے سے ہوتا ہی کہ جنکو خود دنیا دارون نے سولیزد یا ان سولیزڈ بننے کے واسطے وضع کر رکھا ہے اگر دنیا دارون کے مقررہ یا موضوعہ قواعد اور اصولون پر عمل نہ کیا جاوے تو کسی شخص کو سولیزڈ یا ان سولیزڈ کی ڈگری نہین دی جاسکتی اگر انسان نیچرل طور پر سے سولیزڈ ہو تو لازم ہے کہ اوسکے دل سے سولیزش کے خیالات کبھی بھی دور نہون کیونکہ اگر سولیزش انسان کا نیچرل خاصہ ہے تو ضرور ہے کہ اور خواص نیچرل کیطرح وہ بھی زائل اور دور نہو مگر تجربہ شہادت دیتا ہے کہ جن اخلاق کو نیچرل اخلاق قرار دیا جاتا ہی وہ بھی زائل اور دور ہو جاتے ہین جبکہ اونکی حالت ممتنع الزوال نہین ہے تو پھر اونکو کیونکر نیچرل کہا جاوے شریرون کی صحبت اور شہوات مختلفہ کے اثر اسقدر زور آور نہین ہین کہ نیچرل خاصہ کو دور کر سکین نیچرل خواص کے لازمی ساتھ ممتنع الزوال ہوتے ہین اونکو ایسی شئین کہ جنکے اسباب قابل الزوال اور ضعیف الاثر ہون کیونکر دور اور منفک کر سکتے ہین بڑی حیرت اور تعجب کی بات ہی کہ انسان نیچرل سولیزڈ ہو اور شریرون کی صحبت اور شہوات مختلفہ کی تاثیر سے اوسکے کانشنس یعنے قوت ضمیری اسقدر سن اور بیحس ہو جاوے کہ حسن و قبح مین تمیز نہ کر سکے یہانتک کہ عام باتون کے سمجھنے سے بھی عاری ہو جاوے نیچرل خاصہ کی مثال آفتاب کی مثال ہے اگرچہ اوس پر خارجی اسباب کے اثر دن کا بادل کیون ہو

نہ چھا جاے تب بھی اور سکے کہ نہین کبھی نہ کبھی ظاہر ہوتی رہینگی افسوس حکماے رواقیان
نے اس ضروری مسئلہ پر بالکل غور نہین کی اوہام کو ہی ایک مذہب قرار دے لیا-

د- حکماے اشراقیان کا قول ہے کہ خدا نے انسان کو ان سولیزڈ پیدا کیا ہے
یہ مذہب بھی سراسر لغو اور لیوچ ہے اگر خدا نے انسان کو ان سولیزڈ پیدا کیا ہو تو
اس سے لازم آتا ہی کہ انسان کبھی بھی سولیزڈ نہ ہو کیونکہ جب ان سولیزیشن ایک
نیچرل خاصہ ہے تو وہ کیونکر ازالت پذیر ہوگا فطرتی خاصے تو ممتنع الزوال اور
مضبوط الانبیہ ہوتے ہین وہ کیونکر دور ہو سکتے ہین مگر ہم دیکھتے ہین کہ ان سولیزڈ سے
آدمی سولیزڈ بن سکتا ہی اہل فضیلت کی کشش اور صحبت نیچرل نہین ہوتے وہ
نیچرل ان سولیزیشن کو کیونکر دور کر سکتی ہی اور دوسرا اس سے خداوند کریم کی عدالت
اور حکمت پر ایک بڑا بھاری اعتراض وارد ہوتا ہی اور یہ بات ظاہر اور مسلم ہے کہ
خدا کی عدالت اور حکمت پر گرفت نہین ہو سکتی زمانہ حال کے فلاسفر مثل لارڈ مکالی
بیکن اور نیوٹن کا یہ مذہب کہ اخلاق کا تغیر یعنے بد سے نیک اور نیک سے بد ہونا
ممکن ہے بالکل صحیح اور درست مذہب ہی فلاسفران مذکور کا خیال مذکور ایسا صاف
اور بدیہی الصداقت ہی کہ بلا ایراد دلائل بھی مانا جا سکتا ہی انسان کا اکسپیرینس یعنے
تجربہ اس بات پر زور سے شہادت دیتا ہی کہ اخلاق کا تغیر اور تبدل ممکن ہے
جب ہم خود ذاتی طور پر اپنے ہی تجربہ پر خیال کرتے ہین تو قبول کرنا پڑتا ہی کہ ہمارے
وجود مین ہی ایک ایسی حالت موجود ہی کہ جسکے وجود سے تغیر اخلاق کا مسئلہ معقول
اور سچا معلوم ہوتا ہی تجربہ دو قسم کا ہوتا ہی ایک وہ جو اپنے ذات ہی سے مربوط ہو
اور دوسرا وہ کہ جو مسموعات سے متعلق ہو یہ دونون قسم کے تجربے مسئلہ مذکور کو ایک
عمدگی سے ثابت کرتے ہین ہر ایک انسان پر زندگی مین کئی ایک وقت آتی ہین ایک
وقت ایسا آتا ہی کہ بد سے بد اور برے سے برے خیال کی پیروی کرتا ہی اور ایک وقت

ایسا آتا ہی کہ اوس پہلے خیال کو بد اور برا جانکر بالکل ترک کر دیتا ہی ایک وقت ایسا ہوتا
ہے کہ ایک انسان ادنی درجہ کا سولیزڈ ہوتا ہی اور دوسرے وقت مین وہ ہی انسان اعلی درجہ
کا سولیزڈ بن جاتا ہی یہ ذاتی تجربہ بالوضاحت ثابت کرتا ہی کہ انسان کے اخلاق متغیر
ہین علی ہذا القیاس سموعی تجربات ثابت کرتے ہین کہ اخلاق کا تغیر ممکن ہی تاریخین
بھری پڑی ہین تشریح کی کچھ ضرورت نہین ہر ایک ملک اور قوم مین سے صدہا کیا
ہزارون اس قسم اور اس حالت کی آدمی ہونگے کہ جنکے اخلاق کا تغیر و تبدل آفتاب
نیمروز کیطرح روشن اور ثابت ہی بعض امور اس قسم کے ہوتے ہین کہ وہ ایک ہی
طرح سے ثابت ہوسکتے ہین مگر یہ مسئلہ ایسا صاف اور بدیہی المصداقت ہی کہ ہر ایک
پہلو سے ثابت ہی تمام دنیا اس امر پر شہادت دیتی ہے جو لوگ اسکے مخالف ہین
خود اونکو ہی اپنے زندگی مین بارہا ایسا اتفاق پڑا ہوگا کہ اونکے اخلاقی حالت ایک
پہلو سے دوسرے پہلو پر پلٹی کھا گئی بعض امرون کو لوگ اسواسطے نہین مانتے کہ
ان پر بدیہی طور پر شہادت قائم نہین ہوسکتی مگر یہ امر اس قسم کا نہین ہے کہ اسکو
اس آڑ مین چھوڑ دیا جاوے اسپر تو اس قسم کی بدیہی شہادتین قائم ہوسکتی ہین کہ
کسی اور امر پر اس طرح پر قائم ہونا ناممکن ہے اس سے زیادہ اور کیا بدیہی شہادت
ہوگی کہ ہر ایک انسان پر اخلاق کے تغیر اور تبدل کی حالت وارد ہوتی ہی دنیا مین
لاکھون ایسے بشر ہین کہ جنکا وجود اور ذات ہی اس امر کے اثبات کے واسطے ایک زندہ
نظیر اور سچی شہادت ہی جب ہر ایک انسان اپنے ذات مین ہی مسئلہ مذکور پر شہادت
حاصل کر سکتا ہی تو پھر بیرونی شہادتون کی کیا ضرورت ہی ہمارا یہ تجربہ علم الیقین
نہین بلکہ عین الیقین ہے جب ہمنے بارہا اپنے آپ کا ہی یہ حال دیکھا ہی کہ اخلاق
متغیر ہوتے رہتے ہین تو پھر مسئلہ مذکورہ کے عین الیقین ہونے مین کیا شک و شبہہ ہے
تجربہ سے اور پھر وہ تجربہ جو کثیر الوقوع ہو صاف ثابت ہی کہ اخلاق کا تغیر و تبدل ممکن ہی

اگر ناممکن ہو تو پہر اس امر مین کیا شک وشبہ ہی کہ دنیا کی ساری عبرتی نمونون اور مفید واقعات اور تمام ناصحین کی نصیحتون اور ساری مذہبی اصولون اور ریاضتون اور عبادتون اور تعلیمات اور ترتیب کی حالت بالکل غیر مفید اور لغو ہی کیونکہ جب اخلاق کا تغیر اور تبدل ہی دشوار اور ناممکن ہے تو پہر اون سب باتون کی کیا ضرورت ہے

انسان کی طبیعت پر تربیت کا اثر

علم اخلاق کا ایک حصہ تربیت سے بہی علاقہ رکھتا ہی اسواسطے لازم اور ضروری ہی کہ آثار تربیت کی بابت بہی بحث کیجاے تاکہ ناظرین کتاب ہذا اس ضروری الاظہار شق سے محروم نہ رہین اصلی مقصد کے شروع کرنے کی پہلے ہم ناظرین و مطلعین کتاب ہذا پر اس بات کا ظاہر کرنا ضروری خیال کرتے ہین کہ انسان کی طبیعت کسی قسم کے اثر قبول کرنے کی طاقت رکہتی ہے یا نہین واضح ہو کہ خداوندکریم نے انسان کی طبیعت مین دو قسم کی طاقتین ودیعت کر رکھی ہین ایک کو طاقت موثرہ کہتے ہین اور ایک کو طاقت متاثرہ - طاقت موثرہ وہ طاقت ہی کہ جو اورون پر اثر کرتی ہے اور طاقت متاثرہ وہ طاقت ہی کہ جو اورون کا اثر قبول کرتی ہے ہمنے ان دونون کے وجود پر تجربے اور ذاتی شہادتون سے استدلال کیا ہی انسان کے طبیعت قدرتی طور پر اس امر کی طرف مائل ہے کہ مختلف الحیثیت اثرون کو اون طبیعتون سے قبول کراے اور آپ قبول کرے جب انسان کسی شی کو دیکھتا یا سنتا ہی تو اوسکی صورت اور حالت کو سمجھ کر عام اس سے کہ وہ سمجھ موافق واقعہ ہو یا کہ مخالف واقعہ اپنے دل مین ایک نتیجہ پیدا کرتا ہے اور اوس نتیجہ سے اثر قبول کر کر متاثر ہوتا ہے بعض انسان کسی کلام کے سننے سی اسقدر متاثر ہوتے ہین کہ اونکی حالت ہی شہادت دیتی ہے جیسا کسی کلام کے سننے سے انسان کی طبیعت پر اثر پڑتا ہی ایسا ہی کسی شی کے دیکھنے سی اثر ہو جاتا ہی بلکہ کئی دفعہ رویت سماع سے زیادہ تر موثر ثابت ہوئی ہی

انسان کا کسی دردناک موقع پر متاثر ہوکر مغموم ہوجانا یہ بات یاد دلاتا ہی کہ ضرور انسان
پر اثر پڑتا ہے جس سے اوسکے حالت دگرگون اور منقلب ہوجاتی ہے یہ کچھ ضرور اور لازم
نہین کہ انسان ہمیشہ عارضی باتون سے ہی متاثر ہوا اور اوسپر ایسی باتون کا ہی اثر
پڑے کہ جو کسی رنجش یا مصیبت کا باعث ہون - نہین یہہ بات مان لیگئی ہے کہ انسان
ایسی باتون سے بہی کہ جنسے اوسکے اصلاح اور تربیت متصور ہے ایک زور کے ساتھ اثر
قبول کرتا اور کراتا ہی جب انسان کی طبیعت اثر قبول کرنے اور کرانے کی طاقت رکہتی
ہے تو یہ بات قابل اظہار ہی کہ انسان کی طبیعت پر تربیت بڑی زور سے اثر کرتی ہے
اگر انسان کی تربیت اچہی ہو تو اوسکا نتیجہ بہی اچھا پیدا ہوگا اور اگر تربیت ناقص اور
غیر معقول ہوی تو نتیجہ بہی ناقص اور برا ہوگا - انسان سے زمان آیندہ مین جسقدر
قول و فعل سرزد ہوتے ہین اون سب مین ایک شدت کی ساتھ بالجزئیت تربیت
کا اثر موجود ہوتا ہی تربیت انسان کے اقوال اور افعال پر بڑا اثر رکہتی ہی تربیت
ہونے کے زمانہ مین انسان اپنی ذات پر اوسکو چندان موثر خیال نہین کرتا مگر جب
تربیت کا زمانہ ختم ہوجاتا ہی تو سب کام اور باتین اوسیکے سانچے مین ڈہل کر نکلتی
ہین جب انسان پر تربیت بہت زور سی موثر ہی تو لازم ہی کہ اوسکے اصلاح اور درستی
مین کوشش کیجاوے تربیت کا لفظ اس بات کو ثابت نہین کرسکتا کہ اوسکے حالت
معقول ہی ہوا کرتی ہے ثابت ہوچکا ہی کہ بعض اوقات تربیت انسانون کے حق مین
بالکل مضر اور نقصان رسان ثابت ہوئی ہے اصل مین پوچہو تو انسانون کی خرابی
اور بدی کا زمانہ تربیت کی غلطی سے ہی شروع ہوتا ہی بعض وقت ایک تربیت کو مفید
خیال کیا جاتا ہی مگر اصل مین اوس قسم کی تربیت مضر اور ناقص ہوتی ہی تربیت کے
اصولون کے غلط فہمی یا غلط بیانی سے تربیت کا برے سے ہی نہونا بہتر ہے کسی دوا
یا علاج کا مضر پڑنا بہ نسبت دوا نہ دینے یا علاج نہ کرنے کے مفید نہین ہوا کرتا اگر کسی دوا

نے مریض کی حالت کو بگاڑ دیا ہے تو اس سے یہ بہتر ہی کہ اوس مفرد دوا کو استعمال ہی نہ کیا جاوے اگر کوئی تربیت اپنے اصولون کی حیثیت یا اعتبار سے لوگون کے حق مین مضر اور غیر مفید ہی تو لازم ہے کہ اوس سے کلیتاً احتراز کیا جاوے جیسا اچھی تربیت انسانون کے حق مین موثر ثابت ہوئی ہے ایسا ہی بری تربیت کو موثر مانا گیا ہی ہر ایک فعل جو انسان سے صادر ہوتا ہی چار صورتون سے خالی نہین - اول یہ کہ باعث انسانون کے کامون کا اکثر میل طبیعت یا عادت یا تعصب یا مخالفت ہوتی ہے - دوم یہ کہ انسان ایک کام کے کرنے یا نہ کرنے کو اپنا فرض خیال کرتا ہے - سوم بیم و امید عاقبت کے بھروسہ پر - چہارم اولی العزمی اور خواہش زر یا نیک نامی اور آسایش کے واسطے -

یہ ہر چہار صورتین تربیت سے علاقہ رکھتی ہین ان چارون مین کوئی ایسی صورت نہین کہ جسمین ابتدائی یا بچپن کی تربیت کو وقعت اور دخل نہ ہو ہر ایک صورت کا شروع یا ظہور ابتدائی یا بچپن کی تربیت سے ہوتا ہی اگر تربیت مین اون باتون کو جنکو ہمنے اوپر کے جملون مین بیان کیا ہے ملحوظ رکھا جائے تو انسان کی بہتری اور نیکنامی کا ذریعہ ہو سکتے ہین ہمنے انسانی افعال کو چار صورتون پر تقسیم کیا ہی اب یہ بات ظاہر کرنا چاہتے ہین کہ اون چار صورتون سے انسان کی حالت پر کیونکر اثر ہوتا ہے - پہلی بات اور صورت کی تشریح یون ہے کہ اگر ہم کسی انسان کی تربیت مین تعصب یا مخالفت کو امور تربیت کا ایک جزو قرار دینگے اور اوسکو ایسے پہلو پر لگائینگے کہ جس سے اوسکی حالت مین تعصب اور مخالفت یا کسی کی کاوش کا دخل ہو جائیگا تو اوسکے افعال اور اقوال سب کے سب ایسی ہی صورتون اور حالتون سے معمور ہونگے تمام کامون مین تعصب اور مخالفت کا اثر پایا جائیگا جب کسی آدمی کے دل مین بچپن سے ہی تعصب یا کسی کی مخالفت کا خیال پیدا ہو جاتا ہی

تو آنے والے زمانہ یا عمر کے سارے خیالات اور کام اونھین سے معمور ہوتے ہین
ایسی صورت مین انسان خیال کر لیتا ہے کہ تعصب یا مخالفت آمیز کامون کا کرنا ہی
عمدہ تربیت کا نشان ہی اوسکے خیال مین یہ بات مرکوز ہو جاتی ہے کہ لوگون کے ساتھ
انھین اصولون کی مدد سے برتاو کرنا لازم ہی یہی اصول ہین کہ جس سے اخلاقی زندگی
اور عام رضامندی کی نعمت حاصل ہوتی ہے اس قسم کے کمزور خیالات صرف
اسواسطے پیدا ہوتے ہین کہ لوگون کو تربیت کی زمانہ مین اونکے حسنت اور خوبی کا
تعین ہوتا ہی الیا یقین جو تربیت کے زمانہ مین تربیت کی اصولون سے آمیزش
رکھتا ہو انسان کے حق مین بہت مضر ثابت ہوا ہی ہر ایک مدبر اور اندیش انسان کو
لازم اور واجب ہی کہ تربیت کے زمانہ مین اس قسم کی باتون اور اصولون کو تربیت
مین داخل نکرے اور جس شخص کی تربیت ہوتی ہو اوسکے دل پر بھی اس قسم کے
مضر خیالات کا اثر اور گذر نہ ہونے دے اوسکو زور سے اس بات کا قائل کرنا لازم
ہے کہ اس قسم کے خیالات انسانیت اور اخلاق کے زندگی کے خلاف ہی نہین بلکہ
اعلی درجہ کے نقصان رسان ہین انسان کی تربیت مین صرف سچے اصولون کا شامل
کرنا لازم ہے اونمین کسیکی مخالفت یا تعصب کو ہرگز دخل نہ دینا چاہیے ہمارے
تربیت کے اصول لوگون کی مخالفت سے بالکل مصئون اور محفوظ ہونی چاہیے
اونمین صرف انسانیت کی اصولون اور ضروریات کی تعلیم درکار ہے جب کوئی آدمی
صرف انسانیت کی اصولون کے تربیت حاصل کرکے ہوشیار ہوگا تو اوسکی ذات مین
شرارت کے خیالات کا اثر اور نام بھی نہ ہوگا اوسکا جو کام ہوگا اونمین سادگی اور سچائی
کا بہت زور ہوگا اگر ہم تربیت کی زمانہ مین انسان کو برے اصولون اور تعصبی باتون
سے مانوس نہ بنا دین گے تو یقیناً اوسکے واسطے ایک صاف اور سیدھا راستہ کھول
دینگے کہ جسپر کوئی بھی اخلاقی اعتراض وارد نہوگا اور انسان کی ساری عمر نیک نیتی اور

سادگی سے گذر جائینگے جو اور انسانون کے واسطے بھی ایک عمدہ نمونہ ہوگی اور خود اوسکو
اور اورون کو آرام اور آسایش بھی رہیگی انسانی دقتون اور مصیبتون کا شروع تربیت
کی خرابی سے ہی ہوتا ہے اگر تربیت کی اصول ابتر اور خراب ہون تو کوئی بھی مشکل
پیش نہ آوے تربیت کی زمانہ مین انسان کا کسی فعل یا خیال کی جانب میل طبیعت
ہوجانا یا کسی عادت کا پڑجانا بھی تربیت مین داخل ہے میل طبیعت اور عادت
بھی تربیت کی زمانہ مین شروع ہوتی ہی اکثر عادتین اور میل طبیعت تربیت دینے والون
کی غلطی اور لاپروائی کا نتیجہ اور اثر ہوتا ہی تربیت دینے والی اکثر عادتون اور میل
طبیعت کی نگرانی اور اصلاح نہین کرے اسواسطے اکثر نوجوان اونکو سلسلہ تربیت مین
ہی شمار کرنے لگ جاتے ہین نوجوانون کو اس امر کا یقین ہوجاتا ہی کہ اگر یہ میل طبیعت
یا یہ عادتین معیوب ہوتین تو اونکی بابت تربیت کرنے والے یا اصلاح کنندگان موقع
گرفت کیون نہ کرتے تربیت کرنے والون کے بڑی غلطی ہے اور لاپرواہی بھی انسان
کی پچھلی عمر کے واسطے آفت کا اثر پیدا کرتی ہے تربیت کی زمانہ مین انسان کو کسی عادت
کا خوگیر ہوجانا یا کسی امر کی جانب طبیعت کا میل ہونا کوئی مشکل امر نہین ہی ہر ایک
انسان تربیت کی زمانہ مین کوئی نہ کوئی عادت یا کسی نہ کسی امر کی جانب میل طبیعت
حاصل کرسکتا ہے جب کسی انسان کو تربیت کی زمانہ مین یہ دونون باتین حاصل
ہوجاتی ہین تو تربیت کی مابعد زمانہ مین جو گویا شجر التربیت کی پھل لانے کا وقت
ہوتا ہی اونپر عملدرآمد شروع ہوتا ہے تربیت کے زمانہ مین جو عادت پڑگئی ہو یا جس
شے کی طرف طبیعت کا میل ہوگیا ہو وہ ہی عادت یا وہ ہی میل طبیعت ہمیشہ کی واسطے
ساتھ رہتا ہے انسان خواہ کتنا ہی دور اندیش اور دانا ہو کسیصورت مین اپنی
عادت سے باز نہین رہ سکتا البتہ بعض اوقات مین میل طبیعت کی صورت محو
یا دور ہوسکتی ہے سو یہ نادرات مین سے ہی تربیت کی زمانہ مین جو جو عادتین انسان

اکثر نوجوانون کی عادتون یا میل طبیعت یا اصلاح طبیعت کی اصلاح و نگرانی کو ضروری نہین خیال کرتے زمانہ تربیت کی ادنی غلطی -

کی طبیعت پر نقش پکڑ جاتے ہین یا جن جن باتون کی طرف انسان کی طبیعت مائل
ہوجاتی ہے وہ اپنی ابتدائی حالت مین واضح طور پر معلوم نہین ہوتین تربیت
دینے والی اونکو دیر پا خیال نہین کرتے جانتے ہین کہ یہ عادتین خود بخود دور ہوجائینگے
مگر اونکا ایسا سمجھنا اعلی درجہ کی غلطی ہے کوئی ایسی عادت یا کوئی ایسا میل طبیعت
جو انسان کے دل مین متمکن ہوگیا ہو جلدی اور آسانی سے دور نہین ہوسکتا
تربیت دہندون کا فرض ہے کہ تربیت کے زمانہ مین ہی اونکی ازالت مین مناسب
کوشش کرین کسی انسان کی طبیعت کا مغلظات استعمال پر تربیت کے زمانہ مین
مائل ہوجانا تربیت دہندون کو اس امر کی طرف رجوع دلا سکتا ہے کہ یہ استعمال
کسی دن کو خود بخود دور ہوجائیگا مگر یہ ارجاع اور تسلی تجربہ کے خلاف ہی تجربہ گواہی
دیتا ہے کہ ایسی عادتین اکثر انسانون کی طبیعتون سے دور بھی نہین ہوا کرتین
انسانی جماعتون مین بہت ایسے انسان بھی ملینگے کہ جو باوجود تربیت یافتہ ہونے کے
اپنی بعض عادتون سے تمام عمر تنگ اور مجبور اور مطعون رہتی ہین ایسے انسان
تربیت خانون مین تو ضرور کسی وقت داخل ہوئے یا گئے ہونگے مگر اوس زمانہ کے
بعض عادتین تمام عمر ساتھ لگی رہین بہت سی ایسے تربیت یافتہ انسان بھی ہین کہ
جو اعلی درجہ کے سخت مزاج اور بدخلق ہین ایسے انسانون کے اعلی درجہ کی سخت مزاجی
اور بدخلقی تربیت کے زمانہ کا ہی سرمایہ یا اندوختہ ہوتی ہے تربیت دہندون کی
جانب سے تربیت کے زمانہ مین اوسکی درستی اور اصلاح نہین ہوتی اسواسطے وہ تمام
عمر سایہ کی طرح ساتھ لگی پھرتی ہے جن لوگون کو اس قسم کے مکروہ عادتین پڑجاتی ہین
یا جنپر سخت مزاجی اور بدخلقی کا اطلاق ہوتا ہے اونکا چندان قصور نہین ہوتا۔
تربیت دہندگان کی غفلت اور لاپروائی کا ہی ثمرہ اور نتیجہ ہوتا ہے اگر تربیت دہندون
کے جانب سے تربیت کے زمانہ مین کامل نگرانی یا اصلاح ہوتی تو اونکی عاقبت نہ بگڑتی

جن عادتون پر یہہ جملہ اطلاق ہوتا ہے کہ العادۃ لاترد الا بالموت وہ یہی
عادتین ہین کہ جو تربیت کے زمانہ سے ساتھ لگی آتی ہین اور جنکو انسان اپنی تربیت
کے اصولون مین سے ایک اصول اور تہذیب کے اجزا مین سے ایک جزو خیال
کرتا ہے تربیت کے زمانہ مین انسان کا لوگون کی شکایت کرنا یا لوگون کے ساتھ
بدخلقی سے برتاو کرنا یا اسیطرح پر اور بری باتون کو اچھا سمجھ کر استعمال مین لانا
اور پھر اونکی بابت تربیت دہندہ کو مزاحم یا مانع ہوتے نہ دیکھنا اس بات کی علامت
یا پیشین گوئی ہے کہ وہ بری عادتین جنپر تربیت کے زمانہ مین تربیت دہندون کے
طرف سے کبھی بھی گرفت یا نکتہ چینی نہین ہوئی ہمیشہ ثابت اور قائم رہینگے اور اونکی
بابت ضرورتاً کہنا پڑیگا کہ ایسی عادتین اور میل طبیعت وقوع موت کے ساتھ دور
ہونگے دانا اور دور اندیش تربیت دہندگان پر لازم ہی کہ تربیت کے زمانہ مین ایسے
عادتون کی اصلاح کرتے جائین تاکہ پچھلے زمانہ مین تربیت پر داغ نہ لگے اگر تربیت
کے زمانہ مین اس قسم کی بری یا مذموم عادتون کی اصلاح نہ ہوتی رہیگی تو تربیت کا
اثر بالکل ایک بڑا اثر ظاہر ہوگا تربیت کے زمانہ مین بری عادتون کی اصلاح بہ نسبت
پچھلے زمانہ کے بہت سہل اور آسان ہی تربیت کے بعد بری عادتون کا دور کرنا
سخت دشوار اور مشکل ہو جاتا ہی ہر ایک امر اوسی حد تک آسانی سے درست
کیا جا سکتا ہی کہ جب تک اوسکی درستی یا اصلاح کا زمانہ موجود ہی جب کسی امر کی
اصلاح یا درستی کا زمانہ گذر جاوے تو پھر اوسکا آسان اور سہل طور پر درست کرنا
دشوار ہو جاتا ہی تربیت کا زمانہ امور اور ضروریات تربیت کی واسطے قدرتاً موزون
ہوتا ہے جو کچھ درستی یا اصلاح کرنی ہو اوسے موزون زمانہ مین کرنی چاہیے۔
دوسری شق کی تشریح یون ہے کہ جب تربیت کے زمانہ مین انسان کے دل مین
بعض امور کا کرنا یا نہ کرنا فرائض اور ضروری ضروریات سے مرکوز ہو جاتا ہے

تو اونکی بھلائی یا برائی پر نظر نہین رہتی بہرحال یہی بات ضروری معلوم دیتی ہی
کہ اونکو کسی نہ کسی طرح کیا ہی جاوے تربیت کے زمانہ مین کسی تربیت پانے والے
انسان کے دلمین اگر یہ بات مرکوز ہوجاوے کہ ہمیشہ اپنے سے دوسرے لوگون کو
حقیر ہی جاننا لازم ہے تو تربیت کے بعد بھی اوس بُری خیال کا استعمال ایسے شخص کو
ضروری بے معلوم دیگا جو شخص کسی بات کو فرضی یا ضروری سمجھ کر کرتا ہی اوپیر
اوس بات کی قباحت یا بھلائی نہین کھلتی کسی شے کا محمود یا مقبوح ہونا اوسیصورت
مین معلوم ہوسکتا ہے کہ جب اوسے بہر ضرورت اور فرضیت سے الگ ہوکر غور
کیجائے وہمی ضرورت اور فرضیت کبھی حق کو نہین پہونچنے دیتے اگر ایک لڑکے کو
خوب طرح سمجھایا جاوے کہ فلان بات کا کرنا یا نہ کرنا فرض ہے اور اوسکے دل مین بھی
اوسکی فرضیت کا یقین ہوجاوے تو وہ لڑکا کبھی بھی اوسکی برائیون اور بھلائیون
پر غور نہ کریگا غور کسی طرح پر کرے وہ تو اوسکی بابت بولنا ہی گستاخی خیال کرتا ہی
اوسکو لاکھ سمجھاؤ کہ دیکھو بابا بداہتہً فلان امر یا فلان اصول کی بُرائی ثابت ہی
وہ کبھی خیال بھی نہ کریگا بلکہ تیور چڑھاکر کہہ اوٹھے گا کہ مین اسکا کرنا یا نہ کرنا فرض
فرض خیال کرتا ہون لاکھ برائیان نکالین لاکھ عیب جتائین مین کبھی نہ مانونگا
اس ہٹ سے لوگ ضرور خیال کرتے ہونگے کہ فلان لڑکا بڑا ہی سخت طبیعت اور
ضدی ہی مگر مین تو اوس لڑکے کو کسیصورت مین ملزم نہ بناؤنگا ہان یہ کہونگا کہ
اوس لڑکے کا کچھ اختیار نہین ہے اوسکی تربیت اور اوسکے تربیت کے اصول سخت
اور ضدی ہین اگر تربیت کے زمانہ مین اوسکی طبیعت مین ایسا سخت اصول نہ جمایا جاتا
تو وہ کیون آج کے دن جم غفیر کے مخالفت اور امور بدیہی کے منافرت پر اڑ کھڑا ہوتا
اگر اوسکے طبیعت کی زمین مین تربیت کے زمانہ مین تحقیق اور سلامتی کا بیج بویا جاتا تو
وہ کیون حیران اور ضدی ہوتا جب تربیت کے زمانہ مین ہی اوسکے دل مین بلا دلیل العقل امور

کا فرض یا رشد ضروری ہونا قائم کیا گیا ہی تو اوسکا کیا قصور ہے کیا یہ بات حق اور ٹھیک
نہین ہی کہ جو ہم بوئینگے وہی کاٹینگے انسان پر جو مصیبت اور خوشی آتی ہے وہ سب
اپنے ہی ہاتھون کی کمائی اور اندوختہ ہوتا ہے اگر انسان ٹھوکر کھاتا ہے تو اپنے ہی
ہاتھون سے اور اگر خوشی حاصل کرتا ہے تو اپنے زور اور منصوبون سے تربیت کے
زمانہ مین کسی انسانی تربیت پانے والے کے طبیعت یا دل پر تقلیدی یا رسمی طور پر
یا غلطی یا اصولون کے بے ڈھنگی ہونے کے باعث کسی بات یا کسی عادت کا رشد
ضروری یا فرض مرکوز کر دینا نہایت ہی معیوب ہی وہ باتین یا وہ عادتین جو انسان
کے دل پر تربیت کے زمانہ مین نقش پکڑ جاتی ہین نہایت دشواری اور مشکل سے دور
ہوتی ہین ایسی وہمی باتون یا معروضہ عادتون کو انسان کبھی تحقیقی احاطہ مین لانا
پسند نہین کرتا کیونکہ اوسکے دل مین وہ باتین یا وہ عادتین خارج من الغور و مستغنی
من التحقیق ہوتی ہین تربیت کے زمانہ کے مفروضہ اصول اوسکے دل و دماغ مین تحقیقی
خیالات کو کم زور یا دور کر دیتے ہین اوسکے نزدیک یہ بات مضبوط ہوتی ہی کہ ایسی
عادتون یا باتون کی بابت غور تک کرنا بھی فضول اور لا حاصل ہے ایسے پوچ اور کمزور
خیالات انسان کی عقل اور فکر کو برباد کرتے ہین اور ایسے خیالات والون کے نزدیک
عقل و دانش کی کچھ قدر و منزلت نہین ہوتی یا یون کہو کہ ایسے لوگون کی عقل ہی
ماری جاتی ہے اصحاب الاصلاح و التربیت کو لازم ہے کہ تربیت اور اصلاح کے
زمانہ مین ایسے خیالات اور باتونکا ضرور خیال رکھین کہ جو تربیت کے لبعد فرض اور
رشد ضروری ہونیکا رتبہ رکھتے ہین تربیت کے بھوکھون کو ایسی ثقیل غذا نہ دین کہ
جو اصلاحی یا عقلی مسئلون کے مقابلہ مین معرکہ آرا ہو کر دم زندگی تک معدہ مین
قائم رہکر قسم قسم کے امراض اخلاقیہ اور عوارض ردیہ پیدا کرے ۔ تربیت کے زمانہ مین
بعض باتون کے کرنے یا نہ کرنے کا خیال چار طرح سے پیدا ہوتا ہے ۔ ایک خاص قاعدن

اور ایک عام قاعدون سے ایک ذاتی غلطی اور ایک ضرورت کی حالت نسمجھنے کی باعث
خاص قاعدون سے وہ قواعد مراد ہین کہ جنکو دوسری لفظون مین خاص رسمون سے
تعبیر کرسکتے ہین جسمین ایک خاص قوم یا ایک خاص خاندان کے کو دخل اور شرکت ہوتی
ہے خاص رسمون یا خاص قاعدون کا تربیت پانے والے کی ذات پر دو طرح پر اثر ہوتا ہے
ایک اسطرح پر کہ تربیت دینے والا بعض باتون کو فرض یا ضروری خیال کرکے زمرہ
تربیت مین داخل کرتا ہے مگر ایسی صورت اوسوقت واقع ہوسکتی ہے کہ جب تربیت
دینے والا یا مصلح تربیت پانے والے کی خاص رسمون مین مشارکت ہو یا اگر مشارکت
نہو تو اپنے خاندان یا قوم کی رسمون کو تربیت پانے والے کی طبیعت مین مرکوز کرنے کا
خیال رکھتا ہو جیسا کوئی عیسائی یا محمدی کسی ایرین لڑکے کی تربیت کرتا ہو اور حالت
یا زمانہ تربیت مین اوس آیرئین لڑکے کو دوسری قومون کے ساتھ خورد و نوش کی
تعلیم دے اور اسکے دل پر بخوبی اور زور کے ساتھ نقش کردے کہ انسان سب ایک ہین
ہندو ہنکا اور قوم والون سے کھا پی لینا ممنوع نہین ہے۔ دوسرے صورت یہ ہی کہ تربیت
پانے والا خود اس امر کا مستدعی اور خواہان ہو یا یہ کہ اوسکے وارثون نے تربیت دہندہ
کو مجبور کیا ہو کہ تربیت کے اصول اس قسم کے ہون اور تربیت دینے والا اوسی پر عملدرآمد
کرے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ تربیت پانے والا خود یا اوسکے وارث تربیت کے سلسلہ مین
اون باتون کو شامل کرنا چاہتے ہین کہ جو اونکے خیال مین رسمی پابندیان ہوتی ہین
اور جنکا ترک کرنا اونکے نزدیک ایک ناواجب امر خیال کیا جاتا ہے ہم اس بات کو تسلیم
کرسکتے ہین کہ خاص رسمون مین سے جو ایک خاص قوم یا ایک خاص خاندان سی مخصوص
ہوتے ہین چند رسمین ضرور ایسے بھی ہوتے ہونگے کہ جو انسانی زندگی کو وبال مین
ڈال سکتے ہون مگر تجربہ سے ثابت ہو چکا ہی کہ اونکا جزو اعظم ضرور ایسا ہوتا ہی کہ جسکا
تربیت کی زمانہ مین ضروری یا فرض قرار دینا تربیت کو کم زور کرنا ہے اون رسمون مین سے ہی

جو ایک خاص خاندان یا ایک خاص قوم سے مخصوص ہوتے ہین باوجود اسکے کہ اونکا
جزو قلیل یا البعض رسمون کا اصول مفید ہوتا ہے مگر اونکو تربیت کے زمانہ مین فرض
یا ضروری جانکر مروج رکہنا ایک سخت غلطی ہے ایک تو تربیت پانے والا اپنے اقارب
اور اپنی قوم یا خاندان کے اصاغر اور اکابر کو اونکا معتقد اور عامل یا منکر اور غیر عامل
پاتا ہی اور سلسلہ تربیت مین بہی اوسکے لوح ذہن پر اس بات کو نقش کیا جاتا ہے کہ
ضرور یہ باتین کرنے یا نہ کرنے کے لائق ہین یہ دو کششین متحد الاثر تربیت پانے والے
کی طبیعت کی قائمی کے واسطے مکتفی ہین جب ایک انسان کی طبیعت مین دو متحد الاثر
کششین جمع ہوجاتی ہین تو اوسکی حالت یا یون کہو کہ وہ ہی طبیعت ایک بات پر
قائم ہوجاتی ہے خواہ فی النفی ہو اور خواہ فی الاثبات تربیت دینے یا دلانے والون کو
یا تربیت پانے والون پر اس حیثیت سے کہ اوسپر بھی ایک ایسا وقت آتا ہی کہ جسمین
اوسکی طبیعت کو بھی امور تربیت مین کچھ دخل ہوتا ہے لازم ہی کہ اس قسم کی رسمی
رکاوٹون سے اپنی تربیت کی اصولون کو معئون اور محفوظ رکھے تاکہ تربیت کا
پورا پورا اثر ظاہر ہو۔

عام قاعدون سے وہ قاعدے مراد ہین کہ جنکو دوسرے الفاظ مین ملکی یا
کثیر الوقوع رسمین کہہ سکتے ہین کثیر الوقوع یا کثیر الوجود رسمون مین سے بہت سی ایسی
رسمین ہین کہ جنکو تربیت کے زمانہ مین ضروری یا فرض قرار دیا جاتا ہے کیونکہ اونکا
وجود عام ہوتا ہے اور ایک طرح سے ایک عام دباو سے اونکا کرنا یا نہ کرنا اشد ضروری
خیال کیا جاتا ہے اس عام دباو سے ضرور احتراز کرنا لازم ہے کیونکہ امور تربیت مین
عام رسمون یا عام دباو کا داخل کرلینا تجربہ سے نہایت ہی نقصان رسان ثابت
ہوا ہی ذاتی غلطی سے تربیت دینے والے کی غلطی مراد ہے جو اکثر واقع ہوتی رہتی ہے
تربیت [illegible] والے کی ذات سے غلطیون کا وقوع اور صدور کوئی عجیب بات نہین

کیونکہ یہ بات ممکنات سے ہی البتہ تربیت دینے والے کا اپنی غلطیون کو ترتیبی امور کو مین داخل کرنا اور اونکو تربیت کا ایک جزو خیال کرنا ایک عجیب بات ہی اسی قسم کی غلطیون سے تربیت مین ہزارون قسم کی خرابیان اور ابتریان پڑنے کا سخت احتمال گذرتا ہے تربیت دینے والے کو اپنے اون رایونکا جو تربیت کے متعلق ہوتی ہین عقل اور فکر کے ساتھ سلامتی سے مقابلہ کرنا لازم ہے جہانتک ہوسکے وقوع اغلاط سے بچنا چاہیے اسمین کچھ شک نہین کہ تربیت دینے والے بھی انسان ہوتے ہین اونکی ذات سے اکثر اغلاط اور اسقام کا وقوع مین آنا اور صدور پانا ممکن ہے اور اسمین بھی کچھ شک نہین کہ اکثر وقت انسان کو باوجود صدور غلطی کے اپنی غلطی کا علم نہین ہوتا مگر جب فکر اور عقل کو ساتھ ساتھ رکھا جاوے تو باوجود صدور اغلاط اپنی ذاتی غلطیون پر واقف ہوجانا ایک آسان بات ہی موقوعہ یا صدورہ غلطیون کے علم کے واسطے فکر اور عقل اور دور اندیشی کو معاون بنانا ضروری بات ہی جب تک عقل اور دور اندیشی سے مدد نہ لیجاوے تب تک کامیابی کا ہونا مشکل ہی ضرورت کی حالت کو نہ سمجھنے سے یہ مراد ہے کہ تربیت کے زمانہ مین اون باتون کے کرنے یا نہ کرنے کی بابت کہ جو حالت تربیت مین پیش آتے ہین ایک عام طور پر کلیہ قائم کرکے تربیت پانے والے کے دل پر اس امر کو نقش کردینا کہ فلان امر کا کرنا یا نہ کرنا فرائض ضروریات مین سے ہی اکثر تربیت پانے والے فرائض یا اون باتون کے جنکو تربیت دینے والے اوسکے واسطے لازمی اور ضروری قرار دیتے ہین ضرورت کو خیال مین نہین لاتے بلکہ سمجھتے تک نہین فرائض یا ضروریات کی ضرورت کا سمجھنا یا نہ سمجھنا صرف تربیت دینے والے کی ذات سے ہی وابستہ ہوتا ہی تربیت دینے والے کو تربیت پانے والے کی اون امورات اور ضروریات کی بابت جو تربیت کی جزو یا حصہ ہین ایک مستقل اختیار دیا جاتا ہی گویا اوسکے ہاتھ مین تربیت پانے والے کی ترتیبی امور اور ضروریات

کو سونپ دیا جاتا ہو ایسی حالت مین تربیت دہندگان کا فرض ہے کہ اون باتون کی
ضرورت کو کہ جنکو تربیت پانے والے کے حق مین لازمی امور اور حقیقی فرائض سے
قرار دیا جاتا ہو عمدہ اور معقول طور سے سمجھ لیا کرین فرائض کی ضروریات کا سمجھنا ذرا
مشکل امر ہے اسمین اعلی درجہ کی ہمدردی اور دور اندیشی درکار ہے جو اکثر تربیت دہندگان
کو شاق گذرتی ہے بہت دفعہ یہ مشکل پیش آتی یا پیش آنے کا اندیشہ ہوتا ہے
کہ تربیت دینے والا ایک امر کو تربیت پانے والے کی حق مین لازمی اور فرض
خیال کرتا ہو اور دراصل اوسکی راے غلطی پر ہوتی ہے اور بہت دفعہ ایسا بھی
ہوتا ہے کہ تربیت دینے والا ایک امر کو تربیت پانے والے کی واسطے ضروری اور
اور فرض خیال نہین کرتا ہو اور فی الاصل وہ امر تربیت پانے والے کے حق مین
ضروری ہوتا ہے اس قسم کی مشکلین تربیت دینے والون کو تربیت کے زمانہ مین اکثر
پیش آتے رہتے ہین اونکے حل اور آسان کرنے کے واسطے بجز اسکے اور کوئی سبیل
نہین کہ تربیت دہندہ اپنے منصبی فرائض کو کوشش اور سوچ سمجھ اور اعلی درجہ
کی ایمانداری سے انجام دے بہ حیثیت اسکے کہ تربیت دہندگان بھی انسان ہوتے
ہین اونسے حالت یا زمانہ تربیت مین اغلاط کا سرزد ہو جانا بعید از قیاس نہین
ہے البتہ اونکا باوجود اسکے کہ تربیت دینے والے مین سوچ سمجھ کر کام نہ کرنا بعید از
ایمانداری ہے تربیت پانے والون کی عقلین اور ذہنی طاقتین تربیت پانے کے دنون
مین اسقدر پختہ اور مضبوط نہین ہوتین کہ اپنے طور پر کسی امر مشمولہ تربیت کی ضرورت
یا عدم ضرورت کی حالت کو سمجھ سکین تربیت پانے والون کی طبعتین صرف اثر قبول
کرنے والی ہی ہوتی ہین اونمین اثر کرنے کا مضبوط مادہ نہین ہوتا اثر قبول کرنا
اور شی ہے اور اثر کرنا اور شی جبتک کسی شخص کی طبعیت مین اثر کرنے کا مادہ نہ موجود
ہو تب تک امور مشمولہ تربیت کی حالت کا سمجھنا اسطور پر کہ اونکو کرنے یا نہ کرنے پر

خاص تربیت پانیوالون کی جانب سے وزن دار راے قائم ہو سکے ایک مشکل اور ناممکن
امر ہے تربیت دینے والون کی طبیعتون مین دونون قسم کے اثر پائی جاتی ہین اثر کرنا
بھی ہوتا ہے اور اثر قبول کرنا بھی پہلی قسم کے اثر سے ایک حالت کا سمجھا دینا مراد ہی
اور دوسری قسم کے اثر سے سمجھ لینا مراد ہے جبکہ یہ دونون امر جو نہایت ضروری بلکہ
لازمی ہین تربیت دہندگان کی طبیعت مین موجود ہوتی ہین (کیونکہ اونکی عقل
اور دیگر ذہنی طاقتین سلیم اور مضبوط ہوتی ہین) تو اونکا امور مشمولہ تربیت کی
ضرورتون کے کرنے یا نہ کرنے کی حالتون کو سمجھ لینا یا تربیت پانے والون کو سمجھا دینا
کوئی مشکل امر نہین ہے تربیت دینے والون پر لازم ہے کہ اپنے منصبی فرائض کے
انجام دینے مین اعلی درجہ کی ایمانداری اور استقامت اور استقلال سے کام لین
اگر تربیت کے زمانہ مین ایمانداری اور استقامت اور استقلال سے کام نہ لیا جاویگا
تو بہتری کی صورتون کا اعدام لازم آئیگا۔ تیسری شق کی تصریح یون ہے کہ انسان
کے اکثر کام عاقبت کے بیم و امید پر بھی منحصر ہین اسمین کچھ شک نہین کہ دنیا کے پردہ پر
ایسے لوگ بھی ہین کہ جو عاقبت کے بیم اور امید پر اعتبار نہین رکھتے مگر چونکہ اونکے
خیالات بجاے خود کمزور اور ضعیف البنیاد خیالات ہین اسواسطے اونپر کچھ خیال
نہین کیا جائیگا عاقبت کے بیم و امید کا سلسلہ اگرچہ ایک واقعی سلسلہ ہے مگر اسقدر
خرابی ہے کہ اوسمین زاید حواشی کثرت سے شامل ہو گئے ہین اس سلسلہ کا شروع
بھی تربیت سے ہی ہوتا ہی تربیت پانے والون کے الواح اذہان پر تربیت دینے والے
اکثر ہٹ دھرمی یا التعصب سے اس قسم کی باتین نقش کر دیتی ہین کہ جو بالکل نقصان
رسان اور مضر ثابت ہوتی ہین اور جنسے حرف تربیت پانے والون کو ہی نقصان
اور ضرر نہین پہونچتا بلکہ اور لوگون کو بھی مذہبی فرائض کو اسقدر سختی اور ضدیت سے
تربیت پانے والون کے اذہان پر نقش نہ کرنا چاہیے کہ جو اخیر بزد بال جان ہون

مذہبی فرائض اور قیود کا پورا کرنا اوسی حد تک قرار دینا لازم ہی کہ جسمین مختلف دقتون اور نقصانات کا مقابلہ نہ کرنا پڑے میرے خیال مین کوئی سچا مذہب اسقدر دقتین اور سختیاں جائز نہین رکھتا کہ جسمین انسانی جماعتون کو قسم قسم کی مصیبتین اوٹھانی پڑین اگر کسی سچے مذہب مین ایسی دقتین اور سختیان ہین تو اونکو اوس مذہب کے متعصب پیرون اور معتقدون نے شامل کیا ہے مذہب انسانون کی بہتری اور بہبود کے واسطے ہین اونمین نقصان رسان باتونکا پایا جانا ایک ناممکن امر ہے۔ چوتھے امر کی یون تشریح ہے کہ انسانی جماعتون کے ساری دنیوی کام اولو العزمی اور خواہش زر یا نیک نامی اور آسایش کے واسطے ہوتی ہین انکا شروع تربیت کے زمانہ مین ہوتا ہے اور کمال اور ترقی مابعد تربیت کی حاصل ہوتی ہے ان باتون کے حاصل کرنے کے واسطے بہت سی اس قسم کی باتون کو پورا کرنا یا بجالانا مشروط ہوتا ہے کہ جسمین یا تو اپنے آپ کو نقصان پہونچتا ہے اور یا اور ابناے جنس کو تربیت دینے والون پر لازم اور فرض ہے کہ زمانہ تربیت مین تربیت پانے والون پر زور کے ساتھ اس امر کو ظاہر کردین کہ ہر یک قسم کے اولو العزمی اور ہر یک قسم کی خواہش زر یا نیکنامی اور ہر یک قسم کی اسایش کے حاصل کرنے کے واسطے ہر ایک صداقت اور اعلی درجہ کی ایمانداری کو ملحوظ رکھنا لازم اور فرض ہے جو شخص بغیر صداقت کے اپنی خواہشون کو پورا کرتا ہے وہ اپنے ہاتھ سے اپنی تہذیب اور شائستگی اور ایمانداری کو کھوتا ہی مگر اور فریب اور ظلم و دغا سے کسی خواہش کا پورا کر لینا آسان ہے کوئی مشکل یا ممکن امر نہین ہی مگر ایسے خواہشین کبھی نیک اور مفید نتیجہ پر نہین لاتین اگر دو چار روز کے واہ واہ اور خوشی ہوگی تو کیا ہی اخیر پر ایسے لوگون کو ضرور اس قسم کی دشوار اور سخت مصیبتون اور مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑتا ہی کہ جس سے اونکو اپنے عزیز زندگی کا بسر کرنا مشکل ہو جاتا ہی اگر تربیت دینے والے

تربیت کے زمانہ مین ان باتون اور اصولون کو تربیت پانے والون پر صداقت اور نیک نیتی سے ظاہر کرینگے تو امید کامل اور یقین واثق ہے کہ تربیت پانیوالون کے خیالات ہر ایک پہلو سے مفید اور عمدہ ہی نکلینگے۔

خداشناسی

اے نام تو بہترین سر آغاز　　بے نام تو نامہ کے کنم باز

آرایش نامہاست نامت　　آسایش سینہا کلامت

تمام عقلا اور مذاہب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انسان کے واسطے اپنے خالق اور پیدا کنندہ کا واجبی طور پر پہچاننا ایک لازمی اور ضروری امر ہے وہ لوگ کہ جو مذہب کے پیرو اور پابند نہین ہین وہ بھی خداشناسی کو انسان کے حق مین ایک مفروضہ اور ضروری بات خیال کرتے ہین دنیا مین جسقدر فلاسفر اور حکیم مزاج لوگ گذرے ہین اونمین سے تھوڑے ہی لوگون نے خدا کی ہستی اور شناخت سے انکار کیا ہے ورنہ سارے حکیم مزاج اور فلاسفر خدا کے پہچان کو اعلی درجہ کی ضرورت خیال کرتے رہے ہین سب فلاسفر اور حکیم کہتے ہین کہ انسان کے واسطے خداوند کریم کی پہچان ملزومات اور مفروضات مین سے ہی جن فلاسفرون نے خدا کا انکار کیا ہے وہ بھی یہی کہتے گذر گئے ہین کہ ہم دل سے خدا کے پہچان مین ندر دیتے ہین خیر دنیا مین سے چند لوگون کا خدا کی ذات سے منکر ہونا اس امر کا مستلزم نہین کہ اور لوگ بھی منکر ہوجائین دنیا مین ہمیشہ اوسی جماعت کو قوت اور غلبہ حاصل رہا ہے کہ جسمین خداوند کریم کے نام کی تقدیس اور ستائش کیجاتی ہے اگرچہ انسانی جماعتون مین عقائد اور مذاہب مختلف پائے جاتے ہین اور ایک دوسرے کی طرف سے تصدیق

اور تکذیب کا سلسلہ بھی جاری ہی رہتا ہے مگر تاہم بہ ہیئت مجموعی اون سب مجموعون
مین بڑی زور کے ساتھ خداوند کے پاک نام کی تقدیس اور ستایش ہوتی رہتی ہے
منکران کے چند افراد ہٹ دھرمی سے خدا کی ہستی اور ذات پر کبھی حملہ کرتے ہین
مگر روسیاہی اور ناکامیابی کے سوا اور کچھ حاصل نہین ہوتا ہاں وہ نہایت
ذلت اور خواری سے پس پا کیے جاتے ہین اونھیں ایسے فاش ناکامیابی ہوتی ہے
کہ پھر شرم کے مارے سر تک نہین اوٹھاتے ہان یقین جانو جو شخص خدا کا مقابلہ
کریگا ضرور وہ کسی دن ایسی سخت ٹھوکر کھائیگا کہ گر کر چکنا چور ہو جائیگا اور ہم دل سے
خداوند کی ستائش کرین اوس پاک خداوند کی تقدیس کا مبارک گیت گائین نہ ہو
کہ ہم نافرمانون اور منکرون کی جماعت ادبارتے ہین سے خیال کیجا دین انسان
اپنے حق مین جیسا اور ضرورتون کا پورا کرنا یا پورا ہونا جو اکل و شرب اور دیگر ضروری
انسانی لوازمات سے علاقہ رکھتے ہین لازمی اور ضروری خیال کرتا ہے ایسا ہی اوسکو
اپنے رازق اور خالق کی رضامندی اور شناخت کو لازمی اور ضروری خیال کرنا چاہیے
انسان کی دوسری ضرورتین اوسیوقت مفید اور عمدہ معلوم دیتی ہین کہ جب اونکے
ساتھ اون ضرورتون کے پیدا کرنے والے کے شناخت اور رضامندی بھی شامل ہو
جب انسان خداشناسی کے پاک صفت سے متصف ہو جاتا ہی تو اوسکے دوسری صفتون
کو بھی ایک روشنی حاصل ہوتی ہے اصل مین پوچھو تو انسان کو اوسیوقت کل یا کامل
انسانیت کا رتبہ حاصل کرنے کا استحقاق ملتا ہی کہ جب اوسکے دل مین خداشناسی
کا مادہ اور طاقت موجود ہو انسان کا دل خدا نے اوسکے جسم مین ایک چراغ کے مانند
پیدا کیا ہے جب تک اوسکو خداشناسی کے پاک تیل اور مقدس بتی سے روشن
نہ کیا جائیگا تب تک انسان کے جسم مین حقیقی روشنی نہین پھیل سکتی انسان کے تمام
قسم کی سعادتین اور ساری عبادتین صرف ایک ہی خداشناسی سے ہی مربوط اور

وابستہ ہین اگر کسی شخص کی ذات مین خداشناسی کی طاقت نہ پائی جاوے تو اوسکی
ساری سعادتین اور عبادتین لغو اور ضعیف البنیاد ہین انسان کی ساری اچھی باتین
اور تمام محمود صفتین اوسی حالت مین اچھی اور محمود کہے جاسکتے ہین کہ جب اونمین خداشناسی
کا نور پایا جاوے ہمکو خود ہماری دلی حالت یاد دلاتی ہے کہ روز ازل سے ہی خداوند کریم
نے ہمارے دلون مین اپنی ہستی کے اقرار اور شناخت کا مادہ ودیعت اور موجود کر رکھا ہی
اگرچہ ہم بعض وقت غفلت اور سستی کے باعث اوس مادہ کو استعمال نہین کرتے گر
تاہم وہ مادہ کبھی نہ کبھی جوش مین آہی جاتا ہے قاعدہ کی بات ہی کہ جب انسان
تنگ اور ناچار یا مختلف مصیبتون کا تختۂ مشق ہوجاتا ہے تو مجبوراً اسی طرف رجوع
لاتا ہے کہ جو اوسکے ذہن مین اوس سے قوی الاغرا اور بلند مرتبہ ہوتی ہے انسان
پر کیا منحصر ہے حیوانات کا بھی یہی دستور العمل ہے دیکھو جب کوئی کتا اور کتون سے
زک اوٹھاتا ہی تو انسان کے سر پر پانون رکھکر اپنے جان بچانے کے واسطے
مختلف اشارون اور کنایون سے التجا کرتا ہی اسیطرح پر تجربہ سے ثابت ہوگیا ہی
کہ جب کسی انسان پر مصیبتون کا نزول ہوتا ہے اور اوسکو انسانی جماعت کی
طرف سے امداد اور دستگیری کی توقع اوٹھ جاتی ہے تو وہ بھی اخیر پر نہایت
عجز اور انکسار سے علت العلل یعنے خداوند کریم کے اقدس آستانہ پر سربسجود ہوکر
پناہ مانگتا ہی ہم انسانون کا نزول مصائب اور حدوث مصائب کے وقت خدا کے
پاک آستانہ پر گرنا اس امر کی صاف دلیل ہے کہ ہمارے دلون مین روز ازل سے
خداشناسی کی طاقت موضوع اور مخلوق ہے کاش اگر ہم نزول مصیبتون کے پہلے ہی
خداشناسی کیطرف توجہ کرتے تو کیا اچھا ہوتا - خداشناسی سے یہ مراد نہین کہ
ہم صرف اوسکے ذات کو واحد اور یکتا خیال کرکر اوسکے مخصوصہ یا معمولی عبادتین پوری
کرتے رہین نہین نہین اعلی درجہ کی خداشناسی یہ ہی کہ ہم اون باتون کو جنکو خدا نے

انسان کی ذات پر فرض اور واجب ٹھہرایا ہے نہایت ایمانداری اور دیانت سے
پورا کرین اور خدا کی قدرتون اور صنعتون کی دور اندیشی اور فراست کی نظر سے دیکھین
اور اون سے وہ نتائج نکالین جو اونکی ذات مین پائے جاتے ہون قانون قدرت کے
مقدس اور دلاویز سلسلون پر غور کرنا اعلی درجہ کی خداشناسی ہے خدا کی کے بابت
اندیشہ اور فکر کرنے سے ہی کہ اوسکی قدرتون کی دلاویز سلسلون کو غور اور دور اندیشی
کی نظر سے دیکھا جاوے قانون قدرت کے دلاویز سلسلے انسان کے دلمین خدا کی
ہستی اور اوسکی شناخت کی اقرار اور اعتبار کو اعلی طور پر پیدا اور ثابت کرتے ہین
گویا قانون قدرت اور خدا کے سارے پیدائشی سلسلے خدا کی وحدیت اور ہستی پر
ایک روز سے شہادت دیتے ہین - ؎ ہمہ نقش این گنبد زرنگار ؛
گواہ اند بر صنع پروردگار ؛ خدا کی قدرتی سلسلون پر فکر اور خوض کرنے
سے انسان کے دلمین خدا کی شناخت کا شوق اور ہستی کا اقرار استواری اور
خوش اسلوبی سے مرکوز اور منقش ہو جاتا ہے - جب کسی انسان فرخندہ نشان کے
دلمین خدا کی شناخت کی شوق کی خوشی پیدا ہو جاتی ہے - تو اوسکو دوسرے
خوشیون کی ضرورت نہین رہتی گویا خدا کے شوق کی خوشی تمام دوسری خوشیون
پر غلبہ پاجاتی ہے - ؎ یکے میخواہد از تو جنت و حور ؛ یکے خواہد کہ از
دوزخ شود دور ؛ ولیکن ما نمیخواہیم این و آن جست ؛ مراد ما ہمین
خوشنودی تست ؛ خداشناسی کے شوق کی شناخت یہ ہی - کہ اوسمین ریا
اور ظاہر پسندی اور تعصب کو اصلا دخل نہو - جو کچھ یا جسقدر ہو حقیقتہً ہو - اگر کوئی
شخص ریاکاری سے ظاہر طور اپنے آپکو خداشناس ثابت کرنا چاہتا ہے تو اوسکو
خداشناسی کا رتبہ کبھی حاصل نہوگا - ؎ صورت ظاہر نمے آید بکار ؛
باطنی باید مبرا از غبار ؛ خداشناس وہ شخص ہے کہ جسکے دل مین خداشناسی کا

پاک شوق ہو۔ نہ صرف شوق ہو بلکہ اوسکے ساتھ یہ بھی ہو کہ اسکی تمام باتون سے خداشناسی
کا ثبوت ملے جب کسی شخص کو کا نور حاصل ہو جاوے تو لازم ہے کہ اوس پاک نور کا اثر
اور پرتو اوسکی تمام باتون پر پڑی اور اوسکے دل اور روح کو منور بناوے جب ایک چراغ
سارے گھر اور اوس گھر کے رہنے والون کو روشنی بخشتا ہی تو کیا ممکن ہے کہ خداشناسی
کا پاک نور انسان کے دل اور روح کو روشن اور منور نہ بناوی لاریب فیہ خداشناسی کا
پاک نور ضرور انسان کے ہریک قسم کے فعل اور بات کو روشنی پہونچا سکتا ہی انسان کو
اس امر مین سعی اور کوشش کرنی چاہیے کہ اوسکی جسمانی گھر مین خداشناسی کا چراغ
عمدہ طور سے روشنی بخشے اور اوسکے تمام اقوال اور افعال مین اوسی پاک نور کی
چمک ایک پائی جاوے تعصب اور ضد کا دلون مین ثابت اور قائم رکھنا خداشناسی
کے خلاف ہے خداشناس کے مزاج مین رحم اور محبت کو اعلی طور پر دخل ہونا لازم
ہے جس شخص کی طبیعت مین ہمدردی یا محبت نہین یقیناً اوسکے دل مین خداشناسی
کے پاک شوق کو استقامت اور روز حاصل نہین خداشناس کو ایسی باتون سے
کلی احتراز لازم ہے کوشش کرو کہ ہم سبھون کی زبانین اور دل اور روحین اعلی درجہ
کی صداقت سے خداوندکی تقدیس اور سچائی اور ستایش کرتے رہین کوشش کرو کہ
ہم خداشناسی مین کامل ہون

علم

ہر ایک انسان کا خواہ وہ کسی ملک اور کسی قوم اور کسی فرقہ کا ہو یہ خیال ہے کہ ہم
دیگر مخلوقات سی اشرف اور افضل ہون انسانی جماعتون مین خیال شرف اور فضیلت کو
عام طور پر تسلیم کیا گیا ہے کوئی انسانی جماعت نہین ہے کہ جو اپنے آپکو دیگر مخلوقات سے
جنکو حیوانات مطلق اور نباتات اور جمادات کہا جاتا ہی اشرف اور افضل قرار
دیتی ہو یہ خیال کوئی نیا خیال نہین ہے ابتدا سے ہی چلا آتا ہی پرانے خیالات اور

تحریرات سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ پہلی زبانون مین بھی انسانی جماعتین اس امتیاز
اور اعزاز سے اپنے آپ کو مختار کرتے رہین اس خیال کو یہانتک زور اور صداقت
حاصل ہے کہ اگر کوئی شخص کسی دوسری شخص سے یہ بات کہے کہ ہم دیگر مخلوقات سے
اشرف اور افضل نہین ہین تو اوسکو بہت ہی برا اور مکروہ معلوم دیتا ہے مگر ہمکو
انصاف اور دور اندیشی سے دیکھنا چاہیے کہ انسانون کو اور مخلوقات پر جنکو وہ اپنے
اصطلاح مین حیوانات مطلق اور نباتات اور جمادات کہتے ہین کسوجہ اور کس دلیل سے
شرف اور فضیلت کا رتبہ حاصل ہے وہ کون خاص بات یا خاص امتیاز ہے کہ
جسکے زور پر تمام انسان اپنے ذات پر اس شرافت اور فضیلت کا اطلاق کرتے ہین
اور سمجھتے ہین کہ اور مخلوقات پر ہمارے شرافت اور فضیلت ایک بدیہی صداقت کے
پایہ کو پہونچ چکی ہے - اگر انسان اپنے آپ کو اور موجودات سے اسواسطے اشرف
اور افضل قرار دیتے ہین کہ اونکی صورت اور شباہت خیلے موزون اور پسندیدہ ہی
تو یہ شرف اور فضیلت کی وجہ نہین ہو سکتی کسواسطے کہ اونکا اپنی صورت اور شباہت
کو موزون اور پسندیدہ قرار دینا ایک اپنا خیال ہے جسپر کوئی بیرونی شہادت نہین
ہو سکتا ہے کہ حیوانات مطلق ہماری صورتون اور شباہتون کو موزون اور پسندیدہ
نہ خیال کرتے ہون - اور دوسرا یہ کہ ہر ایک مخلوق کو بجاے خود قدرت کیطرف سے
ایک موزون اور پسندیدہ صورت عطا ہو چکی ہے اسمین انسان کی کیا خصوصیت ہے
تیسرا یہ کہ اگر صورت کی پسندیدگی اور موزونیت پر ہی اور موجودات پر شرافت اور
فضیلت کا بڑا بھاری استحقاق مل سکتا ہے تو اس سے دو استحالہ لازم آئینگے-
ایک یہ کہ حیوانات مطلق بہی کہ جو اپنی صورتون اور شباہتون کو اپنے خیال مین موزون
اور پسندیدہ قرار دیتے ہین شرافت اور فضیلت کا دعوی کر سکتے ہین اور ہمکو انصافاً
کہنا پڑیگا کہ اونکو بحیثیت تخیل موزونیت صورت و شباہت دعوی شرافت اور فضیلت

استحقاق حاصل ہے - دوسرا یہ کہ اگر صورت کی موزونیت پر بھی شرافت اور فضیلت
کی ڈگری مل سکتی ہے تو پھر انسانون کی پاکیزہ اور لطیف تصویرون نے کیا گناہ کیا ہی
اونکو بھی اشرف المخلوقات کا ڈپلوما عطا کرنا چاہیے کیونکہ تصویرین تو اپنی پاکیزگی
اور لطافت مین زندہ انسانون سے کہین اچھی اور بہتر ہوتی ہین - چوتھے یہ کہ اگر
صورت اور شباہت کی موزونیت سے امتیاز عام اور اعزاز تام کا رتبہ مل سکتا ہی
تو لازم ہے کہ انسانون مین بھی اس اول اور اصول کو جائز رکھا جائے عورتین الخصوص
بازار کی رنڈین پاکیزگی اور لطافت مین مردون سے بدرجہا بہتر ہوتی ہین چاہیئے کہ
ان کو مردون پر فضیلت حاصل ہو مردون مین جو مرد خوبصورت اور موزون شباہت
ہون اونکو اور مردون کے مقابلہ مین شرف اور فضیلت کی ڈگری دینی چاہیے - اگر
انسانون کو اور کائنات پر اس واسطے شرف حاصل ہے کہ وہ باتین کر سکتے ہین تو
یہ دلیل بھی قابل التفات نہین کیونکہ صرف گویائی یا تکلم سے اور مخلوقات پر شرف
اور فضیلت کا رتبہ نہین مل سکتا گویائی یا تکلم انسان کی ایک خاص قسم کی زبان
یا طریق گفتگو ہی اسیطرح پر حیوانات مطلق کو بھی اپنے اپنے خاص زبانین قدرت سے
حاصل ہین اگر انسان کی گویائی ایک خاص طریق پر ہے تو حیوانات کی زبانین بھی
خاص خاص طریق رکھتے ہین یہ اپنے طور پر اپنے مقاصد کو ایک دوسرے پر ظاہر
کرتے ہین اور وہ اپنے طریق پر گویائی اور اظہار مقاصد مین صرف طریقون کا فرق ہی
جو شرافت اور فضیلت کا موجب نہین ہو سکتا - دوسرے یہ کہ اگر صرف ایک مخصوصہ
نطق ہے شرافت اور فضیلت کا موجب ہو سکتا ہی تو لازم ہے کہ طوطا - یا مینا - یا دوگی
کو بھی شرافت کا خط دیا جائے - کیونکہ اس قسم کے جانور انسان کی طرح باتین
کر سکتے ہین چنانچہ اخبار آفتاب پنجاب لاہور مطبوعہ ۲۷- دسمبر ۱۸۸۱ء سے معلوم ہوا
کہ ملک یورپ مین ایک طوطا اس قسم کا ہے کہ جو چھ زبانون مین گفتگو کر سکتا ہے

اگر صرف نطق مخصوصہ سے ہی شرف حاصل ہو سکتا ہے تو اس ہفت زبان طوطے کو
بھی ڈگری ملنی چاہیے اگر یہ کہو کہ انسان کو دیگر مخلوقات پر شرف اور فضیلت اسواسطے
حاصل ہے کہ وہ اور مخلوقات سے زور اور طاقت اور ضروری ضروری باتون اور فن
و فریب مین بڑھکر ہی تو یہ وجہ بھی قابل اعتماد نہین جسطرح پر انسان کو اپنی ذات مین
زور اور طاقت حاصل ہے اور جسطرح پر وہ ضروری ضروری باتون کو مختلف حیل سے
نپٹا سکتا ہے اسیطرح اور مخلوقات جاندار کو وسائل حاصل ہین بلکہ بعض حیوانات
تو انسان کے بھی زور اور طاقت مین بڑھکر ہوتے ہین اگر زور اور طاقت کے ہونے
پر بھی اور موجودات پر شرف اور فضیلت کے ڈگری دیجا سکتی ہے تو اونکو بھی استحقاق
حاصل ہے - اگر اسواسطے انسان کو اشرف المخلوقات کہا جاتا ہی کہ وہ اطعمہ لذیذ اور
اشربہ نفیس کھاتا پیتا ہے یا یہ کہ لباسہاے فاخرہ اور اشیاء نادرہ زیب تن کرتا ہی
یا یہ کہ اوسکے واسطے آرام اور آسائش اعلی درجہ کی موجود ہے اور اوسکو اپنی زندگی آرام
سے بسر کرنے کے واسطے پورے درجہ کے اسباب اور وسائل حاصل ہین تو یہ وجوہ
بھی دانا آدمی کے نزدیک معقول نہین ہین جسطرح پر ہم انسانی جماعتین اپنے مختلف
اطعمہ اور مرکب اشربہ کو نفیس اور لذیذ قرار دیتے ہین اسیطرح پر حیوانات مطلق اپنے
کھانے پینے کی قدرتی چیزون کو لذیذ اور عمدہ سمجھتے ہین جیسا ہم اپنے مذاق کے رو
سے بعض چیزون کو لذیذ اور نفیس اور بعض کو غیر لذیذ اور بدمزہ سمجھتے ہین اسیطرح
حیوانات مطلق کا حال ہے ہمارے اکل و شرب کا یہی نتیجہ ہی کہ جسم مرکز صحت اور
محمود اعتدال پر قائم رہے علی ہذا القیاس حیوانات کے اکل و شرب کا بھی یہی نتیجہ
خیال کرنا چاہیے اگر ہمکو لباسہاے فاخرہ میسر ہین تو حیوانات کو ہمسے بڑھکر قدرتی
لباس میسر ہین ہمکو تو اپنے لباس کے واسطے سو طرح کی دقتین اور تکلیفین برداشت
کرنی پڑتی ہین حیوانات مزہ سے عمر بھر ایک قدرتی چولہ مین مگن رہتے ہین اونکی

خوش رنگ اور خوش قطع لباسون کو خدا نے ایسے دیرپا رنگ مین رنگا ہی کہ کبھی
اوترتے ہی نہین نہ اونکو رنگریز اور دھوبی کی حاجت اور نہ درزی اور بزاز کی ضرورت
کریز کی اور گویا نیا لباس پہن لیا نہ چور کا کھٹکا اور نہ رہزن کا دہڑکا نہ اگ کا ڈر اور نہ پانی کا
خوف بچپن سے جو لباس زیب تن کرتے ہین اوسی مین ساری عمر گذران دیتے ہین لطف
یہ کہ اوس لباس مین ساری عمر تک کوئی نقص اور عیب نہین نکلتا سو برس تک رہے
تو تب بھی ویسا ہی ہے اور اگر دو برس دو مہینہ تک رہے تو تب بھی ویسا ہی ہے پھر کیہ
اوسکے اوٹھانے کی تکلیف اور نہ رکھنے کی ضرورت ہمیشہ ایک ہی قدرتی حالت پر قائم رہتا ہے
اگر ہمارے واسطے آرام اور آسایش کی صورتین اور اسباب موجود ہین تو حیوانات
کو اس سے بڑھکر حاصل ہین ہمکو تو اپنا آرام اور آسایش سو بکھیڑون کے بعد
ملتی ہے حیوانات کو ایک بکھیڑا بھی نہین کرنا پڑتا شب و روز مزے لوٹتے اور چین
کرتے ہین ہمارے آرام اور آسایشون کے ساتھ صدہا قسم کی مصیبتین اور دقتین
شامل ہین اونکو کوئی بھی مصیبت اور دقت نہین اوٹھانے پڑتے دیکھو ہمکو اپنے
پیٹ بھرنے کے واسطے کس کس قسم کی مصیبتون اور رکاوٹون کا مقابلہ کرنا پڑتا ہی کوئی
سارا دن ٹوکری اوٹھاکر دو آنہ کے پیسے پیدا کرکے اپنے اور اپنے بال وبچہ کے پیٹ کا دوزخ
بھرتا ہے کوئی بوڑھی عورت آدھی رات کو اوٹھکر من بھر آٹا پیستی ہی اور دو پیسے پسائی کر
لیکر گذران کرتی ہے کوئی سارا دن کولہو کے بیل کیطرح پھیر پھر اگر وہ چار ٹکرے یا دو چار
پیسے کماتا ہی اور اونسے اپنی ضرورتین پوری کرتا ہے کوئی سارا دن سزایاب آدمی
کی طرح سرکاری نوکر بنکر پہرے پر کھڑا رہتا ہی اور یومیہ دو چار آنہ پیدا کرتے ہین روزی
کی خاطر ہمیشہ وحشی بنے رہتے ہین شکاری سارا دن جنگل مین تین سیر پکے کی بندوق
مونڈھے پر اوٹھائے پھرتا ہے تاکہ کوئی جانور مار کر اپنے اور اپنے متعلقین کی گذران
کرے۔ درزی تمام روز سوئی لیے سیتے اور کتر بیونت کرتے رہتے ہین ہاتھ بھی رہجاتے ہین

دوکاندار سارا دن مزدورون کیطرح دوکانون مین بیٹھے اردگرد دیکھتے رہتے ہین کہ
کہ کوئی سودا لینے والا آوے اور ہمکو دو پیسے بچین دلال دن بھر سارا شہر ایک کر دیتے ہین
کوئی اجنبی آدمی دوکان کے پلٹ فارم پر گیا نہین وہ جھپٹ حاضر ہوے مطلب یہ کہ
اوسکے بدولت دو پیسے ہمکو بھی ملجاوین تاجر مدتون رزق کی خاطر بری و بحری سفر
کرتے رہتے ہین اپنے اوطان مالوفہ سے صدہا کوس دور چلے جاتے ہین کبھی بیچارے
سفر ہی مین مرجاتے ہین جو پڑھے لکھے اور عالم فاضل ہین اونکو بھی دنیا مین
رہکر مختلف تکلیفین اوٹھانی پڑتی ہین بعض پڑھے لکھے کے ہاتھ سے رات دن
قلم ہی نہین چھٹتا برسون دفتر مین ہی گذر جاتی ہین انسانون مین سب سے
بڑھکر ادن لوگون کو خوش قسمت اور با ارام خیال کیا جاتا ہی کہ جنکو انسانی جماعتون
مین حکومتین نصیب ہوتی ہین مگر افسوس کہ اونکو بھی پورا پورا آرام نصیب نہین ہوتا
اونکو علاوہ ان معمولی تکلیفون کے جنمین عام لوگ مبتلا ہوتے ہین مختلف عوارض
اور امراض اور غموم اور افکار لاحق ہوتے ہین اگر ہم انسانی عوارض اور تکالیف
کا وزن یا احصار کرین تو ناممکن اور مشکل ہے برخلاف انسانون کے حیوانات
مطلق کو زندگی بسر کرنے کے واسطے کوئی بھی تکلیف نہین اوٹھانی پڑتی جہان
جاہین جائین اور جہان جاہین رہین نہ کسی کی پابندی اور نہ کسیکی قید نہ کوئی
دنیوی رسم اور نہ دینی تکلیف نہ جوتنے اور بونے کی فکر اور نہ با اور کاٹنے کا
ذکر نہ تجارت کی ضرورت اور نہ صنعت و حرفت کی حاجت جب بھوک لگی تو خدا کے
بیابان اور جنگل مختلف پھلون اور رنگارنگ بوٹیون اور گھانس پات سے بھرے
پڑے ہین جب پیاس کا زور ہوا تو دریا اور ندیان موجود ہین سردی لگی تو گنجان
درختون کے ڈبل تہہ اور پہاڑون کی کھندرین اور غارین حاضر ہین اگر کوئی ہوئی
باغون کی سرد ہوائین اور چشمون کے گرد کی درختون کی ٹھنڈی چھوکے موجود ہین

مختلف مزون کے میوے اور متفرق قسم کے پھل پھول گویا حیوانات کا ہی حصہ ہین
انسان جو بڑی محنت سے اپنے کہانے اور پینے کی مختلف شیئین پیدا کرتے ہین تجھے
کھائینگے پہلے حیوانات مزا لے لینگے - اگر انسان عمدہ عمدہ مکانون مین رہتے ہین
تو حیوانات عجب خوشنما باغون مین زندگی بسر کرتے ہین - اگر انسان آرام چوکیون
اور مونڈھون اور بنچون اور چارپائیون پر آرام پاتے ہین تو حیوانات اونچے اونچے
خوشنما درختون اور روح افزا تلیون پر مزے لوٹتے ہین - اگر انسان گھوڑے
اور ہاتھیون پر سواری کرتے ہین تو حیوانات اپنے پاؤن کی طاقت اور پرون کے
زور اور ہیٹ کے بل صدہا کوس طے کر جاتے ہین - اگر انسان کو اسواسطے دوسرے
مخلوقات پر شرف اور فضیلت حاصل ہے کہ وہ مختلف قطع اور وضع کے شہر بناکر
رہتے ہین اور ایک دوسرے سے ملتے جلتے اور شادی غمی مین حاضر ہوتے ہین
اور سوسائٹی مین زندگی بسر کرتے ہین تو یہ وجہ بھی مضبوط نہین ہے - حیوانات
بھی آشیانہ اور گھونسلہ بناکر زندگی بسر کرتے ہین وہ بھی ایک دوسرے سی ملتے
جلتے اور ایک دوسرے کی شادی اور غم مین شریک ہوتے ہین اگر انسانون کی
اصطلاح مین دو چار سو گھر بناکر ایک جگہ پر رہنا شہر یا قریہ بناتا ہی تو حیوانات کے
نزدیک بھی ایک میدان یا ایک بیابان مین اور ایک درخت پر گھر بنانا یا آشیانہ طیار
کرنا ایک شہر یا قریہ آباد کرنا ہی - اگر انسان دوسرے انسان کی شادی غمی مین
حاضر ہوتے ہین - تو حیوانات بھی دوسرے حیوانات کی خوشی یا سختی کے موقع پر
آجاتے ہین کیا تمنے کبھی دیکھا نہین - کہ جب کبھی کوئی پرند یا چرند یا درند بیمار یا کسی بلا مین
بلا مین گرفتار ہو جاتا ہی تو دوسرے اسکے ہمجنس کبھی غمگین ہو جاتے ہین - جب ایک پرند
یا چرند یا درند دیکھتا ہی کہ کوئی آدمی حملہ کرنے والا ہے تو وہ اپنے سارے ہمجنسون کو اپنی
مخصوص طرق یا مخصوص اشارون سے خبردار کر دیتا ہے - اسواسطے کہ وہ اپنے

بجاو کا انتظام کرلین - اگر انسان کو اسواسطے دیگر مخلوقات پر شرف اور فضیلت ہے
کہ اسکے تعداد زیادہ ہو تو یہ وجہ بیہ غیر معقول ہے - انسانون کی تعداد سے حیوانات
کی تعداد کہین بڑھکر ہے اگر یہ وجہ ہے کہ انسان امیر اور دولتمند ہوتے ہین تو یہ بھی
ہیچ ہے - اول یہ کہ دولت اور امارت کا کچھ اعتبار نہین آج ہے اور کل نہین جس شے
کو اپنے نفس مین بھی استقامت حاصل نہین اسکو شرف اور امتیاز کا موجب کیونکر
قرار دیا جاوے - اگر امارت اور دولتمندی پر بھی حصول شرافت اور امتیاز کا مدار ہو
تو لازم آتا ہے کہ جو انسان انسانی جماعتون مین امیر اور دولتمند نہون اونکو شریف
نہ قرار دیا جاوے - دوسرا یہ کہ انسان اسواسطے دولتمند اور امیر ہوتے ہین -
کہ اونکو اس دولت اور امارت کو اپنے ضروریات کے باعث حاجت اور ضرورت ہوتی
ہے - حیوانات کو جب امارت اور دولت کی ضرورت ہی نہین تو پھر اونکو امیر بننے
اور دولتمند ہونے کی کیا ضرورت ہی - وہ بلا دولت ہی امیر اور دولتمند ہین - اگر
انسان کے دیگر مخلوقات پر اشرف اور افضل ہونے کی یہ دلیل ہے - کہ اوسکو اور مخلوق
پر کم و زیادہ مختلف طور پر تصرف اور حکومت حاصل ہے - تو یہ وجہ بھی کمزور ہے -
حاکم ہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ شرافت کلی حاصل ہو جاوے - انسان جو مختلف حیوانات
پر مختلف طور پر تصرف اور حکومت رکھتا ہے وہ اسوجہ سے نہین - کہ اسکو شرافت حاصل
ہے - بلکہ وہ اتفاقات کا نتیجہ ہے - شیرون اور دیگر درندگان اور حیوانات پر جو انسان
کا کم اختیار چلتا ہے اسکا یہی باعث ہی کہ اونکے محکوم کرنے کے واسطے اتفاقات بہم
نہین پہونچتے - دیر ہمنے جسقدر باتین بیان کی ہین اونمین سے کوئی ایسی بات نہین
ہے جو انسان کو دیگر مخلوقات پر شرف اور فضیلت کی ڈگری پانے کا مستحق قرار دیتی ہو
جب اون باتون مین سے کوئی بات بھی دستاویز قرار دینے کے قابل نہین ہے تو
اب ہمکو کسی ایسی بات کی تلاش کرنی چاہیے کہ جو انسان کو اور مخلوقات پر شرف اور

فضیلت کی ڈگری دلاسکے غور اور فکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان صرف اس
دستاویز اور حجت سے اور حیوانات اور مخلوق پر فائق اور اشرف ہے کہ اوسکو ادراک
کلیات و جزیات کا مادہ حاصل ہے انسان کے مقابلہ پر اور مطلق حیوانات کو ادراک
کلیات و جزئیات کا مادہ حاصل نہین ہے - ہان اسقدر ضرور حاصل ہے کہ جس مین
مطلق حیوانات کی زندگی بسر ہونے مین مشکلات حائل نہین ہوتین بعض صاحبون کا
خیال ہے کہ حیوانات کو کچھ بھی ادراک نصیب نہین میرے خیال مین یہ بات ٹھیک نہین
ہے میری یہ راے ہے کہ اگرچہ انسانون کے سوا اور موجودات کو ادراک کلی حاصل نہین
مگر اسقدر ضرور ہے کہ جسکو ہم کسی قسم یا کسی مقدار کا ادراک کہہ سکتے ہین تجربہ اس بات
کو زور سے ثابت کرتا ہے کہ انسان کے سوا اور دیگر موجودات کو بھی کچھ نہ کچھ ادراک حاصل
ہے - ہان اسمین کچھ شک و شبہ نہین کہ انسانون کے سوا اور موجودات کا ادراک
کامل یا کلی نہین ہے سو اس سے کچھ قباحت لازم نہین آتی - کیونکہ عدم کمالیت یا عدم
کلیت شی وجود شے کو زائل اور دور نہین کر سکتی کمالیت شی بجاے خود ایک جدا حالت ہے
اور غیر مکمل ہونا ایک جدا حالت حیوانات مطلق مین ضرور کچھ نہ کچھ قوت مدرکہ ہے مگر قوت
عقلیہ جو مدرکہ کے حاکم ہے بالکل نہین ہے قوت عقلیہ انسانون سے ہی خاص ہے
انسان کی مدرک الکلیات والجزئیات ہونے سے یہ مراد ہے کہ اوسکی ذات مین صانع
ازلی نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے ایک ایسا شریف اور زور آور مادہ ودیعت
کر رکھا ہے کہ جسکے زور اور مدد سے انسان کلیات اور جزئیات کو معلوم اور دریافت
کر سکتا ہے اس بات مین بحث اور کلام ہے کہ ادراک سے ادراک بالقوۃ مراد ہے یا کہ
ادراک بالفعل بعض لوگون کا یہ خیال ہے کہ انسان بعض امورات مین بالقوۃ مدرک
ہے اور بعض مین بالفعل اس دلیل کے ایراد سے کہ بہت سی باتین انسان کو اس
قسم کی پیش آتی ہین کہ انسان اونکو بالقوہ تو ادراک کر سکتا ہے مگر اسباب ادراک کے

بہم نہ پہونچنے کے سبب بالفعل یا بالخارج ظاہر نہین کر سکتا اور بہت سے امورات کو
بالفعل یا بالخارج ظاہر کر سکتا ہی بعضون کا قول ہے کہ نہین انسان بالفعل ہے
مدرک ہو یا بالقوہ کی صورت حاصل ہے نہین میرے خیال مین قول فیصل یہ ہے کہ جب
انسان کو اسباب ضروریہ میسر آجاتے ہین تب تو ہر ایک اور اوسکی صورت یا اوراکی نتیجہ
نتیجہ کو خارج یا ظاہر مین لے آتا ہے اور جب اسباب ضروریہ میسر نہین آتے تو پھر کچھ
بھی نہین ہو سکتا جسطرح پر انسان کی طبعتین اور مزاجین اور عقلین متفاوت الحیثیت
اور متغائرہ الحالت ہین اسیطرح پر ادراکی صورتون کا حال ہے اسجگہ پر اس سوال کا
کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مدرک الکلیات والجزئیات ہونے کے سبب انسان
کو اور موجودات پر کیون فخر اور شرف دیا گیا جواب اس سوال کا یہ ہے کہ مدرک الکلیات
والجزئیات ہونا ایک ایسی صفت ہی کہ جسکی شان اور رتبہ کو دنیا کے اور کوئی صفت
پہونچ نہین سکتی ایسے جامع مانع اور محیط الکل والجز صفت ہی کہ جسکی بدولت اور تمام
صفات محمودہ اور خواص مسعودہ حاصل ہو سکتی ہین آجتک انسانون کے بارٹی نے
جسقدر عمدہ عمدہ حکمتین اور کلین اور صنعتین اختراع اور ایجاد کی ہین اونکے اختراع او
ایجاد کا اصل الاصول یہی صفت ہی انسان کی تمام نیکیین اور اچھے خیالات اور زیبا
حالات اور دلچسپ اور عبرت انگیز فسانجات اور بانتیجہ اور سراسر مفید حکایات ایسی
صفت کا اثر ہین اگر انسان مدرک کل وجز نہ ہوتا تو دنیا مین اسوقت جسقدر ٹھاٹ اور
ترقیات اور رونقین نظر آتی ہین بالکل مفقود ہوتین جسطرح پر حیوانات مطلق عمر زندگی
بسر کرتے ہین اوسیطرح پر ہمکو دن ہارے پورے کرنے پڑے جسطرح پر حیوانات ابتدا سے
لیکر آجتک ایک ہی ڈول ڈیل اور طرز اور وضع اور رنگ ڈھنگ پر چلے جاتے ہین
اسیطرح پر ہم بھی ہوتے ہماری حالتین اور خیالات جو دن بدن منجتی جاتے ہین اوسکا
اصلی موجب یہی ہے کہ ہماری ذات مین ادراک کا مادہ کلی طور پر پایا جاتا ہے مادہ

ادراک والجزئیات کے انسانون کی ذات مین پائے جانے کی مثال ایسی ہے کہ جیسا
تار برقی کی برقی کشش یا برقی قوت کی مثال ہے جسطرح پر برقی کشش کے ہونے سے
ایکدم مین دور دور خبرین جا پہونچتی ہین اسیطرح پر مادہ ادراکیہ کے ہونے سے انسان
کے خیالات دور دور جا پہونچتے ہین جبکہ مدرک الکلیات والجزئیات کی صفت اعلی
اور انسانون کی ایسی ترقی کا موجب اور اصل الاصول ہے کہ جو اور موجودات کو اصلاً
حاصل نہین تو اوسکو کیون نہ موجب شرف و باعث اعزاز و اکرام قرار دیا جائے
اگر وہ صفت کہ جو انسانون کی ترقی اور قسم قسم کی رونقون اور بزرگیون اور اعزاز و
احترام کا موجب ہی موجب فخر و شرف اور باعث فضیلت وعزت نہو تو پھر یہ اعلی درجہ کا
استحقاق کسکو بخشا جاوے اسکے سواے تو انسانون مین کوئی ایسی صفت اور بات
نہین کہ جسکے سر پر شرافت تامہ اور فضیلت کاملہ کا مبارک تاج رکھا جائے جسقدر غور
اور فکر کو وسعت دیگئی یہی بات متحقق اور ثابت ہوئی کہ انسانی صفات اور خواص
مین سے اسی صفت یعنی ادراک الکل والجزء کو بزرگی اور برتری حاصل ہے اسکے
مقابلہ مین اور کوئی صفت نہین ہوسکتی انسانون کی شرافت تامہ اور فضیلت کاملہ
کا وہی صفت مورد اور مرجع ہو سکتی ہے کہ جو انسانون اور دیگر موجودات مین کمالیت
اور کلیت کی اعتبار سے ما بہ الامتیاز واقعہ ہو جب فکر کی جاتی ہے تو بلا کسی قسم کے
موانعات اور مزاحمات کے معلوم ہوتا ہے کہ انسانون اور دیگر موجودات کے درمیان
باعتبار کلیت وکمالیت صفت ادراک کلیات وجزئیات ما بہ الامتیاز واقعہ ہوئی ہے
ماسواے اس صفت اور کوئی صفت ایسی نہین ہے کہ باعتبار کلیت ما بہ الامتیاز
واقعہ ہوئی ہو یا اب ہوسکے جبکہ اور کوئی صفت کامل موجود نہین تو ضرور اسی صفت کو
ما بہ الامتیاز قرار دیکر موجب فضیلت وشرافت ماننا چاہیے - جبکہ انسانی جماعتون کو
اور مخلوقات اور موجودات پر صرف اس اعتبار اور جہت سے برتری اور فضیلت حاصل ہے

کہ اوسکی ذات مین قوت مدرکہ کامل اور کلی طور پر پائی جاتی ہے تو اب ہم ضرورتاً امور
مشرحہ مندرجہ ذیل کی بابت گفتگو کرتے ہین -

(۱) - قوت مدرکہ طبعی ہے یا غیر طبعی -) (۲) - قوت مدرکہ بلا تیسیر و
امداد اسباب خارجی ولازمی اپنے نتائج اور تاثیرات کو بالکل ظاہر کر سکتی ہے
کہ یا بالعکس -) (۳) - اگر قوت مدرکہ بلا تیسیر و امداد اسباب خارجی وضروریہ
کامل نہین بن سکتی تو اوسکے کامل بنانے کے واسطے کن اسباب کی ضرورت ہی)
(۱) - اول میرے خیال مین قوت مدرکہ طبعی ہے کسواسطے کہ اسپر تعریف امور طبعیہ
صادق آجاتی ہے امور طبعیہ کی تعریف یہ ہے کہ وہ موجودات کی فطرت یعنی سرشت
مین داخل ہون جنکا دور اور زائل کرنا یا ہونا کسی صورت مین بھی ممکن نہو خواہ
کیسی ہے شدید الاثر اسباب بہم پہونچائے جاوین یا یہ کہ خودہی باہم پہونچ جاوین
تب بھی امور مذکورہ دور اور زائل نہین ہو سکتے جب ہم انسان نظر سے دیکھتے ہین تو
ثابت ہوتا ہے کہ قوت مدرکہ انسان کے سرشت مین داخل ہے کیونکہ قوت مذکور کسی
حالت مین زائل اور دور نہین ہو سکتی اگرچہ انسان کیسا ہی جاہل اور وحشی المزاج
اور ناقص الطبع ہو مگر بہر صورت اوسکی ذات مین اس قوت کا نشان پایا جاویگا
ہان یہ ضرور ہے کہ ایسی حالتون مین قوت مذکور کو کمالیت اور کلیت کا مرتبہ حاصل
نہین ہو سکتا سو یہ بات ہمارے دعوی کی منافی نہین ہے کیونکہ ہمارا دعوی یہ ہے
کہ قوت مدرکہ ہر یک انسان مین فطرتاً پائے جاتے ہی جو زائل اور دور نہین ہو سکتی
اور یہ بات ثابت ہی قوت مذکور کا کامل الحیثیت ہونا ایک علحدہ بات ہی اور موجود
ہونا ایک جدا امر بہت سے اشیا ہین کہ وہ موجود ہین مگر اونکو کمال حاصل نہین
سارے انسانون مین بلا امتیاز رنگ و مذہب و عمر و ملک و قوم قوت مذکور کا پایا
جانا اس امر کے بڑی زور اور مضبوط دلیل ہے کہ اوسکا وجود فطرتی اور طبعی ہے

اگر قوت مذکور محدود الحالت ہوتی تو ضرور خیال ہو سکتا تھا کہ فطرتی نہین مگر جبکہ
اوسکی حالت وسیع اور دوامی اور غیر محدود ہی تو پہر اوسکی طبعی یا فطرتی ہونے مین
کیا شک ہے چھوٹی عمر کے بچہ کو اگرچہ کچھ ہوش اور تمیز اور عقل نہین ہوتی مگر اوسکی
ذات مین بھی ادراک کی صورتین پائی جاتی ہین جسوقت چھوٹی عمر کے بچہ کو کوئی ڈراونے
صورت یا ہیئت دکھائی جاتی ہے تو گو وہ بچہ اوس ڈراونے صورت یا ہیئت کے
اصلی کیفیت اور ماہیت کو نہین پہونچ سکتا مگر تاہم اوسکو دیکھ کر قوت مدرکہ کے
ذریعہ سے کوئی خیال دلمین لاکر مخبوط الحواس اور مخوف الحالت ہو جاتا ہے ایک
بچہ کا کسی ڈراونی صورت کو دیکھ کر خوف زدہ ہو جانا اس بات کی دلیل ہے
کہ اوسکے غیر مکمل ذات مین فطرتی طور پر قوت مدرکہ ودیعت کیگئی ہے اگر قوت
مدرکہ اوسکی ذات مین ودیعت نہ کیگئی ہوتی تو وہ ایک خوف والی شے کو دیکھکر
ہراسان اور بیدل کیون ہو جاتا وہ کون قاصد یا پیام رسانی ہے کہ جسنے ایک
چھوٹی عمر کے ناتجربہ کار لڑکے کو اس بات سے آگاہ اور خبردار کر دیا کہ یہ شے
نقصان رسان یا ڈراونی ہے اگر ہم غور سے خیال کرین تو وہ شے قوت مدرکہ کے
سواے اور کوئی شے نہین کیونکہ انسان کی ذات مین اور کوئی قوت ایسی نہین
کہ جو ادراک کا کام دے سکے ماسواے چھوٹی عمر کے لڑکون کے انسان کی اور
حالتون مین بھی قوت مدرکہ اسیطرح پر قائم اور ثابت رہتی ہے جس سے اوسکے
وجود پر پوری طور پر استدلال کیا جا سکتا ہے مریض اور علیل آدمی کی حالت
بہ نسبت صحیح المزاج اور تندرست آدمیون کی زیادہ تر ناقص اور متزلزل ہوتی ہی
اوس حالت مین بھی قوت مذکور کے آثار پائے جاتے ہین اگرچہ مریض مرض کے
غلبہ اور زور کے باعث ضعیف الحالت ہوتا ہے مگر اوس ضعف اور ناتوانی سے
قوت مدرکہ کا معدوم ہونا لازم نہین آتا ہان اس بات مین کچھ شک نہین کہ جب

انسان کے مزاج پایۂ اعتدال اور مرکز سلامتی پر ثابت اور قائم نہین رہتی تو قوت
مدرکہ کی حالت مین اور قوتون کیطرح تزلزل اور نقص پیدا ہو جاتا ہے جس سے
اوسکی اصلی اب وتاب کھوئی جاتی ہے مگر یہ بات قوت مدرکہ کے عدم کو ثابت نہین
کرتے قلت اور کمی لازم آتی ہے سو وہ خود شے کی منافی نہین جبکہ قوت مذکور ہر
زمانہ اور ہر ایک وقت مین پائی جاتی ہے تو صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ طبعی ہی
کیونکہ طبعی وہ ہی ہوتی ہے کہ جو اسباب خارجیہ مثل تغیر اوقات اور تبدل ازمنہ
اور اختلاف مقادیر اعمار اور نزول مصاعب اور لحوق افکار اور امراض اور عوارض
سے زائل اور دور نہو ہان اس قسم کے نقصان رسان باتون سے اوسکی سلامتی
اور رفعت اور تیزی مین ضرور فرق آجاتا ہے اور وہ وجود قوت مدرکہ کے منافی
نہین کسی شے کا موجود ہونا ایک اور صورت ہی اور اوسکا معدوم ہو جانا یا باعتبار
ذاتی حالت اور رفتار کے کم یا ناقص یا متزلزل ہونا ایک دوسری صورت ہے
دوسرے امر کی بابت میرا یہ خیال ہے کہ قوت مدرکہ بلا تیر و امداد اسباب خارجیہ اپنے
حقیقی نتائج اور تاثیرات کو بالکمال والکلیت ظاہر نہین کرسکتے گو اوسمین بالذات
اس قسم کا مادہ ہے کہ وہ بلا تیر و امداد اسباب خارجیہ بالاقتصار یا بالجز بئیہ
صور ادراکیہ کو ظاہر کرے مگر اسمین کچھ شک نہین کہ صور ادراکیہ کامل اور مضبوط اوسی
اوسیوقت ہو سکتے ہین کہ جب قوت مدرکہ کو اسباب خارجیہ و مواد لازمیہ کی اعانت
اور امداد حاصل ہو اس قوت پر کیا موقوف ہے انسان کی اور بھی ساری قوتین
اس حیثیت اور قسم کی ہین کہ اون سب کو اوسیصورت مین کمالیت کی ڈگرے
مل سکتی ہے کہ جب اونکے ساتھ اسباب خارجیہ اور مواد لازمیہ کی امداد شامل ہو
قوت باصرہ اور شامہ اور ذائقہ اور لامسہ اور سامعہ بھی انسانی قوتین ہین
انکو جب تک خارجی امداد اور سہاری نہون تب تک اونکا مرکز کمال پر ثابت

اور قائم رہنا یا ہونا یا کرنا ایک مشکل امر ہے ان پانچون قوتون کے متعلق اسقدر اور ایسے
اسباب خارجیہ ہین کہ اگر اونمین سے ایک یا دو اشت کو زائل کیا جاوے تو قواے
مذکور کی حالت اور تیزی مین اسقدر ضرور انقلاب اور فرق نمودار ہو جائیگا کہ جس سے
اونکو ناقص الحالت اور ردی الکیفیت ماننا پڑیگا جبکہ انسان کے ظاہری اور باطنی
قوتین بلاتیسر و امداد اسباب خارجیہ و مواد لازمیہ درجہ کمال کو حاصل نہین کر سکین
تو استدلال کیا جا سکتا ہے کہ قوت مدرکہ بھی بلاتیسر و امداد اسباب خارجیہ و مواد
لازمیہ کے درجہ کمال اور رتبہ ترقی نہین حاصل کر سکتے قوت مدرکہ کی حالتین اور
صورتین اوسی صورت مین کامل اور مترقی قرار دی جا سکتی ہین کہ جب اوسکو اسباب
ترقی اور مواد کمالیت حاصل ہون کوئی شے اوس وقت تک اصلی کمال اور واجبی
ترقی حاصل نہین کر سکتے کہ جب تک اوسکی ترقی اور کمالیت کی ضروری اسباب نہ
حاصل ہون علی ہذا القیاس کوئی شے اوسوقت تک تنزل یا متزلزل نہین ہو سکتی
کہ جب تک اوسکے تنزل اور تزلزل کے اسباب نہ موجود ہون اس بات کو ہم اوپر کے
سطرون مین ظاہر کر چکے ہین کہ قوت مدرکہ بلاتیسر امداد اسباب خارجیہ و مواد لازمیہ
کی کچھ نہ کچھ اور اکی صورتین ظاہر کرتی رہتی ہے کیونکہ وہ ایک طبعی یا فطرتی قوت ہے
اور اوپر ظاہر ہو چکا ہے کہ جو قوت طبعی یا فطرتی ہو وہ اسباب متضادہ اور مزیل سے
دور اور زائل نہین ہو سکتی ہان اس امر مین کچھ شک وشبہ نہین کہ اس حالت مین
قوت مدرکہ کو کمالیت اور کلیت حاصل نہین ہو سکتی کیونکہ اوسکو اسباب ضروریہ اور
مواد لازمیہ کی امداد اور سہارا حاصل نہین ہوتا خداوند کریم کے کارخانہ قدرت پر نظر
اور غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خداوند صانع کل اور موجد کامل کی بعض
صنعتین اس وضع اور قسم کی ہین کہ قدرتاً اونکو دو حالتین حاصل ہین ایک حالت کو
قدرتی حالت کہتے ہین اور دوسرے کو سببی یا علتی حالت پہلی حالت اسباب خارجیہ کی

محتاج نہین ہوتی اور دوسری حالت جسمین شی کو کمال اور ترقی حاصل ہوتی ہے اسباب
خارجیہ کے جو ضروری الوجود ہون محتاج ہوتی ہے جب تک اوس قسم کے اسباب ضروری الوجود
حاصل اور میسر نہولین تب تک اوس حالت ثانیہ کو کمال اور ترقی حاصل نہین ہوسکتی
دوسری قسم کی حالت پیدا ہی اسوقت ہوتی ہے کہ جب اوسکے مناسب حال اسباب ضروری الوجود
حاصل ہولین میرے خیال مین دوسری قسم کی حالت بھی دراصل ایک قدرتی حالت ہی ہے
اور جسقدر اسباب خارجیہ اور مواد لازمیہ اوسکے اظہار کے باعث قرار دیے جاتے ہین-
دراصل اونکی ضرورت کو بھی قدرت نے ہی مقرر کر رکھا ہے گویا پہلی حالت کی ترقی
دینے کے واسطے قدرت نے چند اسباب کو قدرتی طور پر موزون اور وضع کر رکھا ہے
جب وہ اسباب پہلی حالت کی ساتھ شامل ہوجاتی ہین تو اوسکو کمال اور ترقی کا زینہ
ملجاتا ہے - تیسرے امر کی نسبت میرا یہ خیال ہے کہ قوت مدرکہ کی کمالیت اور کاملیت
کے واسطے علم کے اشد ضرورت ہی سواے اسکے اور جسقدر اسباب بیان کیے جاتے
ہین وہ اس قسم کے اسباب ہین کہ جلسے قوت مدرکہ کو بالکلیت مدد نہین پہونچتی علم ہی
ایک ایسا سبب ہی کہ جو قوت مدرکہ کو بالکلیت امداد پہونچاتا ہے اور جسکی مدد سے
قوت مدرکہ کو اعلی درجہ کی روشنی اور تیزی اور صلاحیت حاصل ہوتی ہے جسطرح پر
صیقل گر تلوار یا کارد کو چمکا دیتا ہے اوسیطرح پر علم قوت مدرکہ کو روشنی اور چمکاہٹ
بخشتا ہے قوت مدرکہ کی اصلی آب و تاب اور چمک دمک اوسیوقت ظاہر ہوتی ہی
کہ جب علم کی کسوٹی پر رگڑی جائے جب تک قوت مدرکہ علم کی کسوٹی پر نہ رگڑی جاے
تب تک اوسکے حقیقی انوار اور اصلی و قدرتی کرنین ظاہر نہین ہوتین اسمین کچھ
شک و شبہہ نہین ہے کہ انسان کی ذات مین حضرت صانع کامل واجب الوجود نے
قوت عقلیہ اور متفکرہ اور متوہمہ اور متخیلہ بھی ودیعت کر رکھی ہین اور ان قوتون
مین بھی عجیب اور عمدہ عمدہ طاقتین پائی جاتی ہین مگر انسے قوت مدرکہ کو اسقدر فائدہ

اور مدد نہین پہونچ سکتی کہ جسقدر ضرورت ہے کیونکہ یہ سب قوتین بجاے خود علم کی
محتاج ہین ان قوتون کی اصلی چمک اور دمک اور حقیقت اوسیوقت ظاہر ہوتی ہے
کہ جب اونکے ساتھ علمی طاقتون کو شامل کیا جاوے جسطرح پر قوت مدرکہ کو بلا مدد علم
جلے اور کمال حاصل نہین ہو سکتا اسیطرح پر ان قوتون کا حال ہے مین قبول
کرتا ہون کہ عقل ان سب قوتون سے زور اور اور تیز قوت ہے مگر اوسکو بھی اوسیوقت
ترقی اور رونق اور کمال حاصل کرنے کا موقعہ نصیب ہوتا ہے کہ جب اوسکے ساتھ
علمی طاقتین شامل ہون اگر عقل کے ساتھ علمی طاقتون کو شامل نہ کیا جاوے تو اوسکی
حالت کسیصورت مین زور آور اور کامل اور ترقی نہین ہو سکتی۔ سٹیم یعنے بخار مین
اگرچہ بذاتہ پوری درجہ کا زور آور طاقت ہی مگر جب تک اوسکی زور آور طاقت کو باقاعدہ
نہ لیا جاے تب تک کوئی مفید نتیجہ اور عمدہ اثر حاصل اور مترتب نہین ہو سکتا یہ بات
خاص کر سٹیم پر ہی منحصر نہین تمام اشیاء اسی قسم کے ہین کہ اون سب کو باقاعدہ
اور باضابطہ کمال اور ترقی حاصل ہوتی ہے۔ شاید اس موقعہ پر کوئی صاحب
ارشاد فرماوین کہ سواے علم کے اور اسباب سے بھی قوت مدرکہ کو مدد پہونچتی ہے
جیسے غذا ضروریہ اور دیگر اسباب حیات سے اس خدشہ کا یہ جواب ہی کہ ان اسباب
سے قوت مدرکہ کو جس قسم کی مدد پہونچتی ہے اوس مدد سے قوت مدرکہ کو صورت بقاء حاصل
ہوتی ہے نہ کہ ترقی اور کمال بقاے شے اور حالت ہی اور ترقی شے اور صورت کمال
اور ترقی بجز علم کے حاصل نہین ہو سکتی جب قوت مدرکہ کی ترقی اور کمال حصول
علم پر منحصر ہے تو اس ساری شکل کا نتیجہ اولے یہ ہوا کہ انسانی جماعتون کو اور مخلوقات
اور موجودات پر صرف مدرک الکلیات والجزئیات ہونے کے باعث فضیلت اور
شرافت حاصل ہے اور قوت مدرکہ کو علم کے سواے کمال اور ترقی اور کلیت حاصل
نہین ہو سکتی پس اس سے نتیجہ آخری یہ پیدا ہوا کہ انسانی جماعتین بباعث علم کے

اور مخلوقات سے اشرف اور افضل ہین جب ہم انسانون کا شرف اور فضیلت اور مخلوقات اور موجودات پر صرف علم کی جہت سے ہے تو اب ہمکو لازم اور مناسب ہے کہ اس موروثی شرافت اور فضیلت حاصل کرنے کے واسطے امورات مندرجہ ذیل پر غور کرین اور سعی کرین کہ ہمکو وہ درجہ اور رتبہ حاصل ہو جاوے کہ جسکی امید اور بھروسے پر ہم پورے اشرف اور معزز انسان کا لقب حاصل کرین۔

(۱)- علم کیا چیز ہے یعنے علم کی تعریف کیا ہے۔

(۲)- علم باعتبار کلیت کتنے قسم پر ہے۔

(۳)- علم حاصل کرنے یا کرانے کے وقت کن کن باتون اور اصولون کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔

(۴)- علم حاصل کرنے یا کرانے کے واسطے کن کن وسائل اور اسباب کی ضرورت ہے۔

(۵)- علم کے حاصل کرنے یا کرانے کے واسطے زمانہ کسقدر یا کہانتک وسیع ہے۔

(۶)- علم کو موجودہ زمانہ سے اور موجودہ زمانہ کو علم سے کیا نسبت ہے۔

(۷)- انسانی جماعتون کو کون کون علم حاصل کرنے لازم ہین۔

(۸)- علم کے حاصل کرنے یا کرانے کے باعتبار ضروریات معاد و امور معاش کے حقیقی غرض اور علت غائی کیا ہونی چاہیے اور بہ ہیئت مجموعی علم کا اثر انسان کی زندگی پر کس قسم اور وضع کا ہونا لازم ہے۔

(۹) علم کے نتائج اور تاثیرون کی غلطی اور صحت کے امتیاز اور پرتال کے واسطے کیا اصول اور قاعدے ہین۔

(۱۰)- علمی طاقتین یا حالتین کہانتک اور کسقدر ترقی پا سکتی ہین۔

(۱۱)- علمی طاقتون کی ترقی پانے یا ترقی دینے کے واسطے کن کن باتون کی ضرورت ہے۔

امر اول لغت مین لفظ علم کے معنی خبردار ہونے اور جاننے اور عقل کے ہین اور اصطلاح مین علم اون حقائق اور دقائق کا نام ہے کہ جنکو انسان حسب مقدور انسانیت و طاقت بشریت احوال موجودات سے ادراک اور دریافت کرے اس تعریف پر ایک بڑا بھاری اعتراض وارد ہوتا ہے جسکو اس مقام پر ضرور پیش کرنا چاہیے جب تک اعتراض مذکور حل نہ کیا جائیگا تب تک اس مقصد کے پورے کیفیت سمجھ مین نہ آیگی اعتراض مذکور یہ ہے کہ یہ امر بدیہی الصداقت اور مسلم الثبوت ہی کہ علم مزیل جہالت اور مکمل قوت مدرکہ ہے سوائے حصول امداد علمی طاقتون کے جہالت زائل اور قوت مدرکہ کامل نہین ہوتین اور یہ بات بھی تواریخی شہادتون اور اسناد سے ثابت ہی کہ انسانی جماعتین ابتدا مین بالکل جاہل اور وحشی الامزجہ اور ناقص الطبائع تھین جماعتون کی ابتدائی نسلون کے حالات اور کوائف زور سے اس بات کو ثابت کرتے ہین کہ اونکی طبیعتون مین وحشت اور حماقت کو بہت دخل اور زور تھا اونکا ہر ایک کام اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ اکثر کے جہالت اور وحشت اونکی شریک اور شامل حال رہتی تھی نہ تو اونمین علم اور عقل کو رونق اور ترقی تھی اور نہ تہذیب اور شائستگی کو کمال حاصل تھا غرض یہ کہ انسان کی پہلی نسلون مین علم اور عقل اور تہذیب کا نام تک نہین تھا اگر انسان کی پہلی نسلین اس زمانہ کے وحشیون کے مقابلہ مین بھی لائے جاتین تو یقیناً اس زمانہ کے وحشی بھی اونکو وحشی اور جاہل کہنے مین دیر نہ کرتے اور اس بات کو بھی تسلیم کیا گیا ہے کہ علم جو کسبی اور خارجی امورات اور مقاصد سے متعلق ہے اور جسکو مزیل جہالت اور مکمل قوت مدرکہ قرار دیا گیا ہے اور جو انسان کی ساری شائستگیون اور سب ترقیات اور کمالات اور بہتری کا اصلی موجب اور حقیقی باعث ہے اور جس سے دنیا اور دین کے قضایا اور معاملات اور مشکلات اور دقائق اور حقائق ظاہر اور معلوم اور حل ہوتے ہین انسان کی پہلی نسلون

نے ہی ثابت اور قائم کیا ہی گویا انسانون کی پہلی جاہل اور وحشی الامزجہ اور ناقص الطبائع
نسلون نے اس گوہر بے بہا اور مصقل باصفا کی مبارک بنیاد رکھی ہے اب اعتراض یہ ہے
کہ جب علم کی اعانت اور شمول کے بغیر انسانی جماعتون کی جہالت اور وحشت دور اور زائل
نہین ہو سکتی تو پھر انسانی جماعتون کی ابتدائی نسلون نے کہ جو بتایید قول مسلم بالکل
جاہل اور وحشی الطبائع تھین باوجود وحشت اور جہالت کے علمی بنیادون کو کیونکر قائم
کر رکھا یا اگر اس امر کو تسلیم کیا جائے تو ضرور یہ استحالہ لازم آئیگا کہ علم مزیل جہالت اور مکمل
قوت مدرکہ نہین ہے بلکہ وہ خود جہالت اور وحشت کا پروردہ اور آوردہ ہے پہلے اوسکا
نام و نشان بھی نہ تھا جاہلون اور وحشیون نے ہی اوسکو عالم ظہور مین ظاہر کیا ہے
استحالہ تو یہ ضرور لازم آتا ہے مگر زمانہ کی موجودہ چال اور حال دیکھکر طبیعت اس پہلو پر
پلٹے کھاتی ہے کہ حضرت علم ضرور مزیل جہالت اور مکمل قوت مدرکہ ہے کیونکہ زمانہ مین جسقدر
جاہل اور وحشی الامزجہ لوگ پائی جاتے ہین اونکی وحشت اور جہالت تب ہی دور اور زائل
ہوتی ہے کہ جب اونکو علمی طاقتون کی امداد نصیب اور حاصل ہو بلا حصول علمی طاقتون
کے اونکی وحشت اور جہالت کسیصورت مین زائل نہین ہو سکتی جواب اس خدشہ یا اعتراض
یہ ہے کہ اس امر مین کچھ شک و شبہ نہین کہ انسان کی پہلی نسلین ضرور وحشی الامزجہ اور مجہول
تھین اور اسمین بھی کچھ شک نہین کہ اون نسلون کے ہی علمی بنیادون کے قائم کرنے
کے واسطے جرأت اور پیشدستی اور پیش قدمی کی اور اب تک جسقدر مختلف الحیثیت و الحالات
ترقیان ہوئی ہین اونھین پہلی بنیادون پر ہوتی ہین اور اس بات مین بھی شک
نہین کہ اب علمی طاقتون کو انسانی جماعتون کے ہر یک قسم کی ترقی اور کمالیت اور تہذیب
اور بہبود اور بہتری اور خوشحالی اور اتقاء اور پرہیزگاری اور دولتمندی اور تونگری اور
استعداد اور لیاقت اور قابلیت کی جڑ اور اصل الاصول اور موجب اور باعث سمجھا جاتا ہے
سوا امداد علمی طاقتون کے اگر کوئی شخص اپنی وحشت اور جہالت کو دور اور قوت مدرکہ کو

کامل (جبپر ساری نیکیون اور ترقیون کا مدار ہے) کرنا چاہیے تو نا ممکن اور مشکل ہے مگر
باوجود تسلیم ہر سہ امور مندرجہ بالا وہ اعتراض جو اوپر کی سطرون مین لکھا جا چکا ہے وارد
نہین ہو سکتا واضح ہو کہ حضرت صانع کامل واجب الوجود نے قدرتی طور پر اپنی قدرت
کاملہ اور حکمت بالغہ کے اقتضا سے انسان خاکی بنیان کے طبائع مین اس قسم کے مواد
اور قوی ودیعت کر رکھے ہین کہ جنکو قدرتی معلمین اور نیچرل ماسٹرون کے نام سے
موسوم کیا جا سکتا ہے انسانی جماعتون کی پہلی نسلین ضرور وحشی الامزجہ تھین مگر
اونمین قدرتاً اس قسم کے مواد اور قوی بھی ضرور تھے کہ جو اونکو کسی نہ کسی قسم کی مدد اور
اعانت نہ پہونچا سکتی ہتھے یہ دستور اور قاعدہ کے بات ہے کہ جب انسان کو مختلف
ضرورتین اور حاجتین لاحق حال ہوتی ہین تو اوسوقت اوسی کی طبیعت مین ایک
اضطرابی جوش پیدا ہوتا ہے اور اوسکے مضطرب طبیعت اس بات پر آمادہ اور مستعد
ہوتی ہے کہ پیش آمدہ یا ملحقہ ضرورتون کو رفع کرے ایسے وقت مین طبیعت خود بخود
اپنی قدرتی خزانہ کی طرف دیکھتی ہے تو اوسمین سے اس قسم کے مواد اور اسباب پیدا
اور مہیا ہو جاتے ہین کہ جو کسی نہ کسی جہت سے اضطرابی ضرورتون کو رفع کر سکتے ہین
ہر یک عالم اور جاہل انسان اپنی ذات مین ہی اس بات کو مشاہدہ کر سکتا ہے کہ بہت
سی ایسی دقتین یا مشکلین ہین کہ جنکو طبیعت درست یا رفع کر سکتی ہے اگر پورے طور
رفع کرنے پر قادر نہوگی تو اوسکی درستی یا رفع کے تدابیر تو ضرور ہی پیدا کر دکھائیگی جب
انسانی طبیعت مین قدرتاً یہہ طاقت ہے تو ہم کہتے ہین کہ انسانی جماعتون کی ابتدائی
نسلون کو جب ضرورتین اور مختلف مشکلین پیش آئین تو انھون نے اضطراب کی وقت
اپنی طبیعت کے وسیلہ اور ذریعہ سے قدرتی قوانین سے کام لیا اور اونکی امداد اور شراکت
سے اس قسم کے سلیم قواعد اور اصول وضع کئے کہ جو اخیر پر اونکے اور انکی نسلون کے حق مین
اعلی درجہکی مفید ثابت ہوئی یہ اعتراض کہ جہالت اور وحشت علمی طاقتون کو کیونکر پیدا

کر سکتی ہین اوس صورت مین درست اور ٹھیک تھا کہ جب ہم علمی طاقتون کا موجد اور مظہر جہالت اور وحشت کو قرار دیتے جب ہم علمی طاقتون کا موجد اور مظہر قدرتی قوانین کو قرار دیتے ہین تو پھر اعتراض مذکور کے ورود یا ایراد کا کیا اندیشہ ہے جب یہ بات بدیہی شہادتون سے ملن لیگئی ہے کہ انسان کی ذات مین قدرتی طور پر اس قسم کے مواد اور اسباب بھی موضوع اور ودیعت کئے گئے ہین کہ جو بالذات مفید اور معقول ہین تو پھر صرف انسان کی وحشت اور جہالت کو علمی طاقتون کا موجد قرار دینا بے انصافی نہین ہے تو اور کیا ہے جب ہم جہالت اور وحشت کو ایک ظلمت اور اندھیر قرار دیتے ہین تو کیا ہو سکتا ہے کہ اوسیکو روشنی اور ضیا مان لین اور قبول کرین کہ اوسی کے امداد اور شراکت سے علمی طاقتین ظاہر ہوائی ہین ہرگز نہین -

امر دوم علم باعتبار کلیت دو قسم پر منقسم ہے علم معقول و علم منقول - علم معقول وہ علم ہے کہ جسمین امور عقلیہ کی بابت بحث کیجاوے اور جسکے اصول مین کل الجہت عقلی ہون اس التعریف پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ جب قوت عقلیہ بلا امداد و معاونت علم کمالیت اور روشنی حاصل نہین کر سکتے تو علم کو اوس سے کیون نسبت دیگئی ہے لازم تو یہ تھا کہ عقل کو علم سے نسبت دیجاتی کیونکہ اوسکو علم سے کمالیت اور روشنی حاصل ہے -

جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ جس عقل سے علم کو نسبت دیجاتی ہے اوس عقل سے وہ عقل مراد ہے کہ جسکو ہم قدرتی قانون مبرا من الجہل مانتے ہین اوس عقل کے موافق جسقدر اصول اور قواعد ہوتے ہین اونکو عقلی علوم کے نام سے موسوم کرتے ہین کیونکہ اونکی بنیاد اونھین قواعد پر مبنی ہوتی ہے کہ جو اوس عقل کے مطابق ہوتے ہین باقی رہے یہ بات کہ عقل کو علم سے روشنی اور ضیا حاصل ہوتی ہے حالانکہ اوسی علم کو اوسی قوت عقلیہ کے نام سے منسوب اور موسوم کیا جاتا ہے اسکا یہ فیصلہ ہے کہ گو علم کو عقل سے نسبت دیجاتی ہے اور عقل کو علم سے ضیا اور روشنی حاصل ہوتی ہے

مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قضیہ مذکور کو خلاف واقعہ خیال کیا جاوے انسان کپڑا اور اور مختلف چیزین آپ ہی ایجاد کرتا اور بناتا ہے اور وہ ہی اپنے ہاتھ کی بنائی اور ایجاد کی ہوئین اپنے کام مین لاتا ہے اور اوسکی بہبود اور آسایش اور آرام اور زیبایش کے واسطے ایک ضروری اور عمدہ ذریعہ بن جاتے ہین کیا اسوجہ سے خیال کیا جا سکتا ہے کہ وہ چیزین انسان سے فائق اور برتر ہین ہرگز نہیں - اسیطرح پر عقل نے ابتدا مین اپنی قدرتی طاقت اور زور سے علم کو پیدا کیا اور پھر وہ ہی علم اوسکی محافظت اور نگرانی کے واسطے ایک اشد ضروری شے خیال کیا گیا ہے -

انتہا علم معقول باعتبار مقاصد و مضامین بہت قسمون پر منقسم ہے اب جسقدر موجودہ علوم کو معقول علوم کہا جاتا ہے اونکے سواے اگر اور علوم بھی معقول طور پر دریافت اور معلوم ہو سکین تو کچھ تعجب نہیں جیسے معقول ضرورتین پیش آتی جاتی ہین ایسی ہی معقول علوم کا سلسلہ اور نمبر بڑھتا جاتا ہے ابتدا مین معقول علوم کا نمبر زیادہ نہ تھا اب اونکو روز بروز رونق اور ترقی ہوتی جاتی ہے اور شاید آیندہ کے واسطے بھی یہ مبارک سلسلہ جاری اور قائم رہے دنیا مین اب جسقدر علوم پائے جاتے ہین یہ سب ضرورتون کے پیش آنے سے بے وضع اور پیدا ہوئی ہین جیون جیون انسانی نسلون کو ضرورتین پیش آتی گئین وون وون مختلف علوم پیدا اور ظاہر ہوتے گئے اصل مین تمام علوم اور فنون موجود فی الخارج اور وہ علوم اور فنون جو ابھی ضرورتون کے پیش نہ آنے سے ظاہر اور پیدا نہیں ہوئی قدرتی طور پر عقل کے قدرتی خزانہ مین پائے جاتے ہین - علم منقول وہ علم ہے کہ جسمین امور نقلی کی بابت بحث کیجائے اور جسکے اصول مین بعض الجہت نقلی ہون اور بعض الجہت عقلی علوم نقلی اگرچہ امور نقلیہ سے مربوط اور وابستہ ہوتے ہین مگر اونمین بعض اعتبارات کی جہت سے امور عقلیہ کو بھی شرکت اور دخل ہوتا ہے کوئی ایسی نقل نہیں ہے کہ جسکے پرتال اور امتیاز کیواسطے

عقلی اصولون اور قواعد کی ضرورت نہ پڑتی ہو علوم نقلیہ کو اوس وقت عزت اور
اعتبار حاصل ہوتا ہے کہ جب عقلی قواعد اور اصولون سے مناسب طور پر ٹکر
کھا سکیں جب تک عقلی اصولون اور قواعد سے مناسب طور پر ٹکر نہ کھائین تب تک
عزت اور اعتبار کلی کے ڈگری نہیں مل سکتی کوئی ایسا نقلی علم نہیں ہے کہ جسکی صحت
اور پرتال کے واسطے عقلی اصولون سے کام نہ لیا جاتا ہو علم تاریخ بھی ایک نقلی علم ہے
اسمین اگر عقلی اصولون کو جواب دیا جاوے تو سخت مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑیگا
علم تاریخ کے اغلاط کی اصلاح اور درستی کے واسطے ہمیشہ عقلی اصولون سے کام لینا
پڑتا ہے اگر عقلی اصولون سے کام نہ لیا جاوے تو غلط واقعات سے صحیح اور مطابق
واقعہ واقعات کا نکھارنا نہایت ہی دشوار اور مشکل ہو جاوے علی ہذا القیاس امور
دینیہ اور اصول مذہبیہ کو عقل سے جزوی طور پر منسوب کیا جاسکتا ہے اونمین بھی
عقلی اصولون کو نہایت مکرمت اور عزت سے شامل کیا گیا ہے تمام مذہبون کی
اصلی غایت خداوند کریم جل جلالہ وعم نوالہ کا پہچاننا ہے اس شناخت اور پہچان
کے واسطے بھی عقلی اصولون سے بہ شدت کام لیا جاتا ہے مگر مذہبی معاملات اور
مقاصد اور امورات کو صرف نقل سے ثابت کیا جاوے تو شاید مخالفین مذاہب
پر حجت قائم کرنا سخت مشکل ہو جائیگا علم تاریخ اور امور مذہبیہ پر کیا موقوف ہے
ہر ایک علم نقلی کے مضامین اور مقاصد اور غایات اوسوقت بالوضاحت پایۂ ثبوت
کو پہونچ سکتے ہین کہ جب اونکے ساتھ عقلی اصولون کو شامل کیا جاوے نقل ہین اکثر
واقعات بھی بیان ہوتے ہین اور یہ بات ظاہر ہے کہ واقعات کے صحت اور پرتال
کے واسطے عقلی اصولون اور قواعد کی سخت ضرورت ہے جب تک واقعات بعینہ کو
عقلی اصولون کے محک پر نہ گرا جاوے تب تک اونکا غلط یا صحیح قرار دینا بہت
مشکل بلکہ ناممکن ہے۔

امر سیوم قبل اسکے کہ امر سیوم کے اصلی بیانات کیطرف رجوع کیا جاوے اس بات کو فوراً
ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ انسان پر ہر ایک چیز یا ارادہ کی نسبت دو زمانہ آتے ہین
ایک کرنے کا اور ایک کرنے اور کرانے کا - ان دونون زمانون مین کبھی تو منافرت
ہو جاتی ہے اور کبھی موافقت لیئے کبھی انمین سے ایک ہی زمانہ رہتا ہے اور کبھی دونون
اکھٹے ہو جاتے ہین ایک وقت مین انسان ایک امر کے کرنے کی طاقت رکھتا ہے
اور ایک وقت مین کرانے کی اور ایک وقت مین ان دونون طاقتون کا وجود پایا جاتا ہے
بالقوۃ تو اون دونون طاقتون کا وجود ہر یک انسان کی ذات مین پایا جاتا ہے مگر
مگر کسیوقت مین بالفعل ایک طاقت نہین ہوتی کسی امر کے کرنے یا کرانے کے اصولون
اور قواعد مین تھوڑا ہی فرق ہے لاکن نہایت ضروری ہر ایک وقت مین اوس فرق
کو ملحوظ رکہنا چاہیے ہمارے خیال مین علم حاصل کرنے یا کرانے کے وقت مندرجۂ
ذیل باتون اور اصولون کا ملحوظ رکہنا لازم ہے -

(۱) - آئین زمانہ سب سے اول آئین زمانہ پر خیال اور لحاظ کرنا چاہیئے علم
حاصل کرنے والے یا کرانے والے پر لازم اور واجب ہے کہ حتی المقدور اسمین کوشش
کرے کہ آئین زمانہ کے اصول اور قواعد کے موافق کارروائی ہو دنیا کے ہر ایک چھوٹے
بڑی بات اور کام زمانہ سے متعلق ہے اگر آئین زمانہ کا واجب طور پر ساتھ نہ دیا جاویگا
تو سوائے زیان اور نقصان کے اور کچھ حاصل نہو گا علم کو زمانہ سے بھی ایک مناسبت
ہے اگر زمانہ کے آئین کو ملحوظ نہ رکھا جاوے تو علوم کا مفید ثابت ہونا ایک مشکل امر ہے
فلاسفرون کا قول ہے کہ زمانہ ایک چوپان اور محافظ کا رتبہ رکھتا ہے جو شخص اوس چوپان
اور محافظ کی حفاظت اور نگرانی مین رہنا پسند کرتا ہے وہ مختلف نقصانات کے
اوٹھانے سے مامون اور مصئون رہتا ہے اور جو آدمی اوس قدرتی چوپان اور محافظ
کی حفاظت اور نگرانی سے نکل جاتا ہے خراب ہوتا ہے زمانہ کی دوری

مین ہے وہ جسطرح چاہتا ہے اوسکو گردش اور چکر دیتا ہے اور جس پہلو پر چاہتا ہے
چلاتا جاتا ہے زمانہ جتنا گذرتا جاتا ہے اوسیقدر اوسکی حالتین بدلتی جاتی ہین آجکا
دن کل سے مناسبت نہین رکھتا اور کل کا دن پرسون اترسون سے مغائر ہوگا ہر یک
شے اور ہر یک طریق زمانہ کی تاثیرون سے متاثر ہوتا ہے جو زمانہ آتا ہے وہ ایکس مصلح
اور ریفامر کا رتبہ رکھتا ہے اوسکے اصول اور ڈھنگ پہلے زمانون سے ضرور مغائر ہوتے
ہین پہلے زمانہ کے چال اور ڈھال کس روش پر ہوتی ہے اور دوسرے کی کسی ڈھنگ پر
جیسا اپنے گورنمنٹ وقت کے احکام اور قوانین کے خلاف چلنا خلاف ادب اور موجب
نقصان ہے اسیطرح ہر زمانہ کے چال کی مخالفت موجب ادبار اور باعث نقصان ہے
علوم کے حاصل کرنے یا کرانے مین ضروریات اور ملزومات مین سے ہے کہ موجودہ زمانہ
کی چال ڈھال اور آئین کو ملحوظ رکھکر کام شروع کیا جاوے جن علوم اور فنون کو زمانہ
ضروری تبلاتا ہو اونہین کو حاصل کرنا یا کرانا چاہیے اگر زمانہ موجودہ کے چال اور اصول
کے خلاف علوم اور فنون کو حاصل کیا یا کرایا گیا تو بجاے فوائد کے سخت سے سخت تکلیفون
اور نقصانات کا متحمل ہونا پڑیگا اور وہ بات جو علوم کے حاصل کرنے یا کرانے سے مد نظر
اور ملحوظ ہوتی ہے کسیصورت مین حاصل نہوگی جن لوگون نے موجودہ زمانہ کے چال
اور اصول کے خلاف علوم اور فنون کو حاصل کیا یا کرایا ہے اونکے حالات اور بیانات
سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اونکو زمانہ کی مخالفت کے باعث علوم اور فنون کے
حاصل کرنے یا کرانے سے معتدبہ فائدہ حاصل نہین ہوا بلکہ بجاے حصول فوائد کے
مختلف مصاعب اور مصائب کا متحمل ہونا پڑا ہے اگر انسان اپنی ترقی اور بہبود کا
خواستگار ہو تو اوسپر لازم ہے کہ اپنی رفتار اور خیالات کو ٹھیک ٹھیک موجودہ زمانہ
کے اصولون کے موافق بناے جس روش پر زمانہ چلے اوسی روش پر اوسکو چلنا لازم ہے
اگر ہم موجودہ زمانہ کی روش اور اصولون کو چھوڑ گئے گذرے اور پرانے زمانہ کی روشون

اور اصولون پر چلینگے تو ہمکو کسیصورت مین ترقی اور بہبود کی ڈگری نہین مل سکتی ترقی اور بہبود کی استقرا ڈگری کے واسطے دلائل کا ہونا ضروری ہے اور دلائل کا بہم پہونچانا بجز اس صورت کے صورت پذیر نہین ہوسکتا کہ موجودہ زمانہ کے اصولون سے موافقت کیجاوے ہر ایک قسم کی انسانی ترقی اور خوشحالی اور بہبود موجودہ زمانہ کی روشون اور اصولون سے قدر تا مربوط اور وابستہ ہے جب تک انسانی جماعتین ایک زور اور صداقت کے ساتھ موجودہ زمانہ کی روشون اور اصولون کو نہ اختیار کرینگے تب تک ترقی اور خوشحالی کا ملنا ایک دشوار اور مشکل امر ہے کیا ممکن ہے کہ ایک شخص بلا کمند یا سیڑھی یا کسی اور اسی قسم کے آلہ کے ایک اونچی گھاٹی یا جگہ پر چڑھ جائے ہرگز نہین خداوند کریم نے دنیا کی ہر ایک ترقی اور تنزل کو مختلف حیل اور اسباب سے مربوط اور وابستہ کر رکھا ہے لازم اور واجب ہے کہ اون حیل اور اسباب کو ضرورتاً ساتھ لیا جاوے تاکہ کامیابی حاصل ہو۔

(۲) (تخصیص و تشخیص علم) قبل از علم حاصل کرنے یا کرانے کے لازم اور ضروری ہے کہ علوم مین سے کسی علم کو خاص کرین جبتک حاصل کرنے یا کرانے والا کسی علم کو خاص اور مشخص نہ کریگا تب تک حاصل کرنے یا کرانے مین بہت دقتین پیدا ہونے کا احتمال ہے ہر یک کام کیا اور کرایا جا سکتا ہے لاکن جبتک کوئی کام خاص طور پر خاص اور مشخص نہووے تب تک مشکلات کا پیش آنا کوئی عجیب اور مشکل امر نہین ہے کسی علم کی تخصیص اور تشخیص کے واسطے بالعموم اون اصولون اور قواعد پر لحاظ کرنا چاہیے کہ جنکو ہمنے امر نمبر ۱ مین بیان کیا ہے۔

(۳) - علم حاصل کرنے یا کرانے کیواسطے ماسٹر یا اُستاد کا مقرر کرنا نہایت ضروری ہے اس تقرری مین اعلی درجہ کی دانائی اور دور اندیشی درکار ہے اگر اسمین دانائی اور عقل و فکر سے کام نہ لیا جائیگا تو نقصان اوٹھانا پڑیگا ہر ایک انسان پر دو زمانہ آتے ہین ایک حاصل کرنے کا اور ایک کرانے کا۔ حاصل کرنے کا زمانہ بھی دو شقون پر

منقسم ہے ایک وقت مین تو اوس زمانہ مین ماسٹر یا اُستاد کی ضرورت ہوتی ہے اور
ایک وقت مین حاصل کرنا تو ضرور ہوتا ہے مگر اوس زمانہ مین ماسٹر یا اوستاد کے چندان
یا بالکل ضرورت نہین ہوتی جو کچھ کرنا پڑتا ہے اپ ہی کرنا پڑتا ہے - پہلے زمانہ مین
ماسٹر کی نہایت ضرورت ہوتی ہے کیونکہ اوسی زمانہ مین علم حاصل کرنے والا اسقدر
طاقت اور ذہن رسا نہین رکھتا کہ بلا امداد ماسٹر علمی مطالب اور مقاصد پر پوری طور پر
کامیاب ہو سکے ماسٹر یا اوستاد کے ہاتھ مین علم حاصل کرنے والے کی اوقات اور عمر
کا درست کرنا اور اچھے نمونہ پر لانا سپرد کیا جاتا ہے اور ہر ایک قسم کی برائی یا بھلائی
کا شروع اوسکے ہاتھ سے ہوتا ہے اگر علم حاصل کرنے والے بگڑتے ہین تو ماسٹر کی
عدم توجہی یا جہالت سے ہی بگڑتے ہین اور اگر سدھرتے ہین تو اوستادون کی توجہ
اور لیاقت سے ہر ماسٹر یا اوستاد کے انتخاب کے واسطے مندرجہ ذیل باتون کو ملحوظ
رکھنا چاہیے۔ —

اولاً ماسٹر یا اوستاد اوس علم یا فن مین کہ جسکا حاصل کرنا یا کرانا مد نظر ہو اسقدر
لیاقت اور استعداد رکھتا ہو کہ جو اوس علم یا فن کی ضروری مقاصد اور مطالب
کے ذہن نشین کرانے کے واسطے کافی ہو - ثانیاً ماسٹر یا اوستاد کے مورل طاقتین
اور اصول اس وضع اور اس قسم کے ہونے چاہیے کہ جو عام معائب اور نقصانات سے
پاک اور صاف ہون اگر ماسٹر یا اوستاد کے مورل طاقتین اور اخلاقی اصول معیوب
اور ناقص ہونگی تو اس سے طلاب کی اخلاقی زندگی کو سخت نقصان پہونچنے کا احتمال
ہے طلاب کو ایک مدت تک شب و روز ماسٹرون کی خدمت مین حاضر رہنا پڑتا ہے
اور یہ بات ظاہر ہے کہ صحبت مین رہنے سے انسان متاثر ہو جاتا ہے خصوص اوس
صحبت سے کہ جسکے ساتھ کچھ تھوڑی سی یا کسی قسم کی ایک طرف سے حکومت اور دوسری
جانب سے مجبوری بھی آمیزش رکھتی ہو جب صحبت موثر ثابت ہو چکی ہے تو ضرور ماسٹرون کی

صحبت مین رہکر بگڑ جاتے ہین اونکا پہر درست ہونا ایک مشکل اور ناممکن امر ہے
اگر اونمین سے کوئی درست ہو بھی جاتا ہے تو نہایت مشکل اور دقت سے لازم اور فرض
ہے کہ ماسٹرون یا اوستادون کو اعلی درجہ کی عقل اور فکر اور دوراندیشی سے انتخاب
کیا جاوے اگر سوچ سمجھکر ماسٹرون کو منتخب کیا جائیگا تو طالبعلمون کی اصلاح
کے واسطے نہایت مفید ثابت ہوگا ماسٹرون کے انتخاب کے وقت جلدی اور عدم
دوراندیشی کو دخل دینا نہایت ہی معیوب اور مذموم ثابت ہوا ہے ماسٹرون کے
بری اور بے ڈھنگی انتخاب سے صرف طلاب کی ذات کو ہی نقصان نہین پہونچتا
بلکہ اور لوگون کو بھی اونکے سبب نقصانات کا تحمل ہونا پڑتا ہے جس زمانہ مین
ماسٹرون یا اوستادون کی ضرورت نہین ہوتی اوس زمانہ مین انسان کو سب کچھ
آپ ہی کرنا پڑتا ہے اوس زمانہ مین انسان کی قوت متفکرہ اور خیالیہ بجاے
مدبر ماسٹر اور دانا اوستاد کے ہوتی ہے ایسے وقت مین انسان کے واسطے استقامت
طبع اور استقلال مزاج ضروری امر ہے جب تک استقامت طبع اور استقلال مزاج
نہو تب تک ایسے زمانہ مین علمی مقاصد اور مطالب پر کامیاب ہونا ایک مشکل اور
ناممکن امر ہے انسان کو بڑے زور سے اس امر کے حاصل کرنے مین کوشش اور
سعی کرنی چاہیے تاکہ اوسکی طبعیت اور مزاج محور استقامت اور مرکز استقلال پر
قائم ہوکر کارروائی کرے علوم کا خود بخود حاصل کرنا اگرچہ اوس شخص پر جسنے ابتدا
مین باضابطہ تعلیم پائی ہو اور مختلف ماسٹرون کی تادیب اور بااصولون کا الجھن
کی جوکہین دیکھی ہون آسان ہے مگر اسمین کچھ شک وشبہ نہین کہ باوجود اس آسانے
اور سہولت کے پھر بھی اس قسم کی دقتین اور مشکلات پیش آتی ہین کہ جنکے حل کرنے
کے واسطے بڑی استقامت اور استقلال کا رہبر ساتھ لینا ضروری اور لازمی ہے
جب تک یہ دو مددگار ساتھ نہون تب تک حصول کامیابی کی امید ایک موہوم امید ہے

(۴) علم حاصل کرنے یا کرانے کے واسطے ضروری اور لازمی امر ہے کہ ایسے اشغال
اور افکار سے قطعاً احتراز کیا جائے کہ جو بالذات حصول علوم کے مانع اور مزاحم ہون
انسان کی طبیعت بڑی نازک اور متلون الحالت ہوتی ہے اوسکے واسطے ذرا بھی مخالف اثر قبیح و برا
خیال کیا گیا ہے انسان کی طبیعت اوسی صورت مین کسی خاص امر کو بوجہ احسن حاصل
کرسکتی ہے کہ جب اوسکے مقابلہ مین موانعات اور مزاحمات کا وجود نہو علم کا حاصل کرنا
یا کرانا نہایت ہی مشکل ہے زمانہ تحصیل یا حاصل کرانے مین اس قسم کے مختلف رکاوٹین
اور موانعات حائل ہونے کا قوی احتمال ہے کہ جو بالذات سلسلہ تعلیم و تعلم کے
انسداد اور ابتری کے واسطے کافی ہین انسان کی طبیعت ہمیشہ ایسے امر کو قبول کرنا
چاہتی ہے کہ جسمین ہر ایک قسم کی آسانی اور سہولت ہو اوس امر کو کہ جسمین چند مدت
کے واسطے محنت کا اوٹھانا ضروری ہو نہایت دقت کے ساتھ قبول کرتی ہے
بالخصوص جب ایسے امر کی تحصیل یا حاصل کرانے مین رکاوٹون کا مقابلہ ہو جاوے
تو زیادہ تر ہی کاہل اور غافل ہو جاتی ہے — اس امر مین کچھ شک شبہ نہین کہ
چند مدت تک علوم کا حاصل کرنا یا کرانا بہت ہی مشکل ہے ضرور انسان کی طبیعت
اوکھڑ جاتی ہے خصوص اوس نازک موقعہ پر کہ جب اوسکو مختلف قسم کے موانعات
اور رکاوٹون کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے مختلف قسم کی رکاوٹین اور موانعات اوسیصورت
مین پیدا ہوتی ہین کہ جب انسان کے مزاج اور طبیعت پر قسم قسم کے اشغال اور
افکار کا ورود اور ہجوم ہو جب مختلف قسم کے موانعات اور رکاوٹون کا ورود اور ہجوم
صرف اشغال اور افکار کا ہے موجب اور اثر ہے تو لازم اور ضروری ہے کہ طبیعت
کو اشغال اور افکار سے مامون اور مصئون رکھا جاوے تا کہ رکاوٹون اور موانعات
کا ظہور اور حدوث نہو اشغال اور افکار کا بند اور دور ہونا یا کرنا اوس صورت مین
ہو سکتا ہے کہ جب ہماری طبیعت یکسو اور مستقل ہو ہماری طبیعتین صرف علم کے

حاصل کرنے یا کرانے کی جانب متوجہ ہونے لازم ہین اونمین اس قسم کی یکسوئی
اور استقلال درکار ہے کہ اونکو اور اشغال اور افکار کی مطلقاً خبرہی نہو اگر خبر ہو
تو دیدہ و دانستہ اونکی طرف متوجہ نہون جو لوگ ضابطہ کے طور پر دوسرے ماسٹرون
یا اوستادون سے تعلیم اور تربیت حاصل کر چکے ہین اونکے واسطے اور اشغال اور
افکار کا اپنی طبیعتون مین جگہ دینا معیوب نہین ہے کیونکہ اونکو اور مختلف اشغال
اور متفرق افکار کا پورا کرنا بھی ضروریات مین سے ہے اور اونکی طبیعتین بوجہ استقامت
اور استقلال اشغال اور افکار کے نقصانات سے محفوظ رہتی ہین ۔

(۵) ۔ علم حاصل کرنے یا کرانے کے زمانہ مین طلّاب کو اسقدر مجبور اور پابند نکرنا
چاہیئے کہ جس مین اونکی قوائے اور طاقتین بالکل کمزور اور ضعیف ہو جاوین ۔
بلکہ اونکے واسطے اس قسم کے اشغال بہم پہونچانے لازم ہین کہ جنکے پورا کرنے سے
اونکی قوتین اور طاقتین اپنے اپنے مرکز پر ثابت اور قائم رہکر روز بروز زور اور
رونق پکڑین طلّاب کو سارا دن قیدیون کیطرح باندھے اور جکڑے رکھنا اصول طب
کے خلاف ہے طب اس بات کی اجازت نہین دیتی کہ انسانون کی طاقتون اور
قوتون کو بیجا طور پر نقصان پہونچا کر کمزور یا ضعیف کیا جاوے طب کے اصول
اوس روش اور طریق عمل کے بالکل خلاف اور متضاد ہین اونکا یہ ہرگز منشا نہین ہے کہ
طالبعلمون کو صرف تعلیم پر ہی معذور اور مجبور کیا جاوے اونکا یہ منشا اور اصول ہے
کہ طالبعلمون کی بدنی صحت اور تندرستی کے قائم اور ثابت رکھنے کے واسطے کسی
نہ کسی قسم کی محنت اور ریاضت کا مقرر کرنا ایک لازمی اور ضروری امر ہے جب تک
طلّاب کو بدنی صحت اور تندرستی نصیب اور حاصل نہوگی تب تک علوم اور فنون کا
کامل اور عمدہ طور پر حاصل کرنا مشکل امر ہے ایسے طالبعلم کہ ایام تعلیم مین جنکے واسطے
کوئی بدنی ریاضت مقرر نہین ہوتے بعد ایام تعلیم کے نہایت ہی ضعیف القوی اور

نحیف البدن ہوجاتے ہین سواے اسکے کہ مسجد یا مندرون مین کتاب کے کیڑے بنے رہین اور کسی کام کے نہین رہتے نہ مزدوری کرسکتے ہین اور نہ ملٹری کامون مین شامل ہوسکتے ہین اور نہ کسی زور آور اور محنت کے کام مین پورے اوتر سکتے ہین اگر کسی نے مسجد یا مندرون مین بیٹھے بٹھائے روٹی اور بھوجن لادیا تو بہتر ورنہ پہرون بھوکھے ہی پڑے سراپ دیتے رہے جو لوگ ذرا کچھ طاقت ور اور بدن کے مضبوط اور فربہ تازہ ہوے وہ سواے لکھنے پڑھنے اور نازک کامون کے اور کچھ کرہی نہین سکتے دو چار میل پیدل چلنا اونکے واسطے ایسا دشوار اور مشکل ہے کہ گویا سر پر ایک بڑی بلا پڑگئی یہ کم ہمتی اور کمزوری اور کاہلی صرف اسیواسطے ہی کہ ایام تعلیم مین اونکو کسی کڑے اور محنت طلب کام پر لگایا نہین جاتا اس سبب سے اونکی طاقتین کمزور ہوکر پست ہوجاتی ہین اور وہ محنت طلب اور زور آور کام کے کرنے سے رہ جاتے ہین اگر ایام تعلیم مین طالبعلمون کے واسطے ریاضتین کام اور اشغال مقرر کیجاوین تو اونکی قوتین اور طاقتین ضرور مضبوط اور زور آور رہین اور بعد ایام تعلیم و تربیت آرام اور مضبوطی سے زندگی بسر کرین جو لوگ علم پڑھ جاتے ہین وہ دنیا کی محنتون اور کامون سے سبکدوش نہین ہوجاتے اونکو بھی اوسیطرح پر دنیا کے مختلف کامون اور متفرق ضرورتون کو پورا کرنا اور نپٹانا پڑتا ہے کہ جسطرح پر اور ساری مخلوق پورا کرتی اور نپٹاتی ہے۔ جب علم کا حاصل کرنا انسان کو دنیا کے مختلف کامون اور محنتون اور زندگانی کے ضروری ضروریات سے سبکدوش نہین کرسکتا تو پھر جان بوجھ کر اپنی نسلون کو ضعیف القوی اور نحیف الابدان بنانا دانائی اور دور اندیشی کے خلاف نہین ہے تو اور کیا ہے انسان کے قوی اوسی صورت مین صحیح اور سالم رہ سکتے ہین کہ جب اونکو مناسب ریاضت کا مانوس اور خوگیر بنایا جاوے البتہ اسمین کچھ شک و شبہ نہین کہ طلاب کو ناجائز کھیل کود سے ضرور منع کرنا چاہیے کیونکہ اس سے سلسلہ تعلیم کی

عمدگی مین فرق آنے کے علاوہ بباعث نامناسب اور بے ڈھنگی کھیل کود کے
طالبعلمون کی صحت اور تندرستی مین بھی فرق اور کوئی نقصان اور مضرت پیدا ہونے
کا اندیشہ ہے طالبعلمون کے واسطے جو ریاضت مقرر ہو اوسکے باقاعدہ پورا کرانے
کے واسطے کسی ہوشیار کپتان یا ماسٹر کے تعین کی ضرورت ہے جب تک ناتجربہ کار
طالبعلمون کے سر پر کوئی ہوشیار کپتان یا مدبر ماسٹر مقرر نہ کیا جاویگا تب تک ریاضت
مقرر اور معینہ کا اعتدال اور فائدہ اور نتیجہ حاصل نہوگا طالبعلمون کی طبعتین ابتدائی
دنون مین بباعث ناپختگی عقل و ناتجربہ کاری اسقدر مدبر اور مجوز اور متحمل اور دور اندیش
نہین ہوتین کہ اپنے طور پر بلا کسی دوسرے ہوشیار اور دانا شخص کے واجبی نگرانی
اور حفاظت کے کسی امر کی غایت اور فواید کو حاصل کرین اور یہ بھی اندیشہ ہے کہ ایسی
حالتون مین خودمختاری کے باعث باہمین لڑائی اور فساد ہو جاوے اور اوسکا اثر تعلیم
اور تربیت کے واسطے مضر اور نقصان رسان ہو اگر ان متلون الامزجہ اور ناتجربہ کار
طالبعلمون کے ساتھ کسی ہوشیار مستعد کپتان یا مدبر ماسٹر کو مقرر کیا جاوے تو سب
قسم کے احتمالات رفع ہو جاوینگے اور طالبعلمون کو اوس کپتان یا ماسٹر کے تدبر یا تجوز
یا تجربہ کے استعمال اور دیکھنے سے اپنے طور پر بھی مادہ تدبر اور طاقت تجوز و تجربہ حاصل
ہو جاویگی جو اونکی اگلی عمر یا زمانہ کے واسطے نہایت مفید ثابت ہوگی۔

(۴)- امر چہارم علم حاصل کرنے یا کرانے کے واسطے مندرجہ ذیل وسیلہ کی ضرورت
ہے۔ اگرچہ اوسکے سواے اور بھی بہت سے وسائل ہین مگر انکو کمالیت اور کلیت
حاصل نہین یہ وسیلہ اون سب پر محیط اور محتوی ہے۔ امر چہارم کے بیان کرنے مین
تین لفظ مندرجہ ذیل یعنے دلی جائزہ اور زمانہ تمیز اور تدابیر ضرور یہ مستعمل ہون گے
چونکہ ان الفاظ کو مختلف معنون پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔ اسواسطے خاص طور پر
انکے معنے بیان کیے جاتے ہین۔ دلی جائزہ کے لفظ سے ہر یک ایسا دلی مراد ہے

کہ جو باعتبار باپ یا ماں یا بھائی بہن یا کوئی اور رشتہ دار یا مہتمم اور منتظم خانہ یا محافظ
یا نگران ہونے کے ولی جائز کے لقب سے ملقب ہو۔ زمانہ تمیز سے وہ زمانہ مراد ہے
کہ جسمین ہر ایک انسان تعلیم اور تربیت کے لائق ہوجاتا ہے۔ عام اس سے کہ کسی
قسم کی تعلیم و تربیت ہو اور عام اس سے کہ اوسکو زمانہ مذکور مین تعلیم دیجاوے یا نہ
دیجاوے۔ تدابیر ضروریہ سے وہ تدابیر مراد ہین کہ جو ولی جائز کی طرف سے انسان
کی تعلیم اور تربیت کے واسطے ضروری الوجود ہوتے ہین۔ ہر یک انسان کی ابتدائی
حالت جو بعد پیدائش اور ولادت کے شروع ہوتی ہے۔ عموماً چار قسمون پر منقسم ہے
اول یا تو انسان پیدائش کے وقت اپنے آپ کو ایک ایسے ولی جائز کے زیر سایہ
پائیگا کہ اسکے تمیز پکڑنے تک اسکے سر پر قائم نہ رہیگا خواہ کسی سبب سے ہو۔
دوم یا ایک ایسے ولی جائز کے زیر سایہ پرورش پاکر زمانہ تمیز مین قدم رکھیگا۔ جو
بہمہ صورت مستعد اور ہوشیار اور لیئق اور صاحب تدبیر اور صاحب مال وزر ہو۔
سوم۔ یا ایک ایسے ولی جائز کے زیر سایہ پیدا ہوگا کہ جو باوجود ہوشیاری اور استعداد
اور لیاقت اور خوش خیالی کے بعض اسباب ملحقہ مثل افلاس و ناداری و افکار کثیرہ و
علالت وغیرہ سے مجبور و ناچار ہوکر تدابیر ضروریہ و تجاویز لازمیہ سے قاصر اور عاری ہو
چہارم یا ایک ایسے ولی جائز کے زیر سایہ پیدا ہوگا کہ جو باوجود بقا ذاتی و تونگری خوشحالی
وغیرہ باعث بے علمی و بے وقوفی و کاہلی و غفلت و عدم دوراندیشی وغیرہ تجاویز لازمیہ
اور تدابیر ضروریہ کے پیدا کرنے اور استعمال مین لانے یا قائم رکھنے سے قاصر اور عاری ہو
یہ ہر چہار باتین اور صورتین ایسی کثیر الوجود اور کثیر الوقوع ہین کہ کسی صورت مین
انکے وجود اور تاثیرات سے انکار نہین ہوسکتا۔

ہر انسان مین ان چارون صورتون مین سے کسی نہ کسی صورت کا وجود اور نشان
پایا جاتا ہے جب یہ ہر چہار صورتین ضروری الوجود اور کثیر الوقوع ہین اور کوئی انسان

اسنے خالی نہین - تو ہم کہتے ہین کہ علم حاصل کرنے یا کرانے کے واسطے پہلا وسیلہ ایسے ولی جایز کا ہونا ہے کہ جو ہر یک طرح سے مستعد اور ہوشیار اور لایق اور دانا اور رضا جو حوصلہ اور صاحب دوراندیشی اور زمانہ موجودہ کی حالتون اور صورتون اور روشون کو جاننے اور سمجھنے والا ہو مگر افسوس ہے کہ ایسا ولی جائز تمام انسانون کو حاصل نہین ہوتا اگر انسانی جماعتون مین سے اکثر اشخاص کو خوبی قسمت سے ایسا ولی جائز حاصل ہوا بھی تو اوس سے یہ استدلال نہین کیا جا سکتا کہ کل دنیا یا دنیا کے ایک مخصوصہ ملک کے رہنے والون کو اوس قسم کا ولی جائز حاصل ہے یا یہ کہ وہ تمام انسانی نسلون کے واسطے اور مفید ہے اس بات مین کچھ شک وشبہ نہین کہ جب تک علم حاصل کرنے والے کو اوصاف مذکور کا ولی جائز حاصل نہوتب تک سلسلہ تعلیم وتربیت ایک خوبی اور استحکام سے قائم اور ثابت نہین رہ سکتا ہے باعث ہی کہ ملک ہندوستان کے اکثر عزیز الوجود نسلین تعلیم وتربیت تہذیب وشائستگی ترقی وبہتری خوشحالی وحسن معاشرت کی ضروری ڈگریون کے حاصل کرنے سے محروم رہتے ہین اور اونکے ایسے بھدے اور ناقص حالت کی سبب خاندان اور معزز گھرانے برباد ہو جاتے ہین - اگر ہندوستان کی تمام نسلون کو جو تعلیم وتربیت پانے اور تہذیب وشائستگی حاصل کرنے کے لائق ہوتے ہین اوصاف مذکورہ کا ولی جائز حاصل ہو تو تعلیم وتربیت کا سلسلہ ایک خوبی اور محکمی سے قائم اور ثابت رہکر ملک اور قوم کے حق مین سراسر فائدہ بخش ثابت ہو جو انسان تعلیم وتربیت پانے کے وقت مین اوصاف مذکور کے ولی جائز کے ساتھ اور مدد سے محروم رہجاے وہ شاید کسی شاذونادر صورت مین ہی تعلیم وتربیت کے صیغہ مین کامیاب ہوگا گمان غالب ہی کہ ایسا شخص یا ایسی نسلین خراب وخستہ ہو کر ملک وقوم کے حق مین نقصان رسان اور ننگ ثابت ہونگے اب ہمکو انصاف اور عدالت اور ہمدردی انسانی کے تقاضا سے اس بات پر غور کرنی چاہئے کہ چارون قسم کے کہ الوقع

اور ضروری الوجود ولیون مین سے ایک ہی ایسا ولی جائز ہے کہ جسکا وجود انسانی نسلون
کے حق مین سعید ثابت ہوا ہے باقی اوصاف کے تین ولی مفید نہین ہین ایک ہی ایسا
ولی جائز ہے کہ جو سلسلہ تعلیم و تربیت کے قائم رکھنے اور انسانی نسلون کے مہذب اور
لائق بنانے کے واسطے کافی شمار کیا گیا ہے باقی کے ولے جائز محض بربادی اور خرابی
کے موجب ہین انکا عدم اور وجود برابر ہے جو ولی جائز مرگیا یا کسی اور سبب سے معذور الحالت
ہوگیا اس سے کیا فائدہ حاصل ہوسکتا ہے جو ولی باوجود لیاقت اور ہوشیاری کے
افلاس اور ناداری اور تنگی و زیر باری سے مجبور ہو وہ کیا کرسکتا ہے جو ولی باوجود
دولتمندی اور تونگری کے وحشی الطبیعت ہو اوسکی تجویزین اور تدبیرین کیونکر
مفید خیال کیجا سکتی ہین — جب تک ایک ہی ولی جائز جو عام طور پر نہین پایا جاتا
انسانی نسلون کی تعلیم و تربیت کے واسطے کافی اور مفید ہے تو بڑی خرابی اور بربادی
کا موجب ہوگا کیونکہ لازم تو یہ ہے کہ انسان کی تمام نسلین زیور تعلیم و تربیت سے مزین
اور مہذب ہون اور یہان یہ حالت مقصود ہے کوئی ایسی تجویز کرنی چاہیے کہ جنسے
عام طور پر ولی جائز کا رتبہ پیدا کرکے ہر یک شخص کی نسل کو خاص طور پر تربیتی اور
علمی فائدہ پہونچایا جاوے قدرتی طور پر تو یہ ضروری رتبہ مل نہین سکتا ہان اگر
انسانی نسلین بہیئت مجموعی اس رتبہ کے پیدا کرنے مین کوشش کرین تو کچھ مشکل
نہین کیونکہ اور قومون کی کوششون سے اس قسم کے مراتب پیدا ہو چکے ہین —
ملک ہندوستان مین سے جائز ولیون کا جو اوصاف مذکور سے موصوف ہون
پایا جانا نہایت مشکل ہے یہی باعث ہو کہ ہندوستان کی نسلین روز بروز بے علمی
اور جہالت کے دریاے موج مین غرقاب ہوتے جاتے ہین اور ہندوستان کے
معزز سربرآوردہ خاندان اور گھرانے جو اگلے وقتون مین اپنی شرافت ذاتی اور
علم و فضل کے سبب مشہور و معروف تھے برباد و رایگان ہوکر کوڑہ کرکٹ کیطرح

اوڑرہے ہین ہندوستانیون کی عزیز الوجود نسلین اور لخت جگر جب جوان ہوتے ہین تو عموماً ایسی ردّی اور ناقص الحالت مین ہوتی ہین کہ جنکو ہندوستان کا ننگ وعار کہنا ذرا بھی زیادتی نہین ہندوستان کے شریفون اور امیرون اور غریبون کی نسلین جائز ولیون کے نہونے کے سبب دریاے حماقت اور بحر جہالت مین بہ رہی ہین - بجاے شریف اور مہذب بننے اور علم وفضل اور شائستگی اور بہتری اور ترقی حاصل کرنے کے بدمعاش اور لوندو اوباش بنکر دین ومذہب مبطل ذات باری رنڈی باز - شراب نوش - جواری - چرسی - بھنگر رہزن - چور - منافق - کاہل - بے علم - بے عقل بدہ بدہ فاسق وفاجر احمق وجاہل بدخلق بے ادب وبدرو وبدروش بے سلیقہ فضول خرچ کم گوش ضدی مغرور بے قدر وبے عزت متعصب وہٹ دھرم نخاس وکنگال وحشی وغیر مہذب کثیف وخبیث یا وہ گو بے وقوف ننگ خاندان بنجاتے ہین یہ باتین اسواسطے ظہور مین آتی ہین کہ ایام مناسبہ مین ایسے لوگون کے سر پر ولی جائز کوئی نہین ہوتا شتر بے مہار کیطرح جدھر جی چل پڑے چل پڑے کوئی پرسان نہین نہ کوئی قاعدہ نہ کوئی اصول ہے نہ کوئی ڈھنگ ہی نہ کوئی طریق ہے اگر شراب نوشی اور رنڈی بازی کا چسکہ پڑگیا تو پھر کیا چار ہی دن مین گھر بار کو خاک سیاہ کر دکھایا اگر قماربازی پر دل آگیا تو اپنا پرایا سب کچھ اوجاڑ دیا اگر بھنگ اور چرس پر شیدا ہوگئے تو لگے ہر روز قدح پر قدح چڑھانے اور دم پر دم لگانے اگر چانڈو مدک اور گانجہ پر دلیل آگئی تو اللہ ہی حافظ اگر شہدون اور لچون اور اجلاف نابکار کے صحبت مین رہنے کی لت پڑگئی تو شب وروز اونہین سے ملا جلا ہے نہ باوا کی خبر نہ بیوی کی خبر بال وبچہ عیال واطفال بھوکے مرتے ہین اور میان صاحب چشم بد دور قدح بھنگ یا دم چرس ہاتھ مین لئے گل چھرّے اوڑا رہے ہین اگر فضول خرچی اور

فسق وفجور کی طرف سیلان ہوگیا تو دو ہی دن مین املاک جدّی اور وراثت پدری کے
ٹکے ٹکڑے کر لئے اگر یون بھی پوری نہ پڑی تو چوری چکاری سے ہاتھ رنگ لئے ہر روز
بازارون اور گلیون مین رنڈیون اور فاحشہ عورتون کو چھیڑتے اور چھڑاتے دیکھتے
اور رد کہاتے پھرتے ہین نہ اپنی عزت پر نظر نہ اپنے سلاف کی عزت کا خیال
اگر ٹھٹھون اور مسخرے کی طرف خیال آیا تو دنون مین ہی کمال کر دکھایا بھانڈون
اور نقلیون کے کان کاٹنے لگے اگر کفر والحاد کی طرف جھک پڑے تو بزرگ وولی
اوتار چھوڑ کر خدا سے بھی منھ موڑ لیا اگر آزادی پر نظر ہوائی - (آزادی کی مذمت سے
حقیقی آزادی کی مذمت مراد نہین کیونکہ وہ تو قدرت کے موافق ہے) تو مان باپ
اپنے پرائے خورد و بزرگ چھوٹے بڑے سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکا افلاس اور نادار
کا کیا پوچھنا کاسہ گدائی ہاتھ مین لے شہر کے چارون کونے پھرتے ہین دربدر گشت
کرتے پھرتے ہین کہ کہین سے ٹکڑہ ملجاوے بے علمی اور بے لیاقتی کا یہ نقشہ ہے کہ
سوائے چند چھوٹے قصے کہانیون کے اور کچھ پڑھی ہی نہین اتفاق واتحاد کی یہ
صورت ہی کہ قوم قوم سے اور بھائی بھائی سے باپ بیٹے سے اور بیٹا باپ سے
لڑ جھگڑ رہا ہے کاہل اور مغرور اسقدر ہے کہ خدا کی پناہ انصاف اور خیال ایک دوسرے کا
موقعہ ہے کہ جس ملک کی نسلین اسقدر ابتر و خراب حالت مین ہون وہ ملک اور اوس
ملک کی قومین غیر ملکون اور غیر قومون کی نظرون مین کیا رتبہ رکھتے ہونگے یہ سب
خرابیان اور بربادیان کیون ہوئین اسواسطے کہ ہندوستانی نسلون کی درستی
و اصلاح کے واسطے عام طور پر جائز ولیون کا وجود پایا نہین جاتا جو نہایت ضروری
اور لازمی ہے اوصاف مذکورہ کے جائز ولیون کا ملک ہندوستان مین نہ پایا جانا
خود اہل ہندوستان کی غلطی اور کم فہمی اور لاپرواہی اور نااتفاقی کا اثر اور نتیجہ ہے
اگر ہندوستانی اوصاف مذکورہ کے جائز ولیون کے پیدا کرنے مین کوشش کرین تو ایک

ایک آسانی سے پیدا ہو سکتے ہین - ہندوستانیون کی پہلی غلطی یہ ہے کہ وہ اپنی
نسلون کی اصلاح و درستی کے واسطے خاص طور پر توجہ اور غور نہین کرتے بلکہ اپنی
عزیز نسلون کی درستی و اصلاح کو عام معاملہ کے مانند بھی نہین سمجھتے - دوسری
یہ غلطی ہے کہ اپنے مال اور دولت مین سے کوئی حصہ خاص طور پر اپنی اولاد اور
نسلون کی تربیت اور تعلیم کے واسطے خاص نہین کرتے بیجا باتون ناروا کامون
اور غیر مفید امورات اور واہیات معاملات کے انصرام مین اپنی دولت کو برباد
کردیتے ہین - تیسری یہ غلطی ہے کہ ہندوستانیون کے یہان تعلیم و تربیت کے
قوانین ضروریہ اور قواعد مناسبہ مدون اور مقرر نہین ہین - چوتھی یہ غلطی ہی
کہ ہندوستان کے لوگون نے اب تک کوئی ایسی تجویز نہین کی کہ جس سے اون
نسلون کی تربیت و تعلیم پوری ہو سکے کہ جنکو کوئی ولی جائز موصوف باوصاف
مذکور حاصل نہین یا یہ کہ اونکی واجبی تعلیم اور تربیت کے واسطے کوئی ولی موجود
نہین - پانچوین یہ غلطی ہے کہ ہندوستانیون کی جائداد متروکہ کے ضروری
انتظام کے واسطے جو اکثر اوقات بے وارث یا بے منتظم رہ جاتی ہی کوئی تجویز اور
اصول مقرر نہین جس سے نابالغ یا کم عقل وارثان جائداد کی تعلیم و تربیت کو ایک
بھاری چشم زخم پہونچتا ہے - چھٹی یہ غلطی ہے کہ ایسی جائدادون اور مال و دولت
کے انتظام کے واسطے کہ جنکا اصلی وارث اور مالک زندہ اور موجود ہے لاکن فضول
خرچ یا کم عقل یا مخبوط الحواس اور ناقص الحالت ہونے کے سبب سے اپنی جائداد
اور مال و دولت کی ترقی اور بحالی کا بندوبست نہین کرسکتا ذاتی یا قومی طور
پر کوئی قاعدہ اور اصول مقرر نہین - ساتوین یہ غلطی ہے کہ اون نسلون کی
تادیب اور تنبیہ کے واسطے جو واجبی اور معمولی گفت اور شنود اور تادیب سے نہ درست
ہوئے ہون قطعی طور پر کوئی قاعدہ اور تجویز مقرر نہین ہے جابزدلیون کے پیدا

کرنے اور سلسلہ تعلیم و تربیت کو لازمی طور پر رونق اور ترقی دینے کے واسطے ضروری ہے
کہ ہم ان سات غلطیون کو قطعاً دور کرین ۔

اوّل اپنی نسلون اور اولاد کی تعلیم اور ترتیب کو ایک ضروری اور خاص معاملہ
سمجھین اور دل سے اس امر پر فکر اور غور کرین کہ ہماری نسلین کیونکر اور کسطرحپر
لائق اور مہذب اور تعلیم یافتہ بن سکتے ہین ۔ اس معاملہ کو عام معاملات سی فائق
اور برتر قرار دین اور معاملات کو پیچھے اور اوسکو پہلے رکھنا چاہیے اولاد کی پیدا ہونے پر
شادی اور خوشی کا پیچھے خیال کرنا لازم ہے ۔ پہلے اوسکے تعلیم و تربیت سے فکر
کرنی چاہیے ۔ دوسرے یہ کہ اپنے مال و دولت اور جائداد سے کوئی مناسب حصہ
اپنی اولاد کی درستی اور تعلیم و تربیت کے واسطے خاص کرنا چاہیے بلکہ اوسکی نسبت
زندگی کی حالت مین وصیت کر دینی چاہیے کہ ہماری جائداد سے اسقدر حصہ ہمارے
اولاد کی تعلیم و تربیت کے واسطے وقف اور مخصوص ہے ناجائز مصارف اور ناروا اخراجات
کو قطعاً بند کر کے بجاے انکے اولاد کے تعلیمی سلسلہ کو قائم اور شروع رکھنا چاہیے ۔
واہیات کامون اور لغو امورات سے کچھ فائدہ نہین ۔ فائدہ اسیمین ہی کہ دنیا مین
رہکر اپنے آپ اور اپنی اولاد اور عزیز نسلون کو مہذب اور تعلیم یافتہ اور لائق بنادین
یقین جانو کہ جو آدمی دنیا مین رہکر غیر مہذب اور غیر تعلیم یافتہ ہو اوسکے واسطے بہتر
تھا کہ دنیا مین ایک دم نہ رہتا زندگی وہی اچھی ہے کہ جو عقل اور فہم اور علم اور فضل
کے ساتھ ہو جاہل آدمی اگرچہ کتنا ہی مالدار اور حسین اور ذی رتبہ اور ذی عزت
اور مشہور ہو تب بھی اوسکی کوئی اور قدر و منزلت نہین ذی علم اگرچہ کیسا ہی خراب اور خستہ
حال ہو تب بھی ایک بڑی قدر اور عزت اور وقار کے لائق ہے ۔ تیسرے یہ کہ
اپنی نسلون کی تعلیم و تربیت کے قوانین آپ نہ بنانے چاہئین تب تک اس قوم کو
اصلی ترقی نہین حاصل ہو سکتی ۔ چوتھے یہ کہ ان نسلون کی تعلیم و تربیت کی واسطے

جنکو کوئی ولی جائز موصوف باوصاف مذکور حاصل نہین - یا یہ کہ اونکی واجبی
تعلیم و تربیت کے لئے ولی موجود نہین ایسے معقول اور برجستہ تجویز کرنی چاہیئے
کہ جو مفید ہو قومی اتفاق کے ذریعہ سے ایک ایسی کمیٹی قائم کیجائیگی کہ جو ایسی نسلون
کی تعلیم و تربیت کی متکفل اور حامی ہو - اوس کمیٹی کو اون یتیم نسلون کا ولی جائز
قرار دیکر اس امر پر مستعد کرنا چاہیے کہ اون نسلون کی تعلیم و تربیت مین نہایت ہی
سعی اور کوشش کرے اگر قومون کے اتفاق اور جوش ہمدردی انسانی سے اس قسم
کے مبارک کمیٹیان مقرر یا قائم ہو جائینگے تو قوم کے یتیم اور غریب نسلون کو بہت
فائدہ حاصل ہوگا - پانچوین ہندوستانیون کے مال و دولت اور جائداد ہاے
متروکہ کے انتظام کے واسطے اس قسم کی مضبوط اور ایماندار سوسائٹیان مقرر اور قائم
ہونی چاہیئین کہ جنکی کوشش اور تدبیر سے جائداد ہاے مذکور قائم رہین - بہت
نسلین صرف اسواسطے تعلیم و تربیت کے حاصل کرنے سے محروم رہجاتی ہین کہ اکثر کمین
مین انکے وارث فوت یا کسی اور باعث سے معذور الحالت ہو جاتے ہین تو اونکی
جائداد اور مال و دولت ناتجربہ کار منتظمون کے ہاتھ مین منتقل ہو کر بجاے قائم
رہنے اور ترقی کرنے کے برباد اور خراب ہو جاتی ہے جس سے اون نسلون کی تعلیم
و تربیت مین ایک بھاری نقصان اور ابتری واقع ہوتی ہے اگر قومی اور ایماندار
سوسائٹیان اس قسم کی متروکہ جائدادون کے قائم رکھنے اور ترقی دینے کا ذمہ
اوٹھائینگے تو اون نسلون کے بجاے اور تعلیم و تربیت نہایت عمدہ طور سے ہوگی -
اس قسم کی قومی سوسائٹیون کا قائم کرنا اور قائم رکھنا کچھ مشکل اور دشوار نہین ہے
قومی اتفاق اور یگانگت کے آگے یہ کوئی مشکل امر نہین ہندوستان کے مردہ دل
آدمیون کو کچھ کہا نہین جاتا لاکن جوش والی طبیعتون کو جوش دلایا جاتا ہے کہ ایسے
مفید سوسائٹیون کے مقرر یا قائم کرنے مین دل سے سعی اور کوشش کرین تا کہ انکی قومی

اور ملکی نسلون کی ترتیب اور تعلیم کا مبارک سلسلہ قائم اور پورا ہو۔ چھٹے یہ کہ اکثر
جائدادون اور اموال و دولت کے مالک اور وارث بباعث کم عقلی اور کم فہمی کے اپنی
عزیز جائداد اور مال و دولت کو طرح طرح کی فضول باتون مین برباد کردیتے ہین۔
کہ جس سے انکی اولاد کی تربیت اور تعلیم مین بہت ہی نقصان اور ہرج واقعہ ہوتا ہی
بہتر ہے کہ ایسی جائدادون کے قائم رکھنے اور ترقی دینے اور اولاد کے حق مین مفید
بنانے مین پوری پوری کوشش کیجاوے۔ ایسے کم عقلون اور کم فہمون کو جو اپنی
جائداد کو واہیات باتون مین برباد دیتے ہین قومی طور پر وہ رستہ دکھانا چاہئے
کہ جسکے اختیار کرنے سے بہتری اور بہبودی حاصل ہو اگر قوم کے لوگ ملکر اس بیڑہ
کو اُٹھائینگے تو ضرور کامیابی کا تاج سر پر رکھینگے۔ اور قومی نسلون کے حق مین مبارک
گنے جاوینگے مین اس امر کو مانتا ہون کہ اس زمانہ کے لوگ بیہودہ باتون سے بچنے کو
بہت ہی بُرا اور مذموم خیال کرتے ہین۔ اگر قوم کے لوگ ایسے لوگون کو بُرے
خیالات اور فضول باتون کے اقتدار اور پیروی سے باز رکھنا چاہین تو ضرور انکو
کئی قسم کی دقتین اور مشکلات پیش آئینگی۔ لاکن قوم کا جوش ہمدردی اس امر
کا متقاضی نہین ہے کہ اس قسم کی معمولی رُکاوٹون اور جاہلانہ مزاحمات سے پس پا
ہوجاوے قوم کے جوش اور ہمدردی کو ایسی چستی اور چالاکی اور تیزی سے ایسی
رُکاوٹون اور مزاحمات کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ کہ کم فہم اور کم عقل لوگ اپنی جائداد
اور مال و دولت کو صرف اور خرچ کرنے مین عمدہ اور مفید اصولون کی پیروی کرین
جب انسان متفق ہوکر ہمت کرتے ہین تو خدا اونکی ہمت اور ارادہ مین اپنے
فضل و کرم سے برکت اور اثر ڈال دیتا ہے۔ ساتوین اہل ہند کی اکثر نسلین
اسواسطے خراب اور ابتر حال ہوجاتی ہین کہ اونکی تادیب اور تنبیہ کے واسطے
ہندوستان کی قومون مین کوئی اصول اور قاعدہ مقرر نہین بعض لوگ ایسے

ہوتے ہین کہ بگڑکر جلدی سنوار ہوجاتے ہین اور بعض دیر سے سُدھرتے ہین اور بعض
ایک ہی حالت پر قائم اور ثابت رہتے ہین مودبین اور منتبین کو لازم ہے کہ اپنی تادیبی
اور تنبیہی سلسلون کو نہایت استقامت اور استقلال سے قائم اور جاری رکھین اور
جو لوگ تاثیرات تادیب اور تنبیہہ سے بالکل محروم رہتے نظر آئین اونکے واسطے یہ
طریقہ اختیار کرنا لازم ہے کہ اونکو سلیم امزجہ اور فہیم الطبایع لسلون سے الگ اور جدا
رکھین تاکہ اوپر اونکے برے خیالات کا اثر نہ پڑے اگر قومی سوسائٹی اس بوجھ کو اپنے
سر پر اوٹھاکر یہ انتظام کرے کہ قومی طور پر ایسے لوگون کی حفاظت اور نگرانی اور صلاح
کرے اس صورت مین ایسے لوگون کی اصلاح اور درستی کا یقین واثق ہوسکتا ہے اگر
سوسائٹی مذکور کی تادیب و نگرانی سے اشخاص مذکور درست اور ٹھیک نہون گے
تو اتنا تو ضرور ہوجائیگا کہ اور لوگ اونکے اور اونکے خیالات اور حالات کی تعریف
اور پیروی سے احتراز کرینگے جو قوم کے واسطے ایک عمدہ بات ثابت ہوگی کسی قومی
سوسائٹی کا اس امر کو اپنے ذمہ ہمت پر اوٹھانا کوئی مشکل امر نہین ہان یہ ضرور
مشکل پیش آئیگی کہ قوم کے لوگون کو آپسمین اتفاق اور اتحاد پیدا کرنا پڑیگا کیونکہ
بلا حصول اتفاق و اتحاد قومی ایسے امور اور معاملات کا انجام پانا مشکل ہی نہین
بلکہ ناممکن ہے -

امر پنجم علم حاصل کرنے یا کرانے کا زمانہ عام لوگون کی نظر مین تو ایک خاص میعاد
تک محدود اور محصور ہے عامہ رائے یہ ہے کہ انسان حد ۲۵ - یا ۳۰ - برس کی
عمر تک تحصیل علوم اور کسب فنون کی سارک وادی مین قدم رکھ سکتا ہے اور جب
یہ میعاد گذر جاتی ہے تو بسبب ضعف قوای اور حدوث افکار مختلفہ اور لحوق اشغال
متفرقہ انسان پر فنون کا سیکھنا اور علوم کا حاصل کرنا خیلے مشکل اور دشوار ہوجاتا ہے
اگرچہ اس عامہ رائے کو ایک جہت سے تو قبول اور تسلیم کیا جاسکتا ہے ہواسطے کہ

مدا صل انسان کی ابتدائی عمر مین قوتین اور طبعی جذبات اور کششین اور خیالات
یکطرفہ اور قومی الاثر ہوتے ہین ایسی حالت اور زمانہ مین فنون کا سیکھنا
اور علوم کا حاصل کرنا کوئی مشکل اور دشوار امر دکھائی نہین دیتا لاکن جب
انسان کی فطرت اور سرشت کی ذاتی جذبون اور حالتون پر غور کیجاتی ہے
تو صاف طور پر اقرار کرنا پڑتا ہے کہ علم کے حاصل کرنے یا کرانے کے واسطے
عامہ لوگون نے جو میعاد اور زمانہ مقرر کیا ہے وہ قطعی نہین ہے قطعی میعاد
وہ ہے کہ جسکے گذرنے کے بعد کلیتاً و قطعاً سلسلہ کسب و تعلیم ختم اور منقطع ہو جاوے اور
جب میعاد مقررہ کے گذرنے کے بعد بھی انسانی نسلین کسب فنون اور تحصیل علوم
مین کامیاب ہو سکتی ہین تو پھر قطعی کیونکر قرار دیا جاوے ہمارے خیال مین
اس قصہ مرضیہ کا فیصلہ یون دینا چاہیے کہ ابتدائی عمر مین بباعث قوی الاثر
اور صحیح الحالت ہونے قوتون اور طاقتون کے کسب فنون اور تحصیل علوم کا سارا
مرحلہ ایک آسانی اور سہولت سے طے ہو جاتا ہے اور جب ابتدائی عمر گذر جانے
کے سبب قوتون اور طاقتون پر مختلف فکرون اور متفرق شغلون اور طرح طرح کے
معاملات اور قسم قسم کے مصائب اور امورات کا بوجھ پڑ جاتا ہے تو ذرا محنت شاقہ
اور توجہ تامہ خرچ کرنی پڑتی ہے عمر کے دوسرے حصون مین جیسا بہ نسبت پہلی
عمر کی محنت اور توجہ زیادہ کرنی پڑتی ہے ایسا ہی مطالب اور مقاصد اور مسائل مین
علوم پر بباعث فرط شوق و کثرت ذوق و ترتیب توجہ و طریق محنت بالکمالیت
والکلیت دسترس اور کامیابی ہو جاتی ہے لڑکون کی محنت کا طریق اور توجہ کی
ترتیب اور شوق و ذوق کی حالت اور مقدار اچھا نہین ہوتا - اساتذہ اور
ماسٹرون کی دوست دیکھ اور گفت و شنود سے ایک مدت تک کارروائی ہوتی
ہے برخلاف اسکے بڑی عمرون کے طلاب اور متعلمین ہمیشہ اپنی ذاتی اشواق اور

طبعی جذبات کے وسیلہ سے کاربراری کرتے ہین جو کام کسی دوسرے شخص کے کہنے سننے
سے شروع کیا جاوے اوسمین ذاتی شوق اور طبعی ذوق اوسوقت پیدا ہوتا ہے کہ جب
شروع کرنے والا ذاتی طور پر اوس کام کے فوائد اور منافع اور ضروریات سے واقف
اور ماہر ہو اور اس حالت کے پیدا ہونے کے واسطے شروع کرنے کے بعد ایک معقول زمانہ
کی ضرورت ہے چھوٹی عمر کے طلاب اور متعلم آبا و اجداد یا دوسرے ولی جائز کے کہنے سننے
سے کسب فنون اور تحصیل علوم کے مبارک مرحلہ کو طے کرنا شروع کرتے ہین - اسواسطے
اونکو کسی زمانہ مین ہی ذاتی طور پر فنون اور علوم کے فوائد اور ضروریات کا علم ہوتا ہی
اور اوسیوقت اونکی ذاتی اشواق اور طبعی جذبات کی ٹرین کی رفتار شروع ہوتی ہے
بڑی عمر والے اپنے ذاتی اشواق اور طبعی جذبات کے جوش مارنے اور علوم و فنون کی
ضروریات اور فوائد کو وزن کرنے کے بعد وادی فنون اور عرصہ علوم مین قدم زن
ہوتے ہین اسواسطے اونکے اشواق طبعیہ اور جذبات ذاتیہ کے ٹرین ابتدا مین ہی چل پڑتی
ہے اس سبب سے منازل علمیہ اور مراحل فنیہ پر بعجلت تمام و بکمالیت مالا کلام پہونچ
جاتے ہین - عام لوگون کی یہ بڑی بھاری غلطی ہے کہ فرضی میعاد کے گذرنے کے بعد
انسان کو کسب فنون اور تحصیل علوم سے محض معذور اور عاری خیال کرتے ہین اس
کمزور اور ضعیف الدلائل کلیہ کو تسلیم اور قبول کر کے بہت لوگون نے بڑی عمر مین کسب فنون
اور تحصیل علوم حتی کہ تحصیل السنہ سے بھی کنارہ جوئی کی ہے یہ ناقص طریق عمل انسانی
ترقی کے واسطے بہت مضر اور نقصان رسان ثابت ہوا ہے انسانی نسلون اور
جماعتون پر لازم اور فرض ہے کہ اپنی عمر کے ہر ایک حصہ مین کسب فنون و تحصیل علوم کو
امر لازمی اور کار ضروری خیال کرین - حکیم کنگ فوزی چینی کا قول ہے کہ انسان کو
کسی حالت مین کسب فنون اور تحصیل علوم سے کنارہ نہین کرنا چاہیئے محصلہ علوم اور
مکتسبہ فنون پر تمام عمر قناعت کرنا اون ترقیات اور کمالات کو ڈبو دیتا ہے کہ جو خداوند کریم

انسانی نسلون کے واسطے روز ازل اور یوم میثاق سے مخصوص کر رکھے ہین - حکیم سقراط
اور بقراط اور بو علی سینا اور لارڈ بیکن کا قول ہے کہ انسان وہ ہے کہ جو ہر یک زمانہ
مین کسب فنون اور تحصیل علوم مین ساعی رہے - کتب سیر اور واقعات الحکماء سے
معلوم ہوتا ہے کہ بہت سی حکیمون اور فلاسفرون نے بڑی بڑی عمرون مین مختلف
فنون اور علوم کو بڑی خوبی سے حاصل کیا - دور کیون جاتے ہو اس زمانہ کے
انگریزون کو ہی دیکھئے کہ باوجود ادائے فرائض ملازمت و لحوق خدمات مختلفہ و
اشغال متفرقہ کے کس خوبی و عمدگی سے غیر قومون کے علوم اور فنون کو حاصل کرتے ہین
یہ طاقت انگریزون کو ہی نصیب نہین بلکہ ساری انسانی نسلون کو قدرتاً حاصل ہے
جو انسان اس وادی مبارک مین قدم رکھیگا خداے کے فضل و کرم سے کامیاب ہوگا
اگر ہمت اور حوصلہ اور استقامت طبع شرط ہے -

امر ششم علم کو موجودہ زمانہ اور موجودہ زمانہ کو علم سے اخص اور لازمی نسبت ہے
اگر علم حاصل کرنے یا کرانے والے اس اخص اور لازمی نسبت کو ثابت اور قائم نہ رکھین
تو بجاے فوائد اور منافع کے نقص اور مضار حاصل ہونے کا اندیشہ اور احتمال ہے
اگرچہ ہر یک فن اور علم کو بذاتہ ایک درجہ اور صورت مفیدہ حاصل ہے مگر غور کرنے
سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض زبانون مین بعض فنون اور علوم کو بلحاظ ضروریات
و باعتبار معاملات اور فنون اور علوم پر شرف اور تقدم حاصل ہوتا ہے یہ شرف
اور تقدم یا تو قومون اور ملکون کے اپنے ذاتی کوششون اور جوشون سے پیدا ہوتا ہے
اور یا گورنمنٹ کے تبدیل یا گورنمنٹ کے پالیسی کی تبدیل سے ظاہر اور پیدا ہوتا ہے
ان دونون صورتون مین سے کوئی صورت ہو یہ امر ثابت ہے کہ بہر حال ان فنون
اور علوم کا حاصل کرنا مناسب اور ضروری ہے کہ جنکی موجودہ زمانہ مین مانگ اور ضرورت
ہو اگر زمانہ موجودہ کے پالیسے اور اغراض کے خلاف فنون اور علوم کو حاصل کیا جاویگا

تو بجاے فوائد کڑی کڑی مصیبتون اور بُری نتیجون کا اثر اوٹھانا پڑیگا جب زمانہ پلٹے
کہاتا ہی تو فنون اور علوم بھی اوسکے ساتھہ ہی چولا بدلتے ہین اگرچہ قومین اور انسانی
جماعتین فنون مروجہ اور علوم مرتبہ کو پہلی صورتون پر ہی ثابت اور قائم رکھنا چاہتی ہین
مگر زمانہ زور سے انکو اپنا ساتھی اور موافق بنا لیتا ہے قومین اور لوگ تو شب و روز
اوس دُھن مین لگے رہتے ہین کہ اپنے اباواجداد اور اسلاف کے طریقون اور اصولون
اور روشون کو اپنے حال اور چال کے مخالف پاتا ہے اونکو جھٹ بدل دیتا ہے
اور اوس زمانہ مین جسقدر انسانی نسلین پیدا ہوتی رہین اون سب کی طبعی خاصیتین
اور کششین بالعموم زمانہ کے موافق ہوتی ہین اگرچہ پچھلے زمانون کے بڑے پکے مقلد
اور پیدا ہُشین نئی نسلون کو یہ حیل مختلف مزاحم اور مانع ہوتے ہین کہ نئے زمانہ کے
روشون اور اصولون کی پیروی اور اتباع نہ کرین مگر ازل کی تربیت یافتہ طبیعتین
اور زمانہ کی خو بو حاصل کردہ مزاجین ایسے داو پیچ مین کب آتے ہین اگرچہ وہ
مروجہ زمانہ کے علوم اور فنون سے بھی جاہل اور ناواقف رہین تاہم اونکی طبیعتین
نئے زمانہ کے اصولون کی جانب قدرتاً ہی کچھ نہ کچھ راغب اور مائل ہوتی ہین نئے
زمانہ کے حدوث اور ظہور کو طلوع آفتاب سے نسبت دیتے ہین جسطرح طلوع آفتاب
سے تمام چیزین اور اجسام اور انفاس بناتے اور جمادی اور حیوانی متاثر
اور مقترن ہوتے ہین اوسیطرح پر جب کسی نئے زمانہ کا آفتاب آسمان قدرت
رب الجلیل سے حدوث اور ظہور پکڑتا ہے تمام انسانی طبیعتون اور مزاجون اور
خیالات کو جنسے مختلف فنون اور متفرق علوم اور انواع و اقسام کے کمالات اور
فضائل مربوط اور منوط ہوتے ہین اپنے موافق اور مطابق بنا لیتا ہے جسطرح پر
سورج کی زور آور کرنین اور شعاعین ہر ایک چیز اور جسم پر اپنا اثر اور روشنی پہونچاتی
ہین اسیطرح پر آفتاب علوم کی کرنین قلوب اور ارواح انسانیہ کو منور بناتے ہین —

سورج کی کرنین تو اون اجسام اور اشیاء کو ہی روشن اور منور بناتے ہین کہ جو بلا حجاب
اور بلا پردہ ہین اور اونکی ظاہری حالت پر ہی موثر ہوتے ہین - لاکن علمی آفتاب
کی شعاعئین اور کرنین انسانی جماعتون کے دلون اور اندرونی حالتون کو صورتاً و باطناً
منور و روشن بناتے ہین جسے انفاس بناتے اور جمادی کی حالتین اور صورتین
بھی ہر یک قسم کی ترقی اور رونق حاصل کرتی ہین آفتاب کی کرنون سے شیئون اور
چیزون مین بجز ایک خاص طاقت کے کوئی اور مادہ اور طاقت پیدا نہین ہوتی
لاکن علمی آفتاب کی کرنون اور شعاعون سے انسانی روحون اور دلون مین اس قسم کے
لطیف اور عجیب اور پاکیزہ اور زور آور اور صحیح طاقتین اور قوی الاثر مادی پیدا ہوتے
ہین کہ انسانی نسلین اونکے ذریعہ اور وسیلہ سے ہزارون طرح کی ترقیئین اور آسائشین
اور حکمتین اور صنعتین پیدا کر کے عزت و وقار اور مکرمت و شرف و اعتبار کا معزز اور
عالی رتبہ حاصل کرتے ہین دنیا مین اسوقت جسقدر ترقیات اور عجائبات پائے
جاتے ہین یہ سب علمی آفتاب کی کرنون اور شعاعون کی تنور اور روشنی کا باعث
و موجب ہے -

امر ہشتم انسانی جماعتون کو کون علم حاصل کرنا چاہیے اس امر کے واسطے کہ انسانی
جماعتون کو کون کون علوم حاصل کرنے لازم ہین اول ہم علوم کے بلحاظ اثر کے
تقسیم کرتے ہین علوم دو قسم پر ہین - اول دینی - اور دوسرے دنیوی - علوم دینیہ
تو وہ علوم ہین کہ جنمین معاد کے طریق تبلائے گئے ہین جو انسانون کی روح اور دل
سے متعلق ہین اور جنمین اصل الاصول اور علت العلل خداوند پاک کی اور
وجود کا تعلیم کرنا بیان کیا گیا ہے اور علوم دنیوی وہ علوم ہین کہ جنمین معاد کا ذکر نہین
ہوتا بلکہ امور معاشیہ - اور انسانون کے آپس کے برتاؤ اور زندگی بسر کرنے
کے وسائل اور طریق اوسمین مذکورہ ہوتے ہین - پہلے قسم کے علوم کا حاصل کرنا بھی

ہریک انسان پر لازم ہے کیونکہ اوسمین انسان کے واسطے خداشناسی کے وسائل اور
اصول درج ہوتے ہین اور ہم اس امر کو بیان کر چکے ہین کہ خداشناسی ایک ضروری
امر ہے انسان کے شہوات اور بری باتون کے روکنے اور جائز اور فرض اور
ممنوعات کی شناخت کے واسطے مذہبی علوم کا سیکھنا ضروری ہے بہت سے
لوگ جو مذہب سے نفرت کر کے علوم مذہبیہ کو ترک کر دیتے ہین وہ اصل مین کمال
درجہ کی غلطی کرتے ہین مذہب انسان کی حالت اور دل و روح کو کوئی نقصان
نہین پہونچاتا مذہب کا طریق اختیار کرنا اور اوسکی پابندی بہرحال مفید ثابت
ہوئی ہے انسان بہت برائیون مین گرفتار ہونے کو طیار ہوتا ہے اور دنیا کے
علوم کی تاکیدون اور اصولون اور رکاوٹون کو ترک کر دیتا ہے یا ترک کرنے کو
طیار ہوتا ہے تو ایسے وقت مین اوسکو مذہب کی پابندیان اور شر الکطِ لغزش
کھانے سے مضبوطی کے ساتھ روکتی ہین اور انسان اس معرفت اور ضروری
روک اور مزاحمت کو دو وجہ سے آسانی اور خوشی کے ساتھ تسلیم کر لیتا ہے ایک تو
اسوجہ سے کہ روز کا تجربہ اور رویت اور مذہبی خیالات اسکو اپنے وجود کے فانی
ہونے کا اعتبار اور یقین دلاتے ہین اور ایک اسوجہ سے کہ اوسکے نہ قبول کرنے سے
اوسکو اپنی سوسایٹی کی طرف سے بدنام ہونے کا اندیشہ اور خوف ہوتا ہے۔
دنیوی علوم کے ذریعہ سے بھی انسان بھلی بری باتون مین تمیز کر کے بچ جاتا ہے
مگر چونکہ دنیوی علوم مین مقیدانہ پابندی اور سوسائٹی کی بدنامی اور وعید و تہدید
کا خوف اور ڈر نہین ہوتا اسواسطے انسان دنیا کے علمی اصولون کی کچھ پرواہ نہین
رکھتے اونکی اقتدار اور پیروی سے اونکو خود رلے ہو کر کارروائی کرنی پڑتی ہے
اور وہ ہی بری باتون اور گناہون کا موجب ہے انسان دنیا مین رہکر تب ہی خوشی
اور فلاح کا وارث بنتا ہے جبکہ اوسکا دل اور روح کسی نہ کسی قسم کی پابندی کی زنجیر مین

جکڑی ہو- بنتھم اور ڈولیصاحب کا قول ہے کہ انسان اپنی فطرت مین آزاد پیدا
کیا گیا ہے ہمارے خیال مین صاحبان موصوف کا یہ خیال حقیقت کے مطابق نہین ہے
ہمارا یہ مذہب ہی کہ انسان اپنی فطرت مین ہی پابندی کے ضروری احاطہ مین لایا گیا
ہے انسان کی پیدائش کا شروع اور اوسکا خاتمہ ہمارے قول کے زور کے ساتھہ
تائید کرتا ہے جب انسان پیدا ہوتا ہے تو زور پیدائش سے یوم بلوغ تک اوسکو اپنے
ماں باپ یا رشتہ دارون یا اور اقربا اور رحم دل لوگون اور پرورش کرنے والون کے
اطاعت اور پابندی مین رہنا پڑتا ہے اور جب بالغ ہو جاتا ہے تو پھر
اسکو اپنی ضروریات اور حاجتون اور خواہشون کی پابندی کرنی پڑتی ہے یہ تو ظاہری
صورت ہی اوسکے طبیعت مین ہی مجبوری کا خیال پایا جاتا ہے ہم اس امر کا اقرار
کرتے ہین کہ انسان کی طبیعت مین آزادی کا جوش بھی موجود ہے مگر اس بات سے
بھی منکر نہین ہوا جاتا کہ اوس آزادی کے ساتھ پابندی کا خیال بھی ملا ہوا ہے
بعض فلاسفر اس مختصر سے پابندی کے خیال کو خواہش اور میلان خاطر کے الفاظ
سے تعبیر کرتے ہین ہمکو لفظی نزاع سے غرض نہین ہمارا مدعا صرف اسقدر ہے کہ
انسان کی طبیعت مین آزادی کے ساتھ پابندی کا خیال بھی فطرتاً ملا ہوا ہے
خواہ کسی طریق سے ہو جبکہ انسان کی فطرت مین پابندی کا خیال پایا جاتا ہے
تو ضرور ہے کہ وہ کسی نہ کسی قسم کی پابندی مین جکڑا رہے البتہ جو پابندیان
حکمت اور مصلحت کے انداز سے خارج ہین اونکے اوٹھانے پر انسان کو مجبور نہین
کیا جا سکتا- مذہب کا اصل الاصول یہ ہوتا ہے کہ انسان کو فانی البنیان ثابت
کرکے اُس ہستی اور پاک وجود کے ماننے اور یاد کرنے کی طرف توجہ دلائی کہ جسنے اپنی
قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے انسان کی ہستی کی عجیب پتھر کو زندگی کے زمین مین
نصب کیا مذہب کا اصل الاصول بلاشک انسان کے سارے تکبرون اور غرورون

اور برے خیالات کو توڑکر اوسکو سچی اور تسکین اور حقیقی رغبت کی طرف توجہ دلا کر
خدا کی شناخت کا مقدس رستہ یاد دلاتا ہے ۔ ہمارے خیال مین مذہب کے
اصولون اور قوانین کی پیروی کرنا انسانی جماعتون کے واسطے لازمی اور ازحد ضروری ہے
ہم اس موقعہ پر اس امر کے ظاہر کرنے کی بغیر نہین رہ سکتے کہ ہندوستان کی قومون
مین واہیات اور غیر مفید مذہبی جھگڑون کو بہت ترقی ہوتی جاتی ہے جب دو چار
آدمی ایک جگہہ پر اکھٹے ہوتے ہین تو سب سے اول مذہب کی بابت جھگڑا شروع
ہو جاتا ہے اس غیر موقعہ سوال سے بجاے اسکے کہ دو چار آدمیون کے اکھٹے ہونے
سے آپسکی محبت اور اُلفت اور ہمدردی کو ترقی ہو ایک منافرت اور مخالفت کا بیج
بویا جاتا ہے ہمارے خیال مین یہ طریق عمل اچھا نہین ہے اس ہمارے قول سے
یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ ہم کسی مذہبی جماعت یا کسی اور شخص کو جو ایک تہذیب اور
اور نیک نیتی کے ساتھ اپنے دل اور روح کے فائدہ اور نجات کے واسطے حق کی
تلاش کرتا ہے روکنا چاہتے ہین ہمارا یہ منشاء اور مدعا نہین ہے ہم صرف یہہ
چاہتے ہین کہ بیجا طور پر مذہبی جھگڑون اور شورشون کو رونق اور فروغ نہین
دینا چاہیے جیسے انسان کو اپنے دل اور روح کی درستی اور اصلاح کے واسطے علم
معاد کی ضرورت ہی ایسا ہی اوسکو دنیا کی ضرورتون اور کامون کے پورا کرنے
اور چلانے کے واسطے علوم اور فنون دنیوی کی حاجت اور ضرورت ہی جب انسان
ان کے پیٹ سے نکل کر دنیا کی پر مصیبت اور فانی میدان مین پاؤن رکھتا ہی
تو فوراً اوسکے ساتھ دنیا کی مختلف ضرورتین اور پابندیان اور نشیب و فراز اور تنگیان
اور مزاحمتین آموجود ہوتی ہین وہ چھوٹا جیسا منھ اور کان اور آنکھ اور سر اور ہاتھ
پاؤن بے کل ہو کر مارتا ہے سچ پوچھو تو اوسے کوئی درد اور دُکھ نہین ہوتا ہے
اوسے کوئی ستاتا نہین ہے بلکہ دنیا کی گرم ہوا اوسکے کانون مین چپکے سے پھونک

دیتے ہے کہ اے بچہ تجھکو دنیا کے مواج اور قہار سمندر مین ڈالا گیا تیرے پاس کوئی کشتی اور ناو نہین ہاتھ اور پانون مار کے اپنے حوصلہ اور ہمت سے مقصود کے کنارے پر جا ٹھہر یہ مقام ارام اور چین کرنے کا نہین ہے بلکہ مختلف دقتون اور مصیبتون کے اوٹھانے کا یہان ہاے ہوسے سے کام نکلتا ہے ۔

جب لڑکا یا لڑکے پیدا ہوتی ہی تو اوسکو جلدی سے کپڑے مین لپیٹ کر چارپائی پر لٹا دیتے ہین اس عمدہ ترکیب سے اس ننھی سی پیدائش کو سمجھایا جاتا ہے کہ دنیا کے گھر مین بڑی ترکیب اور حفاظت سے رہنا چاہیے ۔ جب بچہ پانچ دو تین روز کا ہوتا ہے تو دایہ اوسکو گھٹی طیار کرکے دیتی ہے اس گھٹی مین کئی ایک دوائین اور اشیا ڈالے جاتے ہین اوس سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ دنیا کا ہر ایک کام اسکی ملاوٹ اور ترکیب سے چلتا ہے ۔ ایک مہینے تک یا اس عرصہ سے کچھ دن اوپر لڑکے یا لڑکی کو اندھیرے کمرہ مین رکھ کر باہر لاتے ہین اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ دنیا کے ہر ایک کام مین اول محنت اور تکلیف اور مصیبت اُٹھانی پڑتی ہے اور اوسکے بعد راحت اور آرام کے سامان میسر آتے ہین جب لڑکا یا لڑکی چھ سات مہینے کے ہوجاتے ہین تو پھر مان باپ اونکو اپنی طاقت اور زور سے چلنا سکھاتے ہین اس سے اولاد کو سمجھایا جاتا ہے کہ دنیا مین رہکر اپنی مدد آپ کرو ۔ جب انسان کو دنیا کے میدان مین قدم رکھتے ہی سخت سے سخت ضرورتین اور رُکاوٹین اور مزاحمتین پیش آتی ہین تو اب ہمکو خیال کرنا چاہیے کہ ان ضرورتون پار کاوٹون اور مزاحمتون پر انسان اپنے مختصر سے زندگی مین کیونکر فتح اور کامیابی حاصل کرسکتا ہی ۔ جہانتک ہمارے قیاس کی رسائی ہے اسکی بموجب ہم خیال کرسکتے ہین کہ ان ضرورتون کے وفع کرنے اور ان رُکاوٹون اور مزاحمتون کے توڑنے کے واسطے انسان کو اون اصولون اور قوانین کی ضرورت ہی کہ جو انکے رفع اور توڑنے کے واسطے بالذات مخصوص ہین ۔

اوپر کی سطروں میں جن اصولوں اور قوانین کا ہمنے نام لیا ہے اونکو لوگون نے خاص خاص ناموں سے تعبیر کیا ہے عرف عام مین جنکو علوم اور فنون خاصہ کہتے ہین۔
جب ہم ان اصولوں اور قوانین یا علوم اور فنون خاصہ کا اپنی زندگی کی ضرورتوں اور رکاوٹوں اور مزاحمتوں سے مقابلہ کرتے ہین تو ہمین انصاف کے ساتھ اس امر کو قبول کرنا پڑتا ہے کہ اگر ہمارے دنیاوی زندگی کی ضرورتین اور رکاوٹین اور مزاحمین رفع اور پوری ہو سکتی ہین تو انھین قوانین اور اصول خاصہ سے ہماری دینی زندگی کے نبھانے کے واسطے جسطرح پر علوم معاد موید ہین اسیطرح پر ہماری دنیا کی زندگی پورا اور کامیابی کے ساتھ ختم ہونے کے واسطے مخصوصہ اصولوں اور قوانین کی ضرورت ہے اگرچہ انسانی جماعتوں نے ان اصولوں اور قوانین کے انتخاب اور تشخیص کے واسطے اپنی اپنی راے سے کام لیا ہے مگر نتیجہ اور اثر پر خیال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سب کا منشا اور مدعا اخیر پر مل گیا ہے اگر کچھ انھین فرق ہے تو صرف ملکی یا قومی برتاو اور رسوم اور دستور او تاثیر کے اعتبار سے ہی انسانی انسانی پیدایش کے لحاظ سے نہین ہے جو کچھ ہمارے دنیا کی زندگی کی صحبت گذار راہ ہین ضرورتین مزاحمتین اور رکاوٹین حائل ہوتی ہین اونکے رفع اور دور اور پورے کرنے کے واسطے ہم انسانی جماعتوں کے لئے علوم اور فنون ذیل کا حاصل کرنا یا کرانا لازمی اور ضروری خیال کرتے ہین۔
اول انسان کو دنیاوی زندگی کی راہ مین سوچ سمجھ اور استعمال عقل کی بہی ضرورت پڑتی ہے اسواسطے سب سے اول قواعد ادبیہ مثل صرف نحو بیان معانی فصاحت بلاغت اور خادم العلوم منطق عقلیہ کا حاصل کرنا ضروری ہے تاکہ انکے مطابق کارروائی ہو سکے۔
دوم انسان کو دنیاوی زندگی کے طی کرنے کے واسطے اپنی معاش اور طریق معاش کے

سخت ضرورت ہی اگر یہ نہو تو انسان سے دنیاوی زندگی کا راستہ طی کرنا مشکل ہوجاویگا
پس اس سخت مشکل کے آسان کرنے کے واسطے علم معاش کا حاصل کرنا لازمی اور ضروری
ہے مین اس موقعہ پر ایک ایسی ضروری بات کی اظہار کی اجازت مانگتا ہون کہ جو انسان
کو امور معاش مین اکثر موقعہ پر ناکامیاب رکھتی ہے مین دیکھتا ہون کہ بعض آدمی
صرف اصول ملازمت کو ہی علم معاش کا حاصل ہونا سمجھتے ہین جب اونکی نوکری بن جاتی
ہے تو سمجھ لیتے ہین کہ معاش حاصل کرنے کا طریق صرف دفترون کے کاغذات کا سیاہ
کرنا یا اسیطرح کی ملازمت کے فرائض کو پورا کرنا ہوتا ہے مین افسوس کرتا ہون کہ
اس غلطی کو بہت لوگون نے اپنا عملدرامد کر لیا ہے معاش کے طریق اور اصول صرف
سرکار یا کسی اور کی ملازمت سے ہی وابستہ نہین ہین بلکہ معاش کی وسعت اور فراخی
اور مضبوطی اور ہی طریقون اور اصولون سے مربوط ہے۔

سوم علم نظام منازل کا حاصل کرنا ضروری ہے کیونکہ دنیاوی زندگی مین ہر ایک انسان
کو صاحبخانہ مجبوراً بننا پڑتا ہے اور صاحبخانہ بننے کی حالت مین ضروریات اور حاجات
اور امورات پیش آمدہ اور معاملات ضروریہ کو پورا کرنا اور نمٹانا اوسپر فرض اور لازمے
ہوجاتا ہے اور اون ضروریات وغیرہ کے پورا کرنے اور نمٹانے کے واسطے علم نظام
منازل ایک وفادار اور اچھا مددگار ثابت ہوا ہے اگر یہ کہا جاوے کہ بہت سے لوگ
اس دنیاوی زندگی کو بالتجرد گذرانتے ہین اونکو گھر در کی کوئی ضرورت نہین ہوتی
اونکے حق مین علم نظام منازل مفید نہین ثابت ہوسکتا جب مفید ثابت نہوا تو پھر
اونکو اوسکا حاصل کرنا لازمی اور ضروری نہین ہے اس اعتراض کا ہم یہ جواب دیتے
ہین کہ ہم اس امر کو تسلیم کرتے کہ بہت سے لوگ دنیاوی زندگی کو بالتجرد گذرانتے ہین
لاکن ہم اس تجرد سے یہ خیال نہین کر سکتے کہ اونکو علم نظام منازل کے حاصل کرنیکی
چندان ضرورت نہین ہم کہتے ہین گو اونکو حالت تجرد حاصل ہے مگر صاحبخانہ بننیکی

ضرورتین اور مشکلات کسی نہ کسیقدر اونکو بھی لاحق ہین یہ بات ہم مانتے ہین کہ اور لوگون کی طرح خانگی ضرورتون کا باعث مجرد ہونے کے اونپر ہجوم نہین ہوتا مگر اسمین کوئی شک نہین ہے کہ کسی نہ کسیقدر اونکی گردن بھی خانگی ضرورتون اور مشکلات کے بوجھ سے دبی ہوئی ہے جب اونکے ساتھ بھی اُن ضرورتون اور مشکلات کا وجود اور اثر پایا جاتا ہے تو اون پر بھی فرض اور لازم ہے کہ علم نظام منازل حاصل کرین۔

چہارم انسانی جماعتون کو علم دولت یعنی پولٹیکل اکوسنمی کا حاصل کرنا ضروری اور لازمی ہے انسان کی ساری اور سب قسم کی ضرورتون اور مزاحمتون کے پورا اور دور کرنے کے واسطے دولت ہی موئید اور معاون ہوتی ہے اگر دولت نہو تو دنیاوی زندگی کی مشکل مسافت طے کرنے کے واسطے ہم کسی کام کے نہین ہماری دنیاوی فلاح اور فراغت اور خوشحالی دولت سے ہی وابستہ ہے علم دولت مین دولت حاصل کرنے اور بڑھانے اور قائم رکھنے اور برتنے اور خرچ کرنے کے اصول اور قوانین وضع کئے گئے ہین جب تک ان قوانین اور اصولون پر سچی طور سے عملدرامد نہو تب تک ہم دنیاوی زندگی کو اچھی طرح سے نہین گذران سکتے۔

پنجم انسانی جماعتون پر فرض ہے کہ علم اخلاق کو حاصل کرین۔ علم اخلاق مین انسان کو سکھایا جاتا ہے کہ دنیا مین رہکر اسطور پر زندگی کو بسر کرنا چاہیے دشمنون سے اسطور پر برتنا چاہیے اور دوستون کے ساتھ اسطور پر پیش آنا چاہیے اپنے کے ساتھ یہ عمل درامد کرنا چاہیے اور بُرائی سے یون برتنا چاہیے - اور علی ہذالقیاس اور بہت سے اصول سکھائے جاتے ہین۔

ششم ضروری ہے کہ انسانی جماعتین علم تاریخ کو سیکھین علم تاریخون مین انسانون کے گذشتہ پشتون کے حالات اور کوائف لکھے جاتے ہین اور یہ بات دل آویز اور عجیب بحاثون کے بعد تسلیم کیگئی ہے کہ انسان بالطبع اور افراد انسانی کے اچھے اور معقول

حالات اور خیالات سے موثر ہوکر اوسی قسم اور وضع کا بننا چاہتا ہے اور اونکے برے
خیالات اور مذموم حالات کو سنکر یا دیکھ کر عبرتاً اونسے کنارہ گزین ہوتا ہے۔ جب
اس اصول کو مان لیا گیا ہے تو ہم کہتے ہین کہ علم تاریخ مین انسانون کی گذشتہ پشتون
کے اسی قسم کے حالات اور خیالات ہوتے ہین پس فرض اور لازم ہے کہ انسان
اوسکو ضرورتاً حاصل کرین۔

ہفتم حساب، ہندسہ اور ریاضی اور فن مساحت کا حاصل کرنا ضروری ہے۔ شاید
دنیا مین کوئی ہے ایسا آدمی ہوگا کہ جسکو دنیا مین رہکر ان دلچسپ علوم کی ضرورت
نہ پڑتی ہو۔ ہر ایک گھر کا مالک بجاے خود ایک ملک اور علاقہ کا مالک ہوکر اپنے
گھر والون اور عزیزون پر رات دن حکومت کرتا ہے اور اوس حکومت کے درمیان
اوسکو بہت سے ایسے کام کرنے پڑتے ہین اور ایسی ضرورتین پیش آتی ہین کہ
جنکے پورا کرنے اور نبہانے کے واسطے ان شریف علوم کی سخت ضرورت ہوتی ہے
حساب کا ایک ادنی فائدہ ایک آدمی کا اپنا روزمرہ حساب اور خرچ لکھ کر اوسکو
باضابطہ رکھنا ہے یہ فائدہ دنیا کے تمام آدمیون سے مخصوص ہے کوئی ہی ایسا
آدمی ہوگا جسکو علم حساب کی اسقدر بھی ضرورت نہو جسقدر کہ ہمنے انسان کی روزمرہ
کی ضرورتون کے مقابلہ مین بیان کی ہے ہمنے ان علوم کی ضرورت ثابت کرنے کے
واسطے ایک عام فہم بات کو بیان کر دیا ہے مگر اگر اصل مین پوچھو تو ایسے تھوڑے
سے اور عام بات کے بیان کرنے سے ان علوم کی ضرورت کو ثابت کرنا گویا ان علوم
کی ہتک اور توہین کرنا ہے اگر ہم ان علوم کے حاصل کرنے کی ضرورت کو اعلی درجہ
کی دلیلون سے ثابت کرنا چاہین تو بہت طول ہوجائیگا اسواسطے ہم صرف اسیقدر
پر کفایت کرتے ہین کہ ان علوم سے علاوہ روزمرہ کے کامون اور ضرورتون کے
پورا ہونے کے انسان کی عقل اور فراست اور دور اندیشی اور طرز احتیاط اور ذہن کی

رسائی کو اعلی درجہ کی ترقی اور رونق حاصل ہوتی ہے اون مسائل اور مشکل امورات کے حل کرنے کے واسطے یہ علوم نہایت ہی موید اور مددگار ثابت ہوے ہین۔
ہشتم علم طب یا ڈاکٹری کا حاصل کرنا بھی ضروری اور لازمی ہے انسانون کا مختلف غذاؤن اور اطعمہ اور اشربہ کا کھانا پینا اس امر کا موجب ثابت ہوا ہے کہ اونکو جسمی بیماریان اور عوارض وقتاً فوقتاً لاحق ہوتے رہین جب انسانی افراد مختلف بیماریان اور عوارض مین ماخوذ اور گرفتار ہوتے ہین تو لازمی امر ہے کہ اونکے قلع قمع کے واسطے انسان بھی اون طریقون اور تراکیب اور اصولون کو حاصل کرے کہ جو انکے مقابلہ مین بالتخصیص وضع کئے گئے ہین ان اصولون اور تراکیب کے تلاش کرنے ہمکو قواعد طب یا ڈاکٹری کے سوا اور کوئی قواعد زیادہ تر مفید نہین ملتے اسواسطے ہم اس بات پر زور دینے سے کسی حالت مین رک نہین سکتے کہ انسانی جماعتون کو علم طب یا داکٹری کا پڑھنا سیکھنا ضروری ہے لاکن اس شریف علم اور ممتاز فن کو ایسی لاپروائی سے نہین حاصل کرنا چاہیے کہ جسطرح یہ آجکل ایشیائی قومین حاصل کرتی ہین اوس سے بہتر ہے کہ اوسکا نام ہی نہ لیا جاے جیسا اس علم کو انسانون کے مفید بیان کیا جاتا ہے ایسا ہی اسکے واسطے یہ الفاظ بھی استعمال کیے جاتے ہین کہ اگر اسکو کوئی شخص بے سمجھے اور لاپرواہی سے استعمال کرے تو اس سے انسان کا زیادہ تر کوئی دشمن نہین۔ شاید دنیا مین بہت سے ایسے مظلوم جانین نکلینگی کہ جنھون نے ناتجربہ کار طبیبون اور ڈاکٹرون کے ہاتھ سے دنیاوی زندگی کے گھر کو چھوڑ کر دار العاقبت کا رستہ لیا۔
نہم انسان کو علم جغرافیہ کا حاصل کرنا بھی ضروری ہے انسانی جماعتون کو تجارت اور بیوپار اور سفر کے واسطے غیر ملکون اور اونکی خصوصیات اور حالتون کا دریافت کرنا اور اس بات کا جاننا کہ ایک ملک کا دوسرے ملک کو راستہ

کسطرف سے ہوکر جاتا ہے اور فلان جگہہ سے وہ کسقدر مسافت اور فاصلہ پر ہے
اور اوسکے راستے مین کون کون شہر اور قصبجات آتے ہین اور کس کس دریا اور
اور پہاڑ سے گذرنا پڑتا ہے اور وہان کیا کیا اجناس پیدا ہوتے ہین اور کن کن
اجناس اور شیئون کی ضرورت اور مانگ ہی اور وہان کی بود و باش کرنے والے
کس حیثیت اور طبیعت کے آدمی ہین ایک ضروری اور لازمی ہے جغرافیہ صرف ہمکو
تجارت اور بیوپار مین ہی مدد نہین دیتا بلکہ اور انسانی نسلون کے ہاتھ ہمارے
تعلقات اور وسائل ہمدردی اور محبت کو مضبوط اور مستحکم کرتا ہے اور ایک انسانی
نسل کو دوسری انسانی نسل سے ملنے کے یاد دلاتا ہے۔

۱۰ دہم انسان پر ضروری ہی کہ علم الاشیار کو بھی حاصل کرے اس علم مین دنیا کے
اشیار اور موجودات کی ساخت اور بناوٹ کے دریافت اور معلوم کرنے کے
وسائل اور تراکیب اور اسباب جبلائے گئے ہین یہ علم انسان کے واسطے
اسلیئے مفید مانا گیا ہے کہ اسکے حاصل کرنے سے انسان کی قوت متمیزہ اور طاقت
متفکرہ مین ترقی اور رونق ہوتی ہے اور ان قوتون کی ترقی اور رونق سے انسان
اپنی دنیاوی زندگی کے برتن کو عمدہ طور پر چلاتا ہے ایسے علوم مین جب انسان
کو قوت تجربت کی ڈگری ملجاتی ہے تو اوس سے اور علوم مثل ڈاکٹری اور طب
وغیرہ کو بہت مدد ملتی ہے۔

۱۱ یازدہم۔ علوم زراعت کا انسانی جماعتون پر حاصل کرنا نہایت ہی ضروری ہے
اسواسطے کہ سارے دنیا کے لوگون کی زندگی کا مدار زراعت پر ہی ہے کوئی ایسا
ملک نہین ہے کہ جسکی بود و باش کرنے والون کا گذارہ زراعت کے سوائے کسی اور
چیز پر ہو انسان کو زندگی بسر کرنے کے واسطے درخت کے پھل اور دودھ وغیرہ
بھی کچھ نہ کچھ مدد دیتے ہین مگر یہ جزوی چیزین ساری دنیا کی انسانون کی زندگی بسر

کرانے کے واسطے کیا ایک ملک کے واسطے بھی کافی نہین ہین غلہ کے سواے اور جنسون کے کم ہو جانے سے دنیا مین کبھی قحط اور کال نہین پڑا جب قحط پڑتا ہے غلہ کے کم ہونے سے ہی پڑتا ہی اور چیزون کے قحط سے انسانی زندگی کو رنج اور دکھ نہین پہونچتا مگر جب غلہ کا قحط پڑتا ہے تو ساری انسان اپنی زندگی سے مایوس اور نا امید ہو جاتے ہین جبکہ زراعت کا صیغہ انسانون کی زندگی کے قائم رکھنے کے واسطے جزو اعظم ہے تو انسانون پر لازم اور فرض ہے کہ اسکو ضروری طور پر حاصل کرین خصوصاً اوس ملک کے لوگون کو کہ جہان اکثر لوگون کا گذارہ زراعت پر ہی ہے ہندوستان مین زمین بہت ہی مگر افسوس ہے کہ اس جگہ کے لوگ علم فلاحت اور فن زراعت سے اچھی طرح پر ماہر اور واقف نہین ہین ایسے طریقون پر زراعت کرتے ہین کہ اونین سے اکثر لوگون کو بجاے فائدہ ہونے کے نقصان ہوتا ہے ہندوستان کے لوگون علی الخصوص زراعت پیشہ لوگون پر لازم ہے کہ اس شریف فن کے حاصل کرنے کے واسطے خوب کوشش کرین تاکہ اونکی زمینین پورا پورا فائدہ دیکر اونکو خوشحال اور فارغ البال بنائین

دوازدہم - انسانی فرقون پر ملکی آئینون اور قوانین کا سیکھنا بھی ضروری ہے دنیا کے پردہ پر کوئی ایسی قوم اور فرقہ نہین ہے کہ جو کسی نہ کسی آئین اور قانون کا تابع اور ماننے والا نہو اگر رعیت اور محکوم لوگ ملکی آئینون اور قوانین سے واقفیت اور مہارت نہ رکھین تو انھین قانونی موانعات اور ضروریات سے بچنے اور پورا کرنے کے اور کوئی سبیل حاصل نہین ہے رعایا پر ہر صورت مین لازم ہے کہ ملکی قانون کی حمایت مین رہکر اپنی عزت اور قدر و منزلت اور مال و جان کے حفاظت کرین بہت لوگ قانون کے نہ جاننے سے ہی بعض جرمون کا ارتکاب کر بیٹھتے ہین جب اونکو قانون سے آگاہی ہوتی ہے تو پھر اپنے کیے پر نادم اور پشیمان

ہوتے ہین اگر اونکو پہلے سے ہی قانون کی خبر ہوتی تو نادانستگی کی حالت مین بہ سلسلہ جرمون کا ارتکاب کرکے بلا و آفت مین کیون گرفتار ہوتے۔

سیزدہم - انسانی جماعتون پر لازم اور ضروری ہے کہ فن تجارت کے اصولون اور قواعد اور طریق کو سیکھینگے دنیا مین انسان کے آرام دینے والی شے سب سے زیادہ دولت ہی اور تجربہ نے اس بات کو بوجوہ ثابت کر دیا ہے کہ دولت تجارت کے ذریعہ سے بہ نسبت اور سب طریقون کے ترقی پاتے اور تجارت کے ذریعہ سے ہی ایک ملک والے دوسرے ملک والون کی ضروریات اور حاجات کو پورا کرتے ہین اسمین دو فائدہ ہین ایک دولت کی ترقی اور دوسرے ملک کے لوگون کی ضروریات کو پورا کرنا ایک صورت مین اپنا ذاتی فائدہ اور دوسری صورت مین اور انسانون کا فائدہ - تجارت اسقدر شریف اور ممتاز فن ہے کہ ملکون اور قومون کے اولی العزم بادشاہ بھی اکثر اوقات انہین تاجرون کے گرویدہ احسان اور مقروض ہوجاتے ہین ہم اور فوائد کو الگ رکھ کر صرف اسی پر زور دیتے ہین کہ تجارت کے ذریعہ سے انسان کی زندگی کے آرام کی صورتین مضبوطی اور وسعت سے ہاتھ آتی ہین اور انسان اور لوگون کو بھی فائدہ پہونچاتا ہے اور اب بھی چین سے بسر کرتا ہے -

چہاردہم - ہم اس چودھوین شق مین ضروری اور مفید فنون کے فرداً فرداً تفصیل نہین کرینگے صرف اسقدر جتلاتے ہین کہ دنیا مین جن فنون اور ہنرون کے عام طور پر قدر و منزلت مانگ اور ضرورت ہی اونکو ضرور سیکھنا چاہیے - یہ قاعدہ کلیہ ہی اس سے انسانی جماعتون کو فنون اور ہنرون کے انتخاب اور تشخیص مین بہت سہولت اور آسانی ہوگی زمانہ مین جن ہنرون اور فنون کی ضرورت اور حاجت ہو اونکو حاصل کرلینا چاہیے اور زمانہ مین جنکی ضرورت اور مانگ نہو میرے خیال مین فائدہ کے واسطے اونکا سیکھنا ضروری نہین ہے کیونکہ جب وہ فنون اور ہنر ہمارے دنیادی

زندگی کو فائدہ نہین پہونچا سکتی تو اونکا حاصل کرنا اور اپنے عزیز وقت کو برباد دینا کیا معنے رکھتا ہے - انسانی جماعتون مین یہ بات مشہور ہے کہ نازک اور مصیبت کے وقت کا کوئی یار نہین لاکن ہمارا یہ خیال ہے کہ نازک اور مصیبت کے وقت کا یار کوئی اچھا فن اور مفید ہنر ہے ہمنے مختلف ملکون اور لوگون کی تاریخون مین مصیبت زدہ لوگون کے حالات پڑھکر اس بات کا سچے طور سے یقین کرلیا ہی کہ مصیبت کے وقت انسانون کو مفید ہنر اور اچھے فن نے بہت مدد دی ہے اون دلچسپ اور باا ثر حالات اور واقعات کے پڑھنے سی ہمارا دل اس بات پر زور سے شہادت دیتا ہے کہ انسانی جماعتون کو مفید فنون اور ہنر ضرور ہی حاصل کرنے چاہیئے - ہم اس کتاب کے ناظرین کے رجوع طبیعت کے واسطے چند ایسے فنون کا نام لکھ دیتے ہین کہ جنکے زمانہ مین بہت مانگ اور ضرورت ثابت ہو رہی ہے لاکن ہم پھر کہتے ہین کہ اگر ہمارے نشاندادہ فنون کے سوای کوئی اور ہنر اور فن زمانہ مین ضروری اور مفید ثابت ہو تو اوسکو بھی سیکھنا چاہیے غرضکہ اس بارہ مین کلیہ قاعدہ یہ ہے کہ زمانہ مین جس فن کی ضرورت اور مانگ ہو اوسکو سیکھنا چاہیئے - ہمارے خیال مین ان فنون کی زمانہ مین بہت مانگ اور ضرورت ہی - فن مصوری - فن خوشنویسی - فن معماری - فن نجاری - فن حدادی - فن گھڑی سازی - فن درزی - فن توپچی - فن گلٹ سازی جسمین فوٹوگراف شامل ہے اور فن روغن سازی - اخیر پر ہم انسانی طبیعتون کو اسطرف بھی میل دلانا چاہتے ہین کہ اونکو فن سپاہ گری مین ہی کچھ ملکہ اور وقوف حاصل کرنا چاہیے کیونکہ بدن کی چستی اور مضبوطی اور رفع اعدا اور حفاظت ملک کے واسطے اس فن کا سیکھنا بھی ضروری ہے -

امر ہشتم علم کے حاصل کرنے یا کرانے کے باعتبار ضروریات معاد و امور معاش کے

حقیقی غرض اور علت غائی کیا ہونی چاہیے اور بہ ہیئت مجموعی علم کا اثر انسان کی زندگی پر کس قسم اور وضع کا ہونا لازم ہے - باعتبار ضروریات معاد کے حاصل کرنے سے ہمیشہ انسان کو یہ غرضین رکھنی چاہئیین -

(۱) علت العلل پاک لازوال ہستی اور مقدس وجود کے موجودگی وحدت قدرت مطلق الامور خالق الموجودات حافظ الکائنات ہادی کل کا سچے دل سے اقرار کرنا اور اوسپر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنا -

(۲) اپنے آپ کو فانی البنیان جاننا -

(۳) اپنے مالک - خالق - رازق - مسبب الاسباب - اور قادر مطلق کی تقدیس - ستائش - اور یاد کو اپنی ناچیز اور فانی زندگی کا ایک مضبوط اور عمدہ دستور العمل بنانا -

(۴) ہمیشہ اپنی روح اور دل کی پاکیزگی اور لطافت کے حاصل کرنے اور قائم رکھنے کی کوشش کرنا -

(۵) ساری انسانون کی دینی اور دنیوی بھلائی چاہنا اور اونکی ہمدردی کرنا -

(۶) اپنے گناہون پر نادم ہونا اور اپنی نیکی کو بڑھائی جانا اور ضروریات معاش کے لحاظ سے دنیوی علوم کے حاصل کرنے سے یہ غرضین ہونی چاہیین -

(۱) دنیا مین رہکر اپنے دنیاوی زندگی کو معقول اور مفید اصولون پر پورا کرنا -

(۲) جو دنیاوی ضرورتین اور کام پیش آئین اونکو عمدہ عمدہ ترکیبون اور تدبیرون کے ذریعہ سے نہایت نیک نیتی بر جستگی اور ہمت کے ساتھ نپٹانا اور پورا کرنا -

(۳) معاش کے حاصل کرنے اور سرمایہ معاش کے قائم اور ثابت رکھنے کو واسطے عمدہ ذریعون کا تلاش کرنا اور اونکو حوصلہ اور صفائی کے ساتھ عمل مین لانا -

(۴) اور انسانون سے ہمدردی کے ساتھ پیش آنا اور اتفاق سے ضروریات کے پورا

کرنے مین ایک دوسرے کی دور کرنا ۔

(۵) نری سچائی دیانت داری ایمانداری انصاف اور عدالت کو اپنا عمل اور شعار بنانا

(۶) مفید کامون اور شغلون کو اختیار کرنا اور غیر مفید کامون اور شغلون سے احتراز کرنا ۔

(۷) زمانہ کے موجودہ چال پر چلنا ۔

(۸) علوم اور فنون کی ترقی پر زور دینا ۔

(۹) دنیا کے عجائبات اور حقائق پر لحاظ اور غور کرکے اوس سے مفید نتیجون کا پیدا کرنا اور قوم اور ملک والون کو اون نتیجون سے فائدہ پہونچانا بہ ہیئت مجموعی انسان کی زندگی پر علم کا اثر یہ ہونا چاہیے کہ وہ اپنی ذات کو ہر طرح کے عمدہ صفات اور نیک باتون کا مانوس اور عامل اور خوگیر بناوے اور بری باتون اور بدعادتون سے ہر حال مین پرہیز کرے اور دنیا و دین کے کام نیک نیتی اور صداقت سے پورا کرکے اپنی ذات اور اور انسانون کو فائدہ پہونچائے ۔ اور اپنے عزیز اور چندروزہ زندگی کا یہ دستور العمل قرار دے کہ مین اسواسطے دنیا مین بھیجا گیا ہون کہ نیکی سے اپنی ذات اور دوسرون کو فائدہ پہونچاؤن ۔

امر نہم ۔ علم کے نتائج اور تاثیرون کی غلطی اور صحت کے امتیاز اور پرتال کے واسطے کیا اصول اور قاعدے ہین ان تمیز اور پرتالے اصولون اور قواعد کے بیان کرنے کے اول ہم اس امر کا ظاہر کرنا ضروری خیال کرتے ہین کہ علم مین غلطی کا وقوع ممکن ہے یا نہین اور اگر ممکن ہے تو اوسکا وقوع کس طور پر ہوتا ہے ۔ اس دلچسپ بحث کے طے کرنے کے واسطے ضرور ہی کہ ہم علم کے ملحقہ اجزاء کی تفریق کرین ۔ اس کتاب کے ناظرین پر واضح رہے کہ نفس علم یعنے عین علم کے ساتھ چار اور جزین پائی جاتی ہین جنکو عین علم ہی خیال کیا جاتا ہے لیکن یہ خیال درست نہین ہی وہ چار جزیں

عین علم مین شامل نہین ہین اون چارون جزون کا وجود عین علم کے وجود کے بعد ہی عین علم اور اون چارون جزون کے ملانے سے یہ صورت نکل آتی ہے -

عین علم - علم عین علم - دلائل عین علم - استعمال عین علم - نتایج عین علم

عین علم ایک حقیقت کا نام ہے عام اس سے کہ اوسکو عقل نے دریافت کیا ہو یا نہ کیا ہو - عین علم اوس حقیقت کے ادراک اور دریافت کو کہتے ہین خواہ کسی طریق سے ہو - جب عین علم یعنے اوس حقیقت کا ادراک ہو جاتا ہے تو پہر اوس حقیقت کی صداقت کے ثابت کرنے کے واسطے جو دلائل وضع اور پیدا کیے جاتے ہین اونکو دلائل عین علم کہا جاتا ہے عین علم کی صداقت کے دلائل کو عمل مین لانے کا نام استعمال عین علم ہے استعمال عین علم کی تاثیرون کے مقرر اور پیدا کرنے کا نام نتایج عین علم ہے اس ضروری تفریق کے بعد ہمکو یہ دیکھنا چاہیئے کہ آیا اس تمام مجموعہ مین غلطی کے وقوع کا احتمال ہے یا کہ ایکے مخض اجزا مین جہانتک کہ ہمارا خیال پہونچ سکتا ہے اوسکے بموجب ہماری یہ راے ہے کہ عین علم مین غلطی کا وقوع ناممکن ہے اگر ہم قبول کرلین کہ عین علم مین غلطی کا واقعہ ہونا ممکن ہے تو پہر یہ قبول کرنا پڑیگا کہ حقائق الاشیا غیر متحقق اور غلط ہین اور یہ بات درست اور ٹھیک نہین کیونکہ یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ حقائق مین غلطی نہین ہوتی حقیقت نام ہے اوس حالت اور صورت کا کہ جسمین کوئی غلطی نہو اگر اوسمین کوئی غلطی تسلیم کیجاے تو پہر حقیقت مین اوسکا نام حقیقت رکہنا ایک بڑی بھاری غلطی ہے جب یہ بات ثابت ہوچکی کہ عین علم مین غلطی کا ہونا ناممکن ہے تو اب باقی رہین چار جزین سوان اجزاے اربعہ کی نسبت ہمارا یہ خیال ہے کہ انمین غلطی کا واقعہ ہونا ممکن ہے - ممکن ہے کہ ہم کسی حقیقت کے جاننے مین غلطی واقعہ ہوجاے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس حقیقت کی صداقت کے ثابت کرنے کے دلائل مین ہم غلطی کہا جاوین علی ہذا القیاس ممکن ہے

کہ ہمسے استعمال عین علم اور اوسکی تاثیرون کے پیدا اور بغرر کرنے کی حالت مین غلطی واقعہ ہوجاے اس امر کے ثابت کرنے کے واسطے کہ ان چارون اجزا ملحقہ عین علم مین غلطی کا واقعہ ہونا ممکن اور محتمل ہے دلائل لانے کے کوئی ضرورت نہین کیواسطے کہ یہ امر ادنی فکر سلیم سے بھی واضح اور ثابت ہوسکتا ہے اب ہم اس بات کو بیان کرتے ہین کہ ان چارون ملحقہ اجزا سے عین علم کے صحت اور اغلاط کو کن اصولون اور قاعدون کے بموجب معلوم اور دریافت کرنا چاہیے پہلے ایسے اصولون اور قاعدون کے لکھنے کی اس امر کا ذکر کرنا ضروری ہر کہ آیا ان ہر چہار اجزاء ملحقہ مین غلطی سلسلہ دار واقعہ ہوتی ہے یا کہ اسکے برعکس ہمارے خیال مین غلطی کا وقوع اسطور پر ہوتا ہے یعنے اگر علم عین علم مین غلطی واقعہ ہوگی تو باقی کی ہرسہ اجزا مین سلسلہ وار غلطی پڑجاویگی اگر علم عین علم صحیح اور درست ہو مگر دلائل عین علم مین غلطی ہو تو اس صورت مین بھی باقی کے دونون جزون مین غلطی پڑجایگی اگر دلائل عین علم مین علم عین علم کیطرح غلطی واقعہ نہو بلکہ استعمال عین علم مین ہو تو اس صورت مین باقی کی ایک صورت مین بھی غلطی پڑجایگی اگر صرف نتائج عین علم مین غلطی واقع ہوجاے تو اس صورت مین باقی اجزا مین جو اس سے پہلے نمبرون پر واقعہ ہین غلطی نہین واقعہ ہوگی علی ہذا القیاس اگر اس چوتھے جزو کی طرح تیسرے یا دوسرے جزو مین ہی غلطی واقعہ ہوگی تو اس صورت مین بھی ہمکو دوسرے یا پہلے جزو مین اثبات غلطی کی ضرورت نہین امتیاز صحت اور غلطی کے یہ قاعدے ہین اگر علم عین علم مین غلطی واقع ہوجاے تو اوسکی صحت اور غلطی کے واسطے امتیاز اور پرتال کے واسطے یہ اصول اور قاعدہ ہے کہ اوسکے نتیجون کو عقل سلیم اور قوانین قدرت کے ساتھ مطابق کرنا چاہیے اس مطابقت اور مقابلہ سے علم عین علم کی غلطی کھل جاویگی - کیونکہ کوئی عین علم نہین ہے کہ جو عقل سلیم اور قوانین قدرت سے مطابق نہو جو عین علم قوانین قدرت اور عقل سلیم کے

ساتھ مقابلہ اور تکرار نہین کیا جا سکتا وہ عین علم ہی نہین ہے یہان یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے
کہ انسان کو علم عین علم کی غلطی کے وقوع کا علم کیونکر حاصل ہو۔ یعنے ایک شخص کو
علم عین علم مین غلطی ہوگئی ہے لاکن باوجود اسکے وہ اپنی اس غلطی سے واقف نہین ہے
تو اس صورت مین اوسکو اس غلطی کا علم کیونکر ہو۔ جواب اس بات کا یہ ہے غلطی
کے وقوع کا علم ہے۔ نتائج عین علم کو وزن کرنے سے حاصل ہو سکتا ہے جب نتیجون پر
خیال کیا جاوے اور وہ عقل سلیم اور قوانین قدرت کے مخالف ہون تو خود بخود یہ امر
کھل جاویگا کہ علم عین علم مین کوئی غلطی واقعہ ہوگئی ہے کیونکہ اگر اوسمین غلطی کا وقوع
نہوتا تو نتائج عقل سلیم اور قوانین قدرت کے مطابق کیون نہوتے۔ اگر غلطی دلائل
عین علم مین واقعہ ہو تو اوسکا اثر نتائج مین ظاہر ہو جاتا ہے جب نتائج کو عقل سلیم
اور قوانین قدرت کے مطابق کیا جاویگا اور ادھر سے صحیح علم عین علم کو مقابلہ مین
رکھا جائیگا تو خود بخود غلطی اور صحت مین تمیز اور فرق ہو جائیگا اگر استعمال عین علم
مین غلطی پڑ جاوے تو اوسکی تاثیر بھی نتائج مین جا رہیگی نتائج کو عقل سلیم اور
قوانین قدرت کے ساتھ مطابق کرنے اور صحیح علم عین علم اور صحیح دلائل عین علم کو
مقابلہ مین رکھنے سے اوسکی صحت اور غلطی صاف ہو جاویگی۔ اگر نتائج عین علم
مین غلطی کا وقوع ہو جاوے تو بدستور معمول اونکو عقل سلیم اور قوانین قدرت
کے ساتھ مطابق کرلے اور صحیح علم عین علم اور صحیح دلائل عین علم اور صحیح استعمال
عین علم کے مقابلہ کرنے سے صحت اور غلطی مین امتیاز ہو جاویگا اصل الاصول
ان قاعدون کا دو باتین ہین۔ اول عقل سلیم اور قوانین قدرت پر خیال کرنا
دوم نتائج کا عقل سلیم اور قوانین قدرت سے مقابلہ کرنا۔ ان دونون قاعدون پر
عمل کرنے سے صحت اور غلطی صاف طور پر کھل جاتی ہے۔

امر دوم علمی طاقتین کہان تک اور کسقدر ترقی پا سکتی ہین۔ اگر ہم دنیا اور انسانی

جماعتون کی ابتدائی حالات اور خیالات کو دیکھین تو معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی
دنون مین دنیا اور انسانی جماعتون مین اور فنون کے اسقدر ترقی اور رونق
نہ تھی کہ جسقدر مابعد کے دنون اور زمانون مین ہوئی ہے آجکل کے علوم اور
فنون کو اگر پہلی نسلون کے روبرو پیش کیا جاوے تو وہ حیران ہوکر ضرور خیال
کرینگے کہ زمانہ نے بڑی ترقی کی ہے علوم اور فنون کو شروع سے لیکر آجتک سلسلہ وار
ترقی ہوتی چلی آئی ہے اگر ہم اس سلسلہ کے پہلے نمبرون کو اخیر نمبرون سے ملائینگے
تو اونمین ضرور فرق نکلیگا اخیر نمبرون مین بہ نسبت پہلے نمبرون کے ترقی کا وزن
زیادہ ہوگا - جبکہ علوم اور فنون اور انسانی خیالات کو سلسلہ وار اب تک ترقی
ہوتی چلی آتی ہے تو اس سے ہم خیال کرسکتے ہین کہ اگلے دنون اور زمانون مین
بھی اس ترقی کا سلسلہ شروع رہیگا اوسوقت تک کہ خداوند کریم اس دنیا کی
بچھی ہوئی صف کو لپیٹ لے دنیوی علوم اور فنون کے ترقی کا مدار استقرار اور
تتبع پر ہے اجتک جسقدر علوم اور فنون دنیوی کے ظہور پذیر ہوچکے ہین اون
سب کا اصل الاصول تتبع اور استقرار ہے جیسے جیسے انسانون کو تتبع اور استقرار
کی ضرورت پڑے اوسیکے وزن اور مقدار پر علوم اور فنون کو ترقی ہوتی گئی تتبع
اور استقرار کی صورت اوسوقت پیش آتی ہے کہ جب نئی نئی ضروری الاتمام ضرورتین
پیدا ہون - اور یہ بات تجربہ اور خیالات انسانی نے ثابت کردی ہے کہ جدید
ضرورتون کا پیدا ہونا اور پیش آنا بقاے نوع انسان تک قائم اور ثابت رہیگا
جب باعث ایجاد علوم اور فنون کو اسقدر وسعت اور استقامت حاصل ہے
تو پھر سواے اسکے اور کیا نتیجہ نکالا جاوے کہ علمی طاقتین اوس درجہ تک ترقی
پاسکتی ہین کہ جس درجہ تک انسانی خیالات اور ضرورتین ترقی ہوکر تتبع اور استقرار کو
ترقی اور وسعت بخشتی ہین میرے خیال مین بعض لوگون کی یہ راے کہ اب اور

علوم اور فنون کا ایجاد یا ظاہر ہونا یا کرنا مشکل ہے صحیح اور درست نہین ہی اس
قول اور راے کو ہم اوسوقت قبول کرسکتے ہین کہ جب ہم اسکے ساتھ ہی بواعث
اور اسباب ایجاد یا ظہور یا اظہار علوم اور فنون کا ہونا تسلیم کرلین جبکہ بواعث
اور اسباب مذکور کا ہونا ہم تسلیم کرتے ہین تو یہہ ضرور ہے کہ علوم اور فنون کی ترقی
روز افزون کو قبول کرین ۔ شرط کا قبول کرنا اور شروط کو اوڑا دینا دانائی کا
کام نہین - جب شرط موجود ہے تو مشروط بھی ضرور پایا جائیگا - بعض لوگون
کا یہہ بھی خیال ہے کہ ایجاد یا ظہور یا اظہار علوم اور فنون کیواسطے بڑے بڑے حکیمون اور فاضل منش
لوگون کی بالخصوص ضرورت ہی میرے خیال مین اس خیال کے ساتھ کسیقدر غلطی ملی ہوئی ہی
میرا یہہ خیال ہے کہ حکیم اور فاضل منش آدمی علوم اور فنون کو بیشک بہ نسبت اور لوگون کے ایک
عمدگی اور آسانی سے ظاہر یا ایجاد کرسکتے ہین مگر اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اور افراد انسانی
کی عقل اور ادراک کو ایجاد یا اظہار علوم اور فنون سے بالکل ہی عاری اور محروم سمجھا جاے
دنیا مین بہت سی علوم اور فنون اس قسم کے پائے جاتے ہین کہ اونکے موجد و مظہر متوسط درجہ کے آدمی
تھے اونکو حکیمون مین شمار نہ کیا جاتا تھا البتہ اسمین کچھ شک نہین کہ حکیم اور فاضل منش لوگ
اور لوگون کے ایجاد کردہ فنون اور علوم کو زور حکمت اور فراست سے ترقی اور رونق
دیدیتے ہین کیونکہ اونکے ہاتھ مین رونق اور ترقی دینے کے اسباب اور مواد موجود
ہوتے ہین - علوم اور فنون کا پیدا یا ظاہر کرنا عقل سے متعلق اور یہ بات
مان لیگئی ہے کہ جوہر عقل سے کوئی فرد بشر خالی نہین - ہان اس بات کو
مین مانتا ہون کہ عقل کے مقدار اور سلامتی مین بہت فرق ہے تمام افراد بشر کی
عقل یکسان حیثیت اور ایک ہی مرکز پر واقعہ نہین ہے آپس مین اونکے تمیز
اور تفاوت ہی - اور یہ دوسری بات ہی جب عقل کا وجود ہر یک انسان مین
پایا جاتا ہے تو پھر ہم ایک آسانی سے اس نتیجہ پر پہونچ سکتے ہین کہ ہر ایک انسان

اوس عقل کے ذریعہ اور زور سے استقرار اور تتبع سے علوم اور فنون کو پیدا یا ظاہر کرسکتا ہے یعنے علوم اور فنون کے ایجاد اور اظہار کی قوت رکھتا ہے باقی رہی یہ بات کہ علوم اور فنون کے موجد اور مظہر بہت تھوڑے ہوتے ہین اس سے پایا جاتا ہے کہ اوسکے طاقت بھی تھوڑی ہی متنفس رکھتے ہین سو اسکا یہ جواب ہے کہ کسی طاقت کا اظہار اور شے ہے اور اوسکا ایک وجود مین قدرتاً پایا جانا اور شے ہی ہماری بحث موجودگی طاقت مذکور سے ہے نہ کہ اس امر کے بابت کہ اوسکو کون کون عمل مین لاتا ہے -

امر یازدہم - علمی طاقتون کی ترقی پانے اور دینے کے واسطے کون کون قواعد یا امورات ضروری ہین - قبل از بیان کرنے قواعد یا امورات ضروریہ کے اس امر کا بیان کرنا مناسب ہی کہ جیسے علوم اور فنون مختلف ہین ویسے ہی اونکے ترقی کے قواعد اور امورات مختلف ہین - چونکہ سارے علوم اور فنون کے قواعد ترقی کا قلمبند کرنا ایک بڑی طوالت چاہتا ہے اسواسطے ہم صرف اونھین کلیہ قواعد کے درج کرنے پر کفایت کرتے ہین کہ جو باعتبار کلیت کے تمام علوم اور فنون کی ترقی پانے یا ترقی دینے پر حاوی ہین - اون قواعد کو ہم تین شقون پر تقسیم کرتے ہین — مطالعہ - نظر - بحث -

شق اول

لغت مین لفظ مطالعہ کے معنے دیکھنے کے ہین اور اصطلاح مین ایک چیز پر وقوف حاصل کرنے کو کہتے ہین مطالعہ ایک ایسا کثیر الاستعمال لفظ ہے کہ جسکو ہر ایک شخص اور ہر ایک اعلی ادنے طالبعلم جانتا ہے گو لفظ مطالعہ کثیر الاستعمال ہے مگر لفظ مذکور اپنے معانی اور نتائج کے اعتبار سے ایک ایسا لفظ ہی کہ جسپر پورے غور اور فکر کرنے لازم ہے - بہت شخص یا بہت طالبعلم مطالعہ کرتے ہین یا دوسرون کو کہتے ہین

کہ مطالعہ کرنا چاہیئے یا یہ کہ اونکو اس امر کا علم ہے کہ مطالعہ بھی کوئی شے ہی مگر اونمین سے
اکثر اشخاص یا طالبعلم مطالعہ کو صرف رسمی جسکو مکتبی یا ایجوکیشنل رسم کہنا چاہیئے
پابندی یا خیال اور لفظی اعتبار سے ہی کرتے یا جانتے ہین لفظ مطالعہ کا گو اونکے
زبان بر دن مین بیسون دفعہ آتا ہے لیکن اُسکے حقیقت اور اقسام اور صورتون
کا اصلاً علم نہین ہوتا یہی باعث اور موجب ہی کہ ایسے لوگ مطالعہ سے مستفید نہین
ہوتے کسی شئے یا قاعدہ سے استفادہ کی ڈگری اوسی صورت مین مل سکتی ہے کہ
جب اس شئے یا اوس قاعدہ کو عین اوسکے مراتب پر استعمال کیا جاوے چونکہ بعض
لوگ مطالعہ کو اوسکے حقیقی مراتب پر استعمال نہین کرتے اسواسطے اوس سے کسی قسم
کا فائدہ نہین اوٹھا سکتے - واضح ہو کہ مطالعہ باعتبار اپنے ذاتی نتیجون کے
تین قسم پر ہے - اول ابتدائیہ - دوم انتہائیہ - سوم خیالیہ - مطالعہ ابتدائیہ سے
وُہ مطالعہ مراد ہے کہ ایام طالبعلمی مین مستعمل ہوتا ہے - مطالعہ انتہائیہ سے
وہ مطالعہ مراد ہے کہ جو ایام انتہائے تحصیل علوم سے وابستہ ہوتا ہے یعنی فارغ التحصیل
ہونے کے بعد ظہور مین آتا ہے - مطالعہ خیالیہ سے وہ مراد ہے کہ جو ابتدا اور انتہا
دونون زمانون مین ہوتا ہے مگر صرف خیال سے مربوط ہوتا ہے نقوش یا تحریرات
یا اشارات سے اسکو علاقہ اور لگاؤ نہین ہوتا - ہر سہ اقسام مندرجہ بالا کے اصول
اور طریق جداجدا ہین - پہلی شق کے اصول اور ہین اور شق ثانیہ کے اور - اور
علی ہذا القیاس شق ثالث کے - اسواسطے کہ ہر سہ اقسام مذکور کے اصول اور طریق
الگ الگ ہین اس امر کو ضروری اور مناسب خیال کیا جاتا ہے کہ اونکو نمبروار
بیان کیا جاوے -

شق اول مطالعہ ابتدائیہ

(۱) جب کوئی طالبعلم یا اسٹوڈنٹ مطالعہ کرنا شروع کرے تو اوسپر لازم ہے کہ اپنے

دل اور خیالات کو پاک صاف کرے کتاب کو صرف اس نیت سے ہاتھ مین لے کہ اوسکو مطالعہ کہا جاویگا۔

(۲) - ایسی جگہ پر بیٹھ کر مطالعہ نہ کرے کہ جہان کوئی شخص یا کوئی اور شے کسیطرح سے اوسکے طمانیت طبعیت کے حارج اور مخل ہو۔

(۳) اُسوقت یا اوسحالت مین مطالعہ نہ کرے کہ جب کسی جہت سے طبعیت ماؤف یا ناساز ہو کیونکہ ایسی صورت مین طبعیت بار مطالعہ کو اوٹھا نہ سکیگی اور اس صورت مین کچھ فائدہ نہوگا۔ انسان کی طبعیت حل مقاصد یا مطالب پیش آمدہ پر اس حالت مین کامیاب ہوسکتی ہے کہ جب مرکز اعتدال پر قائم اور ثابت ہو۔

(۴) مطالعہ کے وقت ڈکشنری یعنے لغت اور کوئی نہ کوئی شرح اپنے پاس ضرور موجود رکھنی چاہیے کیونکہ بعض وقتون مین طالبعلمون کو اس قسم کی دقتین اور سوالغات پیش آجاتی ہین کہ جنکا حل کرنا ڈکشنریون اور شروح پر موقوف ہوتا ہے طالبعلمون کی طبعیتین الفاظ یا معانی اور تراکیب جمل اور صور کلم پر باعث مبتلاے ہونے کے اسقدر محیط اور حاوی نہین ہوتین کہ اونکو مطالعہ کے وقت ڈکشنریون یا شروح کی حاجت نہ پڑے سٹوڈیٹرکی تو ایک ابتدائی حالت ہوتی ہے انکو ڈکشنریون اور شروح کی جسقدر ضرورت پڑے تھوڑی ہے۔ منتہی یا فارغ التحصیل لوگون کو بھی مطالعہ کے وقت مختلف شروح اور متفرق ڈکشنریون کی حاجت پڑتی ہی اگرچہ طالبعلم اُستادسے الفاظ مشکلہ اور جمل مدققہ کے معانی یا مطالب دریافت کرسکتے ہین مگر جو لطف اپنے طور پر مطالعہ کی حالت مین دریافت کرنے کا ہی وہ مارا جاتا ہی

(۵) طالبعلمون کو حتی المقدور اس امر کی کوشش کرنی چاہیے کہ اونکے پاس صحیح اور عمدہ کتابین ہون کیونکہ اگر کتابین منقوص اور اغلاط ہونگی تو مطالعہ مین بہت دقتین پیدا ہونگی۔

(۶) جہان تک مطالعہ کرنا ہو پہلے وہان تک بلافکر اور خوض کرنے کے بڑھ جاؤ اور
اوس مقام مقام پر پنسل سے یادداشتی نشان کردو تاکہ طبیعت کو عبارت اور الفاظ
سے ایک لگاؤ پیدا ہوجائے اگر شروع سے ہے فکر اور خوض کو ساتھ لیا جائیگا
تو طبیعت متحمل نہوگی -

(۷) جب اس مرحلہ کو طے کرلو تو پھر ایک ایک جملہ کو پڑھو سب سے پہلے پڑھے
ہوے جملے کے الفاظ کو دیکھو کہ اونمین کسی قسم کی غلطیان تو نہین اگر کوئی غلطی ہو
تو اوسکو صحیح اور درست کرو تاکہ ادراک مطلب اور اخراج مفہوم مین حارج نہو بعد
اسکے اس جملے کے لفظی معنے کرو اگر کسی لفظ کے معنے نہ آتے ہون تو ڈکشنری نکال
دیکھو اسکے بعد بامحاورہ معنے کرو تاکہ اوس جملہ کا مطلب ایک موزون اور آسان
صورت مین آجائے بعد اسکے اپنے طور پر زبانی جیسا کوئی شخص ایک بات یا ایک
مطلب کو سمجھ کر دوسرے شخص کو سمجھاتا ہے - بلا دیکھنے کتاب کے تقریر کرو جب ایک
جملہ طے ہوجاوے تو دوسرے کو چھیڑو ایک ہی دفعہ چند جملون کو نہ پڑھو کیونکہ اس
صورت مین طبیعت کے دق ہوجانے کا اندیشہ ہی -

(۸) جب مقدار سبق پوری ہوجاوے تو پھر ایک دفعہ سارے سبق کے زبانی
تقریر کرنی چاہیے تاکہ طبیعت ساری عبارت کے مطلب پر حاوی ہوجاوے -

(۹) جب مطالعہ کرنے کے بعد اور طالبعلمون کے پاس جو فیلو کلاس ہون
جاؤ تو اونسے مطالعہ کئے ہوے سبق کی بابت زبانی بحث کرو اس سے یہ فائدہ
ہوگا کہ اپنی معلومات کے صحت اور غلطی کا امتحان ہوجائیگا -

شق دوم مطالعہ انتہائیہ

(۱) جسقدر مراتب نمبر ۹ تک طالبعلمون کے واسطے بیان ہوے ہین وہ فارغ التحصیل
لوگون کی ذات سے بھی تعلق رکھتے ہین فارغ التحصیل لوگون کو بھی اونپر غور کرنی لازم ہی

(۲) جب فارغ التحصیل لوگ کسی کتاب کے مطالعہ مین مشغول ہون تو اونکو اپنے ذہن مین عبارت مطلعہ پر خدشات اور اعتراضات پیدا کرنے لازم ہین اور جب اعتراضات پیدا ہو چکین تو ذہنی طور پر ہے اونکے نا لغات اور واقعات کی صحت اور غلطی کا لحاظ اور امتحان کرین اور زور دیکر دیکھین کہ ما لغات اور واقعات موروده اور موقوعہ زائل ہو سکتے ہین یا نہین۔

(۳) پہلی تصوریات کی بابت احداث اعتراضات اور خدشات کا سلسلہ شروع کرین اور بعد اوسکے تصدیقات کی بابت۔

(۴)۔ فارغ التحصیل لوگون کو یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ وہ بسبب فراغت کے مشکلات مطالعہ اور ان دقتون کو جو حالت مطالعہ مین ہمیشہ پیدا ہوتے رہتے ہین بلا کسی اور کے امداد کے ہمیشہ حل کر لیا کرینگے نہین بلکہ اونکو ہمیشہ مشکلات مطالعہ کے حل کرانے کے واسطے اور لوگون کی امداد کی امید رکھنی چاہیے اور جب اونکو اثنائے مطالعہ مین کوئی حل طلب عقدہ پیش آئے تو خوشی سے اور دور اندیش اور رسا مزاج لوگون کی مدد لینی چاہیے کوئی شخص یہ دعوی نہین کر سکتا کہ وہ ہر ایک وقت علمی مشکلات کو بلا امداد اغیار حل کریگا۔

(۵) چونکہ فارغ التحصیل لوگون کو طالبعلمون کی طرح محدود مضامین اور محصور عبارات کا مطالعہ کرنا شرط نہین ہوتا اسواسطے انکو لازم ہے کہ وہ اس آزادی کی حالت مین جس کتاب یا جس آرٹیکل کا مطالعہ کرنا شروع کرین نہایت توجہ اور استقامت طبیعت سے شروع کرین

(۶)۔ کتاب کو ابتدا سے انتہا تک دیکھین تاکہ طبیعت اوسکی آسان اور مشکل مقاصد پر پوری طرح سے متصرف اور ماہر ہو کر اظہار رائے کا موقعہ پیدا کرے۔

(۷) جس مطلب کو طبیعت دریافت نہ کر سکے اوسکو کسی دوسرے موقعہ پر محفوظ رکھنا چاہیے ایکہی دفعہ طبیعت پر بوجھ نہ ڈالنا چاہئیے ہان اگر طبیعت بالکل ناچار ہو جاوے تو اوس صورت مین اورون سے امداد کی درخواست کرنی چاہیے۔ جب تک اپنی طبیعت مین ادراک

مطلب کی طاقت اور قوت باقی رہے تب تک اغیار سے امداد کی درخواست کرنی اپنی طبیعت کو دیدہ و دانستہ کاہل اور کمزور بنانا ہے ۔

مطالعہ خیالیہ

مطالعہ خیالیہ کی تعریف سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ اس قسم کا مطالعہ تحریرات اور اشارات اور نقوش سے تعلق نہین رکھتا بلکہ اسکا تعلق امورات عقلیہ اور خیالیہ سے ہوتا ہے انسانون مین ایک ایسی قوت بھی ہے کہ جسکے ذریعہ سے بلاکسی تحریر اور نقش کے انسان اپنے خیالات کے ذریعہ سے امورات عقلی اور وہمی کی بابت مطالعہ کرسکتا ہے انسان کا علم کتاب اور نقوش یا تحریرات سے ہی وابستہ نہین بلکہ اصل مین پوچھو تو انسان کا علم سب سے اول عقلی یا خیالی طور پر ہے شروع اور پیدا ہوتا ہے اور پھر احاطہ تحریر اور دائرہ تقریر مین آتا ہے ۔ دنیا مین جسقدر علوم اور فنون پائے جاتے ہین وہ پہلے پہل انسانون کے دلون مین ہی پیدا ہوئے تھے پھر اونکو بہ تدریج تحریر اور تقریر کے صورت مین لایا گیا جبکہ سب علوم اور فنون کا شروع اور ابتدا عقول اور قلوب سے ہی مربوط ہے گویا سب قسم کے علوم اور فنون کے پودے عقلی باغبان کی توجہ اور کوشش سے ہی لگائے گئے ہین تو پھر عقلی اور خیالی طور پر مطالعہ کرنا ایک ضروری اور ممکن الصورت امر ہے مطالعہ خیالی کے شروع کرنے کے واسطے تین باتون کی اشد ضرورت ہے گویا تین باتین اصل الاصول ہین ۔ اول استقامت طبیعت اگر استقامت طبیعت نہوگی تو تھوڑی دیر کے بعد ہی اس خیالی سلسلہ مین ضعف اور کمزوری آنی شروع ہوگی جبکہ ایسے مطالب سے جو کتابون اور نقوش یا اشارات مین مرکوز نظر آتے ہین انسان کی طبیعت دل برداشتہ ہوجاتی ہے تو پھر عقلی امورات اور خیالی ابحاث مین تو ضرور ہی ضعیف اور کمزور ہوجاتی ہوگی دوسرے یکسوئی خیالات یہ بات نہایت ہی ضروری اور لازمی ہو کہ عقلی یا خیالی مطالعہ مین

مطلعین کے خیالات منتشر نہ ہون - خیالات کا انتشار خیالی مطالعہ کے واسطے سخت
قباحت ثابت ہوئی ہے خیالی مطالعہ مین خیالات کا یکسو ہونا نہایت ہی ضروری امر
ہے جب تک مطلعین کے خیالات مستقیم اور یکسو نہونگے تب تک طبیعت استقامت پذیر
نہوگی اور جب طبیعت مطلعین استقامت پذیر نہوگی تو خیالی مطالعہ کے فواید اور
منافع مترتب اور ظاہر نہونگے - خیالی مطالعہ پر کیا منحصر ہے ابتدائی اور انتہائی مطالعہ
مین بھی اگر خیالات کا انتشار ہو تو مطالعہ کے ضروری ضروری فواید ظہور پذیر نہین
ہو سکتے - طالبعلمون کو سبق کا یاد کرنا ایک معمولی بات معلوم ہوتی ہے اگر اوسمین
بھی خیالات کی یکسوئی نہوگی تو فوائد مترتب نہونگے - جب چھوٹے چھوٹے باتون
اور معمولی مقاصد کے استحصال کے واسطے خیالات کی یکسوئی اور استقامت درکار
ہے تو پھر خیالی مطالعہ مین تو اوسکا بدرجہ اولے ہونا لازمی اور ضروری ہے جب
خیالات یکسو اور مستقیم الحالت ہوجاتے ہین تو انسان کی طبیعت پیش آمدہ عقد
اور مطالب کو اس خوش اسلوبی اور عمدگی سے حل کرتی ہے کہ جس سے ہزارون
دقائق اور نکتے معلوم ہوتے ہین - یکسوئی خیالات کی حالت مین انسان کے
طبیعت مین تیزی اور جولانی آجاتی ہے - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا طبیعت کے
سر سے ایک بڑا بوجھ اوتار اگیا جسکے سبب طبیعت کی رفتار مین ایک ہلکاپن اور
سبکی پیدا ہوجاتی ہے دیکھو جب ہم اشتغال کثیرہ اور افکار پیش آمدہ کے وقت
کسی معاملہ کی بابت غور کرتے ہین تو ہماری طبیعت خیالات کی یکسوئی نہ ہونے کے
باعث کیسی بیقرار اور مضطرب ہوتی ہے ہزار کہین کبھی حل مقاصد کی طرف غور
نہین کرتے اس تساہل کا اصل باعث یہی ہے کہ خیالات منتشر ہوتے ہین اور طبیعت
کی حالت دگرگون ہونے کے سبب متوجہ نہین ہوتی برخلاف اسکے جب خیالات
یکسو ہوگئے ہین اور طبیعت کی حالت مین دگرگونی حائل نہین ہوتی تو بڑی جاءت

اور خوشی سے حل مقاصد پیش آمدہ پر دوڑتی ہے اور ایک آسانی سے بڑی بڑے
ادق مسائل اور اشد مقاصد کو حل کر لیتی ہے اگر کوئی دقت بھی پیش آجاتی ہے
تو اوسکو بڑی استقامت اور خوش اسلوبی سے حل کر دیتی ہے اس تیزی اور استقامت
اور زور کا اصل موجب اور حقیقت یکسو ہونا خیالات کا ہے مطلعین کو خیالات کی یکسوئی
کے واسطے سب سے اول سعی اور کوشش کرنی لازم ہے تاکہ پورے فوائد حاصل ہوں
تیسرے یہ کہ مسئلہ صحیح اور مامون من الاغلاط ہو اگر مسئلہ جسکی بابت مطالعہ شروع
کیا جاوے گا صحیح اور مامون من الاغلاط نہو گا تو مطالعہ کی ٹہری درست اور ٹھیک
نہ بیٹھے گی خیالی طور پر بہت سے اس قسم کے مسائل ہی پیدا ہو سکتے ہین کہ جو اپنے
مطالب اور مقاصد کے اعتبار سے بالکل فضول اور لغو ہون مطلعین کو اس امر
مین احتیاط کرنی چاہیے کہ اونکے خیالی مسائل صحیح اور مامون من الاسقام ہون -
اس امر کے امتیاز اور امتحان کے واسطے کہ خیالی مسائل صحیح اور درست ہین و یا
اونمین کسی قسم کی لغزش اور غلطی ہے - اس اصول کو اختیار کرنا چاہیے کہ جب کوئی
مسئلہ خیالی طور پر دل مین پیدا ہو تو اوسکو اسباب کی جہت سے پڑتال کرنا چاہیے
اگر اوسکے اسباب درست اور ٹھیک ہون تو وہ مسئلہ بھی درست اور ٹھیک ہوگا -
اور اگر اسباب درست اور ٹھیک نہونگے تو مسئلہ بھی درست اور صحیح نہو گا اور اسباب
کی صحت اور غلطی کے ادراک کے واسطے سب سے زیادہ عمدہ اور معقول طریقہ یہ ہے
کہ قوانین قدرت پر خیال کیا جاوے اگر اسباب قوانین قدرت کے موافق ہون تو
صحیح سمجھے جائین ورنہ غلط - اب اس بات کو ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ مطالعہ سے
طلاب کو خواہ کسی قسم کے ہون بہت سے فوائد اور منافع حاصل ہوتے ہین مطالعہ
سے طلاب کی طبیعتون مین ایک تیزی اور شستگی پیدا ہوتی جاتی ہے جسکے سبب سے
علمی مدارج مین روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہے - جب لوگ فارغ التحصیل ہو کر سکولز

یا مدرسون سے آٹھ گھڑی ہوتے ہین اور اونکو اساتذہ کی خدمت مین حاضر ہونے کا موقعہ نہین ملتا تو اونکے واسطے علمی مدارج کو ترقی دینے کی غرض سے مطالعہ سے زیادہ کوئی اصول ضروری اور مفید نہین ہے انسان ساری عمر ہی اُستادون کے پاس یا اسکولون مین نہین بسر کرسکتا اوسکو اور بھی ایسی ضروری کام ہین کہ جسمین اوسکا معروف ہونا ضروری اور لازمی ہے اور یہ بات بھی لازمی اور ضروری ہے کہ علم کو ترقی اور رونق ہوتی رہے اور ترقی اور رونق بلا اسکے نہین ہوتی کہ علم کا شغل رہے پس اسکے واسطے مطالعہ کا قاعدہ مفید اور لازمی ہے کیونکہ اس قاعدہ کی پیروی سے شغل علمی بھی ہوتا رہتا ہے اور علم کو وقتاً فوقتاً ترقی بھی ہوتی رہتی ہے اور دوسرے اشغال اور افکار کا بھی انسداد لازم نہین آتا مطلعین پر لازم ہے کہ مطالعہ کے واسطے کوئی ایسا وقت محفوظ رکھین کہ جس سے اوسمین کسی جہت سے حرج اور نقص واقعہ نہو۔

نظر

نظر کے معنے فکر کرنے کے ہین۔ نظر اور مطالعہ مین بہت فرق ہے مطالعہ صرف صورت و وقوف کا نام ہے جسمین فکر کو پورا پورا دخل نہین ہوتا بلکہ ایک سرسری غور ہوتی ہے اور نظر کی صورت مین فکر کو کامل دخل ہوتا ہے۔ وقوف بلا فکر ہوسکتا ہے لاکن فکر بلا وقوف نہین ہوسکتی۔ جب تک ہم ایک شی سے واقفیت نہین حاصل کرینگے تب تک اوسکی بابت فکر کیونکر کی جاسکتی ہے فکر کا وجود اوسصورت مین پیدا ہوتا ہے کہ جب وقوف حاصل ہولے۔ وقوف صرف موجودہ الفاظ اور اون الفاظ کے معانی یا موجودہ شے کی صورت سے ہی متعلق ہوتا ہے لاکن نظر کی صورت مین خارجی متعلقات اور بعید نسبتون پر بھی غور اور فکر کرنی پڑتی ہے نظر کا مطالعہ سے دوسرا درجہ ہے جب اہل علم یا اہل فن مطالعہ کا پہلا درجہ طے کر لیتے ہین تو

تطہیر کے دوسرے درجہ پر آنا پڑتا ہے پہلے درجہ مین احتیاط ملحوظ رکھی جاتی ہے دوسرے درجہ مین اوس سے بھی زیادہ ضرورت پڑتی ہے جسطرح پر مطالعہ چند قسمون پر منقسم ہے اسیطرح نظر بھی بلحاظ اثر کے دو قسم پر ہے - نظر فی العلوم - نظر فی الفنون - پہلی قسم علوم سے متعلق ہے اور دوسرے فنون سے - قسم اول کے تین قسمین ہین - اول نظر فی الالفاظ اور وہ چھ قسم پر ہے - اول نظر فی الالفاظ من حیث الاملا - دوم نظر فی الالفاظ من حیث الصرف - سوم نظر فی الالفاظ من حیث النحو - چہارم نظر فی الالفاظ من حیث الانشاء - پنجم نظر فی الالفاظ من حیث البلاغت - ششم نظر فی الالفاظ من حیث الفصاحت - جو شخص اس بات کا خواہان ہے کہ اوسکی علمی طاقتون مین رونق اور ترقی ہو اوسکو لازم ہے کہ جب کسی علمی تصنیف یا تالیف کو پڑھے تو اون چھ باتون کا خیال رکھے - ان چھ باتون کے خیال رکھنے سے پڑھنے والے کو صرف مولف یا مصنف کے مبلغ علم اور استعداد کی مضبوطی اور کمزوری کا ہی علم حاصل نہین ہوتا بلکہ اپنی علمی طاقتون مین بھی صفائی اور ترقی اور مضبوطی حاصل ہوتی ہے اب ہم ان چھ طریقون کو مختصر سی تصریح کے ساتھ علحدہ علحدہ بیان کرتے ہین -

اول نظر فی الالفاظ من حیث الاملا

لغت مین لفظ املا کے معنے پر کرنے اور تشریح کرنے کے ہین اور اصطلاح مین اوس علم کو کہتے ہین جسمین حروف کی ترکیبون اور جوڑ اور مناسبات کا بیان کیا گیا ہے پڑھنے والے کو چاہیے کہ جب کسی شخص کی تالیف یا تصنیف کو پڑھے تو قواعد املا کے طرق اور اصول پر الفاظ کی حرفی ترکیبون پر لحاظ کرتا جاے اگر اوسکو کسی لفظ کی ترکیب مین شبہہ یا شک ناشی ہو تو لغات اور قواعد املا سے اوسکی صحت کرے اگر مولف یا مصنف نے اوس مشتبہ لفظ کے جوڑ امد ترکیب مین غلطی کھائی ہوگی تو وہ

صاف ہوجائیگی اور اگر پڑھنے والا غلطی کر رہا ہے تو اوسکا فیصلہ ہوجائیگا اس صفائی اور فیصلہ سے یا تو پڑھنے والا آیندہ کی غلطی سے بچیگا اور یا اوسکے خیال کو اوس صورت مین کہ جب مصنف یا مؤلف غلطی پر ہو تکمیل حاصل ہوجائیگی کوئی صورت ہو پڑھنے والے کے حق مین فائدہ بخش ہی ثابت ہوگی۔

دوم نظر فی الالفاظ من حیث الصرف

لفظ صرف کے معنے لغت مین حیلہ - حادثہ - گردش زمانہ - اولٹا کرنے - اور پڑھنے کے ہین اور صرفیون کی اصطلاح مین صرف وہ علم ہے جس سے کلمون کی تغیر و تبدل کی شناخت حاصل ہوتی ہی پڑھنے والے کو چاہیئے کہ ہر تصنیف اور تالیف کے پڑھنے علم صرف کے اصولون اور قواعد کے موافق الفاظ کی تغیر و تبدل اور اشتقاق پر غور کرتا رہے اس سے علمی طاقتون کو ایک اعلی درجہ کی ترقی حاصل ہوتی رہتی ہے ضرور نہین ہے کہ صرف کے قواعد کو لائق مصنفون اور فاضل مولفون کی تصنیفات اور تالیفات دیکھتے وقت ازبر اور حفظ کیا جاوے ایسی حالت مین قواعد مذکور کا غور کامل اور فکر سلیم سے دیکھنا ہے کافی ہی - طوطے کی طرح یاد کرنے سے ترقی نہین ہوتی البتہ قوت حافظہ کو کچھ رونق ہوجاتی ہے جب انسان فارغ التحصیل ہوکر علمی طاقتون کو ترقی دینا چاہتا ہے تو اوسکو یہی کافی ہے کہ ضروری قواعد اور اصولون کو فکر سلیم کے زور سے طے اور صاف کرکے عام طور پر یاد رکھنے زیادہ تر ضبط اور حفظ کرنے کے کوئی ضرورت نہین ہے جب فکر سلیم کی بدولت کوئی قاعدہ یا اصول حل ہوکر صاف ہوجاتا ہے تو پھر خود بخود ہی طبیعت مین منقوش اور متمکن ہوجاتا ہی اوسکے ضبط اور حفظ کرنے کی تازہ تکلیف نہین اوٹھانی پڑتی ہے۔

سوم نظر فی الالفاظ من حیث النحو

لفظ نحو کے معنے لغت مین راہ - طرف اور مانند کے ہین اور نحویون کی اصطلاح مین
نحو سے وہ علم مراد ہے کہ جس سے عبارت اور کلام کی ترکیب اور اوس ترکیب سے
پوری اور اصلی معنے پیدا کرنے یا بنانے کے قواعد اور قوانین حاصل ہوتے ہین
جب تک اس مفید اور شریف علم کے قوانین کو ساتھ نہین لیا جاتا تب تک عبارتون
اور کلام کا کچھ پتہ ہی نہین چلتا اگر پڑھنے والا قواعد نحویہ کی مدد سے کام نہ لے تو اوسکے
بعینہ ایسی مثال ہوتی ہے جیسا کہ کوئی شخص ایک بڑے رونق دار اور آباد شہر مین
جائے اور روپیہ پیسہ نہونے کے سبب خالی ہاتھ چلا آئے بلکہ اس سے بھی زیادہ تر اوسکا
بدحال ہوتا ہے جیسے کسی عجیب اور آباد اور فرحت افزا شہر مین جانے سے اندھے کو
کوئی لطف حاصل نہین ہوتا اسیطرح پر اوس شخص کا حال ہے کہ جو عالمون اور
فاضلون کی تصنیفات اور تالیفات کے دیکھنے اور پڑھنے وقت قواعد نحو پر خیال نہین
کرتا اگر پڑھنے والا پڑھنے کی حالت مین قواعد نحویہ کے دریافت اور معلوم کرنے کو
چند روز تک ہی اپنا طریق عمل بنائے تو پھر اوسکی طبیعت مین خود ہی ایک ایسی
منجذبہ حالت پیدا ہو جاتی ہے کہ چندان محنت کرنیکی ضرورت نہین پڑتی -
اس طریق کو اختیار کرنے سے علمی طاقتون مین روز افزون ترقی ہوتی جاتی ہے
صرف اسی صیغہ مین نہین بلکہ اسکی مدد سے اور علمی صیغون مین ہے - روز بروز
رونق اور ترقی ہوتی جاتی ہے - ہم صرف کے قواعد کے بابت اس امر کو ظاہر کر چکے
ہین کہ علمی طاقتون کو اپنے طور پر ترقی دیتے وقت اونکا حفظ کرنا ضروری نہین ہے
اسیطرح پر نحو کے قوانین کی بابت بھی یہی رائے ہے کہ حفظ کرنا کچھ ضروری نہین ہے
فکر سلیم کے زور سے بھی حل کر دینا کافی ہے -

چہارم تطرق الالفاظ من حیث الانشاء

لغت مین لفظ انشاء کے معنی شروع کرنے اور پیدا کرنے کے ہین اور اصطلاح مین اوس علم کو

کہتے ہین کہ جسمین عبارت کی ترکیبون اور بندش اور لوازمات اور مناسبات کا
ذکر کیا جاتا ہے پڑھنے والے کو لازم ہے کہ پڑھتے وقت علم انشار کے قوانین اور
قواعد پر ضرور خیال کرے جو شخص باوجود عالم ہونے کے انشار پرداز نہین ہے
وہ ایسا عالم ہے کہ جیسے ایک لولا یا لنگڑا آدمی ہوتا ہے جیسے لولا لنگڑا چل نہین
سکتا اسیطرح پر وہ عالم جو انشار پرداز نہین ہے اپنی علمی طاقتون کو رونق اور
ترقی نہین دے سکتا - انشار پردازی کو اوس حال مین وسعت اور ترقی ہوتی
ہے کہ جب مختلف انشار پردازون کی طبعی اور دلچسپ تحریرات کو دیکھا جاے گر
کسی کتاب اور تصنیف اور تالیف کو پڑھتے وقت دریا کی طرح گذر جانا اچھا طریق
عمل نہین ہے غرض مطلب کے حاصل کرنے اور مصنف یا مولف کے غرض اور
دلاویز نکات کو دریافت کرنے کی ہے نہ کہ کتاب کو شل کیطرح پڑھ کر میز پر رکھ دینے
کے - مضمون کی دلاویز بحثون کے دقائق اور نکات فرفر پڑھ جانے سے
حاصل نہین ہو سکتے ان دقائق اور نکات کے اصول کے واسطے بڑے درجہ کے
غور و فکر اور دور اندیشی اور احتیاط درکار ہے املا کے قواعد کی روسے حروف
کی اصلی ترکیب اور جوڑ کے صحیح اور دریافت کرنے مین چندان دشواری نہین
اوٹھانی پڑتی مگر علم انشار کے قوانین کے روسے عبارتون کی اصلی اور واقعی
تراکیب اور مناسبات کے دریافت کرنے کے واسطے سوچ اور فکر کی بہت ضرورت
ہے خاص کر علم انشار کی مخصوص کتابون سے ہی قوانین اور قواعد انشار پردازی
کی ترقی اور واقفیت نہین ہوتی اور تصنیفات اور کتابون سے بھی ایک عمدگی
سے علم انشار کی ضروری اور واجب التعمیل قوانین اور ضروریات کا ملکہ اور علم
حاصل ہو جاتا ہے - ایک مشہور فاضل کا قول ہے کہ مین نے عام فاضلون اور
مصنفون کی تصنیفات اور کتابون سے ہی علم انشار پردازی کا اس درجہ تک ملکہ

حاصل کرلیا ہے کہ میرے زمانہ کے لوگ مجھکو اس علم مین اچھا ماہر مانتے ہین۔
فاضل موصوف کا قول بے شک درست اور صحیح ہے مگر ایسے طور پر انشار پرواز
بنے کو واسطے پرلے درجہ کے موزون طبیعت اور فکر سلیم درکار ہے اسمین کچھ شک
نہین ہے کہ اگر اور لائق مصنفون کی تصنیفات کو پڑھتے ہوے آدمی انشار کی
طرف خیال رکھے تو بہت اچھی صفائی اور کمالیت حاصل کرسکتا ہے اُستاد
کہلانا تو اور بات ہی مگر اس طریق سے قواعد انشار پردازی کا متوسط درجہ کا ملکہ
حاصل ہونا مشکل اور لبعید از قیاس نہین ہے علوم انشاء کے قوانین اور قواعد ایسے
مشکل اور دور از قیاس نہین ہین کہ پڑھنے والے کی طبیعت پڑھنے کی حالت مین
اونکے ضبط کرنے سے تنگ آجائے۔ اگر پڑھنے والا غور کرتا رہے تو طبیعت خود
اون قوانین کے ضبط کرنے کے ڈھنگ پر جارہتی ہے۔

پنجم نظر فی الالفاظ من حیث البلاغت

لغت مین لفظ بلاغت کے معنی جوان ہونے۔ اور مرتبہ کمال پر پہونچنے کے ہین
اور اصطلاح مین کلام کو مطابق اقتضاے مقام کے لانے کو کہتے ہین پڑھنے
والے کو لازم ہے کہ پڑھنے کی حالت مصنف یا مولف کی عبارت نقد کلام کو قواعد اور حکایت بلاغت
سے بھی پرکھتا جاے اس پڑھنے والے کو ساتھ ساتھ ہی اس امر کا علم کافی حاصل
ہوتا جائیگا کہ اقتضاے مقام کے مطابق کلام کو کسطرح پر لاتے ہین اور کلام مین
کن باتون کو اہم اور مقدم رکھنا چاہیئے اور کن باتون کو موخر لانا چاہیے بہت
سے تصنیفات اور کلام اسواسطے موثر ثابت نہین ہوئین کہ اونکے مصنفون
اور متکلمون نے بلاغت کے قواعد کو ملحوظ نہین رکھا۔ مقبول اور پسندیدہ وہی
تصنیف اور کلام ہوتی ہے کہ جسکو قواعد بلاغت کی روی سے صاف کیا گیا ہو
علم بلاغت کی مخصوص کتابون مین بھی قواعد بلاغت کو ایک استقلال اور تصنیف سے

بیان کیا گیا ہے اور لائق فاضلون کے اور تصنیفات اور تالیفات مین بھی ان قواعد سے کام لیا گیا ہے اگر پڑھنے والا اون تصنیفات اور تالیفات پر غور اور فکر کرے تو اونسے بھی بہت کچھ حاصل کر سکتا ہے - طباع اور ذہین پڑھنے والون کو مختلف تصنیفات اور متفرق تالیفات قواعد بلاغت کا دریافت اور معلوم کر لینا مشکل امر نہین ہے جب طبیعت کو اس عجیب علم کی چاٹ لگ جاتی ہے تو بہت آسانی سے کامیابی حاصل ہوتی جاتی ہے - یہانتک کہ طبیعت پر بالکل گرانی اور بوجھ معلوم نہین دیتا -

ششم نظر فی الالفاظ من حیث الفصاحت

لفظ فصاحت کے معنے لغت مین تیز زبانی اور خوشگوئی کے ہین اور علم معانی کے اصطلاح کے بموجب اوس فن کا نام ہے جسمین اس بات کو ثابت کیا جاتا ہے کہ کس قسم کے الفاظ کا عبارت مین لانا بلغاء کے نزدیک مستحسن اور زیبا ہی اور کس قسم کے الفاظ کا اطلاق اور استعمال غیر مانوس اور مکروہ ہے مختلف تصنیفات اور تالیفات کے پڑھنے وقت پڑھنے والے کو لازم ہے کہ ازروی قواعد فصاحت کے اس امر کی تحقیق کرتا جاے کہ اس کتاب کا مصنف یا مولف جو الفاظ استعمال کرتا ہی اونکے استعمالی حالت کیسی ہے برموقعہ اور موزون واقعہ ہوئے ہین یا بے موقعہ اور غیر موزون پڑھنے والے کو الفاظ کے استعمالی حالت معلوم کرنے سے ایک ایسا مضبوط ملکہ حاصل ہو جائیگا کہ اوسکی طبیعت صحیح اور موزون استعمال پر قائم اور ثابت ہو کر غلط اور غیر موزون استعمال سے ہٹ جائیگی اور اس صحیح اور موزون استقامت سے اوسکی طبیعت مین ایک استقلال سی علمی طاقتون کو رونق اور ترقی حاصل ہوگی -

اوپر کی سطرون مین ہمنے ہر شش شقون کی بابت بالاختصار ذکر کر دیا ہے اب ہم

اس بات کو کھولنا چاہتے ہین کہ اون ہر شش شقون پر عمل کرنے سے صرف اونھین علمی طاقتون کو ترقی ہوتی ہے جو اون چھ شقون سے متعلق ہین کہ یا اونسے اور علمی طاقتین بھی متاثر ہوتی ہین ہمارا یہ خیال ہے کہ ان شقون کے متعلقہ علوم یعنے املا۔ صرف۔ نحو۔ انشا۔ بلاغت۔ اور فصاحت۔ اور علوم کو زیبائش اور آرائش اور لطافت بخشنے والے ہین مختلف تصنیفات اور تالیفات مین اونکا بالالتزام خیال رکھنے سے اور علوم کو بھی بلا شک اعلی درجہ کی صفائی اور لطافت اور ترقی حاصل ہوتی ہے۔ قسم اول کی دوسری قسم نظر فی المعانی ہے اور وہ تین قسم پر ہے۔ اول نظر فی المعانی من حیث الالفاظ۔ دوم نظر فی المعانی من حیث المراد۔ سوم نظر فی المعانی من حیث القرائن۔

قسم اول نظر فی المعانی من حیث الالفاظ

پڑھنے والے کو چاہیے کہ پڑھتے وقت الفاظ مستعملہ کے معانی کو اچھی طرح سے ذہن نشین کرتا جائے لغت کی روسے بھی اور محاورہ کی روسے بھی بہت سے ایسے الفاظ ہین کہ لغت مین اونکے معنے کچھ اور بیان کیے گئے ہین اور محاورہ مین کسی اور طرح پر استعمال کیے جاتے ہین پڑھتے وقت ان دونون شقون کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔

قسم دوم نظر فی المعانی من حیث المراد

بہت سے الفاظ اسی طور پر استعمال کیے جاتے ہین کہ عام طور پر اونکے معنے کچھ اور ہوتے ہین اور استعمال کرنے والا اونھین الفاظ سے اپنے خیال مین کوئی اور معنے مراد لیتا ہے مرادی معنے عبارت کے ڈھنگ اور طرز کلام سے معلوم ہوجاتے ہین اگر ان مرادی معنون پر خیال نہ کیا جائے تو وہ لطف حاصل نہین ہوتا کہ جو مصنف اور متکلم کو حاصل ہے پڑھنے والے پر واجب ہے کہ طرز عبارت اور کلام سے ان مرادی معنون کو ساتھ ہی ساتھ سمجھتا جائے جس سے ایک تو لطف کلام حاصل ہوتا ہے

اور دوسرا ذہن کو رسائی کا مادہ حاصل ہوکر علمی طاقتون کو رونق اور ترقی ہوتی ہی

قسم سوم نظر فی المعانی من حیث القرائن

لغت مین لفظ قرینہ کے معنے وہ مناسبت ہی کہ جو دو چیزون کے درمیان موجود اور پیوستہ ہو اور اصطلاح مین قرینہ اوس نسبت کا نام ہے کہ جس سے کسی امر پر بوجہ مناسبت رائے قائم کی جاسکے اور اور اوسکی چار قسمین ہین - اول قرینہ شے دوم قرینہ شان شے - سوم قرینہ قریبہ - چہارم قرینہ بعیدہ -

قرینہ شے وہ قرینہ ہی کہ جو کسی شے کی ذاتی نسبت سی کسی دوسری شے کی بابت رائے قائم کرنیکے واسطے مؤید ہو قرینہ شان سی وہ قرینہ ہی کہ جو کسی شے کے متعلقات ظاہری اور معنوی اور ذاتی نسبت سے کسی دوسری شے کی بابت رای قائم کرنے کے واسطے موثر اور مؤید ہو - شے اور شان شے دو جدا حالتین ہین شے جدا ہی اور اوسکی شان جدا ہی شے سے صرف ذات مراد ہی اور شان شے سے ذات کے متعلقات اور عوارضات - قرینہ قریبہ سے وہ قرینہ مراد ہی کہ جو باعتبار قرابت لفظی یا معنوی کسی دوسری شے پر موثر ہو -

اور قرینہ بعیدہ سے وہ قرینہ مراد ہے کہ جو باعتبار بعد لفظی یا معنوی کسی دوسری شے پر موثر ہو چارون قسم کے قرائن تصنیفات اور تالیفات اور کلام مین پائے جاتے ہین انپر غور اور فکر کرنے سے مصنف یا مؤلف یا متکلم کے غرض اور علت فی الفور سمجھ مین آجاتی ہے - بہت لوگ صرف اسواسطے تصنیفات یا تالیفات اور کلام کے غرض اور علت کے سمجھنے اور دریافت کرنے سے رہ جاتے ہین کہ وہ اون قرائن ضروریہ پر پڑھتے وقت غور اور فکر نہین کرتے یہ قرائن سرسری نظر اور عبور سے دریافت نہین ہوسکتی انکے دریافت کرنے کے واسطے اول اول طبیعتون کو خوب متوجہ کرنا پڑتا ہے البتہ جب اسمین ایک پریکٹس ہو جاوے تو پھر چندان غور اور فکر کی ضرورت نہین رہتی - طبیعت بغور گذر کرنے سکے

قرائن کو دریافت کرکے اصل مقصد پر جا پہونچتی ہے۔

قسم سوم الفکرفی النتائج

پہلی قسم کے اوپر کے دو قسمین صرف الفاظ اور معانی سے متعلق تھین یہ تیسری قسم الفاظ معانی جملون اشکال - اوضاع اعداد - علامات - نشانات - آثار نقوش - خصوصیات - صوت - اور اشارات پر بھی حاوی ہے اور اس قسم کا عمل بہ نسبت پہلی دو قسمون کے مشکل اور ادق ہے اور لغت مین لفظ نتیجہ کے معنے تراشنے اور باہر کرنے کے ہین اور اصطلاح مین نتیجہ سے وہ حالت یا قول یا صورت مراد ہے کہ جو دو یا دو سے زیادہ جملون یا خیالات یا خصوصیات یا آثار یا علامات یا اشکال یا اشارات وغیرہ کے مرکب کرنے سے حاصل ہوتی ہے جسکو اصطلاح اہل منطق مین جزوہاے صغری وکبری وحد اوسط کے نام سے تعبیر کرتے ہین جتنی صورتین نتیجون پر نظر کرنے کی ہین وہ سب علمی طاقتون کی ترقی اور استقامت کے واسطے بالذات اور بالخصوص مخصوص ہین۔

نتیجون کے نکالنے کے واسطے صرف ایک ہی طریق اور اصول نہین ہے انسانون مین یہ طریق اور اصول مختلف حیثیتون سے پائے جاتے ہین - منطق والون نے ان طریقون اور اصولون کو اپنی مخصوصہ اصطلاحون اور مقررہ الفاظ مین بیان کیا ہے مگر وہ منطقی اصطلاحین اور الفاظ عام کی سمجھ مین نہین آسکتے۔

منطقی اصطلاحون اور مخصوصہ الفاظ کے باب مین ہمارا یہ مذہب ہے کہ اونکو اہل عقل اور اصحاب دانش نے فکر وغور کی مدد سے عام قواعد سے ہی استنباط کیا ہے اگر ہم اون مستنبطہ قواعد کو پھر اصلی حالت مین لاکر پیش کرین تو شاید کوئی قباحت نہوگی - ہمارے قواعد اور الفاظ اور اہل منطق کے مخصوصہ قواعد اور الفاظ مین صرف ترکیب اور وضع کا ہی فرق ہوگا - اخیر پر علت دونون کی

ایک ہی نکلینگے - البتہ اسمین کچھ شک نہین کہ عام اور اصلی قواعد مین بہ نسبت
منطقی قواعد کے ایک سادگی اور آسانی ہوگی - منطقی قواعد مین ادق امور
اور مشکل صورتین اسواسطے مزاحم اور حائل ہو جاتی ہین کہ اونکو ایک عام اور
سلیس حالت سے ایک خاص اور دقیق حالت کی طرف لے لیا گیا ہی قدرت
نے ہی انسانی طبیعت کو اوس مرکز پر ثابت اور قائم کر دیا ہے کہ جسکے ثابت
کرنے کے واسطے اصول اور قواعد علم منطق وضع اور مقرر کئے گئے ہین ساری
انسان منطقی نہین ہوتے مگر منطقیون کیطرح زندگی بسر کرتے ہین اس سے
پایا جاتا ہے کہ انسان کی طبیعت ہی منطقی قواعد کی موزون واقعہ ہوئی ہے -
جب کوئی شخص کسی تصنیف یا تالیف کو پڑھتا یا کسی متکلم کے کلام کو سنتا یا
خصوصیات کو دریافت کرتا یا نقوش اور علامات اور آثار اور خیالات اور اشکال
اور اوضاع اور اعداد اور صورت کا ادراک اور علم حاصل کرتا ہے تو اوسوقت
اوسکی طبیعت اون صورتون کے نتائج کے دریافت اور معلوم کرنے کی طرف متوجہ
ہوتی ہے بعض وقت طبیعت خود بخود ہی ایسی راستہ پر لگ جاتی ہے کہ
منزل مقصود پر پہونچ جانا سہل اور آسان ہو جاتا ہے اور بعض اوقات بعض
موانعات کے سبب سے روک جاتی ہی ایسے وقت مین انسان کو پژمردہ خاطر
نہین ہونا چاہیے بلکہ ایک مستعدی اور دلجمعی کے ساتھ نتیجہ پر پہونچنے کے
واسطے طیاری کرنی چاہیے - جن اسباب کی مدد سے ہم صور محصلہ اور مدرکہ
کی اصلی اور حقیقی نتیجون پر پہونچ سکتے ہین اونکو ہم نیچے کی سطرون مین بالاختصار
بیان کرتے ہین اونپر عمل کرنے سے طبیعت کے واسطے ایک مانوس صورت پیدا
ہو جاویگی - نتیجون پر نظر کرنا دو قسم پر ہے - اول صورت مین جبکہ نتائج ظاہر ہون
یا ظاہر کیے گئے ہون - دوم اوس صورت مین جبکہ نتائج ظاہر نہون اور نہ ظاہر

کیے گئے ہون پہلی قسم کے نتائج کو نتائج صوری کہتے ہین اور دوسری قسم کو معنوی

قسم اول صوری کا بیان

بہت سے علمی باتین اور اوضاع و اشکال اور آثار اور خیالات وغیرہ اس قسم کے ہین کہ اونکے نتائج عام طور پر ظاہر ہوتے ہین اونکے دریافت اور ادراک کے واسطے چندان نظر و فکر کی ضرورت نہین پڑتی توجہ طبیعت کے ساتھ ہی کھل جاتے ہین۔ مثلاً ہم طب کی کتاب پڑھ رہے ہین جسمین اوسکا مصنف یہ بات سمجھا رہا ہے کہ تپ اوس حرارت غریبہ کو کہتے ہین کہ جو دل مین مشتعل ہوکر شرائین کے واسطہ سے تمام بدن مین پھیل جاتی ہے مصنف مذکور کی اس عبارت کے پڑھنے سے ہمکو نتیجہ پر پہونچنے کے واسطے فکر اور نظر کی ضرورت نہین پڑیگی فی الفور اس بات کو سمجھ لینگے کہ تپ حرارت دلی کا نام ہے۔ علی ہذا القیاس جب ہم کسیوقت آسمان پر ابر کے آثار دیکھینگے۔ تو سمجھ لینگے کہ شاید مینہہ برسے جب کسی شخص کو روتا دیکھین گے تو خیال کر لینگے کہ اسکو کوئی نہ کوئی تکلیف ہے جب آفتاب ڈوبنے پر آئیگا تو ہم ایک آسانی کے ساتھ اس نتیجہ پر پہونچ جاینگے کہ اب رات بڑھ جائیگی۔ جب صبح کے چار بجینگے تو ہم سمجھ لینگے کہ عنقریب دن چڑھ جائیگا۔ علی ہذا القیاس اور سیکڑون ایسی صورتین ہین کہ جنکے دیکھنے یا سننے یا خیال کرتے ہی نتائج معلوم اور دریافت ہوجاتے ہین فکر اور غور کے بالکل ضرورت نہین پڑتی۔

قسم دوم معنوی کا بیان

معنوی نتائج کے ادراک اور معلوم کرنے کے واسطے چند اصول اور قواعد مقرر کیے گئے ہین اونکے عمل مین لانے اور مد نظر رکھنے سے معنوی نتائج کا ادراک اور علم ایک آسانی کے ساتھ ہوجاتا ہے ہم اون مقررہ اور موضوعہ قواعد مین سے

بعض قواعد کو ایک تشریح کے ساتھ اور نمبروار بیان کرتے ہین یہ قواعد صرف کتابی
علوم اور فنون اور باتون سے ہی مخصوص اور وابستہ نہین ہین خدا کے اور پیدایش
اور قانون قدرت کے وسیع اور دلاویز سلسلہ سے بھی متعلق ہین -

اول نظر فی النتائج من حیث الاستقرار

لغت مین لفظ استقرار کے معنے جستجو اور تلاش کرنے کے ہین اور اصطلاح مین
معلوم سے مجہول کے استدلال کو کہتے ہین ایک اور طرح پر بھی استقرار کی تعریف
کرتے ہین - یعنے استقرار جزئیت سے کلیت کا معلوم کرنا ہی یہ دونون تعریفین
اصل مین غایت کے اعتبار سے قریب قریب واقعہ ہوے ہین معلوم بھی اصل مین
بالمقابل مجہول کے ایک جز ہوتا ہے اور مجہول کو بالمقابل معلوم کے ایک کلیت
حاصل ہے خدا کے نادر اور دلاویز پیدایش کے مبارک سلسلہ پر غور کرنے سے
معلوم ہوتا ہے کہ بہ نسبت حقائق غیر مدرکہ اور مجہولہ کے حقائق مدرکہ اور معلومہ
کا وزن اور مقدار بہت کم ہے - مگر اون قلیل المقدار معلومات سے ہمکو کثیر الوزن
مجہولات کے ادراک اور معلوم کرنے کا راستہ ہاتھ آگیا ہے اگر ہم چاہین اور اپنے
توسن خیال کو مہمیز فکر کے ذریعہ سے جولان کرین تو بہت آسانی کے ساتھ منزل مقصود
پر پہونچ سکتے ہین خدا کی پیدایش اور اوس پیدایش کا وسیع قانون جسکو قانون
قدرت کہا جاتا ہی ایسی ڈھنگ پر واقعہ ہوا ہے کہ اوسمین پیدایش کے سلسلون
کو وسعت کے ساتھ معلوم کرنے کے واسطے خاص اصول اور قواعد موضوع ہین -
اگر ہم اون مخصوصہ قواعد کو زور فکر سے عام بنالین تو پہر ادراک مجہولات کا دروازہ
کھل جاتا ہے اور ہم ایک آسانی سے اوسمین داخل ہوکر الٰہی پیدایش کے عجیب
اور دلاویز حکمتون اور قدرتون کا تماشا کرسکتے ہین - ان خاص اصولون اور
قواعد کے عام بنانے کا یہ طریق اور ڈھنگ ہی کہ اونکی خاص تاثیرون کو مد نظر

رکھکر اور حالتون یا شیئون کے ساتھ مقابلہ کیا جاوے اگر وہ تاثیرین اون حالتون
یا شیئون کے ساتھ مقابلہ اور ٹکر کھا جاوین تو اوس صورت کو جو اوس مقابلہ
سے پیدا ہو ایک عام قاعدہ اور اصول تسلیم کیا جاوے - مثلاً ہم دیکھتے ہین
کہ لوہا چاندی - وغیرہ جب خوب گرم کیجائین تو پگھل جاتی ہین - یہ ایک خاص
قاعدہ تھا اب اگر ہم اس خاص قاعدہ کو اس طریق پر اور دھاتون کے ساتھ
مقابلہ کرین کہ جب ایک دو ایسی چیزین جنکو ڈھات کہا جاتا ہے گرم کرنے سے
پگھل جاتی ہین تو اس بات مین کوئی شک نہین کہ اور ایسی چیزین بھی جنکو دہات
کی تعریف کے نیچے لاسکین گرم کرنے سے پگھل جاتی ہونگی - کیونکہ جب اوسی قسم
کے ایک شی ایک خاص حالت قبول کر لیتی ہے تو اوسی قسم کی اور شیئین کیون
نہ اوس خاص حالت کو قبول کرینگی - اس مقابلہ سے بذریعہ اس عمل معلوم کے
کہ چاندی وغیرہ گرم کرنے سے پگھل جاتی ہے یہ ایک عام قاعدہ نکل آیا کہ ہر ایک
دھات گرم کرنے سے پگھل جاتی ہے اور یہ امر کہ ہر ایک دھات گرم کرنے سے
پگھل جاتی ہے امر مجہول تھا -

دوسری مثال اگر ہم مختلف جسم کے دو وزن لین ایک تو کاغذ کا پرچہ اور ایک
روپیہ اور ان دونون کو ایک ایسے مکان مین جسمین سے ہوا کو بالکل نکال دیا ہو
یکسان بلندی سے ایک ہی وقت مین نیچے ڈالین تو معلوم ہوگا کہ روپیہ اور کاغذ
ایک ہی وقت مین اوس مکان کے فرش پر پہونچ جاینگے اس امر معلوم سے یہ ایک
خاص قاعدہ پیدا ہوا کہ جب کاغذ اور روپیہ کو یکسان بلندی سے ہوا کو دور کر کے
ایک ہی وقت مین نیچے ڈالا جاوے تو وہ ایک ہی وقت مین مکان کے فرش پر پہونچینگے -
یہ قاعدہ خاص ایک امر معلوم تھا اس سے ہمنے یہ استدلال کیا کہ جن چیزون پر
اجسام کی تعریف صادق آتی ہے وہ یکسان بلندی سے ایک ہی وقت مین زمین پر

پھونچ جاتے ہین اور یہ نتیجہ ایک مجہول امر تھا جو ایک معلوم سے بدلیل استقرائی حاصل ہوا ہے۔

تیسری مثال آزمانے سے معلوم ہوا کہ خالص پانی جب اوسکے عناصر کیمیائے ترکیب سے جدا کیے جائین تو دو گاسین ہو جاتا ہے اس حساب سے آٹھ حصہ آکسیجن اور ایک حصہ ہیڈروجن پس اس امر معلوم سے بدلیل استقرائے نتیجہ یہ نکلا کہ پانی دو عنصر سے مرکب ہی اور یہ امر مجہول تھا۔ اسطرح پر اور معلومات سے مجہولات کا ادراک ہو سکتا ہے خواہ وہ مجہولات کسی قسم اور نوع سے ہون۔ استقرا کی بنیاد الہی پیدایش کی وسیع اور دلاویز سلسلون پر مبنی ہے جب ہم اون وسیع سلسلون کو دیکھتے ہین کہ وہ بدلتے نہین تو ہمین یقین کرنا پڑتا ہے کہ اونکی ترکیب اور ملانے سے جو مجہولات دریافت ہوتے ہین وہ مطابق واقعہ ہین استقرار دو قسم پر ہے ایک استقرار جزئی اور ایک استقرار کلی۔ استقرار جزی مین وقوع غلطی کا بھی احتمال ہے مگر کلی مین نہین اگر ہم ایک مرتبہ اپنے گھر سے کسی کام کے واسطے اپنے دوست کے مکان پر جائین اور سب سے اول ہمکو ایک خاص آدمی ملجاے اور اتفاق سے ہمارا کام پورا نہ ہو تو ہم اوس سے یہ نتیجہ نکالین کہ چونکہ فلان منحوس آدمی ہمکو راستے مین ملا تھا اسواسطے ہمارا کام نہین ہوا اور پھر یہ امر مجہول قائم کرلین کہ جب فلان فلان قسم کے آدمی گھر سے نکلتے اول ہی ملین تو کام پورا نہین ہوتا یہ نتیجہ بالکل غلط ہے کیونکہ بالمقابل اسکے صدہا مرتبہ ثابت ہو چکا ہے کہ ایسے آدمی گھر سے نکلتے ملی بھی اور کام بھی ہو گیا جب اس نتیجہ کے توڑنے کے واسطے ہزارون دفعہ کا تجربہ موجود ہے تو پھر اسکی صحت کو کیونکر تسلیم کیا جاوے یہ استقرار جزی تھا کیونکہ اسمین صرف ایک جز کے بھروسہ پر امر مجہول نکالا گیا تھا۔

اگر ہم ایک پتھر کو اوپر کی طرف پھینکین تو وہ اگرچہ کتنی ہی دور چلا جائے پھر بھی

زمین پر آرہیگا اس معلوم سے ہمنے یہ نتیجہ نکالا کہ اس قسم کے مختلف اجسام اوپر کے پھینکنے سے ہمیشہ نیچے کو آتے ہین اور یہ امر مجہول تھا اسمین غلطی کا احتمال نہین کیونکہ اوسکے مخالف ہنوز اب تک کوئی تجربہ ثابت نہین ہوا یہ استقراء کلی ہے استقراء جزئی کے صحیح کرنے کے واسطے یہ قاعدہ ہے کہ اگر اوسکے مخالف کوئی حالت نکل آئے تب تو وہ غلط ہوگا اور اگر کوئی مخالف حالت ظاہر نہو تو تب صحیح ہوگا استقرائی جزئی کی مثال مین دیکھو کہ یہ حالت مخالف ثابت ہوگی کہ صدہا تجربون سے معلوم ہوا کہ کسی عرفی منحوس آدمی کے ملنے سے کام کے پورا ہونے مین کوئی رخنہ اور خلل واقعہ نہین ہوتا اگر یہ حالت پیدا نہوئی تو اس امر کو کہ بعض آدمیون کے ملنے سے کام کے پورا ہونے یا کرنے مین فرق آجاتا ہے ایک صداقت اور سچا نتیجہ تسلیم کیا جاتا۔ پتھر کے اوپر پھینکنے اور اوسکے گرنے سے یہ نتیجہ نکلا تھا کہ اس قسم کے مختلف اجسام اوپر کے پھینکنے سے نیچے گر پڑتے ہین اب تک اسکے مخالف یہ بات ثابت نہین ہوئی کہ اوپر ٹھہر جاتا ہے اسواسطے تسلیم کیا گیا کہ اس استدلال مین کوئی غلطی اور شک نہین ہے۔

نظر فی النتیجہ من حیث الاستخراج

لغت مین لفظ استخراج کے معنے نکالنے کے ہین اور اصطلاح مین کل سے جزء کے ثابت کرنے کو کہتے ہین مثلاً ہمنے استقراء سے یہ بات معلوم کی کہ فلانی چیزین زہردار ہین اور اونکے استعمال سے استعمال کرنے والے کو ضرر پہونچتا ہے اس عام قاعدہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر کسی شخص نے زہر کو استعمال کیا ہے تو اوسپر زہر نے اثر کیا ہوگا کیونکہ جب باعتبار کلیت یہ بات ثابت ہوچکی کہ فلان قسم کی چیزین زہردار ہین تو ضرور ہے کہ باعتبار جزء یہ بات ثابت ہو کہ اگر کسی شخص نے اون زہردار چیزون سے کوئی چیز کھائی ہو تو اوسکو اوسکا اثر ہوگا استخراج اصل مین استقراء در استقراء کا نام ہی

ہمنے یہ امر کہ فلان چیزین زہر دار ہین استقراء سے ہی معلوم کیا تھا اسی امر کی استخراجی صورت کو پیدا کیا۔

نظر فی النتیجہ من حیث التمثیل

لغت مین لفظ تمثیل کے معنے مانند کے ہین اور اصطلاح مین ایک جزی کا حوالہ دیکر دوسرے جزی کے ثابت کرنے کو تمثیل کہا جاتا ہے مثلاً یہ کہ جو شخص ہمت اور استقلال سے کام کرتا ہی وہ کبھی نہ کبھی اپنے ارادہ پر کامیاب ہوجاتا ہی دیکھو کہ کلمبس نے امریکہ نئی دنیا کے دریافت کرنے مین کوشش کی اور کامیاب ہوگیا پہلی جزی کے ثابت کرنے کے واسطے دوسرے جزی کا حوالہ دیا گیا نتیجہ یہ نکلا کہ ہمت اور استقلال سے انسان اپنے ارادون پر کامیاب ہوجاتا ہے جس جزی کے ذریعہ سے دوسرے جزی کو ثابت کیا جاتا ہے وہ بجاے خود ثابت ہونی چاہیے غیر ثابت جزی سے دوسرے جزی ثابت نہین ہوسکتی مثلاً ہم یہ بات کہین کہ جو شخص ہمیشہ ثقیل غذا کہاتا ہے وہ بیمار ہوجاویگا دیکھو فلان شخص نے ثقیل غذا کہائی تھی وہ بیمار نہین ہوا تو اس سے پہلے جزی ثابت نہین ہوسکتی۔ پہلے جزی کی اثبات کے واسطے دوسرے جزی محولہ کا بجاے خود ثابت ہونا ضروری ہے۔ تمثیل کے لانے سے بہت جلا ئے اور آسانی سے نتیجہ نکل آتا ہے اسواسطے کہ اس سے ایک مثبتہ اور موقوعہ صورت نکل آتی ہے۔

نظر فی النتیجہ من حیث النظیر

لغت مین لفظ نظیر کے معنے دیکھنے کے ہین مگر اصطلاح مین نظیر اوس جزی کا نام ہے کہ جسکے ایراد اور ذریعہ سے کسی دوسرے جزی کے وضاحت اور صراحت ہوجاوے خواہ وہ صراحت فی الاثبات ہو اور خواہ فی النفی۔ تمثیل اور نظیر مین فرق ہے تمثیل مین جزوی مثبت کا بذاتہ صحیح ہونا لازمی ہے اور نظیر مین جزی مثبت کا مسلم ہونا ضروری ہے

عام اس سے کہ اوس تسلیم کے دلائل اور وسائل غلط ہون یا صحیح جزئیات نظیرے مسلمہ مین سے بہت سے ایسے جزئیات ہین کہ جو محض غلط روایتون یا اصولون یا اجماع پر تسلیم کرکے نظیرا بیان کیے جاتے ہین اور بہت سی ایسی ہین کہ جنکے تسلیم کے وسائل اور دلائل ٹھیک اور صحیح ہین - برخلاف اوسکے جزئیات تمثیلی بشبتہ بالکل ثابت ہوتی ہین اور ہونی چاہہین - ثابت ہونے اور تسلیم کرنے مین بہت فرق ہے ثبوت مین غلطی کا صدور اور وقوع نہین ہوتا اور تسلیم مین صدور اغلاط کا احتمال ہوتا ہے ممکن ہے کہ ہم ایک جزی کو تسلیم کرلین مگر درحقیقت ہمارا تسلیم کرنا غلط وسائل اور اصولون پر مبنی ہو اگر کوئی کہے کہ ممکن ہے کہ ہمارے نزدیک یا کسی اور کے نزدیک ایک ہی جزی ثابت ہو مگر دراصل ثابت نہو جواب اسکا یہ ہے کہ تمثیل مین ہم ایسے جزی کو پیش کر ہی نہین سکتے کہ جو فی الحقیقت ثابت نہو تمثیلون مین وہ ہی جزئیات لائے جاتے ہین کہ جو فی الاصل آفتاب لنصف النہار کی طرح ثابت ہوتے ہین تمثیل کی غرض ہے یہ ہوتی ہے کہ ایک جزی کے حوالہ سے دوسرے جزی کو ثابت کیا جاوے اگر وہ جزی جسکے ذریعہ سے ہم دوسرے جزی کو ثابت کرنا چاہتے ہین بجاے خود ثابت نہوگی تو پہر ہم اوسکے ذریعہ سے دوسری جزی کو کیونکر ثابت کرسکتے ہین نظیر مین جزی کے لانے سے صرف ایک دوسری جزی کی صراحت اور وضاحت مد نظر ہوتی ہے اس امر کے ثابت کرنے کی کوئی ضرورت نہین ہوتی کہ اوس جزی کو ثابت کیا گیا ہی یا نہین - دیکھو جب کوئی پلیڈر عدالت چیف کورٹ پنجاب یا ہائی کورٹ یا پریوی کونسل کا کوئی فیصلہ عدالت مین کسی مقدمہ فوجداری یا دیوانی کے تصفیہ کے وقت پیش کرتا ہے تو اوس فیصلہ کے پیش کرنے سے اوسکی یہ غرض اور مدعا نہین ہوتا کہ جو امر اوس فیصلہ مین طے کیا گیا ہی وہ ثابت ہوگیا ہے بلکہ یہ کہ اوس امر طے شدہ کو ایک عدالت العالیہ نے تسلیم کرلیا ہے

یہ ممکن ہے کہ عدالت العالیہ کا کسی امر کو تسلیم کر لینا غلط اور کمزور وسائل اور دلائل پر موضوع اور مبنی ہو کیونکہ تسلیم کرنے کے وسائل بالکل عدالت العالیہ سے ہاتھ ہی مین نہین ہوتی مدعی مدعی علیہ اپنے اپنے فائدہ کے واسطے اون دلائل اور وسائل کو غلط طور پر بھی ظاہر کر سکتے ہین تمثیل مین جو جزی حوالہ کے طور پر پیش کیجاتی ہے پہلے پیش کرنے کے اوسکا وجود بجائے خود بلا کسی کے تصرف اور دخل کے واقعہ اور ثابت ہوتا ہے -

نظیر کی پہلی مثال - ایک شخص یہ دعوی کرتا ہے کہ چاندی سے سونا بن سکتا ہی اور اپنے اس دعوی کی صراحت اور وضاحت کے واسطے بیان کرتا ہے کہ مین نے اپنی آنکھون سے فلان شخص کو بناتے دیکھا ہے اگر ہم اس نظیر کی تسلیم کرنے کو صحیح خیال کرین تو یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ قلب ماہیت ممکن ہے - مگر یہان یہ بات نہین ہے کیونکہ ہم دلائل سے قلب ماہیت کا ابطال کر چکے ہین ثابت ہوا کہ مدعی کی تسلیمی وسائل مین لغزش اور غلطی واقعہ ہوئی ہے -

نظیر کی دوسری مثال - زید نے اس بنیاد پر عدالت مین دعوی کیا کہ مین نے بکر سے بالمقابل مبلغ بالمقدر چھمار روپیہ کی ایک جائداد غیر منقولہ رہن رکھی تھی - بکر اوس جائداد پر مجھکو قبضہ نہین دیتا - قبضہ دلایا جاوے - بکر مدعی علیہ کے وکیل خالد نے بیان کیا کہ ایکٹ رجسٹری کے بموجب ایسے رہن نامہ کی رجسٹری لازمی ہے بلا رجسٹری عدالت اسکو سماعت نہین کر سکتی - اور عدالت العالیہ چیف کورٹ نے ایسے رہن نامہ بلا رجسٹری کو اپنے ایک فیصلہ مین ناقابل السماعت قرار دیا ہے اس نظیر سے یہ نتیجہ نکلا کہ جہان چیف کورٹ نے ایسے رہن نامون کو ناقابل السماعت قرار دیا ہے پہلے جو امر واضح نہین تھا اس نظیر کے پیش کرنے سے واضح ہو گیا ان دونون مثالون سے معلوم ہو سکتا ہے کہ نظیر مین صرف ایک

مسلم الثبوت جزی کا بیان منظور ہوتا ہے کہ تا اوسکے ذریعہ سے دوسرے جزئی واضح ہوجا
یہ منظور نہیں ہوتا کہ کسی جزی کو تمثیل کیطرح بجاے خود ثابت قرار دیا جائے - ان دونون
نظیری مثالون سے پہلے مثال مین تسلیمی وسائل اور دلائل غلط واقعہ ہوئے ہین اور
دوسری مثال مین صحیح کیونکہ وہ ایک قانون پاس شدہ کے مطابق ہین ہمنے نظیر کی
بحث کے شروع مین کہا تھا کہ نظیر مین صدور اغلاط کا احتمال ہے پہلی مثال سے
واضح ہوگیا کہ تسلیم کرنے مین مدعی نے غلطی کھائی اگر غلطی نہ کھاتا تو قلب ماہیت کا
قائل نہوتا نظیر کے قبول اور منظور کرنے مین بہت احتیاط کرنی چاہیے کیونکہ جب تسلیم
کے وسائل مین صدور اغلاط کا احتمال ہے تو بیر ہو سکتا ہے کہ ہم نظیر کے قبول کرنے
مین ٹھوکر کھا جائین بہت سی ایسی نظیرین ہین کہ وہ صرف غلط طور پر تسلیم کیگئے ہین
ورنہ اونکی اصلیت بالکل کمزور اور ہیچ ہے اگر دیکھا جائے تو دنیا مین ایک نہین
ہزارون آدمی اس قسم کے ملینگے کہ وہ قلب ماہیت یعنے تانبا پیتل سے سونا بنجانے
کے قائل اور مقر ہین اور اپنے دعوی کی صراحت اور وضاحت کے واسطے بیسون نظیرین
دینگے مگر ان سب نظیرون کے تسلیمی وسائل غلط بنا پر مبنی ہین - نظیر کے قبول کرنے مین
اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ وہ اوس جزی سے جسکے واضح کرنے کے واسطے
اوسکو بیان کیا جاتا ہے بعینہ مطابق ہو اس مطابقت کے واسطے یہ طریق اچھا ہے
کہ دوسرے جزی اور اوس مسلمہ جزئی کے متعلقات اور خصوصیات پر غور اور لحاظ کیا جاوے
متعلقات اور خصوصیات کے دیکھنے سے یہ امر کھل جائیگا کہ واضح کرنے والے جزی کو
دوسرے جزئی سے مطابقت ہو یا نہین بعض جزئیات نظیری مسلمہ اوس قسم کی ہوتے
ہین کہ دوسرے جزئی کے ایک جزسے ہی تعلق رکھتے ہین اور بعض کل جزی سے متعلق
ہوتے ہین اگر اوس مسلمہ جزی کو جو وضاحت طلب جزی کے صرف ایک ہی جز کے وضاحت
اور صراحت کرتی ہے کلی طور پر واضح یا متعلق قرار دیا جائے تو ایک بھاری اور نقصان رسان

غلطی ہوجاتی ہے جبقدر مسلمہ جزئی وضاحت طلب جزئی کی وضاحت اور صراحت کرے اوسیقدر اوسکو تسلیم کرنا چاہیئے اوس سے زیادہ تسلیم کرنا اصدار اغلاط کا باعث وموجب بنتا ہے ۔

نظر فی النتیجہ من حیث التشبیہ

لغت مین لفظ تشبیہ کے معنے مانند اور ایک جیسے کے ہین اور اصطلاح مین ایک جزئی کے مشتبہ حالت کو دوسرے جزئی مشتبہ کی حالت سے نسبت دینے کو کہتے ہین جزئی اول کو مشبہ اور جزئی دوم کو مشبہ بہ اور نسبت کو نسبت تشبیہی کہتے ہین ۔ مثلاً زید بہادری مین شیر کے مانند ہے زید مشبہ شیر مشبہ بہ بہادری نسبت تشبیہی تشبیہ چار قسم پر ہے تشبیہ فی الذات ۔ تشبیہ فی الصفات ۔ تشبیہ جزئی ۔ تشبیہ کلی ۔ تشبیہ فی الذات وہ تشبیہ ہے کہ جسمین جزئی اول کو جزئی ثانی سے ذات مین نسبت دیجاتی ہے شلاً زید بکر کے مانند آدمی ہے اس مثال مین زید کو بکر سے ذات مین نسبت دیگئی ہے تشبیہ فی الصفات وہ تشبیہ ہے کہ جسمین جزئی اول کو جزئی ثانی سے صفات مین نسبت دیجاتی ہے شلاً زید خوشنویسی مین خالد کے مانند ہے خوشنویسی ایک صفت ہے اور اس صفت سے زید کو نسبت دیگئی ہے ۔ تشبیہ جزئی وہ تشبیہ ہے کہ جسمین جزئی اول کو جزئی ثانی سے صرف ایک جزو مین نسبت دیجاتی ہے شلاً خالد خوبصورتی مین ولید کے مانند ہے خوبصورتی ایک جزوی صفت ہے جس سے خالد کو نسبت دیگئی ہے تشبیہ کلی وہ تشبیہ ہے کہ جسمین جزئی اول کو جزئی ثانی سے کل مین نسبت دیجاتی ہے شلاً بکر ساری باتون مین زید کے مانند ہے مشبہ اور مشبہ بہ مین کوئی تبدیل واقعہ نہین ہوتی ہے ہر چہار صورتون مین مشبہ اور مشبہ بہ ایک ہی حالت پر قائم رہتی ہین مگر نسبت تشبیہی مین تبدیلی ہوتی رہتی ہے اور نسبت تشبیہی کے تبدیلی کے لحاظ سے تشبیہ کو جدا جدا نامون سے موسوم کیا جاتا ہے نسبت تشبیہ دو قسم پر ہے

ایک یقینی - اور ایک اعتباری - نسبت یقینیہ صرف ذوات سے متعلق ہے اور
نسبت اعتباریہ صفات اور عوارض کے ساتھ مخصوص ہے - نسبت یقینیہ کو یقینیہ
اسواسطے کہتے ہین کہ اوسمین کوئی تخالف نہین ہوتا ہے اور اونکے فطرتاً ایک ہی حالت
ہوتی ہے اور نسبت اعتباریہ کو اعتباریہ اسواسطے کہا جاتا ہے کہ اوسکا وجود صرف
اعتبار کے لحاظ سے ہوتا ہے جب ہم یہ کہتے ہین کہ زید حیوانیت مین شیر کے مانند ہے
تو اوسکا نتیجہ یقینی نکلتا ہی اور جب ہم یہ کہتے ہین کہ زید بہادری مین شیر کے مانند ہی
تو اوسکا نتیجہ اعتباری نکلتا ہے گو زید بہادر ہوتا ہے مگر اوسکی بہادری کو شیر کی بہادری
سے یقینی نسبت حاصل نہین ہے ایک اعتباری طور پر زید کی بہادری کو شیر کی
بہادری سے نسبت دیجاتی ہے - نسبت تشبیہی کبھی ظاہر مین لائی جاتی ہے اور
کبھی اوسکو حذف کیا جاتا ہے جب ظاہر مین لائی جاتی ہے تو مشبہ اور مشبہ بہ کے
درمیان رابطہ کے طور پر واقعہ ہوتی ہے جیسے اس مثال مین کہ زید بہادری مین
شیر کے مانند ہے بہادری نسبت تشبیہی ہے اور وہ زید مشبہ اور شیر مشبہ بہ کے درمیان
واقع ہوئی ہے جب نسبت تشبیہی کو حذف کیا جاتا ہے تو پہر مشبہ بہ کے بڑے جزی کو
مراد لیا جاتا ہے مثلاً یہ کہ زید شیر ہے اس مثال مین نسبت تشبیہی بیان نہین ہوئی ہے
مگر اگر محذوف نسبت تشبیہی کو نکالینگے تو یہی نکلینگے کہ زید شجاعت مین شیر کے مانند
ہے اور شجاعت ہی شیر کی ذات مین جزئی اعظم ہے - علی ہذا القیاس اگر ہم کہین
کہ زید بیکن ہے تو اوسکی محذوف نسبت تشبیہی یہی ہوگی کہ زید حکمت مین بیکن کے
مانند ہے اور بیکن کی ذات مین حکمت ہی جزی اعظم ہے اگر ہم کہین کہ زید پتھر ہے
تو اوسکی محذوف نسبت تشبیہی یہی نکلینگے کہ زید سخت دل ہے کیونکہ پتھر کے جزی اعظم
سختی ہی ہے اگر ہم کہین کہ زید الو ہے تو اوسکی نسبت تشبیہی بیوقوفی نکلیگی کیونکہ موجب عام
کے الو کی جزی اعظم بیوقوفی ہے تشبیہات مین ہمیشہ نسبتون کے اعتبار پر نتیجہ نکلتا ہے

سب سے اول نسبتون کو جانچ لینا چاہیئے اگر نسبتون کو قبل از نتیجہ نکالنے کے نہ جانچین
تو بہر وقوع اغلاط کا اندیشہ ہی نسبتون کے جانچنے مین یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ کس قسم کے نسبتے
واقعہ ہوئی ہین جس قسم کی ہون اوسی کے موافق نتیجہ نکالنا چاہیئے۔

نظر فی النتیجہ من حیث الحس والحواس

لغت مین لفظ حس کے معنے دریافت یا معلوم کرنے کے ہین اور اصطلاح مین حواس صوری
اور معنوی کے اوراکی صورتون کا نام ہے۔ لفظ محسوس کے معنے لغت مین دریافت شدہ
کے ہین اور اصطلاح مین اون حالتون کو کہتے ہین کہ جنکا علم حواس صوری اور معنوی
کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے۔ حواس دس ہین۔ پانچ صوری اور پانچ معنوی
حواس صوری کی یہ تفصیل ہی۔ باصرہ۔ سامعہ۔ شامہ۔ ذائقہ۔ لامسہ۔
معنوی یہ ہین۔ حس مشترک۔ خیال۔ وہم۔ حافظہ۔ متصرفہ۔ حواس ظاہری
کے ذریعہ سے ظاہری باتین اور صورتین اور شکلین وغیرہ معلوم اور دریافت ہوتی
ہین اور حواس باطنی کے ذریعہ سے ظاہری صورتین اور شکلین وغیرہ ذہن مین
آجاتی ہین اور کبھی حواس باطنی بلا صور ظاہری کے حاصل کرنے کے بھی ذہنی طور
پر مختلف حالتین پیدا کرلیتی ہین جنکو باطنی حالتین کہا جاتا ہے۔ ہم جو اس دنیا
مین رہتے سہتے ہین اور اوسکا ایک جز ہین جاگنے کی حالت مین حواس ظاہری
کے ذریعہ سے کچھ سُنتے یا کچھ دیکھتے یا کچھ سونگھتے یا کسی چیز کا مزہ چکھتے ہین یا کوئی
شے سرد گرم نرم سخت سیاہ سفید سُرخ زرد معلوم اور دکھائی دیتی ہے اسیطرح
جو بات معلوم ہوتی ہے اوسکو حس ظاہری کہتے ہین جب ایسی کوئی حس ہمارے
دل مین پیدا ہوتی ہے تو ہم یون کہا کرتے ہین کہ ہمکو کچھ آواز سُنائی دیتی ہے
یا کسی قسم کی بو آتی ہے یا کوئی شے دکھائی دیتی ہے یا کچھ ذائقہ معلوم ہوتا ہے یا
کوئی شے سخت و نرم سرد گرم معلوم دیتی ہے مثلاً ایک خاص آواز سُنکر ہم جان جاتے ہین

کہ دیوار کے پیچھے گھوڑے جا رہے ہین ایک خاص بو رسونگھ کر ہم کہدیتے ہین کہ
یہ تو پیاز کی بو ہے ایک خاص رنگ کا کپڑہ جب ہمارے سامنے آتا ہے تو ہم کہتے ہین
کہ سیاہ رنگ کا کشمیرہ ہے جب ایک خاص مزا معلوم ہوتا ہے تو ہم کہدیتے ہین کہ
یہ ٹھیک کشمیری کا مزا ہے اسطرح جو کچھ ہمکو حواس کے ذریعہ سے دریافت اور معلوم
ہوتا ہے اوسکو شئے یا چیز یا محسوس کہتے ہین سونے کی حالت مین اور جاگنے کی حالت
مین بھی جبکہ ہمارے حواس ظاہری کو صور محسوس کیطرف اصلاً توجہ نہو حواس باطنی
حواس ظاہری کے طرح کام مین لگے رہتے ہین اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک طرف
تو حواس ظاہری اپنے کام مین مشغول ہین اور ایک طرف حواس باطنی ساتھ ہی
ساتھ اپنا کام کر رہے ہین انسان کے سارے حواس باطنی اور ظاہری کوکی ہوئی
گھڑی کیطرح ہین جیسے کوکی ہوئی گھڑی ہر وقت چلتی رہتی ہے اسیطرح پر انسانی
حواس معروف اور مشغول رہتے ہین خواب کا دیکھنا بھی حواس باطنی سے متعلق
ہے جب آدمی کے حواس ظاہری معطل ہو کر ارام مین ہو جاتے ہین تو اوسوقت
حواس باطنی کا دور شروع ہوتا ہے جسکو خواب یا رویا کہتے حواس باطنی کا یہ دور
اکثر کرکے ٹھیک اور سچا ثابت ہوا ہے مین اس موقعہ پر اسکی بابت بحث کرنا نہین
چاہتا اگر خدا نے چاہا تو اسی بحث مین مستقل طور پر ایک رسالہ لکھونگا مگر اسقدر
کہنا چاہتا ہون کہ بہت لوگون کو یہ تجربہ ہوا ہے کہ جو بات یا مسئلہ بیداری کی حالت
مین حل نہین ہوتا تھا وہ خواب کی حالت مین حواس باطنی کی مدد سے پورے طور
پر حل ہوگیا اس سے استدلال ہو سکتا ہے کہ حواس باطنیہ کی مصروفیت بھی کبھی
کبھی باثر یا با نتیجہ نکل آتی ہے۔ جب ہم حواس ظاہری کے ذریعہ سے کوئی شئے دیکھتے
یا سونگھتے یا کوئی بات یا کوئی حالت سنتے ہین تو نتیجہ نکالنے مین چندان دقت
نہین ہوتی کیونکہ ایسی شکلین بدیہی الانتاج ہوتی ہین مثلاً اگر ہم کسی گاڑی کی آواز

سنین تو فوراً یہ نتیجہ نکال لیتے ہین کہ گاڑی جاتی ہے جب کسی بودار شے کو سونگھتے ہین
تو جہان جاتے ہین کہ فلان شے کی بو ہے البتہ اسمین کچھ شک نہین کہ ایسی شکلون کے
نتائج نکالنے کے واسطے مبادی النتائج کے جاننے کی ضرورت ہی جب تک اونکا علم
نہو اون شکلون کے نتیجہ نکالنے مین بھی دقت پڑتی ہے مبادی النتائج اون وسائل
اور صورتون کا نام ہے جنکے جاننے سے ہم گاڑی کی رفتار سے گاڑی کا جانا پہچان لیتے
ہین یا ایک خاص بو کے سونگھنے سے پہچان جاتے ہین کہ فلان شے کی بو ہے۔ ہمنے
صرف ایک آواز کے سُننے سے گاڑی کے وجود پر اسواسطے استدلال کیا کہ ہمکو قبل از
سُننے اس آواز کے اس بات کا علم تھا کہ گاڑی کے چلنے کی آواز اسطرح پر ہوتی ہے
جب ہمنے وہ معلومہ آواز سُنی فی الفور جان لیا کہ گاڑی جاتی ہے اور اگر ہم اس
آواز کیطرح اور صدمہ سے بیخبر ہوتے تو گاڑی کے چلنے کی آواز سنی گاڑی کے وجود
پر استدلال نہ کر سکتے آواز کے علم یا شناخت کو گاڑی کے وجود کے استدلال
یعنے نتیجہ کا مبادی کہا جاتا ہے مبادی النتائج دو طرح پر حاصل ہوتے ہین ایک بالرویت
اور ایک بالسماع گاڑی کو چلتے دیکھ کر اوسکی آواز کی طرح اور صدمہ کو جاننا بالرویت ہے
اور گاڑی کے چلنے کی آواز کے طریق اور آثار کو کسی اور سے سُنکر گاڑی کے چلنے پر
استدلال کرنا بالسماع ہے۔ پہلی قسم یقینی ہوتی ہے اور دوسری اعتباری۔ قسم
اول مین وقوع غلطی کا اندیشہ نہین ہوتا مگر قسم ثانی مین وقوع اغلاط کا احتمال ہے
حواس ظاہری سے دنیا کی پیدائش کے بہت سے حالات کھلتے ہین اور اون حالات
کے نتائج کے معلوم کرنے سے انسانون کے علم اور عقل کو ترقی ہوتی ہے اور نتیجے نہین
معلوم ہوتے مگر اوسوقت کہ جب مبادی النتائج کا کافی علم ہو اور مبادی النتائج کا
کافی حاصل کرنا توجہ اور دھیان پر موقوف ہی جب تک توجہ اور دھیان نہو تب تک
دنیا کے پیدائش کے طریق عمل معلوم نہین ہوتے اور جب طریق عمل معلوم نہو وسے

تو مبادی النتائج کا علم حاصل ہونا ناممکن ہے جو لوگ اپنے علمی طاقتون کو رونق اور ترقی دینا چاہتے ہین اونھین لازم ہے کہ توجہ اور دھیان کی مدد سے مبادی النتائج کے سرمایہ کو بڑھاتے رہین۔

نظر فی النتیجہ من حیث العلت والمعلول

لغت مین لفظ علت کے معنے سبب ہین اور لفظ معلول کے معنے وہ شے جو سبب سے ثابت ہو اور اصطلاح مین علت سے جزی شرطیہ مقدم اور معلول سے جزی موخر از جزی شرطیہ مقدم مراد ہے۔ یعنی علت کی یون تعریف کرتے ہین کہ علت اون تمام عوارض کے مجموعہ کو کہتے ہین جنکی موجودگی یا عدم موجودگی کسی حادثہ کے ظہور کے لئے ضروری ہو پہلی تعریف اور اس تعریف کا مفہوم صرف ایک ہی ہے الفاظ مین فرق ہے۔
مثلاً جسوقت آفتاب طلوع ہوگا دن ضرور ہوگا طلوع ہونا آفتاب کا ایک علت واقعہ ہوا ہے جس سے وجود معلول یعنے دن کا ہونا ثابت ہوتا ہے۔
دوسری مثال۔ اگر چاند آفتاب اور زمین کے درمیان آجائے تو ضرور گہن پڑیگا اس دوسری مثال مین حائل ہونا چاند کا علت ہے اور گہن کا پڑنا معلول معلول کا وجود اسیوقت ظہور پذیر ہوتا ہے کہ جب علت کا وجود ہولے اگر علت کا وجود نہ ہو تو معلول کا وجود نہین ہو سکتا علت کا وجود اپنے ساتھ ہی معلول کے وجود کو لاتا ہی جب کوئی کہتا ہے کہ آفتاب نکل آیا تو سامعین کو خبر طلوع آفتاب کے ساتھ ہی یقین ہو جاتا ہے کہ اب دن چڑھا اور جب کوئی کہتا ہے کہ آفتاب غروب ہوگیا تو سننے والے یقین کر لیتے ہین کہ اب رات پڑی۔ علت دو قسم پر ہے ایک علت تام اور ایک علت ناقص۔ علت تام اوسکو کہتے ہین کہ جسکے وقوع سے معلول کا موجود ہونا لازمی ہو جیسے اگر آفتاب طلوع کرے تو ضرور اور لازمی ہے کہ اوسکے طلوع کے ساتھ ہی دن موجود ہو اور علت ناقص وہ ہے کہ جسکے وقوع سے کسی اور زور آور اور قوی سبب کے پڑنے سے

معلول کا وجود پیدا ہو جیسے زہر کا کہا لینا ایک علت ہی معلول اسکا یہ ہونا چاہیے
کہ اسکا کہانے والا مر جاوے کیونکہ زہر قاتل قرار دیا گیا ہے مگر اگر ڈاکٹری قواعد
کی رو سے زہر کے اثر کو سرایت کرنے سے روکا جاوے تو اوسکا کہانے والا بچ بھی جاتا ہی
چنانچہ بہت لوگ زہر کہا کر ڈاکٹری عمل کے زور سے جان سے بچ رہے ہین - زہر کا
استعمال کرنا تو ضرور ہلاکت کا باعث تھا مگر اوس سے مضبوط سبب ڈاکٹری کا عمل
حائل ہوگیا اسواسطے زہر کے کہانے سے ہلاکت واقعہ نہوئی جن علتون کو ناقص
قرار دیا جاتا ہے وہ ہمیشہ کے واسطے ناقص نہین ثابت ہوتین بہت دفعہ اونکے
وقوع سے معلول کا وجود بھی پیدا ہو جاتا ہے چنانچہ اسی زہر کے کھانے سے چند ہا
آدمی ہلاک بھی ہوگئے ہین ایسی علتون کو ناقص علتین صرف اس لحاظ سے کہا
جاتا ہے کہ اونکے وقوع کو اور زور آور اور مضبوط اسباب بھی روک سکتے ہین اور علل تامہ
کے وقوع کو اور کوئی سبب روک نہین سکتا دیکھو اگر آفتاب کا طلوع ہو جاوے
تو اوسکے طلوع کو کون سبب روک سکتا ہی کوئی ایسا سبب ثابت نہین ہوتا کہ جو آفتاب
کے طلوع کو روک دے برخلاف اسکے اگر ابر آئے تو اوسکو ہوا روک سکتی ہی علل تامہ
اور ناقصہ کے امتیاز کے واسطے یہ اصول اور محک بہت عمدہ ہے کہ علل تامہ کے وقوع
کو اور کوئی سبب روک نہین سکتا جب علل تامہ کا وقوع ہوتا ہے تو ساتھ ہی معلول کا
وجود ظاہر ہو جاتا ہے اور علل ناقصہ کے وقوع کو اور مضبوط اور مزاحم اسباب بھی روک
سکتے ہین اور اصلی معلول کے ظاہر ہونے کی صورت بند ہو جاتی ہی پھر علتین چار قسم
پر ہین - مادی[1] - صوری[2] - فاعلی[3] - غائی[4] - اگر علت معلول مین بالقوہ
داخل ہو تو اوسکو مادی کہا جاتا ہے اور اگر علت معلول مین بالفعل داخل ہو تو
اوسکو صوری کہتے ہین اور اگر علت خارج مین ہو تو اوسکو فاعلی سے تعبیر کرتے ہین
اور ادن تینون علتون کے معلول کے غرض کا نام غائی ہے علت غائی بلحاظ ظہور کے

ہر سہ دیگر علتون سے موخر ہوتی ہے لاکن باعتبار تعقل اور ذہن کے سب علتون سے
مقدم ہے مثلاً اگر ہم کوٹھی بنانا چاہین تو اوسمین لیٹنے اور رہنے اور آرام کرنے کی
غرض مقدم ہوگی اور وہی علت غائی ہے اور علتون کا عمل درآمد اوسیوقت شروع
ہوتا ہے کہ جب علت غائی تعقل اور ذہن مین بالتقدیم پیدا ہو جاتی ہے علت مادی
اور صوری اور فاعلی اگرچہ موجود ہوتے ہین مگر جب تک علت غائی ذہن اور تعقل
مین پیدا نہین ہولیتی تب تک ان ہر سہ علتون کی تاثیرین ظاہر نہین ہوتین بعض
علتین بذات واحد اپنے معلول کو پیدا کرتی ہین اور بعض اور علتون کے ملنے سے
مثلاً آفتاب جب چڑھتا ہے تو اوسکے ساتھ ہی دن نمودار ہو جاتا ہے اور جو آفتاب کا
معلول ہے اوسکے نمود کے واسطے آفتاب کو کسی اور علت کے ملانے یا ملنے کی ضرورت
نہین پڑتی بذات واحد اوسکے نمود کے واسطے کافی ہے لیمپ کا آگ سے جلنا یا جلانا
ایک علت ہے اور روشنی اوسکا معلول ہے ۔ لیمپ بذات واحد اپنے معلوم یعنے
روشنی کو پیدا نہین کرسکتا روشنی اوسوقت نمودار ہوتی ہے جبکہ تیل اور بتی اور اوس
تیل اور بتی کے رکھنے کی جگہ اور ڈھنگ بالفعل موجود ہو جب تک یہ علتین مرکب ہو کر
موجود نہونگے تب تک روشنی یعنے معلول نہوگا۔ پہلی قسم کو علل مفردہ کہتے ہین اور دوسرے
قسم کو مرکبہ یہ علل مفردہ اور مرکبہ بلحاظ ظہور اور اصلیت کے دو قسم پر ہین ۔ قدرتی اور
مصنوعی ۔ قدرتی وہ علتین ہین جو انسان کی ساخت اور بناوٹ سے باہر ہین یعنے
انسان کو اونکی ساخت اور بناوٹ مین کچھ دخل نہین اگر انسان دنیا مین موجود نہوتا
تو بھی وہ چیزین اوسیطرح پر ہوتین جیسے اب ہین مثلاً سورج کا طلوع چاند کا طلوع
کواکب کا ظہور ابر کا آنا ۔ ہوا کا چلنا ۔ حرارت کا اثر پانی پر سردی کا اثر حرارت پر وغیرہ
مصنوعی وہ علتین ہین کہ جنکو انسان نے اپنی حکمت اور ہنر سے بنایا ہے مثلاً لیمپ کا
آگ سے جلنا یا جلانا باجہ کا بجنا یا بجانا گھڑی کا کوکنا وغیرہ قدرتی علتون کی چند مثالون سے

ظاہر ہے کہ انسان کو اونمین کچھ بھی دخل نہین قدرتی طور پر ہی اونکا ظہور ہوتا ہے
اور قدرتی طور پر ہی اونکا معلول پیدا ہوجاتا ہے لاکن مصنوعی مثالون کی حالت اسکے
برخلاف ہے لیمپ مین چار علتین ہین - تیل - بتی - اگ - مٹی یا پیتل یا لوہا - یا
کانچ - یا چینی وغیرہ - انسان نے ان سب علتون کو اپنے ہنر اور حکمت سے ترکیب
دیکر ایک نئی شکل قائم کی جسکو لیمپ کہتے ہین اوس جدید شکل کے قائم ہونے سے
ایک خاص قسم کی روشنی یعنے معلول پیدا ہوا اگر ہم چاہین کہ ان علتون سے بالتفرید
ایک خاص قسم کی روشنی حاصل کرین تو وہ ممکن نہین ہے خاص قسم کی روشنی
اوسیوقت حاصل ہوگی کہ جب انکو مرکب کیا جائے باجہ مین دو علتین ہین -
لوہا - لکڑی - لوہے اور لکڑی کی ایک خاص ترکیب سے ایک خاص شکل
بنائی جاتی ہے جس سے ایک خاص قسم کی آواز یا سُرین نکلتی ہین جو باجہ کا
معلول ہے لوہا اور لکڑی جدا جدا دو علتین ہین مگر انسے بالتفرید ایک خاص
قسم کی آواز یا سُرین نہین نکلتین ان دونون علتون کے مرکب کرنے سے ہی ایک
خاص قسم کی آواز اور سُرین نکلتی ہین - گھڑی - سونے - چاندی - لوہے -
شیشے - لال کے کئی پرزون سے مرکب ہے اگر کیی پرزون سے ایک خاص وضع
پر مرکب نہو تو وقت یعنے گھڑی کا معلول معلوم نہین ہوسکتا - مصنوعی علتین بھی
درحقیقت قدرتی علتین ہین فرق صرف اتنا ہے کہ انسان نے بعض قدرتی علتون
کو اپنی حکمت اور ہنر سے مرکب کرکے اپنی ضرورت کے موافق بنالیا ہے جن مفرد علتون
سے ہم ایک مرکب علت کا وجود پیدا کرتے ہین وہ ترکیب سے پہلے قدرتاً موجود
ہوتی ہین اگر موجود نہون تو ہم ایک خاص مرکب وجود یا شکل پیدا نہین کرسکتے
اگر گھڑی ساز کہے کہ مین نے ایک خوبصورت گھڑی بنائی ہے تو اگر بنانے سے اوسکی
یہ غرض ہے کہ مین نے لوہا اور سونا پیتل وغیرہ کے پرزون کو پیچون اور کیلون سے

جوڑ دیا ہے تو اوسکا دعوی صحیح ہے لاکن اگر یہ کہتا ہو کہ مین نے لوہا پیتل وغیرہ کو
بنایا ہے تو یہ فضول ہے لوہا پیتل وغیرہ تو قدرتاً ہی موجود تہی اوسنے کیا بنایا ہی
گہڑی سازنے بجز اسکے اور کیا کیا ہے کہ سونے چاندی لوہے وغیرہ دہات کے پرزے
بناکر اور ریت اور کمہار کا بنا ہوا شیشہ اور کچھ لال لیکر ان سب کو ایک ترتیب خاص
سے جوڑ دیا ہے اگر یہ پرزے نہوتے تو وہ کیا بنا سکتا تہا - جن علتون کو ہم مصنوعی
علتین کہتے ہین اونکی ترکیب مین کمی زیادتی اور تغیر تبدل ہو سکتا ہے جیسے اگر
گہڑی ساز چاہے تو لوہے کی جگہہ کسی اور دہات کو بدل دے یا ایک مخصوص شکل
سے کوئی اور مفید اور تازہ شکل بنا دے علی ہذا القیاس اور علتون مین - مگر قدرتی
علتون مین یہ تغیر تبدل اور اول بدل نہین ہو سکتا - سورج - چاند - ہوا -
تارے - اپنے قدرتی وزن اور مرکز پر ہی ہمیشہ قائم رہتے ہین انسان اونمین
کچھ بھی اول بدل نہین کر سکتا قدرتی علتون کے ساتھ جو معلول مخصوص ہین وہ ہی
برابر ظاہر ہوتے رہتے ہین اونمین کبھی کمی زیادتی اور تغیر تبدل نہین ہوتا -
آفتاب ہزارون برس سے چڑھتا ہے اوسکا معلوم اعظم یعنے دن ہمیشہ ایک ہی
وزن اور صورت پر رہتا ہے مصنوعی علتون کے معلول ایک حالت اور ایک
وزن پر نہین رہتے جیسے جیسے اونکی ترکیبی شکلین بدلتی رہتی ہین ایسی ہی اونکے
معلول مین تبدیل ہوتی رہتی ہے لوہے سے ہی باجہ بنتا ہے اور لوہے کی پرزے
ہی گہڑی مین ہوتے ہین باجہ کا معلول آواز اور سُر ہین اور گہڑی کا معلول
وقت کا جتلانا ہے - دیکھو یہان علتون کی ترکیبی شکلون کے متفاوت ہونے سے
معلوم بھی جدا جدا ہو گئے - انھین دو مثالون پر کیا منحصر ہے اگر اور علتون کے
ترکیبی شکلون کو بھی جدا جدا کیا جاوے تو اونکے معلول بھی اسیطرح الگ الگ نکلینگے
بنا برین حرفت اور صنعت کو علتون کی ترکیبی شکلون کے متفاوت اور جدا جدا بنانے

سے ہی ترقی اور رونق ہوئی ہے علتون کی ترکیبی شکلون کے اختلاف اور تفاوت
سے کبھی تو معلول آپسمین بالکل متبائن اور جدا ہوتے ہین اور کبھی اونمین جزوی
طور پر تمیز اور تبائن ہوتا ہے - باجہ اور گھڑی کے معلول مین تبائن کلی ہے کلاک
اور جیبی گھڑی کے معلول مین تبائن کلی نہین ہی مگر جزوی طور پر ان دونون قسم کی گھڑیون کے
معلول مین یہ ظاہر تمیز پائی جاتی ہی مگر معلول کے مفہوم مین تمیز نہین ہی دونون گھڑیون کے معلول
کا مفہوم ایک ہی کلاک بھی وقت جتلاتی ہے اور جیبی گھڑی بھی اور یہی دونون کے معلول کا مفہوم
ہی - تبائن کلی اور تمیز یا تبائن جزوی کے فرق کرنے کے واسطے مفہوم معلول پر نظر کرنی چاہیئے
اگر معلولات کا مفہوم ایک ہو تو اونمین تبائن یا تمیز جزوی ہوتی ہے اور اگر معلولات کا مفہوم ایک نہو
تو تبائن کلی ہوتا ہی کلاک اور جیبی گھڑی کا مفہوم ایک ہی اسواسطے ان دونون گھڑیون کے معلول مین تبائن
یا تمیز جزوی ہی - باجہ اور گھڑی کا مفہوم ایک نہین ہی اسواسطے باجہ اور گھڑی کے معلول مین تبائن
کلی ہے - تبائن ہمیشہ معلول کے مفہوم مین ہوتا ہے اور تبائن یا تمیز جزوی صورت
یا طریق ظہور معلول مین مفہوم معلول اور صورت یا طریق ظہور معلول مین بہت فرق
ہے مفہوم معلول تو ذات معلول کا نام ہے اور صورت یا طریق ظہور معلوم سے مفہوم
یعنے ذات معلول کے طرز تاثیر مراد ہے مثلاً کلاک اور جیبی گھڑی کے معلول کی ذات
یعنے وقت کا جتلانا تو ایک ہے مگر طرز تاثیر جدا ہے کلاک اور ڈھنگ پر ٹائم بتلاتی
ہے اور جیبی گھڑی اور طرح پر پھر علتین بلحاظ تاثیر اور عمل کے دو قسم پر ہین - ایک لازمی
اور ایک متعدی - لازمی علتین تو وہ ہین کہ جو صرف ایک ہی معلول کو پیدا کرتے ہین
مثلاً جب ہم لیمپ جلائینگے تو اوسکا صرف ایک ہی معلول یعنے روشنی ہوگی اسکے سوائے
اور کوئی معلول نہین ہوگا اور متعدی علتین وہ ہین کہ جو کئی ایک معلوم رکھتے ہین
مثلاً جب آفتاب کا طلوع ہوگا تو دن اوسکا معلول ہوگا مگر اسکے ساتھ اور معلول بھی
مثل حرارت نضج اور پختگی کا مادہ پیدا کرنا وغیرہ بھی شامل ہونگے - دیکھو یہان علت تو

ایک تھی مگر اوسکے معلول کئے نکل آئے جب ابر آئیگا مینہہ برسیگا آفتاب کی چمک اور کرنون کو مدھم کردیگا دیکھو یہان بھی علت ایک تھی مگر معلول دو نکلے - جب ہوا چلیگی گرمی دور ہوجائیگی بہت سی بوٹیان تازہ ہونگی اور بڑہنگی درختون کے پتے اور ٹہنیان ہلینگی وغیرہ یہان بھی علت ایک تھی مگر معلول کئی ایک ہین - ان دو تین مثالون پر کیا موقوف ہے ہزارون ایسی علتین ہین کہ جو اپنی ذات مین ایک ہین مگر معلول اونکے بہت ہین اگر کارخانہٗ دنیا پر نظر کیجائے تو ایسی مثالون کا ملنا چندان مشکل نہین ہے ہر یک علت مین خواہ وہ قدرتی ہو اور خواہ اعتباری مصنوعی دو حالتین پائی جاتی ہین - ایک کو ظہور کہتے ہین اور دوسری کو زہوق - حالت ظہور سے وہ حالت مراد ہے کہ جسمین علت کا وقوع ہوتا ہے اور حالت زہوق سے وہ حالت مراد ہے کہ جسمین علت کے وقوع کی حالت ختم ہوجاتی یا ختم کردیجاتی ہے حالت ظہور مین بھی ایک معلول ہوتا ہے اور حالت زہوق مین بھی اور یہ دونون معلول آپسمین بالکل متفاوت اور متبائن ہوتے ہین اگرچہ یہ معلول ایک ہی علت کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہین مگر چونکہ اوس علت کی جدا جدا حالتون سے متعلق ہوتی ہین اسواسطے آپسمین بالکل متفاوت اور متبائن ہوتے ہین جب سورج طلوع کرتا ہے تو وہ ظہور کی حالت مین ہوتا ہے حالت ظہور مین سورج کے طلوع کا معلول دن ہوتا ہے جب سورج غروب ہوجاتا ہے تو وہ زہوق کی حالت مین جا رہتا ہے حالت زہوق مین سورج کے غروب کا معلول رات ہوتی ہے دونون صورتون مین علت تو ایک ہی رہی مگر حالتون کے اختلاف سے معلول جداگانہ ہوگئے جب گھڑی کوکی جاتی ہے تو وہ ظہور کی حالت مین ہوتی ہے حالت ظہور مین گھڑی کے کوکنے کا معلوم ٹائم کا معلوم ہوتا ہے جب گھڑی بند کیجاتی ہے تو وہ زہوق کی حالت مین منتقل ہوجاتی ہے حالت زہوق مین گھڑی کے بند کیے جانے کا معلول وقت کا نہ دریافت ہوتا ہے جب باجہ

بجایا جاتا ہے تو وہ ظہور کی حالت مین ہوتا ہے حالت ظہور مین باجے کے بجانے کا
معلول آواز اور سُر ہوتا ہی جب باجہ بند کیا جاتا ہے تو وہ زہوق کی حالت مین جا
رہتا ہے حالت زہوق مین باجے کے بند کیے جانے کا معلول سُر اور آواز کا بند ہوجاتا
ہے جب برف کے ۳۲- درجے کی حرارت پر پہونچایا جاتا ہے تو وہ ظہور کی حالت مین
ہوتی ہے حالت ظہور مین اوسکا معلول پانی بنتا ہے جب برف کو ۳۲ درجے کی
حرارت نہ پہونچائی جائے تو وہ زہوق کی حالت مین ہوتی ہے حالت زہوق مین
اوسکا معلول پانی نہ بنتا ہی جب لیمپ جلایا جاتا ہے تو وہ ظہور کی حالت مین ہوتا ہی
حالت ظہور مین اوسکا معلول روشنی ہے جب لیمپ کی بتی گل کیجاوے تو وہ حالت
زہوق مین ہوتا ہے حالت زہوق مین اوسکا معلول اندھیرا ہے ان مثالون
سے علتون کی دونون قوتون یعنے حالت ظہور اور زہوق کا ایک عمدگی سے یقین
ہوسکتا ہے کیونکہ ہر یک مثال مین ان دونون حالتون کو ثابت کر کے دکھایا گیا ہی
یہ دونون حالتین ایک وقت مین واقعہ نہین ہوسکتین ایک کا وقوع کا ایک وقت
ہوتا ہے اور دوسرے کے وقوع کا دوسرے وقت پر حالت ظہور کے عدم سے حالت
زہوق پیدا ہوجاتی ہے اور حالت زہوق کے عدم سے حالت ظہور واقعہ ہوتی ہی
قدرتی اور اعتباری مصنوعی علتون کا اسی طور پر سلسلہ واقعہ ہوا ہے کہ اونکے جو
معلول ہوتے ہین اونکو اور معلولات کے مقابلہ مین علتین بنایا جاتا ہے۔ مثلاً
دن آفتاب کا معلول ہے اور آفتاب دن کی علت ہی جب تک دن کو آفتاب کے
بالمقابل بیان کرینگے تب تک تو دن آفتاب کا معلول اور آفتاب دن کی علت ہوگی
لاکن جب سورج کو الگ کر دینگے تو پہر دن کو اور معلول کے مقابلہ مین علت قرار دیا جائیگا
مثلاً دن چڑھیگا تو لوگ اپنے اپنے کام کو باہر نکلینگے دن ہوگا تو پرندے اوڑینگے
یہان دن کو علت اور لوگون اور پرندون کو معلول بنایا گیا۔ روشنی ہوگی تو رات کہ

کچھ نظر آیگا یہان روشنی کو علت اور نظر آیگا کو معلول قرار دیا گیا دن اور روشنی آفتاب اور لیمپ کے معلول تھے مگر یہان پر اونکو اور معلولات کے واسطے علت ٹھہرایا گیا علت و معلول کے ایسے سلسلہ کو فرضی سلسلہ کہتے ہین ہمنے دن اور روشنی کو اور معلولات کے واسطے فرضاً علت ٹھہرالیا ہے اگر اصلیت پر لحاظ کرین تو یہی کہنا پڑیگا کہ حقیقی علت ان معلولون کے آفتاب اور لیمپ ہی ہے کیونکہ اگر آفتاب کا طلوع اور لیمپ کا جلنا نہو تو دن اور روشنی کہان سے ہوگی دن اور روشنی اوسیوقت ہوگی کہ جب آفتاب طلوع ہو اور لیمپ جلایا جائے - اسمین کچھ شک نہین کہ اس فرضی سلسلہ سے حقایق الامور کا آسانی سے علم ہو جاتا ہے کیونکہ جب ہم ایک معلول کو ایک اور معلول کے واسطے علت گردانتے ہین تو اس سے نتیجہ جلدی نکل آتا ہے اور حقایق الامور کا انکشاف ہو جاتا ہے - یہ فرضی سلسلہ دو تین علتون پر ہے موقوف نہین ہے کل علتون مین خواہ وہ قدرتی ہون اور خواہ اعتباری مصنوعی پایا جاتا ہے - علتون مین ایک اور ہی حالت یا قوت پائی جاتی ہے جسکو حالت مغیرہ کہتے ہین یہ قوت دوسرے علتون کے معلولات کی حالت مین ایک خاص قسم کی تبدیلی کر دیتی ہے جس سے معلول کی اصلی ہیئت مین کچھ فرق آجاتا ہے یہ طاقت یا قوت ہر ایک علت مین پائی جاتی ہے قدرتی علتون مین بھی اور اعتباری مصنوعی علتون مین بھی اور یہ قوت یا حالت معلول کے ذریعہ سے دوسری علت کے معلول پر اثر کرتی ہے مثلاً جب سورج نکلا تو دن بھی چڑھ گیا کیونکہ وہ اوسکا معلول ہے سورج کے طلوع ہونے کے بعد ابر آیا اور مینہ برسا اور وہ ابر کا معلول ہے مینہ کے برسنے سے دن کی حالت مین جو سورج کا معلول ہے ایک جزوی سے فرق آگیا یہ جزوی اور خفیف سے فرق اسوقت ثابت ہو سکتا ہے کہ جب دن نکلے اون آثار اور اوس حالت کو جو مینہ کے برسنے سے پہلے ہوتی ہے اون آثار اور اوس حالت سے کہ مینہ کے برسنے پر ہوتی ہے مقابلہ کیا جاوے جو لوگ قدرتی

حالتون کو غور کی نظر سے دیکھتے رہتے ہین وہ اس مقابلہ سے سمجھ جائینگے کہ دن کی دونون
حالتون اور آثار مین کچھ خفیف سے فرق ہوتا ہے جب مینہ نہین برستا تو دن کی حالت
کچھ اور ہوتی ہے اور جب مینہ برستا ہے تو کچھ اور ہو جاتی ہے اگر دونون حالتین اور
آثار ایک وقت مین موجود ہون تو غور کرنے والے آسانی اور سہولت سے فرق دریافت
کر سکتے ہین جب سورج چڑھتا ہے تو حرارت بھی پیدا ہو جاتی ہے جو سورج کا ایک دوسرا
معلول ہے جب سورج کے طلوع کے بعد ہوا چل پڑتی ہے تو فی الجملہ سورج کے دوسرے
معلول یعنے حرارت مین فرق اور کمزوری آجاتی ہے ہوا کا معلول سردی اور ٹھنڈھی
اوسنے سورج کے دوسرے معلول حرارت کو فی الجملہ بدل دیا جس سے ایک اور ہی سمان
بندھ گیا یا تو لوگ مارے گرمی اور طپش کے تڑپے جاتے تھے اور یان جان مین جان
آگئی یہ فرق حالت حرارت اور حالت چلنے ہوا کے مقابلہ کرنے سے عمدہ طرح پر ثابت
ہو سکتا ہے حالت حرارت کا عمل کسی اور طرح پر ہوتا ہے اور جو حالت ہوا کے چلنے کی
بعد ہوتی ہے وہ کسی اور طرح پر عمل کرتی ہے ان دونون عملون مین کچھ نہ کچھ فرق پایا
جاتا ہے فرق پڑنے کی وجہ یہ ہے کہ ایک معلول اثر کرنے مین دوسرے معلول سے
قوی العمل ہوتا ہے قوی العمل اسواسطے ہوتا ہے کہ اوسکا ذاتی اثر دوسرے معلول پر
خفیف اور جزوی طور پر پڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ ایک علت کے معلول کی طاقت مغیرہ
دوسرے معلول پر کلی اور کامل طور پر موثر نہین ہوتی ابر کے معلول مینہ برسنے سے
دن کے ہونے مین فرق نہین آتا البتہ دن کی حالت مین فرق آجاتا ہے سو دن کا ہونا
اور دن کی حالت ایک معنی مین دن کا ہونا کلی ہے اور دن کی حالت جزئی ایک علت
کے معلول کی طاقت مغیرہ کو ہم دوسری علت کے معلول کے واسطے کلی طور پر مغیرہ
نہین ٹھہراتی صرف جزوی اور خفیف طور پر تسلیم کرتے ہین پھر علتین بلحاظ فائدہ کے
دو قسم پر ہین۔ ایک وہ جنکے معلول بذات واحد فائدہ کے لائق ہین اور ایک وہ جنکے

معلول کسی اور علت کے معلول سے ملکر فائدہ پہونچاتے ہین مثلاً آفتاب کا معلول دن بذاتہ فائدہ پہونچاتا ہے اسکے ساتھ کسی اور علت کے معلول کے ملنے یا ملانے کی ضرورت نہین پڑتی لیمپ کا معلول روشنی بذاتہ نہین پہونچاتا اسکے ساتھ جب تک آنکھون کا معلول بینائی اور بصارت نہو کسی کام کا نہین آنکھون کا معلول بصارت اور بینائی اور لیمپ کا معلول روشنی ملکر فائدہ پہونچاتے ہین بالتفرید دونون علتون کے معلولون مین نتیجہ پر پہونچانے کی طاقت نہین اگر ہم آنکھین بند کرلین تو پھر لیمپ کا معلول روشنی کسی کام کا نہین اور اگر روشنی نہو تو ہماری آنکھون کا معلول بینائی اور بصارت کسی کام کا نہین ہان جب ان دونون معلولون کا وجود شامل ہو تو پھر کوئی فائدہ ہو سکتا ہے سورج کے معلول دن مین یہ بات نہین وہ بذاتہ اور بالتفرید فائدہ پہونچانے کے واسطے کافی ہے اگر ہمکو آنکھون کی بصارت اور بینائی حاصل نہو تو تب بھی ہم دن سے کام لے سکتے ہین مادرزاد آندھی دن کے چڑھنے اور رات کے پڑھنے سے آسانی کے ساتھ فائدہ اوٹھا سکتے ہین مگر لیمپ کی یا کسی اور چیز کی روشنی کے تمیز نہین کر سکتے اور نہ اوس سے کوئی فائدہ اوٹھا سکتے ہین معلوم ہوا کہ دن بذاتہ اور بالتفرید فائدہ پہونچانے کے لائق ہے لاکن مصنوعی روشنی سوائے آنکھون کے قدرتی معلول بصارت اور بینائی کی تمیز نہین کیجاتی اور نہ کوئی فائدہ پہونچاتی ہے کلاک گھڑی کا معلول وقت جتلانا اوسیصورت مین مفید ہو سکتا ہے کہ جب سننے والے کو قوت سامعہ حاصل ہو جب سننے والا قوت سامعہ سے محروم ہو تو پھر اوسکو کلاک کا معلول کیا فائدہ پہونچا سکتا ہے جیسا علت سے معلول کا استدلال کرتے ہین اسیطرح پر معلول سے علت کا استدلال ہو سکتا ہے اسکو عکسی استدلال کے نام سے تعبیر کرتے ہین مثلاً دن کے ہونے سے آفتاب کے طلوع کا استدلال کرنا یا آوازدن اور سردن کے وجود سے باجے کا استدلال کرنا جب کوئی ہمسے کہتا ہے کہ دن چڑھ گیا تو ہم فوراً جان جاتے ہین کہ سورج نکل آیا یا جب

ہم خود ہی دن چڑھا دیکھتے ہین تو سمجھ جاتے ہین کہ سورج نکل آیا جب ہم رسیلی آوازین
اور سریں سنتے ہین تو سمجھ لیتے ہین کہ کوئی باجہ بجتا ہے - جب ہم کسی جگہہ دھوان نکلتا
دیکھتے ہین تو استدلال کرتے ہین کہ آگ جلتی ہے جب سردی اور ٹھنڈ ہوتی ہے تو
جان جاتے ہین کہ کسی جگہہ بارش ہوئی ہے یا ہوا چلتی ہے - گو ہمنے سورج نکلتا اور
باجہ بجتا اور آگ جلتی اور بارش ہوتے یا ہوا چلتے نہین دیکھی مگر اونکے معلولات سے
اونکی وقوع اور وجود پر استدلال کر لیا - جب چاند گہن پڑتا ہے تو عکس زمین پر
گول پڑتا ہے عکس گول پڑنا معلول ہے جس سے علت یعنے زمین کا گول ہونا معلوم
ہوتا ہے اکثر موقعون پر وجود معلول سے علت کا وجود ثابت کرنا ضروری ہو جاتا ہے
خون کے مقدمون مین معلول کے وجود سے ہی علت یعنی قاتل کو معلوم کیا جاتا ہے
معلومات کے ذریعہ سے ہی ہم اپنے پیدا کرنے والے خدا کے پاک وجود پر استدلال
کرتے ہین یعنے جب ہم مختلف حکمتون اور رنگا رنگ صنعتون کا مشاہدہ کرتے ہین تو اونکے
ذریعہ سے اونکے موجد اعظم یا صانع کل کے پاک ہستی علت العلل کا یقین کر لیتے ہین
علت و معلول کے متعلق اور بھی بہت سی صورتین اور شکلین بیان ہو سکتی ہین مگر
چونکہ اونکے بیان کرنے سے طوالت کا خطرہ ہے اسواسطے ہم اونکے بیان سے معذور ہو کر
یہ امر ظاہر کرتے ہین کہ علت و معلول سے نتیجہ نکالنے کے واسطے عموماً قواعد مندرجہ
ذیل پر خیال کرنا چاہیے -

اول قانون علت و معلول پر - قانون علت و معلول یہ ہے کہ ہر ایک معلول کسی
نہ کسی علت سے پیدا ہوتا ہے یعنے یہ امر لازمی ہے کہ ہر ایک معلول کے واسطے
نہ کوئی علت موجود ہو -

دوم شرائط علت و معلول پر ہر ایک علت کے ساتھ دو قسم کی شرطین پائی جاتی ہین
ایک موجبہ اور ایک سالبہ - جب تک ان دونون قسم کی شرائط کا وجود نہو تب تک

علتون کا وقوع اور معلول پیدا نہین ہو سکتا علمی تحقیقات کی ترقی اور کامل کرنے
کے واسطے ان دونون قسم کی شرطون پر خیال اور لحاظ کرنا چاہیے اگرچہ بلالحاظ
کرنے ان شرطون کے بھی نتیجہ نکل آتا ہے مگر اوسمین صدور غلطی کے اندیشہ کے
علاوہ علمی تحقیقاتون کو تکمیل حاصل نہین ہوتی مثلاً اگر ہم ایک دیواسلائی سے ایک
لکڑی کو آگ لگائین تو عموماً دیواسلائی کے لگانے کو لکڑی کے جلنے کی علت کہدیا
کرتے ہین لاکن اسکے سواے اور بھی کئی ایک ایسے شرائط ہین اونکے موجودگی یا عدم
موجودگی مین آگ کا جلنا ممکن نہ تھا مثلاً شرائط مثبت یعنی موجبہ جیسے ایندھن اور
ہوا کا وجود اور شرائط منفی یعنے سالبہ جیسے ایندھن مین نمی کے عدم موجودگی ان
شرائط کا بالکل خیال نہین کیا جاتا صرف دیواسلائی کے لگانے کو خیال کیا جاتا ہی
اور اوسیکا خیال پر نتیجہ نکالا جاتا ہے - علمی تحقیقات کرنے کے واسطے صرف دیواسلائی
پر خیال کرنا کافی نہین ہے اوسکے شرائط الخصوص اون شرطون کو شمار مین لانا چاہیے
کہ جنکے وجود پر حادثہ کا ظہور موقوف ہے -

سوم خداوند کریم نے ہر ایک علت کی ذات مین معلول کے پیدا کرنے کی طاقت رکھدی
ہے مثلاً سورج مین قدرتاً یہ طاقت ہی کہ اپنے طلوع سے دن کے وجود کو پیدا کری
کشش ثقل مین یہ طاقت قدرتاً رکھی گئی ہے کہ وہ ایک وزن دار جسم کو زمین
کیطرف کھینچے اس طاقت کے اثبات کے واسطے ہم ایک مختصر سی مثال دیتے ہین
وہ یہ ہے کہ اگر کسی وزن دار جسم کو اوپر کی طرف پھینکین تو وہ اوپر کو بلا کسی روک
اور مزاحمت کے چڑھتا جائیگا اوسکا صعود اوسوقت تک قائم رہیگا جب تک کہ
ہمارے ہاتھ کی طاقت اوسکے ساتھ شامل رہیگی جب ہمارے ہاتھ کی طاقت ختم ہوجاویگی
تو کشش ثقل اوس وزن دار جسم کو زمین پر کھینچ لیگی دیکھو کہ جب تک ہماری ہاتھ کی
طاقت اوس وزن دار جسم کے ساتھ شامل رہی تب تک تو اوسکی صعودی حرکت برابر قائم رہی اور جب

ہاتھ کی طاقت ختم ہوگئی تو کشش ثقل نے صعودی حرکت کو روک کر نزولی حرکت شروع کی
جسکے سبب وزن دار جسم زمین پر کھینچ آیا ہمارے ہاتھ کی طاقت ایک وزن دار جسم
کے اوپر پھینکنے کے واسطے ایک علت تھی اور اوس وزن دار جسم کا اوپر جانا ایک
معلوم تھا - علی ہذ القیاس کشش ثقل ایک علت ہی اور وزن دار جسم کا زمین کی
طرف کھینچ آنا ایک معلول ہے اگر ہاتھ مین طاقت نہوتی تو وزن دار جسم اوپر نہ جاسکتا
اور اگر کشش ثقل مین نیچے لانے کی طاقت نہوتی تو وزن دار جسم اوپر ہی معلق رہتا
جسطرح پر ہاتھ اور کشش ثقل مین بالذات ایک وزن دار جسم کو اوپر کے پھینکنے
اور نیچے لانے کی طاقت ہی اسیطرح پر ہر ایک علت مین قدرتاً معلول کے پیدا کرنے
کی طاقت اور خاصیت پائی جاتی ہے علت و معلول پر استدلال کرنے کے وقت
علتون کی طاقتون پر ضرور لحاظ کرنا چاہیے علتون کی ذاتی خاصیتون اور طاقتون
پر خیال کرنے سے نتیجہ بہت درستی اور صفائی سے نکلتا ہی اور اگر ہم علتون کی طاقتون
اور خاصیتون پر لحاظ اور غور نہ کرین تو نتیجون کے نکالنے مین بہت دفعہ غلطی ہوجاتی
ہے مثلاً اگر ہم کسی بڑے تناور درخت کو جڑ سے اوکھڑا دیکھ کر یہ استدلال کرین
کہ اوسکو کسی شخص نے محض ہاتھ سے اوکھاڑ ڈالا ہے اور ہاتھ کو اوس تناور درخت
کے اوکھاڑ ڈالنے کی علت قرار دین تو یہ بات ٹھیک نہین نکلیگی کیونکہ محض
ہاتھ مین اسقدر تناور درخت کے اوکھاڑ ڈالنے کی طاقت نہین ہے اگر ہم اس
واقعہ یا معلول کو دیکھ کر علتون کی طاقتون کے قانون کو کام مین لائینگے تو فوراً
سمجھ جائینگے کہ اسقدر تناور درخت کا اوکھاڑ ڈالنا ہاتھ کا کام نہین ہی ہاتھ
کی طاقت اس معلول کی علت نہین ہوسکتی - یہ معلول کسی اور زور اور علت کا
پیدا کیا ہوا ہے جب یہان تک پہونچ جائینگے تو پھر وہ اصلی علت تھوڑے سے
غور اور تفتیش کے بعد ہی معلوم ہوجائیگی - چہارم نتیجہ نکالنے اور استدلال کے وقت اس امر کو بھی

سوچ لینا چاہیے کہ اس معلول کے پیدا کرنے کیواسطے کس کس قسم کی علتون نے عمل کیا ہی اور یہ
معلول ایک ہی علت کی پیدا ہوا ہی یا مرکب علتون سے -

قسم دوم نظر فی الفنون

ہمنے اس کتاب کی پچھلے نمبرون مین اس امر کا ذکر کردیا ہی کہ انسان کو ہنرون اور فنون کا سیکھنا
بھی ضروری اور لازم ہے اسواسطے ہم اس موقعہ پر اون ضروری باتون اور قواعد کو بالاختصار
بیان کرتے ہین کہ جنپر عمل کرنے کی ہنرون اور فنون کو ترقی اور رونق ہوتی ہے -
پہلا قاعدہ - جسطرح پر علوم کے حاصل کرنے اور ترقی دینے کے واسطے حاصل کرنیوالون کو
فراغت دلی شوق - توجہ - فکر اور غور کی ضرورت ہی اسیطرح پر مختلف ہنرون اور فنون کی سیکھنے والون کو
کیواسطے فراغت دلی شوق توجہ فکر اور غور کی ضرورت ہی سب سے اول فن اور ہنر کے سیکھنے والونکو
اون ضرورتون کو جو اوپر بیان ہوئی ہین بہم پہونچانا چاہیے جبتک یہ ضرورتین مہیا نہونگی تب تک
ہنرون اور فنون مین ملکہ اور لیاقت پیدا کرنا دشوار اور مشکل ہی ان ضرورتون مین سے پہلی ضرورت
ہی ایسی ہی کہ جسکا حاصل کرنا بالعموم مشکل ہے باقی کی ضرورتین آسانی سے حاصل ہوسکتی ہین پہلی ضرورت
بھی کوئی ایسی ضرورت نہین کہ جسکا حصول ناممکن ہو اگر انسان سعی کرے تو وہ بھی اور ضرورتونکیطرح
حاصل ہوسکتی ہے فراغت کی معنون مین لوگون نے یہ غلطی کی ہی کہ اوسکو بلا التعلق کے معنون کے قریب کردیا ہے
جب فراغت کا لفظ بولتے ہین تو یہ مُراد لیتے ہین کہ فلان شخص تعلقات سے بالکل خالی ہے
انھین معنون کے بموجب فراغت کے حصول کو ناممکن قرار دیتے ہین میری دانست
مین یہ معنی ٹھیک نہین ہین جو شخص دنیا مین رہکر بلا التعلق ہی اوسکو ہم فارغ نہین کہسکتے
البتہ یہ کہسکتے ہین کہ وہ انسانی جماعتون سے خارج ہے دنیا سے بلا التعلق ہونے کی
بابت مین یہ خیال کرتا ہون کہ وہ مطابق واقعہ نہین ہے اگرچہ انسان دنیا کے
تعلقات کو چھوڑتا ہی مگر سچ یہ ہے کہ دنیا کے تعلقات اوسکو نہین چھوڑتے -
میری راے مین فراغت کا لفظ صرف ایک محفوظ وقت کے نکالنے کے معنون مین

اطلاق کرنا چاہیئے اور کسی کام کے کرنے کے واسطے کسی مخفوظ وقت کا نکالنا
نکالنے والیکے واسطے مشکل نہین ہے۔

دوسرا قاعدہ

جسطرح علوم کے حاصل کرنے اور ترقی دینے کے وقت علوم کی ضرورت اور
فائدون پر خیال کرنا ضروری ہے اسیطرح پر فنون اور ہنرون کے حاصل کرنے
اور سیکھنے اور ترقی دینے کے وقت اونکی ضرورت اور فائدون پر خیال کرلینا چاہیئے
اگر ہمین ثابت ہوجائیگا کہ فلان ہنر یا فلان فن بہت مفید اور ضروری ہی لوگ
اوسکی بہت خواہش کرتے ہین تو ہم دلی شوق سے اوس ہنر اور فن کے ترقی
دینے کی کوشش کرینگے انسان کی طبیعت مین یہ بات ڈالی گئی ہے کہ وہ جب اور
انسانون کو کسی چیز کا محتاج اور مشتاق پاتا ہے تو کوشش کرتا ہے کہ وہ چیز
اوسکے تصرف مین آجائے تاکہ وہ اوسکے تصرف اور تسیر سے اور محتاج اور مشتاق
انسانون کے ہاتھ سے منفعت اوٹھائے۔ اسیطرح پر جب ایک انسان دیکھتا ہے
کہ اور انسان ایک خاص ہنر یا فن کے محتاج اور مشتاق ہین تو وہ خوشی اور
شوق سے اوس ہنر یا فن کے ترقی مین زور دیتا ہے اس سے مطلب اوسکا یہ ہوتا ہے
کہ اور لوگ بسبب احتیاج اور اشتیاق کے اوس ہنر یا فن کی طرف رجوع کرین اور
مین فائدہ اوٹھاؤن اگر ہمکو تحقیقات سے ثابت ہو کہ کسی ہنر یا فن کی ضرورت
اور مانگ نہین ہے تو ہمارا دل اوس ہنر یا فن کے ترقی دینے اور بڑھانے کی طرف
اصلا توجہ نہین کرتا۔ اس عدم توجہی کا یہی باعث ہی کہ ہم اوس ہنر اور فن کے
ترقی دینے مین اپنا فائدہ نہین دیکھتے دیکھو ہمکو ضرورت پر خیال کرنے سے یہ فائدہ
ہوتا ہے کہ ایک صورت مین ہمارا دل محنت کرنے پر مستعد ہوجاتا ہے اور ایک صورت
مین بیفائدہ محنت اور کوشش سے بچ جاتا ہے یہ بہت عمدہ اصول ہے کہ ہنرون

اور فنون کے موجودہ ضرورتون پر خیال کیا جاوے -

تیسرا قاعدہ

ہنرون اور فنون کے ترقی دینے کے واسطے ضروری ہے کہ ہنرون اور فنون کی غرضون کو دیکھا جائے یعنے اس بات کی تحقیقات کیجاوے کہ فلان ہنر اور فلان فن کی غرض کیا ہے جب ایک ہنر اور فن کے غرض کی غرض کو ثابت کیا جاتا ہے تو دل مین یہ جوش اور شوق پیدا ہوتا ہے کہ اس غرض کو کسی اور طریق سے بھی حاصل کیا جاوے مثلاً جب ہم دیکھتے ہین کہ پنکھا اسواسطے بنایا جاتا ہے کہ گرمی کے موسم مین اوسکو حرکت دینے سے ہوا آتی رہے - تو اوس سے یہ غرض ثابت ہوتی ہے کہ پنکھے کے موجد نے پنکھے کو گرمی کے موسم مین انسان کو ہوا پہونچانے کے واسطے ایجاد کیا ہے - جب پنکھے کی غرض کو معلوم کر لیتے ہین تو ہمارے دل مین آتا ہے کہ اگر کوئی اور آسان اور سہل صورت ہوا پہونچانے کے نکلی تو بہتر ہو یہانتک کہ ہم سوچتے سوچتے ایک اور آسان صورت نکال لیتے ہین ابتدا مین جب بندوق بنائی گئی تو اوسکی صورت اور قطع وضع توڑے دار اور پتھر دار بندوق کے قریب قریب تھی جب لوگون نے بندوق کی ایجاد کے غرض کو معلوم کر لیا تو پھر یہان تک تبدیلی ہوگئی کہ اب برج لوڈر کی صورت پر آگئی آدمی مختلف صنعتون کی غرضون پر جون جون غور اور فکر کرتا ہے وہان وہان اوسکی آسان اور سہل کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اگر انسان پنکھے اور بندوق کی غرض ایجاد پر غور نہ کرتا تو ممکن نہین تھا کہ پنکھون اور بندوقون کی صنعت کو ترقی ہوتی - جب ہم جانتے ہی نہین کہ پنکھا اور بندوق کس غرض کے واسطے بنائی گئی ہے تو ترقی کیا کرینگے اگر ہمکو کہا جاوے کہ اس اونچے ٹیلہ پر چڑھ جاؤ - تو ہم اوپر چڑھنے کی سو تجویز کرینگے مگر اگر ہم ٹیلہ کی شکل بھی نہ دیکھین تو ہمارے دل مین اوپر تجویزون کا خیال بھی نہ آئیگا - بعینہٖ یہی حالت فنون کی غرض

معلوم کرنے کی ہے اگر غرض کا علم ہوجائے تو اوسکی آسانی اور سہل بنانے کی مختلف
تجویزین اور وسائل نکل سکتے ہین اور اگر غرض کا علم نہو تو کوئی تجویز بھی سوجھی نہین جاسکتے
ہمارے خیال مین فنون کی ترقی کے ضروری اسباب اور وسائل مین سے غرض کا
جاننا بھی ہے اگر اہل فن اور اہل ہنر اس طرف غور نکرتے تو وہ ترقی کے کوچہ مین
قدم ہی نہین رکھ سکتے تھے جو لوگ فنون کے اغراض پر غور نہین کرتے وہ ہمیشہ ایک ہی
نقشہ یا خیال پر جمے رہتے ہین لڑکپن مین اونھون نے جو کچھ خوبی قسمت سے سیکھا
ہوتا ہے اوسی پر کفایت اور قناعت کر کے بیٹھے رہتے ہین آگے قدم رکھنا اونپر حرام
ہوجاتا ہے اصل پوچھو تو اونکا کوئی قصور نہین ہے جب اونکے ہاتھ مین ترقی کرنے
اور آگے بڑھنے کا موجب ہی نہین ہے تو وہ کیا کرین وہ تو یہی سمجھے بیٹھے ہین کہ جس
اصول پر ہمنے فنون اور ہنرون کو سیکھا ہی اوسکے سوا اور کوئی اصول نہین ہے
اگر اونکو فنون کی غرضین معلوم ہوتین تو اونکی طبیعتون مین اسقدر رکاوٹ کیون پیدا
ہوتی۔ جو لوگ اپنی عقل اور دور اندیشی کو مختلف ہنرون اور فنون کی ترقی دینے مین
صرف کرنا چاہتے ہین اونھین ضروری اور لازم ہی کہ نہایت احتیاط اور مستعدی سے
فنون کے اغراض کو دریافت اور معلوم کرین جب وہ اغراض فنون کو دریافت اور معلوم
کرینگے تو اونکی طبیعتین دونون مین ہی فنون کی ترقی دینے کے بلکہ اور قوت پر کامیاب
ہوجائینگی۔

چوتھا قاعدہ

ہنرون اور فنون کے ترقی دینے کے واسطے اہل فنون کو عام پسندیدگی کی طرف بھی
خیال اور لحاظ رکھنا چاہیئے۔ جس طریق کی طرف عام پسندیدگی کا میلان ہو اوسے
طریق کے موافق فنون کی حالت کو بدلتے رہنا چاہیئے بہت دفعہ اہل فنون کے
فنون کی رونق دینے سے محض اسواسطے رک جاتے ہین کہ اونھون نے فنون کی حالت کو

عام پسندیدگی کے موافق نہین بنایا فرض کرو کہ عام پسند کا میلان تو اسطرف ہے
کہ بندوق مین ایسی کاریگری رکھی جائے کہ اوسکا چلانا اور بھرنا آسان اور اوسکی
مار بہت ہوجاوے ۔ اور ہم بباعث اسکے کہ ہمکو اس عام پسندیدگی سے اطلاع
یا خبر نہین بندوق کو پورانے طریقہ پر ہی بناتے ہین اس صورت مین ہمکو نہ بندوقون
کی ساخت فائدہ دیگی اور نہ ہم اوسکی صنعت مین کچھ ترقی کرینگے فائدہ تو اسواسطے
نہین ہوگا کہ وہ عام پسند نہین ہین اور اوسکی صنعت مین ترقی اسواسطے نہوگی کہ
ہمارے دل مین اوسکی ترقی دینے کا خیال ہی نہین گذرا اگر ہمکو عام پسندیدگی کا
علم ہوتا تو ہماری قوت متفکرہ اور طاقت خیالیہ ضرور کوئی ایسی تدبیر اور تجویز سوچتے
کہ جس سے ہم بندوقون کے عام پسند بنانے کی کوشش کرتے ۔

پانچوان قاعدہ

تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ انسان نئی طرح کے چیز کو دل سے پسند رکھتا ہے بازارمین
جاتے جاتے جب کبھی ہم کوئی نئی چیز مثلاً ایک نئی قسم کی لکھنے کی دوات دیکھتے ہین
تو باوجود اسکے کہ پہلے ہمارے پاس لکھنے کے واسطے ایک دوات موجود ہوتی ہے دل
چاہتا ہے کہ اسکو مول لے لین باوجود دوات کی موجود ہونے اور کام چلنے کی ہم قیمتاً
ایک اور دوات جو لی لیتے ہین اسکا اصلی باعث یہ ہے کہ اس دوات کی نئی قطع اور
جدید شکل ہمارے دل کو موزون اور اچھی معلوم دیتی ہے جسطرح پر بن پڑتا ہے خرید
لیتے ہین اگر نئی شکل کے نہ ہوتی تو ہم سواے پہلی دوات کے ٹوٹنے کے اور دوات
کب خریدتے تھے ۔ تجربہ تو جدا رہا ہم کہتے ہین کہ انسان کا یہ طبعی امر ہے کہ وہ نئی
وضع اور قطع کو پسند کرتا ہے جب کوئی ہمارا دوست سفر کو جاتا ہے تو ہم اوسکو خوشی
سے کہتے ہین کہ ہمارے واسطے کوئی نیا تحفہ لانا جب ہمین خبر ملتی ہے کہ آج فلانے
بازار مین نئی قسم کی چیزین بکنے آئی ہین تو گو ہمنے کوئی چیز بھی نہ لینی ہو دل مین آتا ہے

کہ وہان چلکر ضرور دیکھین - جب ہم رستہ مین گذرتے ایک جگہ پر بھیڑ اور لوگون کا
مجمع دیکھتے ہین تو خواہ مخواہ راہ چلتے ہمارے دل مین آتا ہے کہ دیکھتے ہی چلین ہوتا
کیا ہے - یہ خیال صرف اسیواسطے پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے دل مین یہ وہم گذرتا ہے
کہ شاید وہان کوئی نئی کیفیت ہو -

جبکہ ہر ایک انسان نئی چیز کو دل سے پسند کرتا ہے تو اہل فنون کو لازم ہے کہ اپنے
اپنے ہنرون اور فنون کو نئے طور پر اور نئے سانچون مین انسانی جماعتون کے روبرو
پیش کیا کرین تاکہ اونکو رونق اور ترقی ہو - جس ملک کے اہل فنون اور صناعون نے
اس عمدہ اور فائدہ بخش اصول کو اپنا دستور العمل بنا لیا ہے اونکے ہنرون اور
فنون کے ملک والون نے اسقدر قدر اور عزت کی ہے کہ جسکا کچھ انداز نہین اپنے
خاص قوم یا ملک والون پر کیا موقوف ہے اور ملک اور قوم والون نے بھی ایسے جدید
صنعتون اور کاریگریون کی بہت ہی قدر اور عزت کی ہے دیکھو ایشیا تک تو مین اہل
یورپ کی صناعون اور کاریگرون کی صنعتون اور کاریگریون کی کیسی قدر کرتے ہین اور
بالمقابل ان جدید یورپین صنعتون اور کاریگریون کی ایشیائی صنعتین اور کاریگریان
کیسی ابتر حالت مین ہین یورپین صنعتون اور کاریگریون کی قدر اور ایشیائی صنعتون
اور کاریگریون کی بیقدری کا اصلی موجب یہی ہے کہ یوروپ کی صنعتین اور کاریگریان
ہمیشہ جدید شکلون اور وضعون پر طیار ہوتے اور بنتے رہتی ہین اور ایشیائی صنعتین
اور کاریگریان ایک ہی قطع وضع اور شکل پر طیار ہوتی ہین لوگ جدید شکلون اور
وضعون کی صنعتون اور کاریگریون کو پسند کرتے ہین اور پورانی صنعتون کو ناپسند
اگر صناعان یوروپ کیطرح ایشیائی صناع اور کاریگر بھی اپنی صنعتون اور کاریگریون
جدید جدید شکلون اور نئے نئے وضعون پر طیار کرتے اور بناتے تو
تو اونکو بھی لوگ یوروپ کی صنعتون کی طرح پسند کرین

جب ایک کاریگر یا اہل فن کے دل مین اس بات کا یقین ہو جائیگا
کہ لوگ نئی وضعون یا شکلون کی صنعتون کو بہت پسند کرتے ہین تو اوسکی قوت
متفکرہ جدید شکلون کے پیدا کرنے کی طرف خود بخود مائل ہو جائیگی - اور ہنرون اور
فنون کو روز بروز ترقی ہوتی جائیگی -

چھٹا قاعدہ

اکثر فنون اور صنعتون کے ترکیبی اسباب اور ضروریات قانون قدرت سلسلیہ کے جاننے سے
حاصل ہوتے ہین جب تک قانون قدرت کے سلسلہ کا علم نہو تب تک فنون اور صنعتون
کو ترقی ہی نہین ہوتی - دنیا مین خداوند کریم نے جسقدر شئین پیدا کی ہین اونمین
مختلف قوتین اور طاقتین پائی جاتی ہین اون قدرتی قوتون اور طاقتون کے جاننے
سے انسان مختلف قسم کی صنعتون اور فنون کے نکالنے پر قادر ہو سکتا ہے - مثلاً
اگر پانی کی طاقتون اور افعال پر غور کرین تو معلوم ہو جائیگا کہ پانی جب حرکت مین
ہوتا ہے تو وہ اپنی حرکت اور شئے مین بھی منتقل کر سکتا ہے پانی کی اس قدرتی
طاقت کے معلوم ہونے سے ہم مختلف قسم کی صنعتین نکال کر مختلف قسم کے کام
لے سکتے ہین چنانچہ اکثر کارخانے پانی کے زور پر ہی چلتے ہین - اہل فن کو لازم ہے
کہ اپنی صنعتون کو عام پسند بنانے اور ترقی دینے کے واسطے قانون قدرت کے
سلسلہ پر غور کرتا رہے اوسکو جسقدر خدا کے لا انتہا اور حکمت آمیز بدائیس کی طاقتین
اور افعال معلوم ہو جائینگی اوسیقدر اوسکے ہنرون اور فنون مین رونق اور ترقی
ہوتی جائیگی -

ساتوان قاعدہ

جسطرح پر انسان آپسمین مختلف الطبیعت ہے اسیطرح پر انسانون کی صنعتین اور

فنون مختلف ہین مادہ صناعی کی ترقی کے واسطے صناعون کو لازم ہے کہ ہر ایک فن اور صنعت کی ترکیبون اور بندشون پر نظر کرتے رہین اگر ہم ایک صنعت کو فکر و غور سے دیکھ لین گے تو اوسکے تمام ترکیب اور بندش ہماری سمجھ مین آجائینگے جس سے ہمارے مادہ صناعی کو خوب ترقی ہوگی۔

مقدار و حد ترقیات فنون

اوپر کے سات قاعدون مین ہمنے بالاختصار فنون اور صنعتون کی رونق اور ترقی دینے کے وسائل اور صورتون کو بیان کر دیا ہے اب ہم اس امر کو بیان کرتے ہین کہ انسان کس مقدار اور کس حد تک اپنی صنعتون اور کاریگریان کو ترقی اور رونق دے سکتا ہے قبل اسکے کہ ہم انسانی کمالات کی حد بیان کرین اس بات کا ظاہر کرنا ضروری خیال کرتے ہین کہ خداوند کریم نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے دنیا مین جس شئے کو پیدا کیا ہے اوسکی ذات مین خاص طور پر ایک خاص قوت اور اثر پیدا کر رکھا ہے ہر ایک شئے اپنے خاص قوت پر ثابت اور قائم رہتی ہے جسقدر کسی شئے کی قوت اور اثر ہوتا ہے اوسیقدر اوسکا عمل ہوتا ہے یہ بات نہین کہ ایک شئے کی ذات مین قدرتی اثر اور قوت تو کچھ ہو اور اوسکا عمل کچھ اور اگر ہم اس امر پر زور دین کہ کوئی شے اپنی قدرتی اثر یا قدرتی قوت کے برخلاف عمل کرے تو کبھی بھی کامیابی نہوگی کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ہم پانی مین قند یا مصری تو اسقدر ڈالین کہ ایک سیر پانی کو شیرین بنا دے اور اس امر کی امید رکھین کہ اسی مقدار مصری سے تین سیر پانی کو میٹھا کیا جاوے ہرگز نہین جسقدر مصر سے ڈالینگے اوسی کے موافق شربت ہوگا اسیطرح پر اشیاء کی قدرتی قوتون کا حال ہے اونکا عملدرامد ٹھیک اونکی قدرتی قوتون کے موافق اور برابر ہوتا ہے جب یہ ضروری بات سمجھ مین آچکی تو اب ہم اس بات کے اظہار کی اجازت مانگتے ہین کہ انسان خاکی

نبیان کی ساری ترقیان اور تمام کمالات اونھین مادّون اور شیئون سے مربوط اور
مضبوط ہین کہ جنکو خدا نے عام طور پر دنیا مین پیدا کر رکھا ہے انسان کے کمالات
اور ترقیون مین سے کوئی ایسا کمال اور ترقی نہین کہ جو خدا کی پیدائشی سلسلہ سے
باہر ہو جس کمال یا ترقی پر نظر کرو خداوند کریم کی پیدائشی سلسلہ سے ہی مربوط
ہوگی - اگر انسان نے مختلف علوم کو پیدا کیا ہے تو وہ خدا کے پیدائشی سلسلہ سے
ہی وابستہ ہین اگر مختلف فنون اور عجائبات ظاہر کر دکھائے ہین تو وہ سب کے
سب اوسی مقدس سلسلہ سے متعلق ہین غرض یہ کہ سب کے سب کمالات اور
ترقیات خدا کے پیدائشی سلسلہ سے مربوط ہین انسان نے جو کچھ کیا اوسکا اصلی
ماخذ خدا کا پیدائشی سلسلہ ہی ہے تار برقی اور ریل اور ہیلوگراف اور چھاپہ خانہ
اور کپڑے کی کلین اور لکھنے کے الآت وغیرہ سب اوسی سلسلہ سے جکڑے ہوے
ہین تار برقی کے مواد اور اسباب انسان نے کہان سے مہیا کیے ریل کی ضرورتین
کسنے پیدا کین آخری جواب یہی ہے کہ ان سب اسباب اور سارے وسائل کا
سلسلہ خدا کے پیدائشی سلسلہ سے ہے جا ملتا ہے کوئی ایسا سبب اور وسیلہ ہے
کہ جو اس وسیع سلسلہ سے ٹکر نہ کھاتا ہو انسان کے جسقدر کمالات اور ترقیات
ہین یا جو کسی اور وقت مین ظاہر ہونگے یہ سب خدا کی پیدائشی سلسلہ سے ہی وابستہ
ہین اوپر کی سطرون مین ہمنے اس امر کو ثابت کر دیا ہے کہ خداوند کریم نے دنیا کی
بردہ پر جسقدر شئین پیدا کی ہین اون سب کی ذات مین ایک خاص اثر اور خاص
قوت موضوع اور مخلوق ہے اور یہ بات بھی یاد رہے کہ انسان کے جسقدر کمالات
ہین وہ سب اونھین اشیا کے قدرتی اثرون اور قوتون کے اوزان اور مقادیر
پر موقوف ہین جب ہر یک شئی اپنی قدرتی اثر اور اپنی قوت کے بموجب ہی عمل
کر سکتی ہے اور انسان کے کمالات اور ترقیان بھی اونھین اثرون اور قوتون سے

مربوط ہین تو یہ بات ظاہر کیجاسکتی ہے کہ حضرت انسان کی ترقیات اور کمالات
کے اصلی حد قوانین قدرت کی قوت اور تاثیر ہے جسقدر قانون قدرت نے کسی شے
کو اثر اور قوت بخشا ہے اوسیکے موافق انسان کمال اور ترقی کر سکتا ہے برق مین
خدانے جسقدر اثر اور قوت عطا کر رکھی ہے اوسیکے مطابق تار برقی کو رونق اور
ترقی ہوسکتی ہے سٹیم مین قدرت نے جیسا اثر اور قوت ودلیعت کی ہے اوسیقدر
اوس سے کام لے سکتے ہین اگر ہم چاہین کہ برق اور سٹیم کی قدرتی اثر یا قدرتی
قوت سے زیادہ کام لین تو یہ ایک مشکل بات ہی اگر موجودہ حالت سے برق اور
سٹیم سے زیادہ کام بھی لیا جاوے تو ہم اس سے یہ خیال نہین کرینگے کہ حضرت
انسان نے برق اور سٹیم کی قدرتی اثر یا قدرتی قوت سے بڑھ کر کام لیا بلکہ یون
کہین گے کہ ابھی برق اور سٹیم کی قوت اور اثر باقی ہے علی ہذالقیاس پانی اور
آگ سے اوسیقدر کام لیا جاسکتا ہے کہ جسقدر اوسکے ذات مین طاقت ہے
خواہ ہم کچھ ہی کرین قدرتی اثر اور قوت سے بڑھ کر کاربراری نہین ہوسکتی ہماری
ساری ترقیین اور تمام کمالات شیؤن کی قدرتی قوتون سے مربوط ہین ہم ایک
ذرہ بھر بھی زیادہ نہین کر سکتے آدمی اگر لاکھ برس تک کوشش کرے کہ شیؤن
کی قدرتی قوت سے بڑھکر کمال اور ترقی کرے کبھی نہین ہوگی شے کی طاقت
کے برخلاف کچھ بھی نہین ہوسکتا جب خدانے ایک شے کی ذات مین ایک سیر
طاقت رکھی ہے تو اوس سے دوسیر کا کام کیونکر لیا جاسکتا ہے یہ بات دلائل سے
ثابت ہوگئی ہے کہ ہریک شے اپنی قدرتی قوت اور طاقت کے موافق ہی کام
دیتی ہے اور انسانون کی ترقیات اور کمالات کا سلسلہ بھی اوسی قوت اور طاقت
سے علاقہ رکھتا ہے اگرچہ انسان کے کمالات اور ترقیات کا سلسلہ روز بروز رونق
اور زور پکڑتا جاتا ہے مگر اوسکی ساری رونق اور ترقی اوسی حد تک ہی جسکو قدرت

نے مقرر کردیا ہے قدرتی حد سے کسی صورت مین بھی تجاوز نہین کیا جاسکتا خواہ
یوروپین کے کمالات ہون اور خواہ ایشیاٹک کی ترقیین قدرتی حدود سے کسی صورت
مین بڑھ نہین سکتین اگر ہزار سال تک ایک شے کو ترقی اور رونق ہوتی رہے
پھر بھی اوسکا سلسلہ قدرتی حد پر ختم ہوگا اگر افلاطون اور مسٹر ہکلین بھی کوشش کرے
کہ قدرتی حدود سے بڑھ کر کمال حاصل ہو تو تب بھی نہوگا اور اگر کوئی پیغمبر یا پروفٹ
بھی زور لگاوے کہ اس الٰہی حد کو توڑ کر گذر کیا جاوے تو تب بھی کچھ نہین سد
اسکندری تو کہا ہے کرتی ہین یہ تو اوس سے بھی بڑھ کر ہے یوروپین کی طبیعتون
اور ایشاٹک کی فکرون کے یاجوج ماجوج کتنا ہی زور دین یہ سد ٹوٹنے ہی کی
نہین بہرحال یہ بات ہمارے نزدیک مضبوط اور زور آور ہے کہ انسان کے
کمالات اور ترقیون کی حقیقی حد وہی ہے کہ جسکو قدرت نے مقرر کردیا ہے اور
اگر کوئی شخص یہ سوال کرے کہ قدرتی حد کی تعریف کیا ہے تو ہم یہ جواب دیسکتے ہین
کہ ہمارے نزدیک قدرتی حد وہ ہے کہ جسکو شیئون کی قدرتی قوت یا قدرتی اثر
یا قدرتی طاقت قرار دیا جاتا ہے ہر ایک شی کی قدرتی قوت یا قوتی اثر یا قدرتی طاقت
انسان کے کمالات اور ترقیات کی ایک قدرتی حد ہے ۔

بحث

لغت مین لفظ بحث کے معنے زمین کھودنے کے ہین اور اصطلاح مین تحقیقات
علمی سے مراد ہے علمی طاقتون کی مضبوطی اور ترقی کے واسطے بحث ایک نہایت عمدہ
اصول اور طریقہ ہے ۔ علوم اور فنون کا حاصل کرنا یا سیکھنا ایک جُدا بات ہی
اور اونکی تحقیقات کرنا اور صورت ہی محض حاصل کرنے اور محض سیکھنے کی صورت مین
صرف محدود مسائل اور دقائق علمی کا علم ہوتا ہے اور تحقیقات کی صورت مین مختلف
مسائل اور دقائق کا علم ہوجاتا ہے محض حصول اور محض سیکھنا علمی طاقتون کی رونق

اور ترقی اور مضبوطی کے واسطے کافی نہین ہے اور نہ محض حصول اور محض سیکھنے کو بجائے
خود یا بذاتہ کامل اور مضبوط کہا جا سکتا ہے محض حصول اور محض سیکھنے مین تجربہ اور
یقین کلی حاصل نہین ہوتا تحقیقات مین تجربہ اور یقین کلی حاصل ہو جاتا ہے
محض حاصل کرنے اور سیکھنے کی صورت مین انسان کی طبیعت مین جودت اور
سلامتی نہین پیدا ہوتی اور نہ قوت فیصلہ اور متمیزہ کو ترقی ہوتی ہے جب تحقیقات
کا دروازہ کھل جاتا ہے تو انسان کی طبیعت مین ایک خاص قسم کی جودت اور تیزی
اور سلامتی اور صفائی پیدا ہو جاتی ہے اور قوت فیصلہ اور متمیزہ کو بھی بتدریج
ترقی ہوتی جاتی ہے داناؤن اور حکیمون کا یہ مانا ہوا مقولہ ہے کہ جب تک تحقیقات
کا دروازہ نہ کھولا جائے تب تک علمی انوار اور دقائق حاصل نہین ہو سکتے۔
خداوند کریم نے انسان خاکی بنیان کو ایک قوت عطا کی ہے جسکو قوت فیصلہ کے نام
سے موسوم اور تعبیر کرتے ہین اس نادر قوت کا یہ کام اور خاصہ ہے کہ امورات اور
مسائل پیش آمدہ کی صورتون اور نتیجون اور آثار مین بالتفصیل فیصلہ کر دیتی ہے
جس سے رائے صائب قائم کرنے کا راستہ نکل آتا ہے قوت فیصلہ اوسوقت
تک اپنا کام شروع نہین کرتی جب تک کہ تحقیقی نتائج اور تجربے اور یقینی اسباب
اور صورتین حاصل اور میسر نہ ہو لین۔ تحقیقی نتیجے اور تجربے اور یقینی اسباب
اور صورتین محض حاصل کرنے اور محض سیکھنے سے مترتب اور حاصل نہین ہوتی
بحث یا تحقیقات سے حاصل ہو سکتی ہین جو آدمی صرف کتاب کے ذریعہ سے
اس بات کا یقین رکھتا ہے کہ پانی مین بھاپ بننے کی طاقت موجود ہے اوسکی
علمی طاقتین بہ نسبت اوس شخص کے کہ جسنے بحث یا تحقیقات سے پانی کی طاقت
مذکور کا یقین اور اعتبار کیا ہے کہین زیادہ مضبوط اور مفید ہین پہلا شخص اپنی
قوت فیصلہ کے ذریعہ سے اپنے یقین کی بابت کوئی سلیم یا صائب رائے قائم نہین

کرسکتا - مگر دوسرا شخص اپنی تحقیقی اعتبار اور یقین کے بھروسے پر اپنی قوت فیصلہ کے ذریعہ سے ایک سلیم اور صائب رائے قائم کر سکتا ہے بحث باعتبار آثار اور نتیجون کے دو قسم پر ہے ایک بحث عقلی - اور ایک بحث نقلی - بحث عقلی وہ بحث ہی کہ جسمین مسائل اور امور عقلیہ کے تحقیقات ہوتی ہے اور بحث نقلی وہ بحث ہے کہ جسمین امورات اور مسائل نقلی کی تحقیقات کیجاتی ہے ان دونون قسم کی بحثون کے طریق اور اصول جداگانہ ہین - ہم مختصر طور پر اس موقعہ پر ان دونون قسم کے اصولون کو نمبروار بیان کرتے ہین -

نمبر اول اصول بحث عقلی

بحث عقلی دو قسم پر ہے ایک لازمی اور ایک متعدی - لازمی وہ بحث ہے کہ جسمین خارجاً کوئی دوسرا فریق یا بحث کرنے والا نہین ہوتا صرف ایک ہی شخص اپنی ذاتی اور اندرونی قوتون کی توجہ کے ذریعہ سے علوم اور فنون اور حادثات اور مختلف مسائل کی تحقیقات کے سلسلون کو شروع کرتا ہے -
لازمی بحث کے شروع کرنے کے واسطے انسان کی قوت خیالیہ اور متفکرہ اور قیاسیہ بجاے دوسرے کے ہوجاتی ہین جب انسان دنیا کے حادثات اور قدرت کے وسیع سلسلون اور علوم وفنون کی خصوصیتون اور مسلمہ موضوعات کو دیکھتا یا سنتا ہے تو اوسوقت اوسکے قواے مذکورہ بالا مین توجہ اور ادراک کا جوش یا شوق پیدا ہوتا ہے - بعض وقت انسان اس جوش اور شوق کو اور مزاحمات اور موانعات سے فرو اور کمزور کر دیتے ہین اور بعض اوقات یہ بغیہ سلسلہ شروع ہوجاتا ہی جب ہم کسی حادثہ کو دیکھتے ہین تو اوسوقت طبعی طور پر ہمارے دل مین اس بات کا جوش اور شوق پیدا ہوتا ہے کہ اس حادثہ کی وقوعی اسباب اور علتون کو دریافت کرین - جب یہ عمدہ اور معقول جوش اور شوق پیدا ہوتا ہے تو ہماری قوت متفکرہ

اور قیاسیہ اپنے طور پر اس امر کی تحقیقات مین مصروف ہوجاتے ہی کہ اس حادثہ کا
وقوع کیونکر ہوا یا یہ کہ اس حادثہ کے وقوعی اسباب کیا ہین ہم طبعی طور پر ہی اوس
حادثہ کے وقوعی اسباب اور علتون کو دریافت کرنے کی کوشش کرتے ہین کبھی تو
ہماری قوت متفکرہ اور قیاسیہ چند اسباب کو پیدا کرکے اوس حادثہ کے وقوعی
اسباب قرار دیتی ہے اور کبھی اونکو مردود ثابت کرکے اور جدید اسباب نکال
لیتی ہی اس رد و بدل سے اوس حادثہ کے وقوعی اسباب کا ایک صحت کے
ساتھ پتہ لگ جاتا ہے غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند کریم نے انسان
کی طبعیت مین بحث لازمی کا مادہ قدرتاً ودلیعت کر رکھا ہے ہر ایک انسان کا کسی
حادثہ کے وقوعی اسباب کے ادراک اور معلوم کرنے کے واسطے شوق اور جوش
ظاہر کرنا اس بات کے پختہ اور برجستہ برہان ہے کہ انسان طبعاً لازمی بحث کو
چاہتا ہے۔ اگر انسان نے طبعیت مین قدرتاً لازمی بحث یعنی تحقیقات کا مادہ
ودلعیت نہ کیا گیا ہوتو لازم ہے کہ انسان کو اسطرف مطلقاً توجہ اور شوق نہو
انسان کا اسطرف توجہ کرنا اس بات کو یاد دلاتا ہے کہ اوسکی طبعیت مین ہی
لازمی تحقیقات کا جوش اور مادہ موجود اور مخلوق ہے۔

بحث لازمی بہ نسبت اور بحثون کے زیادہ تر ادق اور مشکل ہے اور بحثون مین تو
اور طبعیتون کی طرف سے مدد ملجاتی ہے اس صورت مین محض اپنی طبعیت پر ہی
بھروسہ اور زور ہوتا ہے جو شخص اس نازک بحث (یعنے تحقیقات) مین
اپنے آپ کو مصروف کرنا چاہتا ہے اوسپر لازم ہے اور واجب ہی کہ نہایت مضبوطی
اور برجستگی کے ساتھ اس کوچہ مین قدم رکھے۔ گو اس تحقیقات کا خزانہ اور مصدر
انسان کی اپنی طبعیت ہی ہے مگر اس تحقیقات مین مصروف ہوتی جو مشکلین
اور دقتین حائل اور مزاحم ہوتی ہین وہ نہایت ہی مایوس ور حیران کرنے والی ہین

یہ کتنی بڑی مشکل ہے کہ ہم ایک حادثہ کے وقوعی اسباب کو بلا کسی اور خارجی امداد
کے دریافت اور معلوم کرنا چاہتے ہین ایسے وقت مین طبیعتین بالکل مایوس اور
حیران ہوکر رہجاتے ہین دل معذور اور مجبور ہوجاتے ہین قوت متفکرہ فکر و غور
سے جواب دیتی ہے اور قوت قیاسیہ قیاس اور اندازہ کرنے سے ہٹ جاتی ہی
اکثر انسان اسی وقتون مین مایوس ہوکر رہجاتے ہین اور تحقیقات لازمی کے
مفید سلسلہ کو ترک کردیتے ہین اور جو لوگ مستقیم المزاج ہوتے ہین وہ قائم اور ثابت
قدم رہکر منزل مقصود پر پہونچ جاتے ہین اسی حالتون مین بددل اور مایوس ہوجانا
چاہیے بلکہ قواے موہمہ کو ساتھ لیکر مضبوطی اور سلامتی سے تحقیقات کرنی چاہیے
جب لازمی طور پر عقلی مسئلون اور دقائق کی تحقیقات شروع کیجاوے تو محقق پر
لازم ہے کہ اول اون مسئلون اور دقیقون کے مبادیات اور خصوصیات اور لوازمات
پر نظر کرلے جب تک عقلی مسئلون اور دقیقون کے مبادیات اور خصوصیات اور
لوازمات پر نظر نہ کیجاویگی تب تک تحقیقات کامل اور مفید نہوگی۔ مثلاً
اگر ہم اس امر مین بحث کرین کہ پانی مین کسی دوسری چیز یا جسم پر دباؤ ڈالنے
کی طاقت ہی یا نہین تو سب سے اول ہمکو پانی کی خصوصیات اور لوازمات پر غور
کرنی پڑیگی جب تک ہم پانی کی خصوصیتون پر غور نہین کرینگے تب تک پانی کی
طاقت مذکور کی حالت پورے طور پر منکشف نہین ہوگی جب ہم یہ بھی نہین جانتے
کہ پانی کیا شے ہی تو پھر ہم اوسکے مخصوص طاقتون کو کامل طور پر کیونکر معلوم اور
دریافت کرسکتے ہین پانی کی مخصوص طاقتون اور آثار کا علم کافی تو اوسی صورت
مین حاصل ہوسکتا ہے کہ جب ہم پانی کی حیثیت کو دریافت کرلین۔ اگر ہم انسان
کے طبعی قوتون کی بابت بحث اور تحقیقات کرین تو اول ہمکو اون طبعی قوتون کے
خصوصیتون پر نظر کرنی چاہیے۔ طبعی قوتون کی خصوصیتون اور اصلی حالت اوسوقت

کھلیگی کہ جب اونکی خصوصیتون کا علم کافی حاصل ہوجائے ایک امر عقلی کی تحقیقات
اور بحث مین بعض وقت ہم اسواسطے غلطی اور دھوکہا کہا جاتے ہین کہ اوس امر
کی خصوصیتون پر لحاظ نہین کرتے - اگر ہم قبل از بحث یا تحقیقات امر قابل تحقیق
یا بحث کے مبادیات اور خصوصیات پر غور اور نظر کرلیتے تو غلطی کیون صادر ہوتی
تحقیقات اور بحث متعدی وہ بحث ہی کہ جسمین دو فریق ہوتے ہین ایک کو مدعی
اور دوسرے کو سائل کہتے ہین - مدعی وہ ہے کہ جو دعوی کے ثابت کرنے مین
سرگرم ہو اور سائل وہ ہی کہ جو دعوی مدعی کے ابطال کی کوشش کرتا ہو - ایسی
بحث مین بحث کرنیوالون کو بالخصوص مندرجہ ذیل خصوصیتون کی طرف خیال
اور لحاظ کہنا چاہیے اول دعوی مدعی کی تشخیص اور تخصیص کرنی ضروریات سی ہے
جب تک مدعی کے دعوی کی تشخیص نہوگی تب تک تحقیقات مفید نہ ثابت ہوگی
مدعی کا دعوی ہے مشخص اور مخصوص نہین تو تحقیقات کیا ہوگی خاک تحقیقات
اور بحث اوسصورت مین مفید ثابت ہوگی کہ جب دعوی کی تشخیص ہوجائیگی -
دعوی وہ کلام ہے کہ جسمین حکم موجود ہو یعنے دعوی اوس کلام کو کہتے ہین کہ جسکے
واسطے بحث یا تحقیقات کا انعقاد ہو - اور وہ دو قسم پر ہے ایک ایجابی - مثلاً
جو انسان ہے وہ ناطق ہے - دوسرا سلبی - مثلاً کوئی انسان ناہق نہین دعوی
سے مدعی کا اصلی مقصود یہ ہوتا ہے کہ وہ ثابت ہو کر دوسرے کے دلنشین ہوجائے
دوئم حیثیت دلیل کا جاننا ضروری ہے دلیل وہ صورت ہی کہ جسکے علم سے دوسری
شے کا علم ہوجائے - مثلاً عالم متغیر ہے اور جو متغیر ہے وہ حادث ہے اسکے
علم سے لازم آتا ہے حادث ہونا عالم کا اور حدوث عالم ایک دوسری شے تھی
دلیل دو قسم پر ہے ایک لمی کہ جسمین حد اوسط علت واقعہ ہو واسطے نسبت کے
ذہن اور خارج مین معاً مثلاً کہین کہ یہ محموم ہے کیونکہ متعفن الاخلاط ہے اور ہر

متعفن الاخلاط محموم ہے حد اوسط اسمین متعفن الاخلاط ہے اور وہ علت واقعہ ہے
واسطے نسبت کے ذہن اور خارج مین معاً - دوسری دلیل آنی کہ جسمین حد اوسط
علت واقعہ ہو واسطے نسبت کے صرف ذہن ہی مین فقط نہ خارج مین مثلاً کہین
کہ یہ متعفن الاخلاط ہے کیونکہ یہ محموم ہے اور ہر محموم متعفن الاخلاط ہے حد اوسط
اسمین محموم ہے اور وہ علت واقعہ ہے واسطے نسبت کے ذہن مین فقط نہ خارج مین
دعوی کو دلیل سے ایک خاص نسبت ہی جب تک دلیل کا کافی علم نہو گا تب تک
دعوی کی حالت بھی تفصیل سے نہین معلوم ہو سکتی - بحث کرنے والون پر اسکا
جاننا بھی ضروری ہے - تیسرے امارت اور تنبیہ اور مقاطع مانند دور اور تسلسل پر
غور کرنے لازم ہے ان امور اور ضروریات کے زیادہ تر تشریح علم مناظرہ مین ملیگی
مستعد طالبعلمون کو اوس فن شریف کتابون کو دیکھنا چاہیئے -

نمبر دوم اصول بحث نقلی

بحث نقلی مین ہمیشہ نقلی مسائل اور امور پیش ہوتے یا آتے یا کیے جاتے ہین -
نقلی مسائل اور امورات کی تنقیح اور تصحیح کے واسطے صورت یا سند نقل پر لحاظ
کرنا چاہیئے بلا سند یا صورت نقل پر اعتبار کر لینا یا اوسکے بھروسہ پر رائے قائم
کر دینے بحث اور تحقیقات کو غیر مفید بنانا ہے جب تک نقل کی سند اور صورت قابل
یقین کرنیکے نہو تب تک اوسپر اعتبار کرنا اپنی تحقیقات علمی کو ناقص اور کمزور
ثابت کرنا ہے چونکہ بحث کے متعلق علم مناظرہ کی کتابون مین ایک تفصیل اور
تشریح کے ساتھ قواعد اور اصول مندرج ہین اسواسطے ہم اونکے مختصر اظہار
پر بہاں کفایت کرتے ہین مستعد اور ہوشیار طالبعلمون اور طاقتون کو ترقی
دینے والون کو لازم ہے کہ علم مناظرہ کے مستند اور مشہور کتابون اور تصنیفات
کی طرف توجہ کرین -

اطاعت والدین

جب ہم دنیا کے کارخانہ اور سلسلہ پر غور کرتے ہین تو معلوم اور ثابت ہوتا ہے
کہ دنیا مین کوئی ایسی شے اور پیدائش نہین ہے کہ جسکو دوسری شے یا پیدائش
سے کوئی نسبت یا تعلق نہو دنیا کی ہر ایک شے یا پیدائش کو دوسری شے
یا پیدائش سے کوئی نہ کوئی نسبت اور تعلق ہوتا ہے جسطرح پر غور اور فکر کے بعد
اشیاء کے تعلق اور نسبت کو ثابت اور قبول کیا گیا ہے اسیطرح پر اس امر کو
مان لیا گیا ہے کہ اگر اوس تعلق اور نسبت کو ثابت اور قائم نہ رکھا جائے تو
ابتری اور خرابی پڑنے کا اندیشہ اور احتمال ہے انسان کو بھی جو دنیا کے دیگر
شیؤن اور پیدائش سے ممتاز اور اشرف پیدائش خیال کیا جاتا ہے ایک
دوسرے انسان سے کوئی نہ کوئی تعلق اور نسبت حاصل ہوتی ہے کوئی ایسا
بشر اور آدمی نہین ہے کہ جسکو دوسرے آدمی سے کوئی تعلق اور نسبت حاصل نہو
اگرچہ انسان آپسمین بہت سے تعلق اور نسبتین رکھتے ہین مگر ہم اس موقعہ پر
صرف ایک خاص نسبت کو بیان کرنا چاہتے ہین - خداوند کریم نے اپنی قدرت
کاملہ اور حکمت بالغہ سے انسان کی ترقی اور پیدایش کے سلسلہ کو مرد اور عورت
کے وجود پر منحصر رکھا ہے جب تک مرد اور عورت مین ایک خاص قسم کا تعلق اور
نسبت پیدا نہین ہوتی تب تک ایک دوسرا انسان وجود نہین پکڑتا جب خاص
تعلق اور نسبت پیدا ہوکر خداوند کریم کی قدرت سے ایک دوسرا انسان
وجود پکڑتا ہے تو اوسوقت مرد کو باپ اور عورت کو مان اور اوس نئے وجود کو
اولاد یا لڑکا یا لڑکی کہتے ہین - باپ اور مان کو اولاد سے باعث تولید یا ولادت
کے لحاظ سے باپ یا مان ہونے کی نسبت اور تعلق ہوتا ہے اور لڑکا لڑکی کو
مان باپ سے باعتبار مولود ہونے کے اولاد کی نسبت اور تعلق ہوتا ہے - یہ جدید

تعلق اور نسبت اوس وقت ظہور پذیر ہوتا ہے کہ جب پہلے مرد اور عورت مین
ایک خاص قسم کا تعلق اور نسبت پیدا ہولے جب تک وہ مخصوص تعلق اور نسبت
پیدا نہین ہوتی تب تک یہ جدید اور نسبت بھی ظہور مین نہین آتی - جب یہ
جدید نسبت ظہور مین آجاتی ہے تو ایک خاص مدت تک اس جدید اور خاص
نسبت کو مان باپ ہی ثابت اور قائم رکھتے ہین اولاد کو اوس خاص اور جدید
نسبت کے قائم اور ثابت رکھنے کی بابت کچھ تردد اور فکر نہین ہوتی - اس خاص
اور جدید نسبت کو ثابت اور قائم رکھنے کے واسطے مان باپ کو مختلف قسمون کی
دقتین اور تکلیفین اوٹھانی پڑتی ہین اگر مان باپ اون دقتون اور تکلیفون
کی برداشت نہ کرین تو اولاد کا بچنا دشوار اور مشکل ہوجائے اولاد کے پالنے
اور پرورش کرنے کے واسطے جن جن باتون اور وسائل کی ضرورت ہے وہ بجز
تکلیف اوٹھانے اور محنت کرنے کے حاصل نہین ہوسکتی ایک ایک ضرورت
کے رفع کے واسطے مان باپ کو مختلف رکاوٹون اور مزاحمتون کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے
اولاد مزے سے بیفکری مین کھاتی پیتی اور چین کرتی ہے اور مان باپ نسبت
جدید کو ثابت اور قائم رکھنے کے واسطے طرح طرح کی مصیبتین جھیل کر ضروریات
پرورش کو پورا کرتے ہین مان باپ پرورش اولاد کی ضروریات کے مہیا کرنے
کے واسطے رات دن محنت و تردد مین لگے رہتے ہین اور اولاد کو کچھ خبر بھی نہین
ہوتی مان باپ اپنے آپ کو مصیبت اور تکلیف مین ڈالنا پسند کرتے ہین مگر
اولاد کو محفوظ اور خوش رکھنا چاہتے ہین - جب اولاد کچھ ہوش سنبھالتی ہے
تو اوسکی درستی اور اصلاح کی مان باپ کو فکر ہوجاتی ہے مصیبتون سے اکٹھا
کیا ہوا مال و دولت اولاد کی درستی اور اصلاح مین صرف کردیتے ہین جب اولاد
جوان ہوتی ہے تو فطرت کے تقاضا سے اوسکے دل مین خود مختاری اور آزادی کا

جوش پیدا ہوتا ہے جب یہ فطرتی جوش ظہور مین آتا ہے تو مان باپ کی طرف سے
جو سلسلہ عمل اوس جدید نسبت کے قائم رکھنے کے واسطے شروع ہوتا ہے وہ اولاد
پر منتقل ہوجاتا ہے - جسطرح پر ابتدائے دونون مین مان باپ اوس جدید اور
خاص نسبت کو قائم اور ثابت رکھنے کے کوشش کرتے تھے اوسیطرح پر اس
انتقالی صورت مین اولاد پر اوس جدید نسبت کو اپنی طرف سے ثابت اور قائم
رکھنے کی کوشش کرنا ضروری اور لازمی ہے جسطرح پر مان باپ کی عدم توجہی اور اوس
جدید اور خاص نسبت کو نہ قائم رکھنے سے اولاد کی حالت اور طریق زندگی مین
ابتری پڑنے اور فرق آنے کا احتمال اور اندیشہ تھا اوسیطرح پر اولاد کی طرف سے
اس جدید اور خاص نسبت کے نہ قائم رکھنے کی صورت مین فساد اور ابتری پڑنے
کا احتمال اور اندیشہ ہے ابتری اور خرابی پڑنے کا احتمال اور اندیشہ اوس صورت
مین نہین ہے کہ جب اس جدید اور خاص نسبت کے دونون طرفین یا گوشے
برابر ہون اگر دونون گوشون مین سے کسی ایک گوشے مین فرق آجاتے تو
فی الفور ابتری اور خرابی نمودار ہوجائیگی اس جدید اور خاص نسبت کے ثابت
اور قائم رکھنے کے دو زمانہ ہین - ایک کو زمانہ اولے کہتے ہین - اور دوسرے کو
زمانہ ثانی - زمانہ اولے مین مان باپ کا فرض ہوتا ہے کہ نسبت جدید کو قائم
رکھین اور زمانہ ثانی مین اولاد پر نسبت جدید کا قائم اور ثابت رکھنا واجب ہی
اوپر کی سطرون مین ہمنے صرف اس امر کی بابت بحث کی ہے کہ اس نسبت جدید کا
قائم اور ثابت رکھنا دونون فریقون یعنے مان باپ اور اولاد پر واجب اور لازم ہے
اب ہم اس امر کو ظاہر کرتے ہین کہ جب ان باپ کی طرف سے اس نسبت جدید کو
ثابت اور قائم رکھا جاتا ہے تو اوسکو الفت پدری یا تربیت اولاد سے تعبیر کرتے ہین
اور جب اولاد کی طرف سے نسبت مذکور قائم کیجاتی ہے تو اوسکو سعادت فرزندانہ

اور اطاعت والدین سے موسوم کرتے ہین جسطرح پر الفت پدری اور تربیت اولاد کا
باضابطہ اور بااصول ہونا ضروری ہے اسیطرح پر سعادت فرزندانہ اور اطاعت والدین
کا باضابطہ اور بااصول عمل مین لانا ضروری ہے جسطرح پر الفت پدری اور تربیت
اولاد بے ضابطگی اور بے ترتیبی سے مفید ثابت نہین ہوتی اسیطرح پر سعادت فرزندانہ
اور اطاعت والدین بے ضابطگی اور بے ترتیبی سے بجاے مفید ہونے کے
نقصان رسان اور مضر ثابت ہوتی ہے - الفت پدری اور تربیت اولاد کے
اصولون اور طریقون کو تو ہمنے ایک تفصیل کے ساتھ تربیت اولاد مین بیان کردیا ہے
یہان پر صرف سعادت فرزندانہ اور اطاعت والدین کے طریقون اور اصولون
کو بیان کرتے ہین جسطرح پر الفت پدری اور تربیت اولاد کے اصولون اور طریقون
مین غلطیان واقع ہوجاتی ہین اسیطرح پر سعادت فرزندانہ اور اطاعت والدین
کے طریقون اور اصولون مین غلط خیالات مل جل کر غلطی پیدا کردیتے ہین یہ غلطیان
کچھ تو والدین کی طرف سے پیدا ہوتی ہین اور کچھ اولاد کی جانب سے والدین اپنی
غلطیون پر قائم اور ثابت رہتی ہین اور اولاد اپنی پر فریقین نفس اطاعت اور
سچی سعادت پر غور اور نظر نہین کرتی غلط اور کمزور خیالات کو حقیقی اطاعت اور
واجبی سعادت کے ساتھ ملادیتے ہین ایسے غلط اور کمزور خیالات کی آمیزش سے
والدین اولاد سے اور اولاد سے والدین شاکی اور ناخوش رہتی ہین والدین اولاد
کو نالائق اور ناخلف سمجھتے ہین اور اولاد والدین کو جابر اور نامنصف خیال کرتی ہے
نسبت مدید کے قائم رکھنے سے جو فائدہ حاصل ہونا چاہیے وہ فریقین کے کمزور خیالات
اور غلط رایون سے معدوم اور مفقود ہونے کے قریب جا پہونچا ہے سچی اطاعت
والدین اور حقیقی سعادت فرزندانہ وہ ہے جو غلط اور کمزور خیالات کی آمیزش سے
پاک اور صاف ہو - جو اطاعت اور جو سعادت فرزندانہ غلط اور کمزور خیالات سے

خالی نہین ہے وہ سچی اطاعت اور حقیقی سعادت نہین ہے نسبت جدید کے قائم
اور ثابت رکہنے کے واسطے سچائی اور خلوص نیت کا ہونا لازم ہے جسطرح بر والدین
زمانہ اولے مین سچائی اور خلوص نیت سے نسبت جدیدہ کو ثابت اور قائم رکہتے ہین
اسیطرح بر زمانہ ثانی مین اولاد کو نسبت جدیدہ کا قائم رکہنا اور والدین کو اوس نسبت
جدید کے قائم اور ثابت رکہنے کی تاثیرات کو قبول کرنا چاہیئے - اطاعت والدین کا
اصل الاصول یہ ہے کہ اونکو اپنا سچا بزرگ اور حقیقی محسن سمجھکر لائق تعظیم و تکریم خیال
کیا جاے ہر حال مین اونکی خوشنودی اور رضامندی کو ضرور اور مقدم سمجہا جاے
والدین کی عزت اور تعظیم و بزرگی کو دیکہا دیکہی نہ قبول کرنا چاہیے کیونکہ ایسی اطاعت
اور تعظیمین سچائی اور صداقت سے خالی ہوتی ہین خلوص نیت اور دل کی سچائی سے
والدین کو اپنا بزرگ خیال کرنا چاہیے - ہمکو اپنے والدین کا ایسا فرمان بردار بننا
چاہیئے کہ جسمین مصنوعی محبت اور جہوٹی خوشامد کو دخل نہو ہمکو اپنے ماں اور باپ کی عزت
اسواسطے تعظیم اور عزت نہین کرنی چاہیے کہ اونکے ہاتھ سے ہمکو نفع پہونچتا ہے
یا یہ کہ اونسے کسیقدر مدد ملنے کی توقع ہے - بلکہ اسواسطے کہ وہ ہمارے اعلی درجہ
کے بزرگ اور جاے ادب ہین اگر صرف مال حاصل کرنے کے واسطے ہی ہم اپنے
ماں باپ کی عزت اور فرمان برداری کرتے ہین تو اسکا کیا اعتبار رہے جب اونکے
پاس مال نہ رہے گا تو ہم فرمانبرداری بہی نہین کرینگے - ایسی مصنوعی فرمانبرداری
سے تو نافرمانی بہتر ہے فرمانبرداری وہ ہونی چاہیے کہ جو ہر حال مین ثابت
اور قائم رہے فصلی فرمانبرداری کا کیا اعتبار اور اثر ہے بعض لوگ والدین کے
اطاعت کو صرف اسیواسطے ضروری خیال کرتے ہین کہ اولاد کو اونسے فوائد کے
حصول کی توقع ہے میرے خیال مین صرف حصول فوائد کی توقع پر والدین کی فرمانبرداری
کرنا بہی فرمانبرداری نہین ہے اسمین کچھ شک نہین ہے کہ توقع حصول فوائد بہی

اطاعت اور فرمانبرداری کرنے کا ایک جزو ہے مگر سچائی اور صداقت اس امر کی متقاضی ہے کہ اسی جزو کو والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری کا جزو اعظم نہ خیال کیا جاے - اونکے درجے اور رتبے کو جو اونکو قدرتاً عطا ہوا ہے اور اس امر کو کہ وہ ہماری پیدائش کے بنیاد ہین اونکی عزت اور تعظیم کا اصلی موجب قرار دینا چاہیے - جس عزت اور تعظیم مین مصنوعی محبت کو شامل کیا جاتا ہے وہ سچی تعظیم اور حقیقی اطاعت نہین ہوتی بعض اشخاص خیال کرتے ہین کہ والدین کی فرمانبرداری اور اطاعت صرف اسیقدر ہے کہ اونکے حکمون اور فرامین کو تسلیم اور قبول کرلیا میری راے مین والدین کی سچی فرمانبرداری کا یہ خاصہ اور تعریف نہین ہے والدین کے حکمون اور فرامین کو تسلیم کرنا یا نہ کرنا ایک جدا بات ہے سچی اطاعت یہ ہے کہ اونکو بزرگ خیال کیا جائے مان باپ انسان اور بشر ہوتے ہین اور یہ بات مان لیگئی ہے کہ بشر سے غلط راے یا غلط حکم کا صادر اور واقع ہوجانا محتمل اور ممکن ہے فرض کرو کہ ایک شخص کے والدین نے ایک غلط راے یا غلط حکم کے قبول کرنے کے واسطے اپنے لڑکے یا لڑکی کو کہا اب بموجب قول عامہ کے لازم آتا ہے کہ اوس غلط حکم یا غلط راے کو تسلیم کیا جاوے مگر دوراندیشی اور دانائی اس بات پر فتوی دیتی ہے کہ اوس غلط راے یا غلط حکم کا قبول کرنا ضروری نہین سچی اطاعت یہ ہے کہ اولاد اوس حکم یا راے کی غلطی اور سقم کو دریافت اور معلوم کرکے شائستگی اور ادب سے والدین کو اوس سے متنبہ اور آگاہ کرے - یہ سچی فرمانبرداری نہین ہے کہ والدین کو ایک غلطی کرتے دیکھکر خاموشی اختیار کیجاوے بڑون کی اطاعت اور فرمانبرداری اسواسطے کیجاتی ہے کہ اونکی بزرگی اور عزت قائم رہے - جب اونکو غلط راے پر قائم رہنے دیا تو پھر اونکی عزت اور بزرگی کیا رہیگی اگر زید کا باپ بکر زید کو یہ کہے کہ تو فضل کے گھر چوری کرکے اوسکا

روپیہ لے آئو زید پر بوجہ اسکے کہ اوسکے باپ بکر کا حکم غلط ہے لازم نہین ہے
کہ اوس حکم کی تعمیل کرے - زید پر بجاے اوس غلط حکم کے تعمیل کرنے کے
یہ لازم ہے کہ اپنے باپ بکر کو اس غلط حکم کے برائیون اور قباحتون سے متنبہ
اور آگاہ کرے اور اس بات کے کوشش کرے کہ اوسکا باپ ایسے قبیح حکمون
کے صادر کرنے سے قطعاً احتراز کرے اگر زید اپنے باپ کی فرمانے کے بموجب ہمارے
نفقل کا روپیہ چرا لے تو میرے خیال مین زید کو اپنے باپ بکر کا سچا فرمانبردار
نہین کہا جایگا جس حالت مین زید اپنے باپ بکر کے حکم کے قباحتون اور برائیون
کو صراحتاً جانتا تھا تو لازم تھا کہ اپنے باپ بکر کو چوری کی قباحتون اور برائیون
سے مطلع اور خبردار کردے شاید اوسکے کہنے سننے سے بکر اپنے برے ارادے
اور معیوب فعل سے باز آجائے - اگر بکر زید کے کہنے سے باز نہ آئے اور اپنے غلط
حکم کی تعمیل پر اصرار کرے تو اوسکا اختیار ہے زید کا فرض ادا ہو گیا اوسنے
سچی اطاعت اور فرمانبرداری کا جو حق تھا وہ ادا کردیا اگر لوگ اس سبب سے
زید کو باپ کا نافرمانبردار کہین کہ اوسنے چوری نہین کی تو یہ اونکی غلطی ہے
زید نے اوس فرمانبرداری کا حق ادا کردیا جو کہ اوسپر از روے تقاضای قانون
فطرت کے ضروری اور واجب تھی اگر زید اپنے باپ بکر کے کہنے کے موافق چوری
کرتا تو فرمانبرداری کے حق کو پورا اور ادا نہ کرسکتا - سچی فرمان برداری کی
شناخت یہ ہے کہ وہ قانون فطرت کے مطابق ہو چوری کرنا قانون فطرت کے
مطابق نہین ہے البتہ چوری سے انکار کرنا قانون فطرت کے مطابق ہے - لوگون
کی یہ بڑی غلطی ہے کہ وہ اطاعت اور فرمانبرداری کو صرف کسی برے بھلے حکم کا
قبول کرنا اور مان لینا ہے سمجھتے ہین سچی اطاعت اور حقیقی فرمانبرداری کے یہ معنے
نہین ہین - سچی اطاعت اور حقیقی فرمانبرداری کا یہ اصول ہونا ہے - کہ والدین کی

غلطیون اور کمزوریون سے بچایا جاوے - اگر والدین غلطی کرین تو اونکو تہذیب کے ساتھ روکا جائے والدین کو غلطی سے روکنا خیرخواہی اور سچی محبت مین داخل ہے اور خیرخواہی اور سچی محبت فرمانبرداری اور اطاعت کا جزو اعظم ہی فرمانبرداری اور اطاعت ظاہر ہے اوسوقت ہوتی ہے کہ جب فرمانبردار اور مطیع کے دل مین مطاع کی خیرخواہی اور محبت ہو جس اطاعت کے ساتھ مطاع کی خیرخواہی اور سچی محبت شامل نہین ہے وہ اطاعت اور فرمان برداری نہین ہے وہ تو ایک دھوکھے کی ٹٹی اور دن کٹنے کا ذریعہ ہے یہ کیا اطاعت اور فرمانبرداری ہے کہ ہم مطاع کو ٹھوکر کھاتے اور غلطی کرتے دیکھ کر کلید بہ دہن رہین کیا ہمارے چپ رہنے اور غلطی کرنے والے مطاع کو نہ آگاہ کرنے کا یہ منشار اور نتیجہ نہین ہے کہ مطاع غلطی کرنے کے باعث مختلف قباحتون اور برائیون مین مبتلا ہو اگر اطاعت اسی طریق عمل کا نام ہے تو خدا جانے دشمنی کس جانور کو کہتے ہین اگر یہ کہا جاے کہ زید کے انکار کرنے سے اوسکا باپ بکر خوش اور رضامند نہوگا اور باپ کے خوشی اور رضامندی تکمیل اطاعت کے واسطے ضروری ہے تو اسکا یہ جواب ہے کہ زید کے انکار کرنے سے اوسکے باپ بکر کو جو ناخوشی اور نارضامندی ہوتی ہے وہ قابل اعتبار اور لائق تمسک نہین ہے اصلیت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زید کا چوری سے انکار کرنا ناخوشی اور نارضامندی کا موجب نہین ہے بکر کے فطرتی خواہش کا بھی یہی تقاضا ہے کہ چوری اچھا فعل نہین ہے اگر زید اچھے حکم اور نیک فعل کے کرنے سے انکار کرتا تو بلاشک بکر کی نارضامندی اور ناخوشی کا افسوس تھا برے فعل اور نقصان رسان حکم کے انکار سے جو نارضامندی و ناخوشی پیدا ہوتی ہے وہ افسوس اور لحاظ کے قابل نہین ہے - جیسا بعض لوگ حکم والدین کے تعمیل اور انکار کی بابت غلطی کرتے ہین اسیطرح برادر باتون کی

ثابت غلطیان ہوجاتی ہین نفس اطاعت پر تو خیال نہین کرتے کمزور خیالات کے پیروی
سے غیر مفید طریقہ اختیار کر لیتے ہین کمزور اور غلطی آمیز خیالات سے بچنے کے واسطے یہ
اصول قرار دینا چاہیے کہ والدین کی اطاعت اوسی مقدار اور حد تک فرض اور واجب
ہے کہ جو قانون قدرت اور شریعت حقہ اور عقل کے موافق ہے - جو اطاعت فطرتی
قانون سے باہر یا اوسکے مغائر ہے وہ اطاعت نہین ہے نافرمانی اور تمرد ہے
والدین یہ خواہش کرسکتے ہین کہ اولاد بدیہی صداقتون اور اچھے فعلون سے
اعراض کرے مگر اولاد پر واجب اور لازم ہے کہ صداقتون اور اچھے فعلون سے
ہرگز انکار نہ کرے اگر ہم والدین کے کہنے کے بموجب صداقتون اور اچھے فعلون کو
چھوڑ دینگے تو ہم اپنی بیوقوفی سے خدا کے قانون کو توڑنے والے بنینگے خدا اور ہمارے
فطرت جسپر خدا نے ہمکو پیدا کیا ہے یہ نہین چاہتے کہ ہم صداقتون اور اچھے فعلون
اور نیکیون کا والدین کے کہنے پر خون کردین - دانائی اور دور اندیشی یہ ہے کہ
ہم مان باپ کے فرمانے پر صداقتون اور نیکیون کا خون نکرین بلکہ اس بات پر
زور دین کہ ہمارے مان اور باپ بھی ہماری طرح صداقتون کو قبول کرین -
اگر مان باپ ہمکو صداقتون کے قبول کرنے سے روکین تو ہمکو کسی حال مین
روکنا نہ چاہیے مگر مان باپ کو اس غلطی اور روک کے واسطے ناچیز اور بی عزت
نہ خیال کرنا چاہیے غلط حکم دیدینا اور شئے ہے اور مان باپ کا لائق ادب اور قابل
تعظیم اور بزرگ ہونا اور شئے ہے مان باپ کے کسی حکم اور راے مین کمزوری یا
غلطی کا پایا جانا اس امر کا مستلزم اور موجب نہین ہے کہ اونکو ناچیز اور حقیر
حقیر الحیثیت خیال کیا جائے ہم غلط حکم نہ قبول کرین مگر عزت اور بزرگی برابر
ثابت اور قائم رکھنی چاہیے جسطرح پر قبل از صدور غلطی کے مان باپ کو لائق ادب
اور قابل اعزاز و احترام سمجھتے تھے اسیطرح پر بعد از صدور غلطی سمجھنا چاہیے اولاد

مان باپ کی غلطی آمیز فعل سے انکار کر سکتے ہے مگر مان باپ کے درجہ اور بزرگی اور
قسم قسم کے احسانات سے منکر نہین ہو سکتے خدانے اولاد پر مان باپ کو جو عزت
اور حرمت اور رتبہ و بزرگی عطا کی ہے وہ باوجود صدور غلطی کے بھی ثابت اور
قائم رہتی ہے اولاد کی سعادت یہ ہے کہ اوس قدرتی عزت اور امتیاز کی ہر حال
مین قدر کرے مان باپ کو اپنے حق مین ایک پورا مہربان اور مددگار خیال کرے
اونکی خبرگیری اور مدد اور دلجوئی اور تعظیم و تکریم اپنی سعادت کا ایک جزو اعظم
جانے - سچے دل سے اونکے ساتھ الفت اور محبت کرے مصیبتون اور رنجشون
مین اونکا ساتھ دے اور دقتون اور تکلیفون مین اونکی تسلی اور تشفی کا باعث
ہو جسطرح پر والدین اولاد کو اپنی آنکھ کی پتلی دل کا چین خیال کرتے ہین
اسیطرح اولاد پر لازم ہے کہ اپنے والدین کو اپنا سر تاج اور قبلہ و کعبہ سمجھے
ہر حال مین اس امر کی تلاش کرے کہ زمانہ ثانی مین اوسکے ہاتھ سے والدین
کو آرام اور آسایش حاصل ہو - جو اولاد زمانہ ثانی مین والدین کی خدمت اور
ادب اور خبرگیری کرتی ہے اور اوسکو اپنی سپیشل ڈیوٹی سمجھتے ہے وہ اطاعت
والدین اور سعادت فرزندانہ کا حق نیک نیتی سے ادا کر دیتی ہے اور جو اولاد
زمانہ ثانی مین بجاے آرام دینے اور آسایش پہونچانے کے والدین کو طرح طرح کی
تکلیفین پہونچاتی اور مصیبت کے دن دکھاتی ہے وہ دنیا اور عقبی مین روسیاہ او
رسوائی حاصل کرتی ہے جو لڑکے بالڑکا زمانہ ثانی مین مان باپ کو تنگ کرتا ہے
اوسکے واسطے بہتر تھا کہ وہ دنیا مین پیدا نہو تا سعادتمند وہ اولاد ہے کہ جو سچائی
اور نیک نیتی سے اپنے پیارے مان باپ کی عزت اور بزرگی کو قائم رکھتی ہے اور اونکی
حقیقی اطاعت اور سچی فرمان برداری کو دیانت اور قانون فطرت کے مطابق پورا
اور کامل کرتی ہے - اے خدا ہم سبھون کو یہ نیک توفیق بخش کہ ہم محبت اور سچائی

سے اپنے مان باپ کی بزرگی اور عزت اور قدر کرین۔ اللّٰھم آمین

تربیت اولاد

اگر ہم انسان کی تربیت اور تعلیم کی مقررہ اوقات پر نظر کرین تو ہمکو بہت سے
تجربون اور آزمایشون کی شہادت اور گواہی سے یقین کرنا پڑیگا کہ انسان اگرچہ
اپنی ساری زندگی مین کسب کمالات کرسکتا ہے اور اپنے آپ کو لایق اور مہذب
بنا سکتا ہے مگر تب بھی اوسکے تربیت اور تعلیم کا ایک وقت اور زمانہ مقرر ہے۔
اگر اوس زمانہ کی ابتدا یعنے شروع پر لحاظ کیا جاوے تو روز تولید سے ہی گنا
جاویگا اور اوسکی انتہا پچیس سال تک لفظ انتہا سے یہ مراد نہین کہ انسان
اوس حد پر پہونچکر ازدیاد تربیت اور معلومات سے عاری ہوجاتا ہے نہ بلکہ
اوس سے صرف یہی مراد ہے کہ اس حد تک انسان محتاج تعلیم اور تربیت ہوتا ہے
اوس سے آگے انسان کے معلومات کے پرین اپنی ذاتی اور اندرونی قوت اور
زور سے چلنے لگتی ہے۔ تربیت اور تعلیم کی اوقات مین سے جو اوپر ذکر کیے
گئے ہین بہت سے ایسے وقت ہین جنکی اصلاح اور درستگی دوسرے لوگون کے
ہاتھ مین ہوتی ہے اور گو اونکا کوئی حصہ خاص معلم کے قبضہ مین بھی ہوتا ہے
مگر اوسمین بھی اغیار کا کچھ نہ کچھ دخل ہے۔ اوپر کی مختصر بحث سے یہ نتیجہ نکلا کہ
انسان کی تربیت اور تعلیم کا مقررہ وقت ابتداے عمر کا حصہ ہے جو یوم ولادت
سے شروع ہوتا ہے اور وہ حصہ والدین کی نگرانی کا محتاج ہے۔
حکما کا مقولہ ہے کہ انسان جیسا صغر سنی یعنی ابتدائی عمر مین تربیت اور تعلیم
پاسکتا ہے ایسا کسی دوسرے حصہ مین حاصل نہین کرسکتا اسکی بہت سی وجہین
ہین چھوٹی عمر مین انسان کے سارے قوی اور طاقتین صحیح وسالم ہوتے ہین
اور اوسکے خیالات منتشر نہین ہوتے اور حواس صوری ومعنوی قایم الاعتدال

ہوتے ہین اور کسی قسم کا غم اور فکر لاحق حال نہین ہوتا غرض سب طرح سے فراغت
اور بشاشت حاصل ہوتی ہے حکمار کا قول ہے کہ انسان کی ابتدائی عمر کا حصہ
ہری لکڑی سے مشابہت رکھتا ہے ہری ٹہنی کو جسطرح پر پھیرنا چاہو پھیر لو
ایسا ہی چھوٹے لڑکون اور لڑکیون کو جن اخلاق اور اوصاف کا خوگیر اور پابند
بنانا چاہین بنا سکتے ہین - اولاد نعماے سبحانی اور آلاے رحمانی کا ایک بڑا
محکم نمونہ ہے لاکن اس نمونہ اور نعمت کی تاثیرات اوسی صورت مین عمدہ اثر پیدا
کر سکتے ہین کہ جب اس نمونہ اور نعمت کو ایک عمدگی اور خوش اسلوبی سے کام مین
لایا جائے - مستحسن استعمال سے یہ مراد ہے کہ اولاد کو کم سنی مین معقول اور پسندیدہ
طریقون پر پرورش اور تربیت کیا جاوے اولاد کا صغر سنی مین معقول طور پر
تربیت کرنا اپنی بزرگی اور عزت کو قایم کرتا ہے اور غیر معقول طریق پر پرورش کرنا
اپنی عزت اور نکرست کو ڈبو دیتا ہے - اولاد سے صرف لڑکے ہی مراد نہین بلکہ
لڑکیان بھی والدین پر جیسا لڑکون کے واجبی نگرانی اور خبر گیری ضروری ہے
ایسا ہی لڑکیون کے جیسا لڑکون کو قدرتاً اور انساناً والدین پر استحقاق تربیت اور
پرورش کی ڈگری حاصل ہے ایسا ہی لڑکیون کو الہی عدالت سے ڈگری کا پرچہ
حاصل ہے الہی کورٹ کے جج نے لڑکون اور لڑکیون کی نگرانی اور تربیت مساوی
رکھی ہے - بعض انسانی جماعتون مین اوس کمزور خیال کو ایک سچا اور زور آور
خیال سمجھا گیا ہے کہ والدین پر صرف لڑکون کی تعلیم و تربیت فرض اور ضروری ہے
لڑکیون کے عمدہ طور سے تربیت کرنا کچھ ضروری نہین یہ خیال محض نکما ہے سچ یہ ہے
کہ جیسا لڑکون کو الہی کورٹ کے قانون کے مطابق والدین سے تعلق اور ربط ہے
ایسا ہی لڑکیون کو حاصل ہے ابتداء عمر مین اولاد پر والدین کے کہنے سننے کا بہت کچھ
اثر ہوتا ہے اس تاثیر کی یہ وجہ ہے کہ اولاد اونکو دل سے اپنا ہمدرد اور سچا محسن

خیال کرتی ہے اور جانتی ہے کہ والدین ہمارے دل سے ہمدرد اور خیر خواہ ہین اور
تانُس اور محبت کے باعث اونکے دل ایک سہولت اور عمدگی سے متاثر ہوتے ہین جب
لڑکا یا لڑکی پیدا ہوتی ہے تو ساعت ولادت سے ہی پرورش اور تربیت کا زمانہ
شروع ہو جاتا ہے اور اون وقتون کی نگرانی محافظین اور والدین کے ذمہ ہوتی ہی
شروع یوم ولادت سے والدین پر ضروری اور فرض ہے کہ اولاد کے معقول تربیت
شروع کرین بعض لوگ خیال کرتے ہین کہ چھوٹے چھوٹے لڑکون اور لڑکیون کو آموزش
اور تعلیم کی کیا ضرورت ہی یہ بڑی غلطی اور لغزش ہے اگر ہم کم سنی کے عزیز وقت کو
کہو دینگے تو پھر اس سے بہتر اور مفید وقت ہرگز دستیاب نہین ہوگا - اول
والدین پر ضرور ہے کہ اپنی اولاد کو زیبا اور اچھے نامون سے موسوم کرین اگرچہ نامون
سے آدمی کی ذاتی لیاقت مین کچھ زیادتی اور کمی نہین ہوتی مگر جب اولاد بڑی ہوتی
ہے تو برے نامون سے ایک کراہت پیدا ہوتی ہے اور اپنے والدین کو ملزم
بناتے ہین - اولاد کی پرورش اور تربیت کے واسطے یہ طریقہ اختیار کرنا لازم
ہے کہ چھوٹی عمر سے ہی اونکو معقول لوگون کی صحبت مین بٹھایا اٹھایا کرین تاکہ ان
لوگون کے اچھے اور معقول عادات کے پیرو اور خوگیر ہو جاوین اگر چھوٹے چھوٹے
لڑکون اور لڑکیون کو برے اور غیر معقول آدمیون کے ہم صحبت مین رکھا جاویگا
تو انہین بری عادات کے پیرو اور مقتدی ہو جاوینگے - والدین پر فرض اور
مناسب ہی کہ لڑکون اور لڑکیون کو ہمیشہ صفائی کی طرف توجہ دلاتے رہا کرین
اور خود اونکے بدن اور پوشاکون کو کثافت اور غلاظت سے پاک رکھا کرین اسمین
دو فائدے ہین ۱ ایک یہ کہ حدوث امراض متعفنہ سے آرام رہتا ہے اور دوسرا
یہ کہ اولاد کو ابتدائے عمر سے ہی لطافت اور صفائی کا شوق پیدا ہو جاتا ہی جو اونکے
اخیر عمر تک کام دیتا ہے ہماری ملک کے بعض لوگ کہا کرتے ہین کہ لڑکون اور لڑکیون کو

چھوٹی عمر مین صفائی کی کیا ضرورت ہے اونکے نزدیک کثافت اور لطافت یکسان ہے یہ قول بالکل لغو اور عبث ہے اگرچہ خوردسال اولاد کو کثافت اور لطافت مین چندان تمیز نہین ہوتی مگر انکو عادت تو پڑجاتی ہے جو جوانی مین کام آتی ہے والدین کو مناسب ہے کہ اولاد کو ایسا لباس پہناوین جو مہذب اور معقول ہو اور جسمین صحت بدنی کا بھی لحاظ رکھا گیا ہو بہت سے ایسے لباس ہین جس سے صحت کو نقصان پہونچتا ہے اور آدمیت مین فرق آتا ہے سب سے بہتر وہ لباس ہے جو سپاہیانہ وضع کا ہو کیونکہ اوسمین آدمی کا بدن چست اور گٹھا رہتا ہے لڑکیون کے واسطے بھی ایک معقول قطع کا لباس ہونا لازم ہے - زیور پہنانا اچھا اور مناسب نہین ہے اولاد خصوصاً لڑکون کو اور نہ اونکے کانون اور ناک کو چھیدنا چاہیے - زیور پہنانے مین علاوہ قدرتی ہیئت بگاڑنے کے جان کا نقصان بھی متصور ہے ہندوستان مین بہت سی ایسی وارداتین گذرتی ہین جو زیورات کے اُتارنے کے خاطر کیجاتی ہین زیور پہنانے سے انسان کے ہیئت اور طرح وضع عورتون سے ملتی جلتی ہے جن لڑکون کو زیور پہنایا جاتا ہے اونکے ہاتھ اور کلائیین اور کان اور ناک ہمیشہ کثیف اور گندے رہتے ہین اور اونمین ڈو ڈو اچھا میل جم جاتی ہے گوری گوری کلائیون پر جوڑہ پہنادینا اونکی قدرتی ہیئت مین فرق لانا ہے لڑکیون کو بھی صرف اتنا ہی زیور پہنانا لازم ہے جو ضروری ہے خواہ مخواہ ہاتھ پانون ناک جکڑ دینا کیا معنے رکھتا ہے - مرد زیور پہننے اور نازنین بننے کے واسطے پیدا نہین ہوے بلکہ حوصلہ اور مردمی ظاہر کرنے کے واسطے جو شخص مرد ہو کر زیور پہنتا ہے اپنی مردمی اور حوصلہ کو خود بٹہ لگاتا ہے والدین پر لازم ہے کہ چھوٹے چھوٹے لڑکون اور لڑکیون کے روبروے ایسی باتین اور کام نہ کرین جس سے اولاد کی تربیت اور سعادت مین کچھ فرق آتا ہو جو شخص

حرکات مذموم اور اطوار مکروہ کا خوگیر اور پابند ہوا وسکو لڑکون اور لڑکیون کے
پاس آنے سے منع کرین مین نے بہت سے ایسے لڑکے اور لڑکیان دیکھے ہین جو
چھوٹی عمر مین ہی پرلے درجہ کے بیباک اور بیخوف ہو جاتے ہین اپنے مان باپ کو
گالی دینا پیار سے بُلانا سمجھتے ہین اور بعض ہاتھ پانون سے بُری اور مکروہ حرکات
کرنے لگ جاتے ہین - تھوڑے دنون کا ذکر ہے کہ مین نے ایک جوان آدمی کو
اس حرکت کا پابند دیکھا کہ وہ بار بار زبان کو مُنھ سے نکالتا تھا اور پھر اندر کر لیتا تھا
جب اس حرکت کا سبب اور موجب دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ چھوٹی عمر مین جب
اوسکی مان اسکو گود مین لیکر کھلایا کرتی تھی تو اوسی طور پر بار بار اپنی زبان نکال کر
اوس سے کُلیلین کیا کرتی تھی اس سبب سے اوس لڑکے کی بھی وہی عادت پڑ گئی
والدین کو لازم ہے کہ اولاد کے ساتھ اسقدر ناز اور پیار سے پیش نہ آئین کہ اولاد
کے دل سے اونکا رعب داب کافور ہو اور نہ اسقدر سیاست کرین کہ اولاد اونکو
اپنا دشمن خیال کرے ہر یک پہلو کو اعتدال پر رکھین اور اس مصرعہ پر عمل کرین
ع درشتی و نرمی بہم در بہ است * کئی لڑکے اور لڑکیان سیاست سے بگڑ
جاتے ہین اور کئی پیار اور محبت سے جو شخص اپنی اولاد سے بالاعتدال پیش آتا ہے
البتہ اوسکی اولاد طرح طرح کی خرابیون اور بدنامیون سے بچ رہتی ہے اور جو شخص
ایک ہی پہلو کو دبائے جاتا ہے اوسکی اولاد بھی یکطرفہ ہی چلتی ہے ترقی اور
بہبودی کی بلندی پر چڑھنے کے لیئے اعتدال کی سیڑھی نہایت موزون اور زیبا ہے
جو آدمی اعتدال کی سیڑھی چھوڑ کر افراط و تفریط کی سخت راہ سے گذرتا ہے
اپنے پانون پر کُلھاڑی مارتا ہے - بعض لوگون کی عادت ہو گئی ہے کہ لڑکون
کے بال عورتون کیطرح بہت لمبے لمبے رکھتے ہین جس سے اپنے نزدیک وہ اونکی
زیبایش اور آراستگی خیال کرتے ہین مگر اگر طبی اور ڈاکٹری شاہد کی گواہی پر

اعتماد اور اعتبار کیا جائے تو مردون کا عورتون کیطرح لنبے لنبے بال رکھنا علاوہ
ایک قسم کی بے اعتدالی اور ناشائستگی کی اولاد کی صحت اور تندرستی مین فرق لاتا ہے
اسلیئے مناسب اور ضرور ہے کہ لڑکون کے بال عورتون کی طرح نہ رکھا کرین لڑکون
کے سر کے بالون کا پیمانہ حد تین اُنگل نہایت مناسب اور زیبا ہے - بعض لوگون
کا ایک یہ بھی دستور ہے یہ دستور مذہبی رسمون کی جزو بن گیا ہے کیونکہ اسکو
بڑی آرزو اور منت سے منایا جاتا ہے کہ کسی پیر یا دیوتا کے نام سے لڑکے کے
سر پر ایک مقررہ مدت تک بال قائم رکھکر پیر یا دیوتا کے چڑھاوے اور بالون سے موسوم
کرتے ہین خیال فرمانا چاہیے کہ اگر کسی لڑکے کے سر پر دو تین سال تک اس رسم
کی پیروی اور اقتدا سے بال رکھے جاتے ہونگے تو اوسکے قوی اور حواس مین کیا
کچھ انقلاب واقعہ ہوتا ہوگا مکتبون اور اسکولون مین دیکھا جاتا ہے کہ جن
طالبعلمون کے بال حد سے لنبے اور زیادہ ہوتے ہین اونکو گرمی کے موسم مین بال
کھجلانے سے فرصت نہین ملتی اونکے ہاتھ تمام اور شانہ کیطرح سر مین ہی رہتے
ہین اس صورت مین پڑھائی اور محنت مین ضرور ہی فرق آجاتا ہے جب لڑکا
اور لڑکی پانچ چھ سال کا ہو جائے تو اوسکو والدین اپنے طور پر زبانی عمدہ عمدہ
اخلاق اور شائستہ اطوار کی تعلیم دینی شروع کرین کیونکہ جسوقت اولاد والدین
سے مبادی حاصل کریگی تو اوسکو اسکول اور مدرسہ مین داخل ہونے چندان دقت
اور مشکل معلوم نہوگی بلکہ اونکے دلون مین اگلی چاشنی کے سبب سے ایک ولولہ
اور شوق پیدا ہوگا اور روز بروز اپنے جوش اور شوق سے علمی مدارج مین ترقی
اور رونق پکڑتے جائینگے - یونان کے حکیمون کا ابتدا سے یہی قاعدہ اور اصول مقرر
تھا کہ وہ اپنے اولاد کو قبل از داخل اسکول خود مبادی علوم سے آشنا کر دیا کرتے
تھے اور نہایت دلچسپ اور دلسوز تمثیلون سے اونکے آتش شوق کو بھڑکاتی تھے

اس معقول قاعدہ کے برتنے سے اونکے اولاد صغر سنی مین ہی تحصیل علوم کی شائق
ہو جاتی ہے جیسا یونانی حکیمون کا اصول تھا ایسا ہی یورپین فلاسفر ذکر کرتے ہین۔
انگریزی زبان مین بہت سے ایسے چھوٹی چھوٹی کتابین ملینگی جنمین چھوٹی عمر کی اولاد
کو مبادی علوم مین ذہن نشین کرانے کے لئے نہایت دلچسپ اور نرم جملون مین چھوٹے
چھوٹی تمثیلین لکھی گئی ہین آپ لوگ اگر اون کتابون کو دیکھینگے تو آپکو بہت سی
ایسی کہانیان اور تمثیلین ملینگی جو لڑکون اور لڑکیون کے ماؤن کی زبانی بیان ہوئی
ہین کہین کسی لڑکے کے مہذب اور پیاری مان نرم نرم جملون مین بڑے پیار اور
خوشی سے آسمان کا حال بیان کرتی ہی اور کسی تمثیل مین علم ہوا اور علم آب بیان ہوتا ہے
کسی مین علم گمسٹری اور جیالوجی کے مسائل ہی بیان ہوئے ہین کسی کی مان آسان
آسان فقرون مین قومی ہمدردی کے فواید جتا رہی ہے کوئی اپنی ننھے سے پیارے
بچے کو کلمس کے سفر کا حال بتاتے ہی برخلاف ان مفید اور عمدہ اصولون کے ہمارے
ملک کے لوگ اپنے خورد سال اولاد کو نادوادا سے بڑے بڑے حرکات اور عادات
کے پیرو بنا دیتے ہین گر یوروپ مین ننھے ننھے لڑکون اور لڑکیون کو مبادی علوم
سکھائے جاتے ہین تو ہندوستان مین گالیون اور ٹھٹھہ مسخری کی تعلیم ہوتی ہی
مصرع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ٭ چونکہ اب تعلیم کا بیان شروع
کیا گیا ہے اسواسطے ذکور اور اناث کے خیال سے یہ بیان دو نمبرون
مین لکھا جاتا ہے۔ پہلے نمبر مین لڑکون کی تعلیم کا بیان ہوگا اور دوسرے
نمبر مین لڑکیون کا۔

نمبر اول

والدین پر فرض اور ضروری ہے کہ سات حد آٹھ سال کی عمر مین لڑکے کو اسکول
مین داخل کرین گر یہ نہو کہ بعد داخل اسکول پرایویٹ تعلیم اور تربیت سے ہاتھ

اشٹالیون جیسے کہ قبل از دخول اسکول پرایوٹیٹ تربیت کا سلسلہ جاری تھا اسیطرح
پر بعد از ادخال جاری اور قائم رہنا مناسب ہے اگر ایک طرف لڑکون کو اسکول مین
تعلیم ہوتی ہو اور دوسری طرف پرایوٹیٹ تعلیم کا سلسلہ جاری ہو تو تربیت دوبالا
ہوجاویگی اور دونون مین ہی علم اور تہذیب کی بے بہا دولت مل رہیگی۔

جب لڑکا اسکول مین دو تین علمی شاخون مین قدرے مہارت اور درک پیدا کرلے
تو پھر والدین کو اوسکے طبعی میلان کی طرف غور کی نظر سے دیکھنا چاہیے اور خیال
کرنا چاہیے کہ لڑکے کی طبعیت کس علم کی طرف راجع ہے کیونکہ انسان طبعون مین
اختلاف رکھتا ہے جسکو مین پسند کرتا ہون اسکو میرا کوئی دوسرا بھائی پسند نہین کرتا
اور یہ بات تجربہ سے ہاتھ لگ چکی ہے کہ طالبعلمون کے طبائع تحصیل علوم کے وقت
ایک یا دو علمون سے ہی مانوس اور مرغوب ہوتے ہین پس والدین کو لازم ہے کہ
اپنی اولاد کے طبعی میلان کی طرف ضرور تا لحاظ رکھین جس شاخ کی طرف اونکو
مائل اور راغب دیکھین اوسی شاخ پر لگاوین اگر لڑکے کو اوسکی طبعیت کے اولٹ
غیر مانوس شاخون مین دیا جائیگا تو ایک کراہت اور عدم میلان کے باعث
لڑکا تحصیل علوم سے محروم رہ جائیگا۔

والدین پر ضرور اور مناسب ہے کہ لڑکون کو ابتدا ہی مین اخلاقی اور سوشیل
تعلیم سے مانوس کرین بڑے بڑے مہذب اور سویلائزڈ آدمیون کا مانا ہوا مقولہ ہے
کہ سب سے اول اولاد کو اخلاقی خیالات کا پابند اور مانوس بنانا چاہیے یونان
کی ہسٹریون اور قومی واقعات اور ملکی دستورون سے اس امر کا یقین کرنا پڑتا ہے
کہ یونانی لوگ سب سے پہلے اپنی اولاد کو علم اخلاق کی تعلیم کیا کرتے تھے اُنکے ہان
یہ اصول بندھ گیا تھا کہ جب تک کسی طالبعلم کی اخلاقی اور سوشیل طاقتون کو جلا
اور فروغ نہین ہوگا اوسوقت تک وہ طالبعلم ایک عمدگی اور خوش اسلوبی سے اپنے

علمی مطالب اور مقاصد کو پورا نہین کر سکیگا۔

والدین کو مناسب ہے کہ اپنے عزیز اور پیارے بچون کو زمانہ کے موافق تعلیم دین
مین دیکھتا ہون کہ اب بعض لوگ باوجود انقلاب زمانہ وہی سکھ شاہی تعلیم دیے جاتی
ہین جس سے اولاد کی مٹی خراب ہو جاتی ہے بھلا اس زمانہ مین ہرگز ن شاہی التعلیم
کا کیا قدر ہو سکتا ہے کوئی خیال بھی نہین کرتا۔ جہان ریاضی۔ اور ہیئت۔
اور علم جیالوجی اور فزیک جرثقیل اور علم کمسٹری اور علم آب اور علم ہوا اور علم
برق اور ڈاکٹری اور علم نباتات اور علم فلاحت اور علم حیوانات اور علم معدنیات
اور جغرافیہ تاریخ۔ فوٹوگرافی وغیرہ وغیرہ مفید علوم کا زور اور چرچا ہو وہان
مکتبون کے مُلا دن اور دھرم سالہ کے پنڈتون کی تعلیم وہ بھی ڈھاک کے تین پات
کیا قدر رکھتی ہے نئی تحقیقات کے آفتاب کی شعاعون اور کرنون نے پرانے
علوم کے آفتاب کو مات کر دیا ہے جو اشخاص منزل مقصود پر پہونچنا چاہتے ہین
اونکو ضرور ہے کہ مشرقی آفتاب سے پھر کر مغربی آفتاب کے شعاعون سے راہ مقصود
ڈھونڈھین۔ بعض لوگ خصوصاً ہمارے مسلمان بھائیون کا مقولہ ہے کہ علوم
جدیدہ کا حاصل کرنا گناہ ہے کیونکہ وہ عیسائیون کی بدولت حاصل ہوتے ہین
مسلمان کا یہ وہم کہ علوم متعارفہ اور خیالات جدیدہ کا حاصل کرنا گناہ ہے ایک عبث
خیال ہے اسلامی قانون کا کوئی ایسا دفعہ اور ضمن نہین ہے جسکے معانی اس امر
پر دال ہون کہ عیسائیون سے علوم کا سیکھنا گناہ مین داخل ہے اگر یہ امر ہوتا
تو اسپر ابتدا اسلام سے ہی عمل کیا جاتا حالانکہ ہم دیکھتے ہین کہ متقدمین اہل اسلام
برابر غیر قومون سے مختلف علوم سیکھتے رہے ہین اپنی قوم کے داناؤن اور فہیم شخصون
سے پوچھتا ہون کہ عرب نے جو آفتاب اسلامی کا مشرق ہے علم منطق اور علم ریاضی
اور علم طب اور علم ہیئت کہان سے سیکھا شاید آپ یہی جواب دینگے کہ اہل یونان سے

بس فرمایے کہ یونانی کون تھے اے پیارو جب ہمارے بزرگون نے غیر قومون
سے مفید مفید علوم کو حاصل کر لیا تھا تو ہم کیکے اگر اسلام مین کچھ بھی ممانعت ہوتی
تو ہمارے بزرگ کا ہے کو اس گناہ کو اپنے سرون پر لیتے ہارون الرشید مسلمانون
کا ایک بڑا دین دار اور مشہور خلیفہ ہوا ہے اسکے عہد مین مختلف زبانون کے یونیورسٹین
اور مدرسے جاری ہوے اور مختلف زبانون سے کتابین ترجمہ کی گئین سکے دربار مین
یہودی - عیسائی - پارسی - ہندو - کو مسلمانون کیطرح دخل تھا اے عزیزو اگر
اسلامی قانون کا کوئی دفعہ اور مادہ بھی اس امر کے مخالف ہوتا تو اتنا بڑا خلیفہ
باوجود ایک مسلم الثبوت دین دار اور متقی ہونے کے کیون اوسکے برخلاف چلتا
اسلامی قانون تو کسی پہلو سے مانع نہین بلکہ اس دین کے ایک سب سے بڑے
بزرگ کا قول ہے کہ اطلبوا العلم ولو کان بالیقین - جب چین مین جاکر علم
سیکھنے کی تاکید ہے تو پھر کیون گھبرائے ہوے عیسائیون سے نہ سیکھا جائے لوگ
خیال کرتے ہین کہ متقدمین کی تحقیقاتون کو چھوڑ کر متاخرین کے نقش قدم پر کیونکر
چلین افسوس انکو یہ خیال نہین آتا کہ متقدمین کی تحقیقاتین الہامی تحقیقاتین
نہین ہین کہ اونمین وقوع اغلاط کا احتمال ہی نہو یورپین حکیمون نے اس مسئلہ کو
بڑے بڑے راسخ اور محکم دلیلون سے ثابت کر دکھایا کہ زمین متحرک ہے اب کوئی
عاقل اس بارہ مین متقدمین کی کمزور تحقیقات کو باوجود عقل و بینش کیونکر مان لیگا
غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ علم دین کے استکمال کے لیے سب علوم متعارفہ اور
فنون جدیدہ کے کمال حاجت اور ضرورت ہے کیا علم ہیئت کی ضرورت نہین ہے
کیا علم جغرافیہ اور علم کمسٹری درکار نہین کیا علم مرایا منظر اور علم ہندسہ کی ضرورت
نہ پڑیگی کیا علم طب کا حاصل کرنا ضرور نہین ہے وہ کون سا رطب یابس ہے جس سے
امور دینی کو مدد نہین ملتی حقیقت مین دیکھو تو یہ علوم ایک جہت سے دین سے علاقہ

رکھتے ہین اور ایک جہت سے انسانی حوایج اور ضروریات کے منصرم اور مہتمم ہین
جیسا دینی قانون تحصیل علوم جدیدہ سے مانع نہین ہے اسیطرح ہمارے کانسٹشن
بھی مانع نہین ہے ہماری کانسٹشن ایسی بات کو پسند نہین کرتے جو ترقی اور بہبودے
انسانی کے مانع ہولیں اے بھائیو از روے ہدایت مذہبی قوانین اور کانسٹشن
علوم جدیدہ کے حاصل کرنے مین کوئی قباحت اور بُرائی نہین - بہتر ہے کہ اوس
بُرانے خیال کو جو ترقی کا مانع ہے دل سے دور کرو اور اپنی اولاد کو علوم مفید اور
متعارفہ کی تحصیل مین لگاؤ تاکہ روز افزون ترقی کے مالک اور وارث بنو -
چونکہ ملک ہندوستان مین ہر ایک مذہب وملت کا آدمی ایک معقول کثرت سے
بود وباش رکھتا ہے اس لحاظ سے ہماری گورنمنٹ نے (جسکے اصول سلطنت
عامہ آسایش اور عین انصاف اور عدالت پر مبنی ہین) گورنمنٹی اسکولون اور
مکتبون مین امور دینیات کو داخل نہین کیا کیونکہ اسمین ایک عام ناراضگی کا
احتمال تھا اور یہ بات ظاہر ہے کہ ہر ایک مذہب ملت والے کو قوانین مذہبی
اور اصول دینی کا سیکھنا ضروریات سے ہوتا ہے اس خیال سے والدین کو
لازم ہے کہ اپنے طور پر اپنے اپنے اولاد کو دینیات کی تعلیم کرین ہمارے ملک
کا قدیمی دستور ہے کہ جب لڑکے کو اُستاد کے سپرد کیا تو اوسکے پرائیویٹ تعلیم سے
(جو اوسکے واسطے طبعاً نہایت موزون اور فائدہ بخش خیال کیگئی ہے)
دست کش ہوگی جس سے طرح طرح کی خرابئین پیدا ہوتی ہین اگرچہ یہ بات
ہے کہ سرکاری اسکولون مین ترقی تہذیب اور اصلاح طبائع طلباء کے واسطے
نہایت معقول طور پر انتظام کیا گیا ہے مگر پھر بھی وقوع لبعض نواقص سے جو اسکولون
مین پائے جاتے ہین اکثر کرکے طالبعلمون کی طبیعتون مین بیجا آزادگی اور آوارگی
(جو وحشت کے قریب پہونچ جاتی ہے) پیدا ہو جاتی ہے جس سے لوگون کو

موجودہ تعلیم حاصل کرنے سے ایک کراہیت اور آزردگی سی ہوجاتی ہے وہ خیال
کرتے ہین کہ ہمارے بچون کی خرابی اور آزادگی کا اصلی موجب انگریزی تعلیم اور
سولیزیشن ہی ہے لوگون کا یہ خیال بظاہر تو قابل تسلیم ہے معلوم دیتا ہی (کیونکہ
وہ اپنے خیالی دعوی پر ملک مین بہت سی نظیرین دیتے ہین) مگر اگر بہ نظر امعان
دیکھا جاوے تو انکا یہ ادعا مدلل اور موجہہ ادعا نہین ہے اگرچہ مین مانتا ہون کہ
اونکے ہاتھ مین اپنے دعوی پر نظیرین بھی ہین مگر مین کہتا ہون کہ ہندی سٹوڈنٹون
کی خرابی اور بیجا آزادگی کا باعث انگلش تعلیم اور سولیزیشن نہین ہے (کیونکہ
اصل مین سولیزیشن ایک ہی معنے سے مراد لیجاتی ہے اگرچہ کسی ملک کی ہو۔ ہان
جزوی اختلاف ضرور ہوتا ہے جو طبعی اور قدرتی اسباب کے تخالف کی تاثیر ہے)
بلکہ اس آزادگی اور ابتری کا موجب والدین ہی ہین اگر والدین بعد ادخال سکول
اپنے لڑکون کو اپنے طور پر اخلاق اور دینیات کی تعلیم کرتے تو کیون اونمین یہ آزادگی
پیدا ہوتی - ہندوستان کے اسٹوڈنٹ جب ابتدائے اسکولون مین ابتدائے
تعلیم حاصل کر لیتے ہین تو اونکے والدین دوسرے نمبر کے اسکولون مین جانے سے
روک دیتے ہین اس دلیل سے کہ وہ اسکولز اپنے گھر اور شہر سے دور ہین وہان جانے
سے سفر کے باعث لڑکون کو تکلیف ہوگی اگرچہ ہندوستانی سٹوڈنٹون کے
والدین کا یہ خیال ایک محبت اور پیار سے ہی مگر بیچارے لڑکون کی عمر کو بٹہ لگجاتا ہے
جب تک لڑکے تکلیف نہ اوٹھائینگے تب تک کیونکر لائق اور معقول بنینگے لڑکون کا
طالبعلمی کی حالت مین سفر اختیار کرنا بڑے بڑے نتیجہ پیدا کرتا ہے ابتدائی حالت
مین ہی اونکو سفر کی مصیبتون اور سختیون پر صبر اور برداشت کرنے کی عادت پڑ
جاتی ہے کیا اب لوگون نے سُنا نہین ہی کہ ولایت مین یونیورسٹی کیمبرج اور
اکسفورڈ کالج مین دور دور سے لوگ آکر تعلیم پاتے ہین اور پھر بڑے بڑے امیرون

اور دولتمندون کے بیٹے جو اپنے گھر مین اُستاد اور ماسٹر نوکر رکھ کر اپنی لڑکون کو
تعلیم دیسکتے ہین - خدیو مصر جو آج ایک اعلی درجہ کی ریاست کا امیر اور رئیس
گنا جاتا ہے اسکا بیٹا حسن پاشا اکسفورڈ کا ہی تعلیم یافتہ ہے کیا خدیو مصر اپنے
بیٹے کو پرایئویٹ طور پر تعلیم نہین دے سکتا تھا سب کچھ کر سکتا تھا مگر اسکے
نظر تو تکمیل تعلیم پر تھی انڈین سٹوڈنٹون کے حق مین اس بات سے اور کوئی
بات زیادہ تر مفید اور مضبوط نہین کہ انکو ابتدائی عمر مین ہی سفر کا خوگیر اور
مانوس بنایا جاوے ہندوستانیون کا یہ قاعدہ اور اصول کہ لڑکون کو سفر سے
مانوس نہ کرنا چاہیے ہاف میجر اصولون مین سے ہی جو اولاد اور والدین کے
حق مین زہریلی تاثیرات رکھتا ہے دقیانوسی خیالات کی تقلید سے اولاد کو ایک
بھاری چشم زخم پہونچنے کا احتمال ہے - لوگون کی یہ بھی عادت ہی کہ جب
اونکے لڑکے تعلیم پاتے ہین تو اُنکو ملازمت کا شوق دلاتے ہین اولاد کے حق
مین یہ اشتیاق اور اشتعالک زہر کی تاثیر رکھتا ہے کیونکہ جب والدین نے
ہی اولاد کے دلون مین انقطاع سلسلہ تعلیم کا ولولہ اور جوش پیدا کر دیا تو پھر
کیا باقی رہا تعلیم سے حصول ملازمت غرض نہین ہے بلکہ متعلمین کا فہیم اور
عقیل اور سویلارڈ بننا والدین کو چاہیے کہ اپنی اولاد کو ترقی تعلیم کا شوق دلائین
اور اونکو نصیحت کرین کہ آزاد پیشہ اختیار کرو جس سے قوم اور ملک کو بھی کچھ
فائدہ ہو اگر سب لوگون کا گورنمنٹ کی ملازمت پر ہی مدار آرہا تو کسی دن مطلع
صاف ہی جیسا اولاد کو علوم کا سکھانا پڑھانا لازم اور موجب بہبودی ہی ایسا ہی
اس موجودہ زمانہ کے لحاظ سے کسی نہ کسی مفید ہنر اور فن کا سکھانا بھی ضروریات
سے ہی ہمارے ملک کی لوگ تحصیل ہنر اور اکتساب فنون کو ایک عار اور لغو امر
خیال کرتے ہین مگر یہ خیال دانا اور مہذب لوگون کے نزدیک کچھ ہی وقعت اور

قدر و منزلت نہین رکھتا کیونکہ عقل اور تہذیب کے خلاف ہے کسی ہنر اور فن کا سیکھنا
عین مقتضاے عقل و قیاس ہے انسان کی زندگی مین بہت سی ایسی وقت آتی ہین
جنمین ہنر اور فن پورے طور سے مدد دیتا ہے اگر کسی ہنر اور فن کا اکتساب مذموم
اور معیوب ہوتا تو بڑے بڑے امیر اور بادشاہ نہ سیکھتے حالانکہ ہمکو اونکے واقعات
سے معلوم ہوتا ہے کہ اونھون نے فنون اور ہنروان کو بڑی چاہت اور خوشی سے
سیکھا اور اخیر بروہ ہی ہنر اور فن اونکے کام بھی آئے دور کیون جاتے ہو یورپین
کو ہی دیکھو کہ بڑے بڑے ڈیوک اور لارڈ بھی کوئی نہ کوئی ہنر اور فن جانتے ہی ہین
گو دولتمند اور امیر خیال کرتا ہے کہ میری دولتمندی اور امارت کو چشم زخم نہ پہونچیگا
مگر یہ خیال درست نہین ہے کیا انسان کہہ سکتا ہے کہ مین تمام عمر خوشی اور فارغ البالی
مین ہی بسر کرونگا انسان کی زندگی مین بہت سی ایسے منحوس وقت آجاتے ہین
جنمین اونکو طوعاً و کرہاً محتاج ہونا پڑتا ہے کیا انسان کہہ سکتا ہے کہ میری تمام
عمر اپنے گھر کے صحن اور شہر کے گلی کوچون مین ہے گذریگی کوئی ایسا وقت بھی
ضرور ہے آویگا کہ جسمین ہمکو ہنر اور فن کا محتاج ہونا پڑیگا مہذب والدین پر
ضرور ہے کہ وہ اپنی عزیز اولاد کو فنون اور کسب کی چاٹ بھی لگا دین تاکہ اونکی
اولاد ہر ایک طرح سے کامل ہو نکلے اور اونکو تکمیل التعلیم کا تمغہ ملجاوے - اللہم آمین
ہندوستان مین دو قسم کی قومین بود و باش رکھتی ہین ایک وہ جو قدیم سے
ملازمت پیشہ ہین اور ایک وہ جو پیشہ ور قومین گنی جاتی ہین ملازمت پیشہ کو
تو قدیم سے ہی اکتساب ہنر اور فنون سے عار تھا اب اس نئی تعلیم کی ترقی سے
پیشہ ور قومین بھی ایکطرفہ ہی چلتی ہین جہان کسی پیشہ ور قوم کا لڑکا چشم بد دور
اسکول مین داخل ہوا اوسی دم سے خود بدولت حضرت والد صاحب نے عدالت کے
چوکھٹ پکڑ لی شیخ چلی کیطرح خیالی پلاو پکا کر اس امر کے گرد ہو گیے کہ اب کہہ دو

کو ضلع مین لوکر ہے کرا کر چھوڑ ینگے اللہ رے خیالات تعلیم نہوئی بھوت جھڑ گیا (حضرات ناظرین ان دو سطرون سے یہ نہ سمجھینگا کہ مین قومی فخر کا قائل ہوگیا ہون یا ان پیشہ ور قومون کو حقیر جانتا ہون توبہ توبہ) اے پیشہ ور قومون کے سرگروہان تعلیم عامہ سے گورنمنٹ کی یہ غرض اور مدعا نہین ہے کہ لوگ تعلیم پاکر اپنے اپنے پیشون سے دست بردار ہوجاوین نہ بلکہ اوسکی یہ غرض ہے کہ یہ پیشہ ور قومین بھی تعلیم یافتہ ہوکر ایک دانائی اور عقل سے یورپ مین کیطرح اپنے کسبون اور پیشون کو چلا دین اور علمی روشنی اور طاقت کی زور اور امداد سے روز افزون ترقی حاصل کرین مگر کہا کچھ اور سمجھ لیا کچھ پیشہ ور قومون کو ضرور اور مناسب ہے کہ حتی المقدور اپنی اولاد کو مفید مفید ہنر اور پیشے سکھانے مین کسیطرح سے دریغ اور عدم توجہی کو راہ نہ دین کیونکہ اسمین اونکے تمول اور دولتمندی اور خوشحالی اور آزادی مین فرق آئیگا اندیشہ ہے اور ظاہر بھی ہو رہا ہے کہ ملک ہندوستان روز بروز جو بحر افلاس مین ڈوبا جاتا ہے یہ کمی فنون کا ہی باعث ہے ہان اون پیشون کو نہ سکھاوین جو معیوب اور مذموم ہون وہ لوگ جو امارت اور ریاست کے مالک ہین اونکو لازم ہے کہ اپنے لڑکون کو فن سپہ گری اور فن سواری وغیرہ سے بھی مانوس بنا دین کیونکہ اوسمین انکی طاقتین زیادہ ہوتی ہین اور حوصلے بڑھتے ہین امیرون اور رئیسون کو اپنی اولاد کو فن سپہ گیری اور سواری وغیرہ سکھانے مین کسیطرح کی دقت اور مشکل نہین ہے ہماری عادل گورنمنٹ نے انکو ہر ایک طرح سے آزادی دے رکھی ہے باوجود اس آزادی کے بھی اگر امیر لوگ اپنی اولاد کو بامناسب تربیت نکرین تو سخت افسوس ہے۔

ہندوستانی ملاؤن اور پنڈتون اور بھائیون کا ایک پورانا دستور ہے کہ طالبعلمون کو تمام روز صبح سے تا شام ایک ہی کھونٹی پر جکڑ رکھنا کیا مجال کہ طالبعلم

سرک بھی جاوے باین ہمہ مطلع صاف آوے خاک بھی نہین والدین بھی تاکید کردیئے ہین کہ میاں جی دیکھنا لڑکا ہلنے نہ پاوے افسوس اس قید اور بندش مین لڑکے کو کیا آوے خاک سارا دن میان پنڈت قصائی بنے بیٹھا ہے لڑکا سر کاتڑاک سر پر ڈنڈا اللہ رے نشانہ مکتب کیا ہی چاند ماری ہے خیال کرنا چاہیے کہ جب طالبعلم کو فراغ طبیعت ہی حاصل نہین ہوگا اور استاد صاحب کالے بھوت کیطرح ڈنڈا لیے سر ہی پر چڑھے رہینگے تو آنا جانا خاک ہر ایک کام انضباط اوقات سے کرنا لازم ہے والدین اور خصوصاً اساتذہ کو لازم ہے کہ طلباء کے فراغ طبائع کے لیئے کوئی وقت منتخب کرین اور اس وقت مین انکو کوئی مہذب کھیل مثل کرکٹ اور گیند کھلاوین تاکہ اس ریاضت سے اونکے قواے مین ایک طاقت اور تفریح پیدا ہو اگر طالبعلمون کو سارے دن مین سے کوئی وقت بھی فراغت اور کھیل کا نہین دیا جاویگا تو قطع نظر دل برداشتہ ہونے کے حدوث امراض کا اندیشہ ہے انہین نقصانات کو دیکھ کر اہل یوروپ نے سٹوڈنٹون کے واسطے کھیل کا ہونا ضروریات سے سمجھا ہے ریاضت کی ریاضت اور فراغت کی فراغت یہ قاعدہ صرف یوروپ ہین کے ہی ایجادات مین سے نہین ہے بلکہ پچھلے زمانون مین بھی اسکا رواج تھا یونانیون کے علمی واقعات اسپر شاہد ہین اٹلی کی ترقی اور رونق کے زمانہ مین اس قاعدہ کو بھی ترقی تھی غرضکہ سب مہذب لوگون نے اگرچہ وہ کسی ملک کے ہون اس قاعدہ کو طالبعلمون کے حق مین مفید سمجھ کر اختیار کیا ہے۔

جب لڑکون کو اسکول مین داخل کرین تو بعد داخل اونکے اسکولی اصراف اور اخراجات کو پورا کرنے مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرین بالخصوص اون اسباب اور مواد کا مہیا اور پورا کرنا اپنے پر واجب اور فرض سمجھ لین کہ جو طالبعلمون کی پڑھائی اور تعلیم مین معاون ہین اگر ایسے ضروری اسباب اور اشیا کو ایک معقول طور پر

مہیا نکیا جاویگا تو طلباء کی تعلیم اور پڑھائی مین ضرور ایک انقلاب اور فرق واقع ہوگا ہم مین سے بہتون کی عادت ہوگئی ہے کہ اپنے عزیز لڑکون کو اسکول مین داخل کر کے اونکی تعلیمی اور ضروری اسباب کے تہیہ سے مطلقاً غافل اور لاپرواہ ہوجاتے ہین اونکے نزدیک اسکول مین ہی داخل کرنا مکتفی ہے مگر اگر غور سے دیکھا جاوے تو والدین کی یہ لاپرواہی اور غفلت لڑکون کے حق مین اخیر پر زہریلی تاثیرات پیدا کرسکتی ہے حال کی اسکولون اور طالبعلمون کے مصارف اور حوائج پورانے زمانہ کے مکتبون اور مدرسون کے عام اخراجات سے بڑھکر نہین ہین اور نہ ان مصارف کا ایک شخص پر بوجھ پڑتا ہے موجودہ اسکولون کے طلباء کی ضروریات کو پورا کرنا کوئی مشکل امر نہین ہے باوجود ایسی آسانی اور کمی کے بھی اگر سٹوڈنٹ اپنی ضروری حاجتون کے پورا کرنے سے قاصر اور معذور رہے تو سوائے تحیر اور تعجب کے کیا کہا جاوے والدین پر فرض بل افرض ہے کہ اپنی اولاد کے اسکولی اخراجات کے پورا کرنے مین حتی الوسع والامکان ہمیشہ ساعی رہین اگر طالبعلمون کو ہمہ وجوہ مصارف اسکولی مہیا کردیے جاوینگے تو اونکی تعلیمی ٹرین نہایت برجستگی اور تیزی سے چلیگی۔

اکثر دیکھا جاتا ہے کہ والدین اپنی اولاد کی پوشاک اور لوازمات بدنی اور حاجات جسمی کے مکمل اور پورا کرنے مین تساہل اور تغافل کرتے ہین بالعموم یہ بات اکثر اشخاص اور اقسام مین پائی جاتی ہے کہ اونکے خیالات اپنی اولاد کی صفائی اور لطافت کی بابت کمزور اور کم وزن ہوتے ہین وہ لڑکے جو اسکولون مین تعلیم پاتے ہین اونکی صفائی کی طرف خیال اور لحاظ رکھنا اونکی صحت اور ترقی تعلیم مین مدد کرتا ہے اگر طالبعلم کے پوشاک میلی اور کثیف ہوگی تو ضرور اوسکی عمدگی خیالات اور صحت بدنی مین فرق آجائیگا صفائی ایک ایسی عمدہ چیز ہے جو انسان کے خیالات اور صحت مین پوری پوری معاون اور ممد ہے قبل از بلوغت یا من بعد دخول سنین بلوغت بعض لڑکے اس مذموم اور مہلک بدل عادت

اور خو کے عادی اور گرویدہ ہوجاتے ہین کہ کوچہ گرد اور اوارہ لڑکون کے ساتھ ملکر شہر کو
کی گلی کوچون مین وقت بوقت چکر لگاتے رہتے ہین جس سے اونکی طبیعتون مین ایک
آوارگی اور خودسری بیٹھ جاتی ہے جو اونکی اصلاح اور بہتری کے مانع اور آڑ ہوجاتی ہی
ماں باپ کو مناسب ہی کہ ایسے وقتون مین حکیمانہ طور پر نگرانی کرین کیونکہ اگر اولاد کو
اپنے ہی طریق اور روش پر چھوڑا جائیگا تو اونمین ایک سرکشی اور خودسری جم جایگی
اور پھر اوسکا دور کرنا ایک مشکل امر ہو جائیگا طبائع بغیرہ اور خیالات سبدلہ اوسیصورت
مین اپنے مرکز اور محل پر آسکتے ہین کہ جب اونکی صلاحیت اور صقالت مین ابتدا مین ہی
زور دیا جاوے ولنعم ماقیل — ع سر چشمہ شاید گرفتن بمیل ۔ جب کسی شخص کی
اولاد ایسی بیجا حرکات اور ناروا خیالات مین مصروف اور مبتلا ہو تو اوسپر فرض
ہے کہ اونکی ازالت اور ازاحت مین بہت جلدی ساعی ہو مگر ایسے موقعون پر جو
کارروائی کیجاوے حکیمانہ طور پر ہو پہلے لڑکون کو سختی اور درشتی اور زدوکوب اور
گالی گلوچ سے نہ سمجھاوین کیونکہ اس طرز عمل سے بباعث اشتعال آتش غضب ظہور
ضد و کراہت اونکی طبیعتون مین پہلے سے بھی زیادہ سرکشی اور خودسری آجایگی
اور متنبہین کے تنابیہ اور ناصحین کے نصایح کا کچھ اثر نہوگا تجارب گذشتہ اور موجودہ
اس امر کے اثبات پر شاہد اور موید ہین کہ سخت فہمایش سے اکثر اشخاص خصوصاً
لڑکون کے طبائع مین ایک ضد اور غصہ پیدا ہو جاتا ہے اور اونکی طبیعتین تاثیرات
نصایح سے متاثر نہین ہوتین اور یہ بات تو اظہر من الشمس و ابین من الامس ہے
کہ جب انسان کو کسی کام سے ہٹایا جاوے تو وہ آدمی برخلاف ترک اور احتراز کے
اوسی کام کو کیے جاتا ہی ماں باپ کو مناسب ہی کہ ایسی وقتون مین اصول حکمیہ اور
قواعد عقلیہ اور قوانین اخلاقیہ کے استعمال اور زور سے کام لین جب کسی شخص معلوم ہو
کہ اوسکا بیٹا حرکات ردیہ اور خیالات واہیہ کا خوگیر اور پابند ہوتا جاتا ہی تو اوسکو

لازم ہے کہ کسی ایسے وقت مین جبکہ وہ لڑکا دو چار آدمیون مین ایک جمعیت سی بیٹھا ہو
دوسرے آدمیون سے مخاطب ہوکر اون افعال اور اعمال کے قبایح اور معائب نظیراً
اور تمثیلاً سنا دے کہ جنمین وہ لڑکا گرفتار اور مبتلا ہو لیکن یہ یاد رہے کہ اوس حقیقی
مشار الیہ یعنے لڑکے کو اصلاً معلوم نہو کہ اون باتون کے کرنے سے میرا سمجھانا منظور ہے
بلکہ وہ سنتے ہوے یہی جانے کہ کسی اور شخص کا ذکر کر رہے ہین اس طرز عمل سے قوی
امید ہو سکتی ہے کہ منصوح اور مشار الیہ اپنے برے افعال اور مکروہ اطوار سے ایک
آسانگی سے باز آجاویگا ایسے خفیہ تنبیہ مین یہ فائدہ ہوگا کہ منصوح کی طبیعت مین خودسری
اور سرکشی شعلہ زن نہوگی اور دوسرا یہ کہ جب وہ لڑکا اپنے مشابہ افعال اور حرکات
کے نتائج اور تاثیرات کو ایک دوسرے ہم جنس کے حق مین مضر اور نقصان رسان
دیکھیگا تو ضرور اپنی حالت پر غور کریگا اگر منصوح اس حکمت عملی سے بھی باز نہ آوے
تو پھر علانیہ نرم نرم لفظون مین سمجھانا چاہیے اگر پھر بھی نہ مانے تو نرمی سختی آمیز سے
پیش آنا چاہیے اگر پھر بھی درست نہو تو اوس صورت مین کوئی اور مضبوط تدبیر
کرنی چاہیے مگر یاد رکھنا چاہیے کہ جب تک سہولت اور نرمی سے کاربراری ہو سختی
اور درشتی سے پیش نہ آوین کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ایک لڑکا نرم نرم تادیب اور
نصیحت سے قابو مین آجاوے لڑکون کو ابتداء عمر مین کئی ایک ضروریات اور
حاجات پیش آتے ہین جنکے رفع کرنے کے واسطے روپیہ پیسہ کی ضرورت پڑتی ہے اور
یہ بات ظاہر ہے کہ ابتداء عمر مین لڑکون کو گھر پر چندان دخل نہین ہوتا اور ضروریات
کا پورا کرنا ضروری ہوتا ہے پس والدین کو لازم ہے کہ اپنے اولاد کی ضروریات پر لحاظ
کرکر انکو روپیہ پیسہ سے مدد دیا کرین تا وہ در صورت عدم استطاعت رفع ضروریات
سے تنگ آکر چوری کے عادی نہو جاوین ۔
امیر والدین کو اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ اونکی اولاد لڑکون امیرزادون سے

چندان مخلوط نہ رہے اور نہ اونسے ٹھٹھہ مسخرے کرنے پاوے کیونکہ اس صورت مین
لڑکون کی تربیت اور ذاتی رعب وداب مین فرق آنے کا اندیشہ ہے ہمیشہ لڑکون کا
نوکرون اور ملازمون پر والدین کیطرح رعب وداب چاہیئے اگر نوکر لوگ کسی امیر کے
لڑکے پر ابتدائی عمر کے حصہ مین اپنے مکروفریب اور چاپلوسی عارضی سے غالب آجاینگے
تو جوانی مین بھی اوس لڑکے کا رعب وداب قائم نہین رہیگا اور اس صورت مین
امارت اور ریاست مین فرق آجائیگا - یہ بھی ضرور اور مناسب ہی کہ لڑکون کو
زیادہ ترعورتون سے مانوس نہ رکھا جاوے کیونکہ اسمین اکثر لڑکے بے تربیتی سے
ابتر اور خراب ہوجاتے ہین جہانتک ہوسکے مردون کی صحبت مین رکھنا چاہیئے
تاکہ اونکی خو بو مردون کے مانوس اور عادی ہون - ہر ایک ملک اور ہر ایک گھرانہ کی
ذاتی دستورات اور ضوابط اور رسوم جدا گانہ ہوتے ہین لڑکون کو اونسے بھی ماہر
اور واقف کرنا لازم ہے یہ بات ظاہر ہے کہ خاندانون کے قایمی صرف وجود اولاد
پر ہی مبنی ہے اگر اولاد کو پرائیویٹ امور اور انتظامات سے واقف اور آگاہ
نہ کیا جائیگا تو اونکو اپنے وقت مین دقتین اور مشکلین اوٹھانی پڑینگی کیونکہ جس
حالت مین اولاد کو اپنے خانگی انتظامات اور امورات سے آگاہی اور واقفی نہوگی
تو وہ کیونکر پیش آمدہ کامون کو چلا سکتے ہین -

والدین پر مناسب ہی کہ جب اونکی اولاد لایق ہوجائے تو اونکو خانگی امورات کے
انصرام اور انجام مین دخل دین تاکہ بیکاری سے اونکی شبابی طبائع مین آوارگی
اور سرخودی گھر نہ کرجائے اگر ایسا نہ کیا جاویگا تو اولاد ضرور خراب ہوجائیگی - کاروبار
کرنے کے لایق ہوکر اولاد کا شتر بے مہار کیطرح گلی کوچون مین پھرنا کسی روز کو اس امر کا
باعث اور موجب بنیگا کہ اونکی آوارگی اور خودسری سے بزرگون کی موئی ہے
بھی خراب ہوئی البعض لوگ کہا کرتے ہین کہ بزرگون کے ہوتے اولاد کی گردن پر

دنیا کے کاروبار اور مہمات کا پُرخطر بوجھ اکیون رکھا جائے - ہم افسوس کرتے ہین کہ
یہ خیال مرکز راستی سے کئی درجہ پیچھے ہٹا ہوا ہی ہم کہتے ہین کہ جب بزرگون اور
عزیز مان باپ تایا چچا کی طائر روح قفس بدنی کو چھوڑ کر آشیانہ گور مین بسیرا کریگا تو
پھر ان مہمات دنیوی کا بوجھ کون سر پر اوٹھائیگا - مین تو یہ خیال کرتا ہون اور
شاید یہ لوگ بھی میرے ساتھ اتفاق کرینگے کہ جب بزرگ اور مان باپ مرجاتے ہین
تو ان مہمات دنیوی کا بوجھ اولاد کے سر پر ہی رکھا جاتا ہی اوسوقت نہ تو میری مٹی
مان باپ کو اولاد کی حالت پر رحم آتا ہے اور نہ عزیزون اور دوستون کو مدد دینے کا
موقع ملتا ہے چار ناچار اولاد ہی کو سب کچھ کرنا کرانا پڑتا ہے - اگر اولاد مان باپ
کی زندگی مین ان مہمات کے پورا کرنے کے اصولون اور قواعد اور ضرورتون سے واقف
اور ماہر ہو چکی ہوگی تب تو اونکی وفات کے بعد چندان مشکلات پیش
نہ آئینگے اور اگر خدانخواستہ نری لاڈلی ہی رہی ہے تو پھر خدا حافظ نا کہانی مصیبت
کے پڑنے سے سو مین سے دو چار ہی قائم رہتے ہین خاندانی ننگ و ناموس اور
اسلاف کی عزت و مرتبت کو دریاے ناتجربہ کاری اور بحر غفلت مین ڈبو کر چل دیتے ہین
عام لوگ یہ بزدلی اور نالایقی دیکھ کر اولاد کو ملزم بتاتے ہین مگر یہ اونکی غلطی ہے
اولاد کا کیا قصور ہے جو کچھ قصور ہے اونکے ولیون اور مان باپ کا ہے اگر مان باپ
اونکو اپنی حین حیات مین دنیا کی مصیبتون اور دقتون کا مقابلہ کرنے کے لائق
بنا دیتے تو اونکو یہ دن کیون دیکھنے پڑتے - جب کوئی آدمی ناتجربہ کاری کی حالت
مین کسی مشکل کا مقابلہ کرتا ہے تو اوسکے دل پر مایوسی اور نا اُمیدی کا خوف بیٹھ جاتا ہے
اور اسی حالت مین اوس پیش آمدہ مشکل کے حل کرنے کی ڈیوٹی کو چھوڑ دیتا ہے
اگر کسی شخص نے اپنی گذشتہ زندگی مین بجلی کی کڑک نہ سنی ہو تو وہ پہلی دفعہ
سننے سے ضرور ڈر جائیگا اور کوشش کریگا کہ پھر ایسی صدمہ رسان آواز کانون مین

نہ پہونچے - ماں باپ کے مرجانے اور ناتجربہ کار اولاد کے سر پر دنیوی کاروبار
اور زمانہ کی سرد و گرم سے واقف اور ماہر ہوگئے تب تو کوئی وقت حائل اور مزاحم
نہیں ہوگی اور اگر مطلع صاف رہی تو البتہ مشکل سے منزل مقصود پہونچنے کی امید ہوسکتی
ہے - ہمارے خیال مین بزرگون اور ماں باپ پر لازم ہے کہ اپنی زندگی مین ہی
اپنی اولاد کو زمانہ کے سرد و گرم و نشیب و فراز سے ماہر اور واقف کر چھوڑین دم کا
کیا بھروسہ ہے آیا نہ آیا جو کام ہوجائے بہتر ہے ۵ کیا پتہ ہے زندگی کا
آدمی بلبلا ہی پانی کا + ماں باپ کی اولاد کے حق مین سب سے زیادہ تر یہ محبت
ہے کہ اپنی زندگی مین اپنی دانائی اور دولت اور حکمت اور تجربہ کے زور سے اولاد
کو دین اور دنیا کے کاروبار اور مہمات کے پورا کرنے کے لائق اور قابل بنادین
بعض لوگون کا دستور ہے کہ اگر کبھی بہ تقاضاے بشریت کسی بری حرکت یا فعل
شنیع کے مرتکب ہوتے ہین تو اپنی اولاد سے کچھ پرہیز اور شرم نہین کرتے علانیہ
اونکے روبرو ہی کیے جاتے ہین جس سے اولاد کو ایسی افعال شنیعہ اور حرکات ردیہ
کے ارتکاب پر ایک جرأت اور سماجت ہوجاتی ہے اولاد دل مین سمجھ لیتی ہے کہ جب
حضرت ولی نعمت ہمارے ابا جان ایسے ایسے افعال اور حرکات کے مرتکب ہوتے ہین
تو ہم کیون اونکے کرنے سے باز رہین دانا اور عقیل دلیون اور والدین اور بزرگون کو
لازم ہے کہ اپنے ناتجربہ کار اولاد کے روبرو مذموم حرکات اور نامسعود افعال کے
مرتکب نہوا کرین تاکہ اونکی اولاد کو ایسے افعال شنیعہ اور حرکات واہیہ کے کرنے پر
ایک دلیل اور حجت نہ ہاتھ آجائے اولاد پر بزرگون کے افعال کا بہت اثر پڑتا ہی
اسواسطے بزرگون کو بہرحال ایسی روش سلیم اور طریق قویم اختیار کرنا چاہیے کہ جو
اپنے آثار اور نتائج کے لحاظ اور اعتبار سے ہر یک طرح سے اولاد کے حق مین فائدہ بخش
ثابت ہو -

نمبر ۲

خداتعالے نے دنیا کی پیدائش کا اسطور پر سلسلہ قائم کیا ہے کہ ایک پیدائش کے آرام اور آسایش اور ترقی کے واسطے دوسری پیدائش کا مددگار اور شامل ہونا ضروری اور لازمی گردانا ہے۔ ہم دنیا کے پردہ پر کوئی ایسی پیدائش نہین دیکھتے کہ جو محض اپنی ذاتی قوتون سے اپنی ترقی اور آسایش حاصل کرسکتے ہو پیدایش جب تک دوسری پیدائش سے مدد نہ ملے تب تک ترقی اور آسایش حاصل نہین کرسکتے انسان اگرچہ اپنی قوتون اور خیالات کی وسعت کے لحاظ سے اس بات پر آمادہ ہوتا ہے کہ بلا کسی اور کے شمول اور مدد کے اپنے کامون اور ضرورتون کو انجام دے مگر اسمین اوسکو کامیابی کی ڈگری نہین ملتی ربّ قدیر نے اپنی حکمت اور قدرت سے انسان کو خلقت مین ہی جوڑہ بنادیا ہے ایک مرد اور ایک عورت۔ دنیا کے کامون کے چلانے اور نبٹانے کے واسطے مرد اور عورت آپسمین ایک ایسا رشتہ اور رابطہ پیدا کرکے اکھٹے ہوجاتے ہین کہ جو اور رشتون اور رابطون سے کہین زیادہ تر نازک اور مضبوط ہوتا ہے۔ اس اتفاق مرد و عورت کو دنیا دارون کی اصطلاح مین خانہ داری کہتے ہین خانہ داری کی ضرورتون کے پورا کرنے کے واسطے ہریک مرد بجاے بادشاہ کے اور اوسکی عورت بمنزلہ وزیر با تدبیر اور عزیز اور قریبی لواحق کارکن اور مددگار شمار کیجاتی ہین جیسا بادشاہون کو اصول حکمرانی اور ضروریات سلطنت سے ماہر اور واقف ہونا ضروری ہے ایسا ہی مختلف گھرون کے مالک مردون کو خانہ داری کے اصولون اور ضروریات سے واقف ہونا لازمی ہے جیسا وزیران سلطنت اور مدبران ملک کو دور اندیش اور محتاط اور قابل صلاح و مشورت ہونا چاہیے ایسا ہی عورتون کو مردون کے مقابلہ مین دانا اور دور اندیش اور محتاط اور قابل صلاح و مشورت ہونا لازم ہے۔ اور عزیزون اور

متعلقین کی حفاظت اور نگرانی اور دیگر حوائج پرائیویٹ کے انصرام کے واسطے بالاشتراک
مرد اور عورت کا بادشاہ اور وزیر کیطرح لایق اور مدبر ہونا ضروری ہے جیسا بادشاہ
کے ناواقف اور نالائق اور وزیر کے غیر محتاط اور جاہل ہونے سے امور سلطنت مین
ابتری اور خرابی پیدا ہو جاتی ہے اور رعایا خراب وخستہ ہوکر برباد ہو جاتی ہے۔
اسیطرح ایک گھر کے مالک مرد اور عورت کی جہالت اور حماقت سے گھر اور گھر کے
متعلقین خراب ہو جاتے ہین اگر ملک کا بادشاہ اچھا ہو اور صلاح کار وزیر اچھا اور
دانا نہ ہو تب بھی ملک کی حالت اچھی نہین رہتی سارے کام بادشاہ سے ہی متعلق
نہین ہوتے وزیرون کو بھی دخل دینا پڑتا ہے اگر وزیر بامدبر اور دانا ہوا تو اپنے
فرائض کے ادا کرنے مین ضرور غلطی کر جائیگا جس سے ملک کو نقصان پہونچیگا اسیطرح
اگر گھر کا مالک مرد لائق اور مدبر دانا ہو اور اوسکا وزیر عورت جاہل اور بیوقوف ہو
تو گھر اور گھر والون کو کئی ایک دقتون اور نقصانات کا مقابلہ کرنا پڑیگا اورون پر کیا
موقوف ہے خود مرد ہی تنگ حال ہو جائیگا اگر ایک گھر کی چھت کے قائم رکھنے کیواسطے
دو ستون کھڑے کرین جنمین سے ایک تو مضبوط ہو مگر دوسرا گھن خوردہ اور بودہ ہو
تو چھت کا سارا بوجھ اور بھار مضبوط ستون پر جائیگا اور اخیر کو مضبوط ستون ٹوٹ
جائیگا اور چھت دھم سے زمین پر آپڑیگی مرد اور عورت بھی گھر کے واسطے دو ستونون
کا زینہ رکھتے ہین جب تک یہ دونون یکسان مضبوط اور زور آور نہون تب تک گھر کا
قائم رہنا مشکل ہے اگر صرف مرد ہی کو مہمات خانگی کا متحمل قرار دیا جائیگا تو مضبوط ستون
کیطرح کسی روز کو یہ بھی ٹوٹ جائیگا گھر کے قائم اور ثابت رکھنے کیواسطے مرد کیطرح
عورت کو بھی لائق اور مدبر ہونا چاہیئے کیونکہ وہ گھر کا ایک دوسرا ستون ہے اوسکے
سر پر مہمات خانگی کا بھار ڈالنا ضروری ہے گھر سے مرد ہی اکیلا نفع نہین اوٹھاتا
مرد کو ہی آسائش حاصل نہین ہوتی عورت مرد کی حصہ دار ہے مرد کی طرح اوسکو بھی

گھر سے آسایش اور نفع اوٹھانا پڑتا ہے بلکہ مرد سے کہی حصہ زیادہ اوسکو آرام اور
آسایش ملتی ہے مرد ہمیشہ معاش کے لیے مارے مارے پہرتے ہین عورتون کو خبر
بہی نہین ہوتی گہرون مین بیٹھے بٹھائے سب کچھ میسر ہوجاتا ہے اگر عورتون کو باوجود
اس آرام کے امور خانہ داری کے انصرام مین شامل نہ کیا جائے اور اون کامون مین
اونکو دخل نہ دیا جائے جنمین اونکا دخل دینا اور شامل ہونا ضروری اور لازمی ہی
تو بیچارے مردون پر ظلم وستم کرنا ہے عورتین خود اس دخول وشمول سے محترز اور
کنارہ گزین نہین ہوتین مرد اونکو خود ہی علٰحدہ رکھنا چاہتے ہین اگر مرد چاہین
تو عورتین آج اپنے فرائض کو اوٹھا سکتے ہین اس بے ترتیبی سے ایک طرف سے
مردون کو گہر کے تمام مہمات اور کاروبار کا ہونا پڑتا ہی اور دوسری طرف سے
حقوق تلف ہوتے ہین عورتین خانگی ضرورتون اور کاروبار کو اونھین اصولون
اور قاعدون پر انجام دے سکتے ہین کہ جو مردون کو حاصل ہین تجربہ سے ثابت
ہوا ہے کہ وُہی مرد دنیا کے کامون اور ضرورتون کو آسانی اور بہتری کے ساتھ پورا
کرتے ہین کہ جو زیور علم سے آراستہ ہون دنیا کے کامون کے پورا کرنے سے ہمارا
یہ منشا نہین کہ مر پٹ کر پیٹ بھر لیا یا معمولی بالون اور رسمون کو انجام دیدیا۔
دنیا کے کام پورا کرنے سے ہماری مراد وہ باقاعدہ عمل ہے کہ جس سے انسانون کو سچی
آسایش اور خوشی حاصل ہوتی ہے اور وہ ایک سوسایٹی مین رہکر زندگی بسر کرتے
ہین انسان دنیا مین رہکر دو طرح پر زندگی بسر کرتے ہین ۔ ایک بے قاعدہ اور ایک
باقاعدہ ۔ بے قاعدہ زندگی سے وہ زندگی مراد ہے کہ جسکا اصول محض کھانا پینا
ہنسنا رونا اوٹھنا بیٹھنا لیٹنا سونا جاگنا ۔ ہوتا ہے جو لوگ اس اصول سے زندگی
بسر کرتے ہین انکو دنیا کے نشیب وفراز اور سرد وگرم پر کچھ نظر نہین ہوتی اگر مل گیا
تو کھا پی کر وحشیون کیطرح لیٹ رہے اگر نہ ملا تو بھیک مانگ کر یا کسی اور طرح گذارہ کر لیا

اونکی نظر مین دن اسواسطے چڑھتا ہی کہ پیٹ بہر کر کہامین اور پیئین اور رات اسواسطے بڑی ہے کہ مزے سے سوئین کروٹ اوسوقت بدلین کہ جب دن چڑھ جاے۔ اونکو اپنی آمدنی اور خرچ اور ضرورتون پر کچھ نظر نہین ہوتی اور نہ وہ سوسایٹی کے شرائط اور پابندیون کو خیال مین لاتے ہین اور نہ اپنی ذاتی طاقتون سے اچھی طرح کام لیتے ہین - اگر اونکی اصول معاشرت کا لایعقل حیوانون کے اصول معاشرت سے مقابلہ کیا جائے تو کچھ فرق نہین نکلتا اگر اونسے دریافت کیا جائے کہ تم دنیا مین کسواسطے آئے ہو تو جواب دیتے ہین کہ کھانے پینے اور جاگنے سونے کے واسطے ایسے لوگون کو صرف صورت ظاہری کے اعتبار سے آدمی کہا جاتا ہے ورنہ در اصل اونکی ذات مین کوئی بات آدمیت اور انسانیت کی نہین پائی جاتی محض حیوان ناطق ہوتے ہین - باقاعدہ زندگی سے وہ زندگی مراد ہے کہ جسکے اصول بیقاعدہ زندگی کے اصولون سے مغائر اور جدا ہین اونمین سب سے بڑا یہ اصول ہے کہ انسان کو دنیا مین رہکر صرف کھانے پینے سونے جاگنے ہنسنے رونے بیٹھنے اوٹھنے لیٹنے کو ہے زندگی کا نتیجہ نہ خیال کرنا چاہیے بلکہ ان ضرورتون کو زندگی کے قایمی کا وسیلہ اور ذریعہ گردان کر تہذیب نفس اور شائستگی خیالات اور زمانہ کے سرد و گرم اور نشیب و فراز اور مقدم و موخر کے معلوم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور ان اصولون اور قاعدون کو اپنا طریق عمل بنانا چاہیے کہ جنکے ذریعہ سے سوسایٹی مین زندگی بسر کی جاسکتی ہے باقاعدہ زندگی بسر کرنے کے اصولون کے لحاظ سے انسان دنیا مین صرف کھانے پینے کے واسطے نہین بھیجا گیا بلکہ اسواسطے کہ دنیا مین رہکر نیک اوصاف اور اچھی باتون کو حاصل کرے اور دانائی اور دور اندیشی سے اپنی ضرورتون کو انجام دے آپ بھی فائدہ اوٹھائے اور دوسرون کو بھی نفع پہونچانا ہے - جو لوگ باقاعدہ زندگی بسر کرتے ہین وہ کھانے پینے سونے جاگنے بیٹھنے اوٹھنے سے محروم اور محترز نہین

ہان یہ ضرور ہے کہ ان ضروریات کو دانائی اور قاعدہ سے انجام دیتے ہین ایک حکیم
آدمی کھاپی کر حکیم کہلاتا ہے اور عزت کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے اوسیکا جاہل
بھائی پیٹ بھر کے کھاتا ہے مگر اوسکو نہ تو کوئی حکیم کہتا ہے اور نہ اوسکی زندگی
عزت کے ساتھ گذرتی ہے دانا لوگ اوسکو ایسا ہی خیال کرتے ہین کہ جیسے اور
حیوانات کو دیکھنے مین تو حکیم منش اور جاہل آدمی ایک ہی صورت اور ڈیل ڈول
کے ہوتے ہین یہ فرق صرف اسواسطے پڑجاتا ہے کہ ایک آدمی زندگی کو باقاعدہ
بسر کرتا ہے اور دوسرا بیقاعدہ اگر دوسرا بھی باقاعدہ بسر کرتا تو اوسکے سر پر بھی
عزت اور حکمت کا مبارک تاج مرصع رکھا جاتا جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ دنیا مین
رہکر انسانون کو باقاعدہ زندگی بسر کرنی چاہیئے تو اب ہم اس امر کے اظہار کی اجازت
مانگتے ہین کہ باقاعدہ زندگی بسر کرنے کے واسطے مرد اور عورت دونون کا دانا اور
محتاط اور دور اندیش اور مدبر اور فہیم اور بردبار ہونا لازم ہے جب تک یہ دونون
برابر نہونگے تب تک کوئی کام بھی پورا نہ اوتریگا اگر مرد دانا مدبر محتاط عقیل
دور اندیش ہوا اور عورت بالکل جاہلہ اور عدہ بدہوئی تو مرد کی دانائی اور تدبیر
سے کیا فائدہ ہوگی - ہان اگر دونون طرفین ایسی ہی ہون تو پھر سب کچھ ہوسکتا ہے
ہندوستان کے لوگ اپنی عورتون کو تعلیم دینا معیوب خیال کرتے ہین اونکے خیال
مین عورتون کو دانا بننے اور پڑھنے کے کوئی ضرورت نہین ہے ہندوستانیون
کا یہ خیال واقعہ کے مطابق نہین ہے ہم اوپر کی سطرون مین اس امر کو ثابت کر چکے
ہین کہ باقاعدہ زندگی بسر کرنے کے واسطے دونون فریقون یعنے مرد و عورت کا لائق
اور تعلیم یافتہ ہونا ضروری ہے جیسا خداوند کریم نے مردون کو علم حاصل کرنے کے
وسائل اور اسباب عطا کیے ہین - ایسا ہی عورتون کو حاصل ہین جیسے مردون کو
علوم کے حاصل کرنے اور فنون کے سیکھنے کی ضرورتین ہین ایسا ہی عورتون کو جیسا

مردون کو خانگی ضروریات کے رفع کے واسطے عقل اور علم کی ضرورت ہی ایساہی عورتونکو
جیسا لڑکون کو والدین پر اپنی تہذیب اور شائستگی کے حاصل کرنے کے حقوق حاصل ہین
ایساہی بیچاری لڑکیون کو۔ جیسا خدا نے طبعی طور پر مردون کو فکر و غور کا مادہ اور
قوت خیالیہ قوت حافظہ قوت متمیزہ قوت ذہنیہ اور عقل عطا کی ہے ایساہی عورتون
کو یہ قوتین عطا کی گئی ہین جیسا مردون کو دو آنکھین اور دو ہاتھ اور دیگر جوارح
بخشے ہین ایساہی عورتون کو حاصل ہین انھین طبعی سامانون اور قوتون سے مرد علم
و فضل حاصل کرکے عزت اور بزرگی کی ڈگری لیتے ہین اگر عورتون کو یہ کوچہ دکھایا جاے
تو وہ بھی انھین طبعی سامانون اور قوتون کے بعد سے مردون کیطرح عالمہ اور فاضلہ
بنکر لائقہ اور مدبرہ بن سکتے ہین مرد علم و فضل حاصل کرکے اگر گھرون کی ضرورتون
اور کامون کو انجام دیتے ہین تو عورتین بھی انھین کیطرح اپنے متعلقہ فرائض کو
شائستگی اور دانائی کے ساتھ پوری کرتے رہینگے گھرون مین بہت سے ایسے کام ہوتے
ہین کہ جنکو مرد انجام دے ہی نہین سکتے اور اگر دین بھی تو اونمین خرابی پڑجاتی ہے
جسقدر عورتین جزورس اور اپنے گھر کی خیرخواہ ہوتی ہین اسقدر مرد نہین ہوتے
عورتون کو باوجود بے علم ہونے کے ہر وقت یہی خیال رہتا ہے کہ اونکی خانگی ضروریات
کے پورے کرنے کے وسائل ہر وقت گھر مین احتیاط کے ساتھ جمع رہین اور وقتاً
فوقتاً کام آئین۔ گھر کی صفائی اور اخراجات اور حفاظت کا جسقدر عورتین بندوبست
کرسکتی ہین مردون کو وہان تک رسائی ہی نہین جس گھر کی عورت دانا اور مدبرہ
ہوتی ہے اوس گھر کے مرد کو خانگی ضروریات کے پورا کرنے کی اصلا فکر نہین ہوتی
مہمان آتے ہین اور عورت خود بخود ہی اونکی خورد و نوش اور دیگر ضروریات کا
انتظام کردیتی ہے مرد کا کام صرف کہلا دینا ہوتا ہے مرد باہر جاتے ہین تو عورتین انکے
مرد کی کمائی کو نہایت نیک نیتی اور کفایت سے خرچ کرتی ہین اور گھر کی عزت لیے جاتی ہین

تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ مردون کے بہ نسبت عورتین زیادہ تر کفایت شعار ہوتی ہین
اگر اونکو علمی طاقتین حاصل ہون تو نہایت عمدگی سے کفایت شعار ثابت ہون اب تک
جو کسیقدر اونکی کفایت شعاری مین بے ترتیبی اور کمزوری پائی جاتی ہے یہ اونکی بے علمی
کا نتیجہ اور اثر ہی اگر کسیقدر علم پڑھ جائین تو اونکی کفایت شعاری سے مردون کو
بہت فائدہ حاصل ہو سکتا ہے - ابتدا مین اولاد کی محبت اور اُلفت خاص کر بہ نسبت
مردون کے عورتون سے زیادہ ہوتی ہے شاید اسکا یہ باعث ہو کہ اولاد ابتدائی
عمر مین زیادہ تر اپنی ماؤن کے پاس رہتی ہے خواہ کچھ ہی سبب ہو اسمین کچھ شک
نہین کہ ابتدائی عمر کے حصون مین اولاد کو اپنے ماؤن سے بہ نسبت باپون کے زیادہ تر
تعلق اور اُنس ہوتا ہے - جب ابتدائی عمر مین اولاد کو ماؤن سے زیادہ تر محبت
اور اُلفت ہوتی ہے تو قبول کرنا پڑتا ہے کہ ماؤن کے اخلاق اور خیالات اولاد کی
طبیعتون مین خوب زور سے موثر ہوتی ہونگی اور ماؤن کے کہنے سُننے کو اولاد اچھا
خیال کرتی ہوگی یہ بات مان لی گئی ہے کہ انسان کے اخلاق اور خیالات اوسی حالت
مین اچھے ہو سکتے ہین کہ جب اوسکو علمی طاقتین حاصل ہون - اس سے ہم استدلال کرتے
مین کہ اگر عورتون کو تعلیم دیجاوے تو اولاد کو اونکی صحبت مین رہ کر فوائد اوٹھانے کا
موقع مل سکتا ہی اور اگر برخلاف اسکے عورتین جاہلہ اور ناتعلیم یافتہ ہون تو اولاد کے
بگڑ جانے اور خراب ہونے کا خطرہ اور احتمال ہے کیونکہ جیسے اچھے خیال اور نیک
اخلاق موثر ہوتے ہین ایسے ہی برے اخلاق اور مذموم خیالات کا اثر ہو سکتا ہے
جیسا جاہل اور بے وقوف مردون کی صحبت اولاد کو خراب کر سکتی ہے ایسا ہی جاہلہ
عورتون کی صحبت مین اثر ہے -

بچون کی طبیعت مین ترقی کا مادہ ایسا ہی موجود ہوتا ہے جیسا کہ کسی گٹھلی مین عالیشان
اور تناور درخت کے ہو جانے کا مادہ اور صلاحیت موجود ہوتی ہے اگر اوس گٹھلی کو کوئی

دانا باغبان عمدہ طور پر لگائے تو اوس سے ایک اچھا تناور اور پھلدار درخت پرورش
پاکر فائدہ پہونچا سکتا ہے اور اگر اوس گٹھلی کو کوئی بیوقوف اور ناتجربہ کار باغبان بری طرح
سے لگائے تو بجائے ایک تناور درخت ہونے کے کھاد بنجائیگی اسیطرح پر اگر بچون کو
ابتدا مین ہی تعلیم یافتہ ماؤن کے ذریعہ سے تربیت ہونی شروع ہو تو وہ بھی کسی روز کو
ایک اچھی معقول اور عزت والے بن سکتے ہین اور اگر جاہل اور بے وقوف ماؤن کی
صحبت مین رہین تو گٹھلی کیطرح خراب اور ابتر حال ہو جائینگے گٹھلی کی کھاد تو کچھ کے
کام آجاتی ہے بگڑے ہوے بچے کسی کام بھی نہین آتے البتہ اپنے خاندان اور اپنے
اسلاف کی رسوائی اور بدنامی کا ضرور موجب بن جاتے ہین - جو عورتین تعلیم یافتہ
اور مہذب ہوتی ہین اونکی اولاد اور بچے ناتعلیم یافتہ اور غیر مہذب عورتون کے بچون
اور اولاد سے کئی درجے اچھے ہوتے ہین تعلیم یافتہ عورتون کی اولاد اور بچے بہت
ترقی پاکر ممتاز اور معزز بن جاتے ہین آپ بھی آرام اور خوشی مین رہتے ہین اور
ماؤن باپ اور دیگر اقربا اور بزرگون کو بھی آرام مین رکھتے ہین مین اس امر کو مانتا
ہون کہ غیر تعلیم یافتہ عورتون کی بھی اکثر بچے لائق اور جنٹلمین ہوگئے ہین مگر یہ بات
عورتون کی تعلیم کی ضرورت کو کمزور نہین کرتی کیونکہ غیر تعلیم یافتہ عورتون کے اکثر بچون
کا تعلیم یافتہ ہونا یہ بات ثابت نہین کرتا کہ اونکو ابتدا عمر مین ماؤن کی تربیت اور
تعلیم کی ضرورت نہ تھی ماؤن کا تعلیم یافتہ ہونا اولاد کی تربیت اور بہتری کے واسطے ایک
عمدہ ذریعہ ہے جو اور عمدہ ذریعون کے نفی نہین کرتا مگر چونکہ یہ ابتدائی اور موثر ذریعہ
ہے اسواسطے اولاد کے واسطے اسکی بہت ضرورت ہے -

جب ہم عورتون کی پیدائش پر خیال کرتے ہین تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عورتون
کی پیدائش سے ایک یہ بھی مقصود اور غرض ہے کہ اوقات فرصت مین مردون کے
واسطے دل بہلانے اور جائز عیش و عشرت اور مہر و محبت کا باعث ہون یہ بات مان

لگئی ہے کہ دل بہلانے اور جائز عیش و عشرت اور مہر و محبت کے واسطے عورتون کا
عقیلہ اور دانا ہونا ضروری ہے اگر عورتین زیور عقل اور دانائی سے آراستہ اور
پیراستہ نہونگی تو مردون کے دل بہلانے کے بجاے ایک کراہت اور نفرت کا
سامان بن جائینگی بہت مرد محض اسواسطے اپنے چال و چلن کو بگاڑ لیتے ہین کہ اونکے
لازمی رفیق یعنے منکوحہ عورتین بالکل کندہ ناتراش اور جاہلہ ہوتی ہین نہ اونھین
کلام کرنے کا طریقہ آتا ہے اور نہ گفتگو و بول چال کا سلیقہ صرف کہانا پینا اور گہورنا
ہی جانتی ہین جب شوہر گہر آتا ہے تو بیوی صاحبہ کے ماتہے پر سو سو بل پڑتا ہی
نہ کلام مین نرمی اور نہ گفتگو مین ملامیت جلتی بلتی روٹی کھلائی اور خود بدولت
چولہے کے ارد گرد طواف کرنے لگ گئے گہر کا مالک پڑے بہاڑ مین اونکا چولہا سلامت
رہے ذرا کچھ سلیقہ والی ہوئی تو چپکے سے بھینس کیطرح چارپائی پر آلیٹی - اور جو اس سے
زیادہ ہوئی تو ساس نند کی سدا کہانی لے بیٹھی - ہان کلثوم کے باپ مین تو تیری
مان کبھو نہ رہونگی تیری سگی بہن صغراے ہمیشہ بتھیان کہتی رہتی ہے تیری بوڑھی
امان بھی اوسیکا ساتھ دیتی ہے بس جگر اتنہ رگڑا کل صبح نور کے تڑکے ہی ڈولی
کرادو مین میکے چلی جاؤنگی میان بیچارے نے چپکے سے کہا اری بھلی مانس کچھ سمجھ بوجھ
تو سہی بس گلے کا ہار ہو گئی مین آج فیصلہ کرکے ہی روٹی کہاؤن گی یا تیری امان
اور بہن رہی گی اور یا مین رہونگی - بیچارے میان پیچھا چھوڑا کر خدا خدا کرکے گہر سے
باہر نکل آئے - ایک روز پنڈت صاحب جو کتہا کرکے گہر رسوئی کہانے گئے تو کیا
دیکھتے ہین کہ پنڈتانی صاحبہ اٹواٹی کھٹواٹی لیے پڑی ہین آپ نے آہستگی سے پوچھا
اکیمن خیر تو ہی پوچھنا کیا تہا بلا مین گرفتار ہو گئے پنڈتانی صاحبہ نے وہ بی نقط صلواتین
سنائین کہ پنڈت صاحب کو کتہا وتہا سب بھول گئی جان کے لالے پڑ گئے شور و غل
سنکر اپنے پرائے سب اکھٹے ہو گئے کہہ سنکر پنڈت صاحب کی خلاصی کرائی جب

عورتون کا یہ حال ہے تو پھر بھلے مانس چک والے گھر جائین یا نہ جائین اگر عورتون کو
علم سکھایا پڑھایا جاوے تو وہ عقلیہ ہو کر اپنے خاوندون کے واسطے ایک عمدہ طرح پر
جائز عیش وعشرت اور دل بہلانے کا سامان مہیا کر سکتے ہین - ارباب نشاط گو
تعلیم یافتہ نہین ہوتین مگر کسیقدر اونمین شائستگی ہوتی ہے جسپر کمزور خیال کے آدمی
فوراً فدا اور لٹو ہو جاتے ہین افسوس اونکے ناتجربہ کار نظر اونکی ظاہری شائستگی
پر ہی پڑتی ہے اگر وہ اونکے اندرونی کثافتون اور خباثتون اور برائیون اور عیوب
کو دیکھین تو کبھی بھی اونکے دام تزویر مین ناتجربہ کار طائر دل کو نہ پھنسائین -
افسوس اگر گھر کی منکوحہ عورتین لائقہ اور شائستہ ہون تو لوگ اس مصنوعی اور
ملمع کی شائستگی اور ظاہری ٹیپ ٹاپ پر جان دیکر قاطع النسل کیون بنین -
ارباب نشاط کے پاس جانے سے صدہا لوگ تو قاطع النسل ہو گئے ہین اور صدہا
امراض متعدیہ مین پھنسکر عزیز جان کھو چکے ہین اور صدہا لوگون کی خانہ بربادی
ہو گئی ہے اسمین کسیکا کیا قصور ہے جو بوئینگے سو کاٹینگے اگر عورتین شائستہ اور
لائقہ ہون تو اسقدر خرابی اور ابتری کیون ہو ہم اوپر کہہ آئے ہین کہ عورتین بالمقابل
اپنے خاوندون کے وزیر کا رتبہ رکھتی ہین جیسا وزیر کے مدبر اور دانا ہونے سے
بادشاہ کی طبیعت راستی اور صداقت اور سعادت کے مرکز پر قائم رہتی ہے ایسا ہی
عورت کے دانا اور لائقہ ہونے سے خاوند کی طبیعت صلاحیت اور رنگینی کی طرف
مائل رہتی ہے دو چار گھڑی تک رفیق دانا کے پاس رہنے سے انسان کی طبیعت مین
عمدہ باتون اور نیک کامون کا جوش پیدا ہوتا ہے اگر ساری عمر کا رفیق دانا اور
مدبر اور لایق ہو تو دوسری جانب کو کیون نہ فائدہ پہونچے - عورتین تو بالکل
بیوقوف اور جاہلہ ہوتی ہین اونکی بے سلیقہ باتون کا مردون کے دلون مین کب
اثر ہوتا ہے جب مرد اونکو بات کرنے کے ہی قابل نہین سمجھتے تو پھر اونکی نصیحتون کو

کب قبول کرتے ہین نصیحت بھی اوسیوقت موثر ہوتی ہے کہ جب منصوح ناصح کو کوئی شی
سمجھتا ہو جب منصوح ناصح کو اپنے سے بھی گیا گذرا سمجھے تو پھر اثر کیا ہوتا ہے خاک
لوگ کوشش کیا کرتے ہین کہ سفر مین جو چند روز کے واسطے ہوتا ہی کوئی ایسا رفیق
ملے جو دانا اور لائق اور بردبار ہو افسوس ہم اوس رفیق کی بابت جسنے ہمارے ساتھ
ساری عمر رہکر غمی اور خوشی نقصان اور فایدہ کا حصہ دار بنتا ہے چند روز کے سفر
جتنا بھی خیال نہین رکھتے - وہ کیا رفیق ہے جو پیش آمدہ معاملات اور امورات
مین راے صایب دینے کی بھی قابل نہو وہ کیا رفیق ہے جو صرف کھانے کے
جھٹی ہو وہ کیا رفیق ہے جسکو بات تک کرنے کا بھی سلیقہ نہو وہ کیا رفیق ہے جو
ہمارے ساتھ رہکر حیوانون کیطرح زندگی بسر کرتا ہو وہ کیا رفیق ہے جو گھر اور اولاد کا
بھی انتظام نہ کرسکتا ہو وہ کیا رفیق ہے جو ہماری رفاقت کا فائدہ صرف روٹی کھالینا
اور کھلا دینا ہی سمجھتا ہو وہ کیا رفیق ہے کہ جسکو ہمارے حقوق کی بھی خبر نہو وہ کیا
رفیق ہے کہ جو اپنے حقوق سے بھی واقف نہو وہ کیا رفیق ہے کہ جو عارضی طور پر ہمارا
ہمدرد اور خیرخواہ ہو وہ کیا رفیق ہے جسکو دنیا و مافیہا سے مطلقاً آگاہی نہو وہ
کیا رفیق ہے جو یہ بھی نہ جانتا ہو کہ اکٹھے رہکر زندگی کیونکر اور کن اصولون پر بسر
کرنی چاہیئے - وہ کیا رفیق ہے کہ جو بجاے ہمدردی اور رفاقت کے ہمیشہ چھوٹی
چھوٹی باتون پر ہمارے ساتھ لڑتا بھڑتا رہے - وہ کیا رفیق ہے کہ جو نہ ہمارا
تابعدار ہو اور نہ ہمارے بزرگون کا وہ کیا رفیق ہے کہ جب کوئی ممتاز اور شریف
آدمی ہمارے ملنے کے واسطے آوے تو وہ اوسکی معمولی خبرگیری اور خاطرداری سے
بھی درگذر کرے وہ کیا رفیق ہے کہ جو ہماری غیرحاضری مین کسی کام کا بھی نہ رہے
وہ کیا رفیق ہے کہ جو ہمارے واسطے صادق مددگار اور سچے خیرخواہ کا رتبہ نہ رکھے وہ
وہ کیا رفیق ہے جو ہمیشہ ہان مین ہان ملائی جاوے وہ کیا رفیق ہے جو ہمکو بری

باتون اور ناقص خیالات اور معیوب اخلاق سے منع نکرے ساری عمر کا رفیق وہ چاہئے
جو ہمارے واسطے ہر طرح سے مفید ہو نہ وہ جسکے وجود سے بجاے فائدون کے نقصان
اور ضرر پہونچین - عورتین ہماری ساری عمر کی رفیق ہین اسلیے ہمین مناسب ہے کہ
اونکو لائقہ اور شائستہ بنانے مین دل سے سعی اور کوشش کرین - بعض لوگون کا
مقولہ ہے کہ اگر عورتون کو پڑھایا جائیگا تو وہ خراب ہو جائینگے مردون کی برابری
کرینگے گہرون مین بسنا اونھین مشکل ہو جائیگا - لکہنا پڑھنا اونکی خرابی کا ایک چلتا
ذریعہ جائیگا - ہمارے خیال مین لوگون کا یہ مقولہ صداقت سے بعید ہے علم ایسی شے
نہین ہے کہ اوسکا حاصل کرنا حاصل کرنے والے کے حق مین مضر اور نقصان رسان
ثابت ہو علم صرف اسواسطے پڑھایا لکھایا جاتا ہے کہ پڑھنے اور سیکھنے والے پڑھ سیکھ کر
دانا اور عقیل اور شائستہ اور مہذب بن جائین جیسا مردون کے واسطے علم کا پڑھنا
یا سیکھنا مفید ثابت ہوا ہے ایسا ہی عورتون کے واسطے ہے علم کا تو خاصہ ہی یہی ہے
کہ دانائی اور عقیل اور تہذیب اور شائستگی کو ترقی بخشے اسمین مرد و عورت کی کوئی خصوصیت
نہین ہے البتہ جن لوگون کی طبعتین قدرتاً ہی خراب واقعہ ہوئی ہین وہ متاثر ہے
نہین ہوتے عورتون پر کیا موقوف ہے مرد بھی شہد سے بچے چھٹے ہوے نکل آتے ہین
جسکی طبعیت موزون اور قابل ہوگی وہ ضرور علم حاصل کرکے دانا اور عقیل اور مہذب
بن جائیگا خواہ عورت ہو اور خواہ مرد ہو جب ہم اس امر کو مان چکے ہین کہ علم بذاتہ مفید
ہے تو پہر اوسکو ایک شق کے واسطے غیر مفید قرار دینا اپنے قول کی تکذیب کرنا ہے
عورتین علم پڑھکر خراب نہین ہو سکتی ہین اگر یہی بات ہو تو چاہیے کہ ان پڑھ عورتین
اس عیب سے پاک صاف ہون مگر ہم تو دیکھتے ہین کہ ان پڑھ عورتون مین جسقدر خرابی
پائی جاتی ہے پڑھی ہوئی عورتون مین اوسکا عشر عشیر بھی نہین - پڑھی ہوئی عورتین
اول تو اپنے مردون کی برابری کرتی نہین اور اگر کبھی غلطی سے کربھی بیٹھتی ہین تو نہ اوسقدر

کہ جسقدر ان پڑھ عورتین کرتی ہین جیسے بے علمی خرابی کا ذریعہ بن سکتی ہے ایسی علم
نہین بن سکتا علم پڑھنے کی حالت مین تو عیب کرنے کے وقت عیب کی برائی معلوم
ہوسکتی ہے لاکن بےعلمی کی حالت مین عیب کو صواب سمجھنا چاہیئے عیب کو عیب جانکر
کرنا اور بات ہے اور عیب کو صواب سمجھ کر کرنا اور بات ہے - جو شخص عیب کو عیب
جانکر کرتا ہے وہ اوسکو کبھی نہ کبھی چھوڑ دیگا اور اوسکو اسیطرح پر کریگا کہ حتی المقدور
کسیکو بھی خبر نہوگی اور کہنے سُننے پر اوسکے ارتکاب سے ہٹ جائیگا - لاکن جو آدمی
عیب کو صواب سمجھ کر کرتا ہے وہ اوسکو چھوڑ نہین سکتا اور نہ محفوظ طور پر کرتا ہے اور نہ
اپنی غلطی پر متنبہ ہوتا ہے دیکھو ان پڑھ اور پڑھے ہوے کی حالت مین کتنا فرق ہے کیا یہ
حالت اس بات کا ثبوت نہین ہے کہ عورتون کے حق مین علم کا حاصل کرنا نقصان رسان
اور مضر نہین ہے بلکہ سراسر مفید انسان کی طبیعت مین یہ رغبت پائی جاتی ہے کہ وہ اون
امثال پر غور کرتا ہے جو اوسکے موافق ہون اور اون امثال کو نظر انداز کرجاتا ہے جو ناموافق
ہون انسان کا امثال موافق کیطرف رغبت سے غور کرنا اور امثال ناموافق کو نظر انداز
کرجانا اوسوقت زیادہ تر مضبوط ہوجاتا ہے کہ جب اوسکے ساتھ تنفر طبیعت اور تقلید
رسوم شامل ہوجاے لوگ اون عورتون کے خراب عادات اور طریق عمل کو جو پڑھی
ہوئی ہوتی ہین نہایت شوق اور اعتبار سے دیکھتے اور سنتے ہین اور اونکو اپنے دعوے
کے اثبات کے واسطے ایک عمدہ دلیل قرار دیتے ہین اور برخلاف اوسکے ہزارون ایسے
مثالین کہ جنسے پڑھی عورتون کی فضیلت اور صداقت اور نیکی اور وسعت خیالی اور پاکیزگی
اور شائستگی اور شرافت ثابت ہوتی ہے نظر انداز کرجاتے ہین ایسی مثالون اور زندہ
نظیرون پر اگر کبھی غور بھی کرتے ہین تو شاذ و نادر کہکر اپنے دعوی کو قائم رکھتے ہین
تعصب اور تنفر طبیعت اور رسمون کی تقلید باخاص قسمتون کے مزاج بھی سچی مثالون کے
مشاہدہ سے روکتے ہین عاشق اپنے معشوق مین بجز اچھائی اور بھلائی کے عیب

اور برائی کو ہرگز نہین دیکھ سکتا گو فی الحقیقت معشوق کی ذات بھی سے خالی نہین ہوتی
مگر عاشق بباعث عشق اور محبت مفرط کے اوسکے عیبون کو بھی صواب سمجھتا ہے چونکہ
لوگون کو عورتون کی تعلیم سے ایک نفرت اور کراہت ہوگئی ہے اسواسطے پڑھی ہوئی
عورتون کی ایک اتفاقی اور ذراسی لغزش کو بھی ایک دلیل بنا لیتے ہین مگر ان پڑھ عورتون
کی صدہا خرابیون اور کمزوریون کی طرف مطلقاً نظر نہین کرتے جس نظر سے خواندہ
عورتون کی ذراسی اور اتفاقی لغزش پر نکتہ چینی کرتی ہین اگر اوسی نظر سے ناخواندہ
عورتون کی خرابیون اور کمزوریون کو دیکھین تو خواندہ اور ناخواندہ عورتون کی حالت
مین آسانی سے تمیز ہوسکتی ہے ہم اس امر کا صداقت سے اقرار کرتے ہین کہ خواندہ عورتین
بھی بعض اوقات خراب اور کمزور خیال نکل آتی ہین مگر اس خرابی اور کمزوری کا باعث
علم کا حاصل کرنا نہین ہے بلکہ وہ بے ترتیبی ہے کہ جو علم کے پڑھانے مین جائز
اور روا رکھی جاتی ہے اگر اچھے اصولون اور معقول تربیت کے ساتھ عورتون کو تعلیم دیجائے
تو کیون خرابیان پیدا ہون عورتین تو ذرا نازک اور کمزور مزاج ہوتی ہین اگر مردون
کو بے ترتیبی سے تعلیم دیجائے تو وہ خراب ہوجاتی ہین افسوس ہم اپنی غلطیون اور
لغزشون پر فکر اور غور نہین کرتے اور لے علم کو کوستی ہین جب ہم نیو ہی مضبوط
اور پختہ نہین رکھتے تو اوپر کی عمارت گرنے کا کیون افسوس کرتے ہین جس عمارت اور
مکان کے کمزور نیو ہوگی وہ ضرور گر پڑیگا اگر ہمکو عمارتون اور مکانون کے گرنے کا
افسوس ہے تو نیو کو پختہ اور مضبوط رکھنا چاہیے اگر معقول تربیت سے عورتون کو
ضروری ضروری تعلیم دیجائے تو بلاشک وہ ہی فواید ہاتھ آ سکتے ہین جنکی بنیاد پر تعلیم
دیجاتی ہے اور اوسیطرح پر عورتین مہذب اور لایق بن سکتی ہین کہ جسطرح پر اور مرد علم
حاصل کرکے بن جاتے ہین اور اگر بُرے اور کمزور اصولون پر تعلیم دیکر بہتری کی امید
اور توقع رکھین تو یہ ایک وہم باطل اور خیال فاسد ہے بڑے اصولون اور کمزور

قاعدون کی تاثیرین کبھی مفید اور اچھی ثابت نہین ہوتین علی ہذا القیاس اچھی اور مضبوط قاعدون کے نتیجے کبھی معیوب اور برے ثابت نہین ہوے ۔

اوپر کی سطرون مین بالعموم عورتون کی تعلیم کی ضرورت کو بیان کیا گیا ہے اب ہم بالخصوص صغیر سن لڑکیان کی حالت کو ذکر کرکے اونکے والدین کو تعلیمی ضروریات کی پورا کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہین ہمارے ملکی بھائیون کے صغیر سن اور خوردسال لڑکیان عام اس سے کہ وہ عرفاً شریف ہون یا رزیل اپنی اوس عمر اور عزیز اوقات کو جسمین وہ ہر ایک قسم کا کمال اور ہنر پیدا کرسکتے ہین اپنی والدین کی عدم توجہی اور لاپرواہی سے لہو ولعب مین برباد اور رایگان دیتے ہین ہمارے بھائیون کے خوردسال اور صغیر سن لڑکیون کے حصص زندگی مین کوئی ایسا وقت اور حصہ نہین آتا کہ جسمین اونکے والدین اونکو کسی ہنر اور کمال کے حاصل کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہون ان بیچاریون کی ساری عمر گوڑیون کے کھیلنے اور مصنوعی گھر بنانے مین ہی صرف ہوجاتی ہی حیف صد حیف انکے واسطے کوئی دن نہین چڑھتا کہ جس دن مین انکے والدین اور وارث انکو چرخہ کاتنے کے سوا ے کسی اور کام پر بھی متوجہ کرین ہم دیکھتے ہین کہ ہمارے ملکی بھائیون کے صغیر سن لڑکیان چشم بددور ذہین اور فہیم بھی ہوتی ہین اگر اونکو کسی علم اور فن کے حاصل کرنے پر لگایا جاوے تو وہ بہت جلدی اوس منزل کو طے کرسکتے ہین اور مردون کیطرح صاحب علم اور فن بن سکتے ہین مگر افسوس اونکی ذہانت اور عقل خداداد کا مادہ اونکے والدین کی لاپرواہی سے گوڑیون کے کھیل اور چرخہ کے اردگرد صرف ہوجاتا ہے اگر اونکو چرخہ کاتنا اور چکی پیسنا اور ہنڈیا کا پکانا آگیا تو سب کچھ آگیا ہمارے ملکی بھائیون کو ازبس ضرور اور مناسب ہی کہ اپنی چھوٹی چھوٹی لڑکیون کو جنکی عمر اور وقت حصول کمال کے واسطے ایک عمدہ وقت ہی تحصیل علوم اور فنون کی جانب مایل کرین اور اونکو مختصر طور پر ایسے ایسے دو چار فن سکھا دین کہ جنسے

وہ اپنے وقت اور عمر کو عمدہ طرح سے بسر کرین اور تنکو دل سے دعا مین دین مین یہ
نہین کہتا کہ تم اپنی لڑکیون کو عالمہ فاضلہ بناؤین تو یہ بک رہا ہون کہ حتی المقدور
کچھ علم ہی سکھاؤ اور ساتھ ہی اوسکے کوئی فن سکھاو جب ہمارے ملک مین مختصر
طور پر تحصیل علوم کا شوق پیدا ہوجائیگا تو پھر خود بخود عورتین عالمہ اور فاضلہ بننے کو
طیار ہو جاوینگی - اے بھائیو کیا ہندوستان مین کوئی بھی ایسی دستکاری نہین
ہے جسکو تمہاری لڑکیین اور تمہاری عورتین سیکھ سکین کیا کوئی بھی علم نہین ہے
جو تمہارے خورد سال لڑکیون کے حصہ مین رکھا گیا ہو - کیا تمہاری لڑکیون کو خدا نے
عقل نہین دی کیا نرے لاعقل ہی ہین - توبہ توبہ ہمارا کیا مقدور کہ بدیہیات سے
انکار کرین کیون نہین ایک چھوڑ کر ہزارون اور لاکھون فن ہین کہ جنکو صغیر سن
لڑکیین ایک عمدگی اور آسانگی سے حاصل کر سکتی ہین اونمین خدا نے عقل اور فہم کا
مادہ بھی عطا کر رکھا ہے یہ ہماری ہی کج فہمی اور ہٹ دھرمی ہے کہ اپنی لڑکیون کو
علم پڑھانا اور فن سکھانا معیوب خیال کرتے ہین ورنہ قدرت نے ہر یک طرح سے
اونکو تحصیل علوم اور فنون کے لایق پیدا کیا ہے جب ہمارے ملک کی لڑکیون کی
شادی ہو جاتی ہے تو بعد شادی کے اونکی حالت زار اس ڈھب اور نمونہ کے
بن جاتی ہے کہ دیکھ دیکھ کر رونا آتا ہے اور بدن پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہین
سچ ہے کہ ایسی شادی اونکے حق مین وبال جان سے کم نہین ہوتی باعث اس
تکلیف اور مصیبت کا یہ ہوتا ہے کہ وہ لڑکیین بباعث جاہل اور احمق ہونے کے
اپنے اصول زندگی کو اچھی طرح سے قابو مین نہین لاتین اور ادھر سے حضرات نوشہ
صاحب بھی چشم بد دور کھرے خاصہ شیخ چلے کے بھائی ہوتے ہین دوسو دائیون
کے ملنے سے خوب گڑبڑ مچتی ہے اور دوسرے یہ کہ عموماً ہمارے ملک کی لڑکیون کی
شادی چھوٹی عمر مین کیجاتی ہے یا یون کہو کہ والدہ کے پیٹ سے نکلتے ہی طرفہ برآن

یہہ کہ ڈوم اور برہمن کے وساطت سے کئی بہر پشادی غمی کا نمونہ ہو یا نہ ہو لڑکیین
بیچاری گھبرائین نہ تو اور کیا کرین اگر کوئی فن آتا ہو تو اوسی مین لگے ہین عالمہ ہوتین
تو کتاب ہی کا مطالعہ کرکے اپنا دل بہلائین مگر ادہر سے تو مطلع صاف پہر
نہ بیٹہین تو کیا کرین - جب ہمارے ملک کی لڑکیین اکیلی اور تنہا کسی گوشہ مین
بیٹھتی ہین تو یون نوحہ کرتی ہین اے آسمان تونے ہمارے اوپر کیون ظلم کیا تو
ہمکو طرح طرح کے مصائب اور نوائب کیون دکھا رہا ہے کیا تجکو رحم نہین آتا ہمارے
جانین اور دل اتنی مصیبتون اور سختیون کی کیونکر برداشت کرسکتے ہین - دہاڑین
مارتے ہین اور اونچا ہاتھ کرکے آسمان کو بلبل ہند میر حسن کا شعر پڑہکر سناتے ہین
؎ فلک تونے اتنا ہنسایا نہ تہا ؛ کہ جسکے عوض یون رولانے لگا ؛ جب آسمان
صم بکم سے کوئی جواب نہین پاتین تو ناچار ہوکر زمین کی طرف دیکھکر کہتے ہین -
کہ اے زمین کیا تو ہماری نازک اور سخت حالت کو دیکھ کر پھٹ نہین جاتی اے زمین
خدا کے لیے شق ہوجا کہ ہم تجھ مین سماجاوین اور ان مصیبتون سے خلاصی پاوین
جب زمین بھی کوئی جواب نہین دیتی تو اپنے گرداگرد دیوارون سے رو رو کر یون
کہتے ہین - اے دیوارو ہماری سرون پر گرکر چور ہوجاؤ ہم ان سختیون اور مصیبتون
کو جو ہمارے نازک دلون اور جانون پر حملہ کررہے ہین برداشت نہین کرسکتین -
جب سب طرف سے عالم سکوت دیکھتے ہین اور کوئی مجیب نہین پاتین آچشم پرآب
ہوکر اپنے خالق کی درگاہ مقدس مین یون گویا ہوتی ہین - کہ اے ہمارے خالق
اور اے ہمارے خدا دیکھ ہمارے چھوٹے چھوٹے دلون اور جانون پر کیسی کیسی سختیان
ہی ہین کوئی نہین کہ ہمکو ان بلاؤن سے رہائی بخشے ہان ایک تو ہی ہے کہ ہمپر رحم
فرماوے - اے ہمارے ملکی بھائیو کیا تمہارے کانون مین اپنی عزیز لڑکیون کے
نوحہ اور رونے کی آواز نہین آتی کہ تم انکی بہتری کا بندوبست نہین کرتے ہا ے

کیسے سخت دل اور بے رحم ہو اپنی لڑکیون پر بھی رحم نہین کرتے وہ دن مبارک ہوگا
کہ جب ہمارے ملک کی مبارک لڑکیان یورپین کی لڑکیون کیطرح زیور علوم اور البتہ فنون
پہنکر تہذیب اور شائستگی کی کرسی پر جلوس فرما ہونگی۔

بعض لوگون کا قول ہے کہ لڑکون کی تعلیم اور تدریس سے تو والدین کو یہ فائدہ ہوا
کہ والدین کو اون سے بوڑہاپے مین کئی قسم کی مدد اور اعانت پہونچیگی اور اونسے ضروری
ضروری خدمات لین گے لڑکیون کی تعلیم سے والدین کو کیا فائدہ ہے جب اونکی شادی
بیاہ ہوجائیگا اپنے اپنے گہرون مین جا بسینگے اے حضرات ذرا ادہر متوجہ ہو جیے اگر ان
لوگون کا ہی قول مد نظر نانا جاوے تو پہر لازم آتا ہے کہ لڑکیون کو سب حقوق سے محروم
رکہا جاوے حالانکہ لڑکون کیطرح والدین کیطرف سے حقوق ادا کیے جاتے ہین پہر
کیا وجہ ہے کہ ایک حق مین لڑکیون کو محروم کیا جاوے کیا قدرت نے فتوا ای لگا دیا ہے
کہ لڑکیان تحصیل علوم سے محروم رکہی جاوین یا قدرتی مفتی نے حکم دیدیا ہے کہ اناث
کو تہذیب اور شائستگی کی کچھ حاجت نہین والدین پر جیسا ذکور کا حق ہے ایسا ہی اناث
کا بلکہ ایک طرح پر اناث کا حق زیادہ ہے ذکور تو ہمیشہ والدین کے پاس ہی رہینگے اور
اونکے مال اور جائداد پر قابض اور متصرف ہونگے اور اناث نکاح کے بعد اپنے
شوہر اور سسرال کے گہر چلے جانے کے باعث سے والدین کی جائداد سے بالکل محروم
ہوجائینگے اگر والدین اپنی ہوتے اونکو شائستہ اور مہذب بنا دینگے اور مفید مفید فنون
اور ہنر سکہاوین گے تو اناث کے حق مین یہی بڑی جائداد اور مال سمجہا جائیگا اور وہ
تمام عمر اپنی پیاری اور عزیز والدین کے دل سے ممنون اور مشکور رہینگے ــــ

جب لڑکے سات آٹھ سال کی ہو تو اوسکے واسطے کوئی نیکبخت اور شائستہ عورت بہم پہونچانی
چاہیے جو اوسکو مبادی علوم سے واقف اور ماہر کرے مگر چونکہ اس ملک مین عورات
مہذبہ اور معلمہ کا ملنا عنقا کا حکم رکہتا ہے اسلیے مناسب اور بہتر ہے کہ اگر لڑکے کی والدین

یا سہائی بند تعلیم یافتہ اور مہذب ہون تو وہی اپنے طور پر اوسکو تعلیم دین اور اگر یہ بہی نہین ہے تو کوئی نیکبخت پرہیزگار مرد مقرر کرنا چاہیئے جو ایک شائستگی اور نیک نیتی سے پڑھائے۔ لڑکیون کی تعلیم مین ایسی کتابین داخل کرنا لازم ہے جنکے مضامین اور مطالب اخلاقی تعلیمات سے ملتے جلتے ہون اور جنمین فحش اور مغلظ الفاظ مندرج نہون مثل معراج المستورات اور مرآت العروس اور ہادی النسا اور مجالس النسا۔ والدین پر لازم ہے کہ وہ لڑکون کیطرح لڑکیون کو بہی پرائیویٹ طور پر تربیت کرتے رہین اور اونکو ایسے ایسے اخلاق اور اطوار کا پابند اور خوگیر بنا دین جنمین اونکو اپنی شائستگی بنانے اور اپنی عصمت اور عفت قائم رکہنے کا شوق اور ولولہ پیدا ہو۔ معلمہ یا معلم پر لازم ہے کہ جہان لڑکیین پڑہتی ہون اسجگہہ مین کسی غیر آدمی کو دخل نہ دیوے اور لڑکیون کو لڑکون کیطرح کہیل کود کی اجازت دینی چندان ضروری نہین ہے۔

جب لڑکیین مبادی علوم سے فراغت پائین تو اونکو مفید مفید علوم کے تحصیل پر لگانا چاہیئے جنمین اونکے عقول اور اذہان کو ترقی اور جلا ہو مگر ہر ایک علم مین یہی لحاظ رہے کہ اوسمین کوئی بات اخلاق اور تہذیب کے خلاف نہو۔ جب متعلمات ضروری ضروری علوم سے فراغت پاچکین تو اونکو کسب فنون کیطرف لگانا لازم ہے لاکن لڑکیون کو وہ فنون سکہانے چاہئین جو فی زمانہ مروج اور موزون ہون ہمارے ملک مین اناث کو جو جو فنون اور ہنر سکہائے جاتے ہین اون سبکا آخری نمبر چرخہ اور چکی ہے اصل مین پوچہو تو یہ دونون ہنر بہائم کے ہنرون مین سے ہین۔ آٹا پیسنا اور سوت کاتنے کا کام یورپ مین کلون سے لیتے ہین اور ہمارے ملک مین عورتون سے مخصوص ہے فنون اور ہنرون کے سیکہنے کا تب ہی مزا اور فائدہ ہے کہ جب اون ہنرون اور فنون کے نتائج اور تاثیرات خاطر خواہ پیدا ہوتے ہون اور جنکے اہل زمانہ قدر و منزلت کرتے ہون۔ چکی اور چرخہ کچھ ہنرون مین سے ہنر نہین ہین یہ آخری نمبر کی مزدوری اور محنت ہے

مین خیال کرسکتا ہون کہ اگر کوئی انڈین عورت کچھ علم پڑھ جاتی ہوگی تو وہ ضرور ان اپنی
بھدے ہنرون سے متنفر ہوجاتی ہوگی سوزن کاری اور چکن کا ہنر اگرچہ اب بھی ہندوستان
کی عورتون مین پایا جاتا ہے مگر تنزل کی حالت مین ہی ابتک اسمین کسیطرح کی ترقی اور رونق
نہین اور نہ اوسکو غیر ملک کے لوگ پسند کرتے ہین میرے نزدیک اگر اسی ہنر کو تحصیل علوم کے بعد
عام ہندوستان کی لڑکیون کو سکھایا جاوے تو بہت رونق پکڑ سکتا ہے جب سے شہر
بمبئی مین لیڈی ہوبرٹ صاحبہ نے ہندوستانی لڑکیون کے واسطے اس مفید ہنر کو
رونق اور ترقی دی ہے اوسدم سے ہندوستان کی لڑکیون نے اس فن مین خوب
مہارت پیدا کی ہے چنانچہ اونکے ہاتھون کے نکالے ہوئے رومال لندن اور برلن تک
پہونچ گئے ہین اور جنکی تعریف کیگئی ہے ہندوستانی عورات مین اکتساب فنون کا مادہ
تو موجود ہے اور وہ ہر یک طرح سے اپنے آپ کو شائستہ اور تعلیم یافتہ بنا سکتے ہین مگر
افسوس تو یہ ہے کہ اونکو مفید اور مفیض باتون کی تحصیل اور اکتساب مین لگایا ہی نہین جاتا
ہندوستانی لوگون کی ایک مستمرہ عادت ہے کہ اپنی عزیز لڑکیون کو اپنے گھر کی ضرورتون
سے واقف اور ماہر نہین کرتے وہ خیال کئے ہوئے ہین کہ اگر ہم اپنی لڑکیون کو خانگی
ضروریات کے انصرام مین متوجہ کرینگے تو اس سے ہماری برادری ہمکو مطعون بنائیگی وہ
سوچتے ہین کہ اگر ہم لڑکیون کو کھانا پکانا وغیرہ سکھائینگے تو بدنام ہو جائینگے ملکی لوگون کی
یہ بڑی غلطی ہے لڑکیون کو کھانا پکانا سکھانا عیب اور طعنہ کی بات نہین تاریخ سے
معلوم ہوتا ہے کہ بڑے بڑے امیرون اور بادشاہون کی عورتین کھانا پکانے مین استاد
تھین انسان کے حیاتی حصص ایک ہی حالت اور صورت پر قائم نہین رہتے زمانہ کی ادل
پھیر سے کچھ کا کچھ ہوجاتا ہے فرض کرو کہ اگر کسی امیر پر زمانہ نے ہاتھ صفا کیا تو اس
صورت مین اگر اوسکو اور اوسکی عورت کو کھانا پکانے تک بھی نہ آتا ہوگا تو اوسکی عزیز
زندگی کو کیا کچھ گزند پہونچیگا ہندوستان کے امیر اور دولتمند لوگون معقول ہے کہ ہماری

لڑکیین اور عورتین کس غرض کے اصول کے واسطے ہنر اور فن سیکھین خدا نے سب کچھ
دیا ہے لونڈیین خواصین سب کچھ کر سکتی ہین اگر کسی چیز کی ضرورت پڑیگی قیمتاً بازار
سے منگوا لینگے ایران ہندوستان کا یہ خیال نہایت کمزور اور لغو خیال ہے ہنر اور
فن اور علوم عورات کو اسواسطے نہین سکھائے جاتے کہ وہ محتاج اور کنگال ہین
اکتساب فنون اور تحصیل علوم سے صرف اتنی ہی غرض ہے کہ اونکے خیالات مہذب اور
شائستہ ہوجاوین اور مشکل اوقات پر اونکو فنون اور علوم سے اعانت اور مدد پہونچے
نصیر الدین جو ایک بڑا اولی العزم بادشاہ ہوچکا ہے اوسکی عورت علاوہ عالم ہونیکے
فنون اور ہنرون مین کامل دستگاہ رکھتی تھی کھانا خوب پکاتے تھی ہماری حضور عالیہ
وکٹوریا قیصر ہند کو اونکی والدہ ماجدہ ڈچیس آف کنٹ نے چھوٹی عمر مین اپنے شوہر کے
انتقال کے بعد اپنے طور پر پڑھایا سکھایا اور سب سے پہلے اپنی خانگی ضروریات اور
انتظامات سے آگاہ کیا تاکہ زمانہ کے انقلاب مین کوئی دقت اور مشکل پیش نہ آوے
ملکی لوگون کو لازم ہے کہ زمانہ کے انقلاب اور کج رفتاریون پر دھیان کر کر اپنی عزیز
لڑکیون کو خانگی ضروریات سے ضرور واقف اور آگاہ کر دیا کرین لڑکیون کے حق مین
یہ طرز عمل نہایت مفید اور مفیض ہے یہ نہین کہ اس طرز عمل سے خاصۃً عورتون کو ہی
فائدہ ہو اگر ہم غور سے دیکھینگے تو اقرار کرنا پڑیگا کہ اس سے مردون کو بھی سہولت اور
آرام اور آسائش ہوتی ہے وہ مرد کہ جسکے عورت پرائیوٹ انتظامات مین کاہل اور
ناکامل ہے کبھی خوشی اور آرام سے زندگی بسر نہین کرسکتا اگرچہ وہ اپنے گھر سے صدہا
میل پر بیٹھا ہو مگر تب بھی اوسکے دلمین شب و روز اپنی عورت کی بے اعتدالیون اور
ناقص کارروائیون کا کھٹکا لگا ہی رہتا ہوگا برخلاف اسکے وہ مرد کہ جسکی عورت پرائیوٹ
ضروریات کے انصرام مین برجستہ اور کامل ہو نہایت آرام اور راحت مین رہتا ہے اگرچہ
اپنے گھر سے صدہا کوس پر ہو اوسکے دلمین کسیطرح کا کھٹکا اور خوف نہین ہوگا۔ والدین پر

لازم ہے کہ لڑکیون کو ابتدا عمر مین ہی کفایت شعاری سے مانوس اور مرغوب بناوین
اگر لڑکئین ابتدا سے ہی کفایت شعاری کی خوگیر اور عادی ہوجاینگی تو اپنی اختیاری
زمانہ مین نہایت خوش اسلوبی اور آرام سے رہینگے اور اونکی پرایوٹ کامون کے ٹرین
ٹھیک ٹھیک رفتار پر چلا کریگی - والدین پر لازم ہے کہ اپنی لڑکیون سے ایسی عورتون
اور لڑکیون کو دور رکھین جنکی عادات اور اخلاق مذموم اور معیوب ہون کیونکہ اگر لڑکیون
کو ایسی لڑکیون اور عورات سے مانوس رکھا جاویگا تو اونکے پاکیزہ طبائع مین اپنے
ہم صحبتون کیطرح بد عادات گھر کر جائینگی یہ بات تجربہ سے حاصل ہو چکی ہے کہ عورات
کی طبائع نہایت ستلون ہوتے ہین اونکے دلون پر ہم جنسون اور ہم عمرون کی باتین
بڑی جلدی سے موثر ہوتی ہین والدین کو ہر یک امر مین حکیمانہ نگرانی رکھنی چاہیئے
ہندوستانی لوگ لڑکیون کے پیدا ہونے سے بہت ناخوش ہوتے ہین اسیواسطے
پہلے زمانہ کے لوگ باوجود عقیل اور دانا ہونے کے لڑکیون کو پیدا ہوتے ہی گلا گھونٹ کر
مارڈالتے تھے (دخترکشی کی رسم اگرچہ پہلے دنون مین ملک پنجاب مین بڑی کثرت سے
تھی مگر اب بالکل نیست ونابود ہوگئی ہے یہ قانون کا طفیل ہے) ابکی ہندوستانی
اگرچہ لڑکیون کو جان سے تو نہین مارتے مگر تب بھی بعض بعض لوگ لڑکیون کی پرورش
اور تربیت سے نفرت کرتے ہین اور اونکو بہ نسبت لڑکون کے کم چاہتے ہین ایسے
سخت دل لوگون کی لڑکیون کی زندگی بہائم اور حیوانات کیطرح بسر ہوتی ہے وہ لوگ
جو ایسی نکمے اور بودے خیالات مین مبتلا مین اونکو جاننا چاہیئے کہ خداوند کریم تمہارا
اس مکروہ فعل سے خوش اور راضی نہین ہے قانون قدرت سے جیسا لڑکون کو
والدین پر عمدہ پرورش اور معقول تربیت کی ڈگری حاصل ہے ایسا ہی لڑکیون کو
لڑکیون نے کون سے گناہ اور قصور کیا ہے جسکے بدلے اون بیچاریون سے نفرت
اور کراہت کیجاتی ہے بیشک اوس روز کہ جب ہر یک آدمی کا اعمال نامہ کھولا جاویگا

اور جسدن ایسے سخت دل لوگون سے لڑکیون کی بابت ان الفاظ سے سوال ہوگا کہ (بِاَیِّ ذَنۡبٍ قُتِلَتۡ) ان مظالم اور زیادتیون کی سزائین ملینگی - والدین پر لازم کیا الزم اور انسب ہی کہ وہ لڑکون اور لڑکیون کو ایک ہی نظر سے دیکھین اور لڑکون کیطرح اونکی تربیت اور تعلیم مین ساعی رہین - سطور بالا مین لڑکون اور لڑکیون کی تعلیم اور تربیت کا بالاختصار ذکر ہولیا ہے اگرچہ مناسب تھا کہ جداگانہ دونون نمبرون مین تعلیم کے متعلقات شادی وغیرہ کا ذکر کیا جاتا مگر چونکہ مناکحت مین ذکور اور اناث دونون شامل ہین اس لحاظ سے تیسرے نمبر مین دونون کا بالاشتمال ذکر کیا جاتا ہی -

نمبر سوم

جب ہم انسان کے طبعی خاصون پر نظر کرتے ہین تو ہمین معلوم ہوتا ہی کہ مرد کو بالطبع عورت کی طرف میلان اور رغبت ہی اور علی ہذالقیاس عورت کو مرد کی طرف یہ میلان اور رغبت کسی خاص حصہ یا کسی خاص ملک کے لوگون اور خاص قسم کے مزاج اور حالت والون سے ہی مخصوص نہین ہے بالعموم ہر ایک آدمی مین (خواہ وہ کسی ملک اور قوم اور کسی حالت اور مزاج کا ہو) پائی جاتی ہے - بزرگون اور حکیم منش اور فلاسفرون کی ذات مین بھی یہ خاصہ پایا جاتا ہے اور عام لوگون اور جاہل آدمیون مین بھی موجود ہوتا ہے اگرچہ بعض لوگ اس خاصہ کے استعمال اور اظہار سے پرہیز کرتے اور حتی المقدور بچتے ہین اور بسا اوقات اونکے پرہیز اور احتراز کامل اور بااثر بھی نظر آتا ہی مگر اس سے ہم یہ نتیجہ نہین نکال سکتے کہ انسانون کے بعض افراد اس خاصہ سے خالی اور پاک صاف ہین ایک خاصہ کا بالطبع انسانون مین پایا جانا اور بات ہی اور اوس سے احتراز کرنا اور بچنا اور صورت ہے - ہم کہتے ہین کہ اگر یہ خاصہ بعض لوگون کی طبیعتون مین موجود ہی نہین ہوتا تو پھر وہ اس سے اپنے آپ کو بچاتے کیون ہین جو خاصہ اونکی طبیعتون مین موجود نہین اوس سے بچنا اور ڈرنا فضول ہے ایسے لوگون کی نسبت اور لوگ یہ کہا کرتے ہین کہ

کہ انھون نے اس خاصہ کو اپنے قابو مین رکہا ہوا ہے جب اونکی طبیعتون مین اس خاصہ
کا نام و نشان نہین تھا تو پھر یہ کیون کہا جاتا ہے کہ وہ اس خاصہ کو اپنے قابو مین رکھتے
ہین - قابو مین وہی شے رکھی جاتی ہے جو موجود ہو جو شی موجود نہو اوسکو قابو مین
کیا رکھنا ہے - اگر یہ کہا جائے کہ یہ خاصہ طبعی نہین ہوتا بلکہ کسبی اور جو خاصے کسبے ہوتے
ہین اونسے بھی انسانون کو بطور حفظ ما تقدم بچنا چاہیے اسواسطے انسانون مین سے
بعض انسان اونسے پرہیز اور احتراز کرتے ہین ہم کہتے ہین کہ یہ قول درست اور ٹھیک
نہین ہے خاصہ مذکور بلا شک طبعی اور فطرتی ہے طبعی خاصے دو قسم پر ہوتے ہین
ایک خاص اور ایک عام - خاص تو وہ ہین کہ سارے انسانون مین یکسان طور پر
نہین پائی جاتی جیسے طباع اور ذہین ہونا بھی انسان کا ایک طبعی خاصہ ہے مگر یہ
خاصہ سارے انسانون مین یکسان طور پر نہین پایا جاتا کوئی زیادہ ذہین اور طباع
ہوتا ہے اور کوئی کم اور کوئی اوس سے بھی کم - عام خاصے وہ ہین جو یکسان طور پر
سارے انسانون مین پائے جاتے ہین جیسے بولنا انسان کا ایک طبعی خاصہ ہے اور
یکسان طور پر سارے انسانون مین پایا جاتا ہے - ہنسنا انسان کا ایک طبعی خاصہ ہے
اور یکسان طور پر سارے انسانون مین پایا جاتا ہے انہین خاصون کیطرح مرد کا عورت
کی طرف اور عورت کا مرد کیطرف میل اور رغبت کرنا ایک عام خاصہ ہی سارے انسانون
مین یکسان طور پر پایا جاتا ہے البتہ اسمین کچھ شک نہین کہ بعض انسان اس عام
خاصہ کو مضبوطی سے روک لیتے اور اسکے استعمال اور اظہار سے کلی طور پر پرہیز اور احتراز
کرتے ہین سو یہ ایک دوسری صورت ہی اس سے خاصہ مذکور کے وجود طبعی کے نفی نہین
ہو سکتے فی الحقیقت ایک شی کا پایا جانا اور ہونا اور بات ہی اور اوسکے اظہار اور استعمال کو
روک دینا اور صورت ہے - اس بات کو مان لیا گیا ہے کہ حرارت زیادہ ہوتی ہوتے
آخر کار پانی کی بھاپ بن جاتی ہے - اور یہ کہ برف گرم ہوتی ہوتے جب ۳۲ درجے

حرارت پر پہونچ جاتی ہے تو اوسکا پہر پانی بننے لگتا ہے - پانی کا خاصہ ہے کہ بہت
گرم کرنے سے بھاپ بن جاتی ہے اور علی ہذا القیاس برف کا خاصہ ہے کہ ۳۲ درجے
کی حرارت پر پہونچ کر پانی بننے لگتی ہے اگر کوئی شخص پانی کو بہت گرم نہ کرے اور یا
برف کو ۳۲ درجہ کی حرارت پر نہ پہونچائے اور اس سبب سے پانی بھاپ نہ بنے
اور برف پانی نہ بنے تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ پانی مین بھاپ بننے اور برف
مین ۳۲ درجے کی حرارت پہونچ کر پانی بننے کی قوت اور خاصہ موجود نہین ہے پانی
مین بھاپ بنتے اور برف مین پانی بننے کی قوت اور خاصہ تو موجود ہے مگر اوسکی اظہار
کو روک دیا گیا ہے جو علیحدہ بات ہے جس سے پانی اور برف کی قوت اور خاصہ مذکور
کی نفی نہین ہوسکتی جب یہ بات مسلم اور ثابت ہے کہ بالطبع مرد کو عورت کی طرف اور
عورت کو مرد کی طرف رغبت اور میلان ہے اور کوئی انسان اس خواہش سے خالی
نہین تو اب ہم اس بات کو جتلانا چاہتے ہین کہ یہ طبعی خاصہ کس طور پر استعمال مین
آسکتا ہے جیسے ہم اس خاصہ کے طبعی ہونے کے قائل ہین ایسی ہی ہمکو اس بات
کا اقرار ہے کہ اس خاصہ کے اظہار اور عمل مین لانے کے بہت سے طریق اور اصول
ہین جنمین سے بعض طریق اور اصول تو معقول اور فائدہ بخش اور عمدہ ہین اور بعض
غیر معقول اور نقصان رسان اور مضر ہین ان اصولون اور طریقون مین سے بعض اصول
اور طریقے تو قوم یا ملک کی رسمون کی بنیاد پر موضوع ہین اور بعض اصولون اور طریقون
مین مذہبی اور اعتقادی باتین اور شرائط اور پابندیان ملی جلی ہین چونکہ ان اصولون
اور طریقون مین قومی ملکی اور مذہبی قیدین اور رسمین اور پابندیان مل جل گئی ہین
اسواسطے ایک ملک قوم فرقہ اور مذہب والے کے اصول اور طریقے ہر ایک بات مین
ٹکر اور مقابلہ نہین کہا سکتے کچھ نہ کچھ فرق رہجاتا ہے البتہ بعض اصول اور طریقے ایسے ہین
کہ جو عام طور پر ہر ایک قوم اور ملک مین پائے جاتے مگر چونکہ اونپر خاصہ مذکور کی استعمال

اور عمل مین لانے کا کلی مدار اور انحصار نہین ہے اسواسطے اونکی مطابقت کو ایک
ایک خاص اور جزوی مطابقت کہا جاتا ہے جس رغبت اور سیلان کو ہمنے اوپر کے
جملون مین طبعی خاصہ قرار دیکر بیان کیا ہے اسکو دنیا مین بالعموم دو طرح پر استعمال
کیا جاتا ہے ایک شرع یا قانون کی حمایت مین اور دوسرے شرع یا قانون کی حمایت سے
باہر ہوکر پہلی قسم کو عقد یا شادی یا نکاح یا جائز سیلان اور رغبت کہتے ہین۔ اور دوسرے
قسم کا نام زنا کاری یا ناجائز میلان اور رغبت ہے دوسری قسم مین تمام کنبے اور
والدین اور دیگر اقربا اور عزیزون اور قانون یا شرع کی رضامندی نہین ہوتی اور نہ اون
عزیز اور اقربا وغیرہ اوس رغبت اور سیلان کو اچھا اور جائز سمجھتے ہین پہلی صورت مین
مرد اور عورت کی طبعی سیلان اور رغبت کے ساتھ شرع اور قانون اور دیگر متعلقین کی
رضامندی اور اجازت شامل ہوتی ہے دونون صورتون مین جانبین کی رغبت اور
سیلان پایا جاتا ہے پہلی صورت مین سیلان اور رغبت کو جائز طور پر اور قانون قدرت
کے موافق استعمال کیا جاتا ہے اور دوسری قسم مین ناجائز طور پر ظاہر کیا جاتا ہے اگر یہ
کہا جاے کہ ناجائز رغبت اور سیلان کے بہت سے لوگ اور عزیز و اقربا اجازت
دیدیتے ہین جیسے کنچنیون کے والدین اور وارث اسکا یہ جواب ہے کہ گو اس رذیل
فرقون کے لوگ اپنے لڑکیون کو ناجائز رغبت اور سیلان کی اجازت دیدیتے ہین مگر
اس اجازت دینے پر دل سے راضی اور خوش وہ بھی نہین ہوتے بیحیائی کے تقاضا
سے اگرچہ اپنی لڑکیون کو ناجائز سیلان اور رغبت کی اجازت دیدیتے ہین مگر دل
مین ہمیشہ کڑھتے رہتے ہین یہ لوگ ایک قسم کی غلطی مین پڑجاتے ہین اور جب غلطی
پڑجاتی ہے تو ایسے لوگون پر اوسکا دور کرنا دشوار اور مشکل ہوجاتا ہے
اس فرقہ کے لوگ اپنی بہوؤن یعنے اپنے لڑکون کی منکوحہ عورتون کو
پردہ نشین رکھتے ہین اور اونکے عصمت اور عفت کے واجبی طور پر

نگرانی اور حفاظت کرتے ہین اور اپنے لڑکون کو جائز طور پر قانون یا شرع کی حمایت
مین لاکر بہاتے ہین اس طریق عمل سے استدلال کیا جا سکتا ہے کہ ان لوگون کو
بہی جائز میلان اور رغبت منظور ہے جس رغبت اور میلان کے ساتھ قانون یا شرع
اور لوگون کی رضامندی اور اجازت نہین ہوتی وہ انسان کی طبعی جذبون اور
قانون قدرت کی بھی موافق نہین ہوتا - انسان کی طبعیت مین یہ خیال فطرتاً
پایا جاتا ہے کہ لوگ اوسکی حالت اور اعتبار پر اعتراض اور نکتہ چینی نکرین اور اوسکی
ذات مین کوئی عیب نہ نکالین انسان طبعاً چاہتا ہے کہ اور لوگ مجھے نیک کہین
اور میری تعریف کرین ناجائز رغبت اور میلان مین انسان کی اس طبعی خاصہ کو کمزوری
حاصل ہوکر نقصان پہونچتا ہے اور بجاے نیک کہنے اور تعریف کرنے کے لوگ اوسکی
بدنامی کرتے ہین اس سے یہ ثابت ہوا کہ ناجائز میلان اور رغبت ایک قدرتی خاصہ
کے مخالف ہے اور جو شے یا حالت قدرتی خاصون کے مخالف ہو وہ قانون قدرت
کے مخالف ہوتی ہے جب کسی شخص کیطرف سے کسی دوسرے شخص کے مقابلہ مین اس قسم کا
ناجائز میلان اور رغبت ظاہر ہوتی ہے تو اوس وقت بالعموم جانبین کے لواحقین
اور متعلقین کے دلون مین (اگرچہ وہ بھی اپنی زندگی مین ایسے ناجائز میلان
اور رغبت کے مرتکب ہو چکے ہون) ایک قسم کی نارضامندی اور کراہت و نفرت
پیدا ہو جاتی ہے بعض دفعہ تو یہ ناجائز میلان و رغبت کشت و خون کا باعث
بن جاتی ہے حدوث کراہت اور ظہور نفرت سے ہم خیال کر سکتے ہین کہ ایسا میلان
اور رغبت انسان کی طبعی خواہشون اور جذبون کے خلاف ہے انسان طبعاً
چاہتا ہے کہ ایسا نہو جب اس قسم کا میلان اور رغبت انسان کی طبعی خواہشون
اور جذبون کے خلاف ہوئی تو ماننا پڑتا ہے کہ ناجائز میلان اور رغبت قانون
قدرت کے موافق نہین ہے اسکے مقابل مین اگر ہم دوسرے قسم کی رغبت اور

میلان کے آثار کو دیکھین تو ثابت ہوتا ہے کہ عموماً انسانی خواہشین اور جذبات
اوسکو پسند کرتی ہین اونکی بابت کسی قسم کی نفرت اور کراہت ظاہر نہین کیجاتی اگر یہ
کہا جائے کہ انسان میلان اور رغبت کے پہلی قسم کو اسواسطے پسند کرتا ہے کہ اوسکو
بالعموم تمام انسان تسلیم کر چکے ہین اور دوسری قسم کو اسواسطے ناپسند کرتا ہے کہ اوسکو
تمام انسان تسلیم نہین کرتے اگر پہلی قسم کی طرح اس متروک قسم کو بھی انسانی جماعتین
تسلیم کر لین تو پھر اوسکو بھی پہلی قسم کی طرح قبول کیا جا سکتا ہے اس خدشہ کا
ہم یون جواب دیتے ہین کہ انسانی جماعتون نے پہلی قسم کے میلان اور رغبت کو
منظور اور تسلیم اور دوسرے قسم کی میلان اور رغبت کو نامنظور کیا ہے اسواسطے
ہے کہ ایک طبع کی خواہشون اور جذبون کے موافق ہے اور دوسرا ناموافق ایک کے
ساتھ قانون قدرت موافقت رکھتا ہے اور دوسرے سے ناموافقت - جو میلان
اور رغبت ناجائز اور قانون قدرت اور انسانی خواہشون اور جذبات کی مخالف ہے
اوسکی بابت تو ہم اس کتاب کے کسی دوسرے نمبر مین بحث کرینگے اس موقعہ پر
صرف جائز اور قانون قدرت اور انسانی خواہشون اور جذبات کے موافق رغبت
اور میلان کی نسبت بیان کرتے ہین جس میلان اور رغبت کو ہم قانون قدرت اور
انسانی خواہشون اور جذبات کے موافق اور جائز قرار دیتے ہین اوسکے اصول
اور طریق بھی آپسمین مختلف اور متفاوت ہین یہ اختلاف اور تفاوت کچھ تو مذہب
کی پابندیون کی روسے ہے اور کچھ قومی یا ملکی رسمون کے اعتبار سے - جو اختلاف اور تفاوت
مذہب کی پابندیون کی روسے ہے وہ ایک ایسا اختلاف اور تفاوت ہے کہ
میلان اور رغبت مذکور کی حالت کو چندان متغیر نہین بناتا اور نہ کوئی بڑی تبدیل
کرتا ہے البتہ جو اختلاف اور تفاوت قومی یا ملکی رسمون کے اعتبار سے ہے اوس سے
میلان اور رغبت مذکور کی حالت مین بہت کچھ تبدیلی واقع ہوتی ہے اور وہ تبدیلی

اوس میلان اور رغبت کو بجاے مفید بنانے کے مضر اور نقصان رسان بنادیتی ہے ایشائک قومون مین اس رغبت اور میلان کی بابت اکثر اس قسم کی باتین اور اصول پائے جاتے ہین کہ جو تجربہ سے نقصان رسان اور غیر مفید ثابت ہوے ہین قدرت نے اس عمدہ میلان اور جائز رغبت سے جو فائدہ سوچا تھا وہ اون اصولون سے بالکل کمزور یا دور ہوجاتا ہے اور اوسکا اثر قریب قریب ناجائز میلان اور رغبت کے جارہتا ہے ہم اون باتون اور اصولون مین سے صرف چند باتون اور اصولون کو پیش کرتے ہین اور جتلاتے ہین کہ اونکو کس طرح پر کام مین لایا جاتا ہے اور کیونکر کام مین لانا چاہیئے ۔

جب مرد اور عورت کا جائز طور پر یعنے عام رضامندی اور شرع یا قانون کی حمایت مین میلان اور رغبت ہوتی ہے تو اوسوقت اوسکو شادی یا عقد یا نکاح کے نام سے موسوم کرتے ہین شادی نام ایک عہد کا ہے جسمین یا تو بالکل مصالحہ دنیوی ہوتے ہین یا کچھ دنیوی اور کچھ دینی ایشائک قومون مین اس ضروری عہد کو اسطور پر باندھا جاتا ہے کہ اوس سے بجاے حصول فوائد اور آسائش و آرام کی طرح طرح کے نقصانات اور قسم قسم کے مصیبتون اور بدنامیون کا متحمل ہونا پڑتا ہے ۔ اس عہد کے باندھنے مین اگرچہ غلطیان تو بہت کیجاتی ہین مگر ہم چند غلطیون کو بالاختصار نمبروار بیان کرتے ہین ۔

پہلی غلطی

اوپر کی سطرون مین ہم اس امر کو بالتفصیل بیان کر آئے ہین کہ مرد کا عورت کی طرف اور عورت کا مرد کی جانب رغبت اور میل کرنا ایک قدرتی یا طبعی امر ہے بلحاظ اس امر کے کہ مرد عورت کا دوطرفہ میلان و رغبت ایک طبعی خاصہ ہی لازم اور ضروری تو یہ تھا کہ اس رغبت اور میلان کو مرد اور عورت شرع یا قانون یا عام

رضامندی اور اجازت کی حمایت مین آکر اپنی رضامندی اور خوشی سے ظاہر کرتے اور دوسرے لوگون کو صرف اسیقدر تصرف اور دخل ہوتا کہ مرد اور عورت اوس رغبت اور میلان کو ناجائز طور پر نہ ظاہر کرین ایشائک قومون مین بجاے اس معقول اور عمدہ اصول کے یہ رسم پڑگئی ہی کہ والدین پر اس میلان اور رغبت کا انجام دینا یا پورا کرنا فرض اور واجب سمجھا جاتا ہے والدین خیال کرتے ہین کہ اگر ہمنے اس رسوم کو اپنے جیتے جی پورا نہ کیا تو ملک و قوم ہمکو برا اور نالائق خیال کریگی - چونکہ والدین اپنے خیال مین اپنے بچون کی شادی کرنے کو ملکی یا قومی رسم کے بموجب فرض اور واجب جانتے ہین اسلیے اوس فرض کے پورا کرنے کے واسطے یہ طریق اختیار کرتے ہین کہ اپنے چھوٹے چھوٹے بچون کو ہی بیاہ دیتے ہین والدین تو اپنے خیال مین ننھے بچون کو بیاہ کر سُرخرو ہو جاتے ہین مگر اصل مین دیکھو تو نہ وہ آپ سُرخرو ہوتے ہین اور نہ اونکے بچون کو اوس سُرخروئی سے کوئی فائدہ پہونچتا ہے - جب چھوٹی عمر مین بچون کی شادی کردی جاتی ہے تو وہ شادی اونکے حق مین ایک سخت پابندی اور بیوقت بوجھ کا اثر پیدا کرتی ہے غریب بچے اوس بوجھ کے تلے ایسے دبے جاتے ہین کہ پھر ساری عمر اونکو ہوش نہین لینے ملتے جس زمانہ مین اونکو دولھن یا دولھہ بنایا جاتا ہے وہ زمانہ اونکی ترقی حاصل کرنے اور لایق بننے کا ہوتا ہے - جب اونکا بیاہ کیا جاتا ہے تو وہ ایک بیوقت بوجھ کے تلے دب کر ترقی حاصل کرنے اور لایق بننے سے رہ جاتے ہین اور سمجھ لیتے ہین کہ دنیا مین زندگی بسر کرنے کا اصلی طریق بیاہ کر لینا ہے اونکی طبیعتون مین گو ترقی حاصل کرنے اور لایق بننے کا مادہ موجود ہوتا ہے مگر چونکہ اونکو ہوش سنبھالتے ہی وہ کوچہ دکھایا جاتا ہے کہ جو ایک تجربہ کار بنکر دیکھنا چاہیئے اسواسطے اونکی طبیعتین پژمردہ اور کاہل و سست ہوکر ترقی حاصل کرنے اور لایق بننے سے رہجاتے ہین - ترقی حاصل کرنے اور لایق بننے کے واسطے طبیعتون کا صاف

اور چست و چالاک ہونا ضروری اور لازمی ہے اور چھوٹی عمر مین بیاہ کرنے سے طبیعت
کی صفائی اور چستی بالکل اُڑ جاتی ہے جن بچون کے چھوٹی عمر مین شادی کر دیجاتی ہے
جب وہ کچھ ہوش سنبھالتے ہین تو اونکو دنیا مین آسایش اور آرام سے زندگی بسر
کرنا مشکل ہو جاتا ہے ایک تو اسوجہ سے کہ بے ہنر یا ناتعلیم یافتہ ہونے کے سبب وسائل
معاش اور معاش کے پیدا کرنے سے محروم اور عاری ہوتے ہین اور ایک اسوجہ سے
کہ مرد کا عورت کے ساتھ اتفاق اور محبت نہین ہوتی اور عورت کا مرد سے اتفاق
نہین ہوتا دونون مرد عورت گھر مین غیرون کیطرح رہتے سہتے ہین نہ مرد کو خانہ داری
کے اصول یاد ہوتے ہین اور نہ عورت کو عورتکے نہ طریق حسن معاشرت سے واقف ہوتی
ہے اور نہ مرد - وحشیون کیطرح ایک جھونپڑے مین زندگی کے دن کاٹتے ہین مرد کا عورت
کے ساتھ اور عورت کا مرد کے ساتھ جائز میلان اور رغبت کے وسیلہ سے متفق ہو کر
رہنا اوسی صورت مین مفید ثابت ہوتا ہے کہ جب مرد اور عورت دونون کی ذاتی حالت
اچھی اور مضبوط ہو - جب مرد اور عورت کی شادی کر دیجاتی ہے تو اونکو گھر والے کہتے
ہین گھر کے چلانے کے واسطے لازم ہے کہ مرد اور عورت دونون کے اخلاق اور طبیعتین اور
حالات اور خیالات صاف اور اچھے اور نیک اور مضبوط ہون انسان کی طبیعت مضبوطی
نیکی صفائی سخاوت اور لیاقت کے مرکز پر اوسی صورت مین قائم ہوتی ہے کہ جب
ابتداء عمر مین ہی اوسکی درستی اور اصلاح شروع ہو جاوے جب انسان اور مشکلات
مین پھنس گیا تو پھر اوسکی طبیعت کا درستی اور اصلاح پر آنا ناممکن ہو جاتا ہے اگر ہم
ایک ہری ٹہنی کو خشک ہونے دین تو اوسمین جو مڑ جانے کی طاقت پائی جاتی ہے وہ
خشک ہونے سے مفقود اور معدوم ہو جائیگی اور پھر اوسکا موڑنا مشکل ہو جائیگا بچون
کی طبیعتین بیشک جولان اور ذہین ہوتی ہین مگر بچپن کی شادی اونکی جولانی اور ذہانت
کو گھُن کیطرح کہا جاتی ہے - علم طب کی رو سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ اگر مرد اور عورت

چھوٹی عمر مین ہی بیاہے جاوین اور ایک دوسرے سے مخصوص ملنا جلنا کرین تو اونکے
دماغی اور دلی طاقتین بہت سست اور کمزور ہو جاتی ہین اونکے ذہن خراب اور انکی
عقلین بھدی اور اونکے خیالات کمزور اور ناقص نکلتے ہین جب اونکے ہان اولاد ہوتی
ہے تو وہ بھی پتلے دبلے اور کمزور ہوتی ہے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہندوستان کے
موجودہ نسلون کو دیکھو کہ کیسی سست الوجود اور کاہل اور کمزور اور دُبلی پتلی ہوتی ہین
اس سستی اور کمزوری اور لاغری کا باعث بچپن کی شادی ہی ہے ہندوستان کے
جن اضلاع مین جوانی کی حالت مین شادی کرتے ہین وہانکی نسلین خوب زور آور اور
مضبوط ہوتی ہین پشاور اور جھنگ اور راولپنڈی اور دیرہ جات کے اضلاع متعلقہ
پنجاب مین لوگ ہندوستان کے اور ضلعون کی نسبت اپنی اولاد کو جوان کرکے بیاہتے
ہین وہان کی نسلین بہ نسبت اور اضلاع کی نسلون کی خوبصورت اور جوان اور مضبوط
ہوتی ہین بیاہ ایک مضبوط بندھن ہے جسمین مرد اور عورت عمر بھر کے واسطے جکڑی
جاتی ہین اور اس دوامی بندھن کا ماحصل اور نتیجہ طرفین کی خوشی ہے جو دونون کے
باہمی الفت کا اثر ہے اُلفت اوسوقت ہوتی ہے کہ جب دونون کی مرضی اور طبیعت ملجاوے
اور یہ بات ظاہر ہے کہ چھوٹی عمر مین طبیعت کا ملنا صورت پذیر نہین ہو سکتا ننھی ننھی
لڑکیان اور لڑکے مرضی ملاکر آپسمین سچی الفت اور حقیقی محبت کیونکر پیدا کرسکتے ہین وہ تو
سچی محبت کے نام سے بھی واقف نہین ہین جوانی مین اگر تقدیر سے اتفاق ہوگیا تو
زندگی آرام اور آسائش سے بسر ہوئی اور اگر نااتفاقی رہی تو بچپن کی شادی بجائے
آبادی اور مفید ہونے کے خانہ بربادی ثابت ہوگی میان الگ بیٹھا ہے اور بیوی
جُدا اپنی قسمت کو رو رہی ہے میان بیوی کو نہین چاہتا۔ بیوی میان کی شکل سے
بیزار ہے اور خانہ جنگی کا یہ حال ہے کہ کبھی میان بوریا بدھنا اوٹھا چلنے کی ٹھہراتے ہین
اور کبھی بیوی منھ پر کپڑا لیے ہوا کی طرح بھاگی جاتی ہے کبھی ساس کے ساتھ لڑائی ہے

اور کبھی نند کے ساتھ کبھی دیکھو تو میان دروازہ کی دہلیز پکڑے سر اوندھا کیے بیٹھے ہین
اور کبھی دیکھو تو بیوی دیوار کے ساتھ تصویر بنی کھڑی ہے نہ گھر والون کو آرام ہے اور نہ محلے
والون کو ہر روز لڑائی اور جھگڑا - فرمائیے یہ لچھن شادی کے ہین یا خانہ بربادی کے
اگر شادی اسکا نام ہے تو اوسکو اپنا سلام ہے یہ قباحتین اور برائیان اسیواسطے پیدا
ہوتی ہین کہ چھوٹی عمر مین شادی کیجاتی ہے اگر سن تمیز اور وقوف مین شادی کیجائے تو
اسقدر قباحتین اور برائیان کیون پیدا ہون اور عزیز نسلین کیون برباد اور خراب
ہون سن وقوف مین لڑکی اور لڑکے کے اطوار اور اخلاق اور چال چلن کا حال کھل
جاتا ہے اور یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ لڑکی یا لڑکا کس قماش کا ہے ان حالات کے
معلوم ہونے سے لڑکی یا لڑکے کی شادی کی بابت عمدہ طور پر رائے قائم کیجا سکتی ہے
جو ہمیشہ مفید ثابت ہوتی ہے بہت لڑکے یا لڑکیان ابتداء عمر مین معقول مزاج اور سعید
معلوم دیتے ہین لاکن سن وقوف مین اگر اونکے اخلاق اور خیالات ایسے بگڑتے ہین
کہ وہی اونکی بربادی اور خرابی کا موجب بنجاتے ہین یا تو یہ حالت تھی کہ والدین اور
عزیز و اقربا اونپر جان فدا کرتے تھے اور یا یہ کہ اونکے نام سے بیزار رہین ایسی لڑکو
یا لڑکیان کے جو بچپن مین شادی کیجاتی ہے وہ جوانی کی عمر مین اسقدر رنج اور دکھ
دیتی ہے کہ لڑکا اور لڑکے کے والدین اپنے کیے پر نادم اور پشیمان ہوتے ہین کوئی
لڑکا قمار باز نکل آتا ہے اور کوئی رنڈی باز کوئی بھنگی اور کوئی چرسی کوئی شہدا اور
کوئی گنڈہ لڑکیان دیکھو تو کوئی فاحشہ ہے اور کوئی بدزبان کوئی بد اخلاق اور کوئی
شہدہ بد - کیا اگر نسبت کرنے کے وقت یہ برائیان اور عیوب ظاہر ہوتے تو لڑکا یا لڑکی
منظور کر لیتے ہرگز نہین نہ لڑکا منظور کرتا اور نہ لڑکی ابتداء عمر مین تو ان برائیون اور
معائب کا نام و نشان بھی نہ تھا - نہ ناکح اور منکوحہ کو خبر تھی کہ ہم جوانی مین اس قماش
کے ہونگے اور نہ والدین اور عزیزون کو اطلاع تھی کہ ہماری اولاد جوانی کے سن مین

ایسی ہوگی صرف موہومی امیدین تھین کہ ہماری اولاد ایسی ہوگی۔ اگر شادی کو جوانی
کے دنون پر موقوف رکھا جاتا تو برائی بھلائی سب ظاہر ہو جاتی اور فریقین اور
اونکے اعزہ وغیرہ کو رائے قائم کرنے کا موقعہ ملجاتا ہر یک شخص اپنے عزیز اولاد کی
شادی کا تردد اسواسطے کرتا ہے کہ اوسکو آسایش اور آرام حاصل ہو اور یہ بات
ظاہر ہے کہ شادی کرنے کے بعد آرام کا حاصل ہونا مرد اور عورت کے لایق ثابت ہونے
منحصر ہے اور ہم اوپر کی سطرون مین اس امر کو ثابت کر چکے ہین کہ مرد اور عورت کا لایق
یا نالایق ثابت ہونا سن وقوف اور بلوغت پر موقوف ہی جب تک آدمی بالغ اور جوانی
نہین ہوتا تب تک اوسکی طبعیت اور خیالات کا حال نہین کھلتا۔ ۶-۷-۸-یا
۱۰-۱۲-یا ۱۳-۱۴- سال کے لڑکے یا لڑکی کو شادی اور شادی کی ضرورتون اور
اغراض اور لوازمات کے اصلا خبر نہین ہوتی اور نہ اونکی طبعیت ضروریات اور اغراض
شادی کے حاصل کرنے کی طرف رغبت کرتی ہے بہت سے ایسے لڑکے اور لڑکیان
نکلینگے کہ جنکو اپنی شادی کا زمانہ بھی یاد نہوگا جو لڑکے اور لڑکیان اپنی شادی کی ضرورتون
اور اغراض اور زمانہ سے بھی ناواقف ہوتے ہین اونکے حق مین شادی وبال جان
ثابت نہو تو اور کیا ہو بچپن کی شادی کے بڑے اثر اور قباحتین صرف ناکح اور منکوحہ
پر ہی موثر نہین ہوتین والدین اور دیگر اعزہ کو بھی طرح طرح کی بدنامیان اور ہرجے
اوٹھانے پڑتے ہین قطع نظر اور بدنامیون اور ہرجون کے اکثر لوگ بچپن کی شادی
کے سبب کنگال اور مفلس ہو گئے ہین ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اکثر لوگون کے پاس
سرمایہ اور دولت کچھ نہین ہوتی اور اونکو ملکی یا قومی رسمون کی پابندی سے چھوٹی
عمر مین لڑکون یا لڑکیون کی شادی کرنی ضروری ہو جاتی ہے پاس تو کچھ ہوتا نہین
ضرورتا قرض دام لیکر اس کام یا رسم کو پورا کرنا پڑتا ہے شادی کئے کو تھوڑا عرصہ ہوتا ہے
گذرتا ہے کہ قرضہ مین جائداد قرق ہو کر نیلام ہو جاتی ہے مان باپ کہین پھرتے ہین

اور لڑکے لڑکیان کہین نہ ورنہ گھر سب خاک سیاہ ہوجاتی ہے اگر مان باپ کچھ دن
انتظاری کرلیتے تو اسقدر تکلیف اور دقت کیون اُٹھانی پڑتی نہ آپ خراب ہوتے
اور نہ اولاد خراب ہوتی جب لڑکی لڑکا ہوش سنبھالتے اور پہلے مین کچھ ہوجاتا جو
جی مین آتا کرلیتے - افسوس لوگ بچپن کی شادیون کی برائیون اور قباحتون کو اپنی آنکھون
سے دیکھتے ہین اور پھر باز نہین آتے محتاط طبیعت لوگون پر فرض اور واجب ہے
کہ بچپن کی شادیون سے محترز ہوکر اون سچے اور مفید اصولون کی پیروی کرین کہ جو اونکی اور
اونکی اولاد کے حق مین سراسر مفید ہین -

دوسری غلطی

ایشائک قومون مین شادی کی بابت دوسرے نمبر کی یہ غلطی ہی کہ فریقین یعنے ناکح اور منکوحہ
کی رضامندی کو ایک فضول اور غیر ضروری امر خیال کیا جاتا ہے اونکے خیال مین
رضامندی فریقین کے قائم رکھنے سے والدین کی بزرگی اور اختیار مین فرق آتا ہی
ہمارے قیاس مین ایشائک قومون کا یہ خیال اچھا اور مفید نہین ہے فریقین کی
رضامندی سے والدین کی بزرگی اور اختیار مین کوئی فرق اور تزلزل واقعہ نہین ہوتا
والدین یا دیگر قریبی اور مختار اعزہ فریقین کے ہمدرد اور خیر خواہ ہوتے ہین اونکو
اپنی بزرگی اور مربیانہ اختیار کی روسے فریقین کی باہمی رغبت اور میلان کیواسطے
ایسے برجستہ وسائل منتخب کرنے چاہیے کہ جو اونکے حق مین ہمیشہ کے واسطے جائز مفید
اور کافی ثابت ہون بزرگانہ اختیار اور مربیانہ اقتدار کے یہ معنے نہین ہین کہ ناکح
اور منکوحہ کے ملاپ اور اتفاق کے واسطے ایسے وسائل اور تجویزون کو منتخب کرین
کہ جو ہمیشہ کے واسطے اونکے حق مین مضر اور نقصان رسان ثابت ہون اسکو پدرانہ
شفقت اور مربیانہ اختیار نہین کہتے بلکہ یہ تو ایک دشمنی اور بدخواہی ہے خدانے ہمکو
اولاد اسواسطے نہین دی کہ ہم بزرگی کے گھمنڈ پر اونکے واجبی اور ضروری حقوق کو

تلف کردین جس طرح پر ہم اپنی اولاد سے اپنے حقوق کے ادا کرنے کے خواستگار ہوتے
ہین اسیطرح پر ہمکو بھی اونکے حقوق کے ادا اور پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جب
ہم اپنی اولاد کا کوئی کپڑا سلوانے لگتے ہین تو سو دفعہ درزی سے کتر بیونت کراتے ہین
لڑکے یا لڑکی کو درزی کے رو برو لاتے ہین تاکہ قطع مین فرق نہ پڑے تعجب ہی کہ ایک
کپڑہ کے قطع مین تو ہم اسقدر احتیاط کرتے ہین لاکن لڑکے یا لڑکی کو منگنی کے وقت کچھ
خیال بھی نہین کرتے لڑکے لڑکی کو سامنے لانا تو جدا رہا پوچھتے تک نہین جو جی مین
آتا ہے سو کہکر گذرتے ہین خواہ بُرا ہو خواہ اچھا مین مانتا ہون کہ والدین یا دیگر اعزہ
اور وکیل تہہ دل سے طرفین کے ہمدرد اور خیر خواہ ہوتے ہین اور اونسے جہانتک
ہو سکتا ہے ایسی تدبیرین نکالتے ہین جنسے اونکے بچے ہمیشہ خوشحال رہین لیکن کوئی
ہے جو مجھکو بتاوے اور میری تسلی کر دے کہ ماں باپ اور وکیلون اور شاہدون کو
اپنے خیالات اور تدبیرون سے تشفی اور علم ہوتا ہے کہ ہمارے بچے جوان ہو اور
شباب کی ترنگ مین آ ہماری تجویزون اور تدبیرون کو پسند کرینگے ایسی شادیان کہ
جنمین طرفین اپنی رضامندی ظاہر نہین کر سکتے اگر ناجائز اور موجب حدوث قبایح او
فضایح نہ قرار دیجاوین تو اور کیا کہا جاوے ہم لوگ شادی کو ایسا جانتے ہین کہ
گویا ماں باپ لڑکے لڑکی کو جہان چاہتے ہین پن دان کر دیتے ہین حیوانات کے مانند
جہان چاہین جکڑ دین وا فضیحتاہ وا فضیحتاہ ہم یہ ہرگز نہین سمجھتے کہ شادی ایک عہد ہے
جو فریقین کو اپنی مرضی سے باندھنا چاہیے اگر صرف یہی ہو کہ ماں باپ اپنے بچون کو
اس عہد جلیل القدر مین اپنی رائے دینے کے مجاز ہین تو اسمین کوئی دم نہین مار سکتا
مگر یہ بات تو کسیطرح قابل تسلیم نہین کہ ماں باپ اس عہد مین آپ ہی فریقین بن جاوین اور
اپنے بچون کو خواہی نخواہی اپنی بُری بھلی تجویز پر راضی کرین اور ایک محض اجنبی جسکو اونکے
بیٹا بیٹی نے کبھی پہلے دیکھا تک نہین اوسکو جبراً اونکے ساتھ عمر بھر کا شریک ٹھہراوین

اسمین صاف وحشی پن پایا جاتا ہے مین کیونکر مان لون کہ ایک لڑکا یا لڑکی کے والدین نے
اوسکے بلا رضامندی اوسکو ایک جگہہ پر منسوب کردیا اور وہ لڑکی یا لڑکا بلا رویت اور
بلا کسی قسم کی شناسائی کے اوسکے عام افعال اور اطوار کے بابت رضامندی ظاہر کردیگا
اب مین اس امر کو معقولانہ یعنے حکیمانہ ثابت کرکر دکھاتا ہون مین کہتا ہون کہ یہ جملہ تو
تمام لوگون کا مانا ہوا ہے کہ انسان طبائع اور امزجہ مین متخالف اور متضاد ہین جس چیز
کو ایک آدمی بہمہ وجوہ معقول اور پسندیدہ جانتا ہے اوسی چیز کو دوسرا آدمی اپنے
طبائع اور خیالات کے بموجب مکروہ اور مقبوح سمجھتا ہے فرض کرو کہ ایک لڑکے کی والدین
نے اپنے تجویز اور تدبیر سے اپنی لڑکی کے لیے ایک ناکح یا منکوحہ مقرر کرکے عقد کردیا
جب ناکح اور منکوحہ آپسمین مختلط اور مرتبط ہونگے تو کیا اونکے طبائع اور امزجہ مانوس
ہوسکتے ہین شاذ و نادر جب یہ امر شذوذ اور نادرات مین سے ہے تو آخری حکم اسی پر
ہے کہ یہ طریق عمل مقبوح اور ناپسندیدہ ہے پس مناسب ہی کہ اس طریق سے احتراز
اور اجتناب کیا جاوے کاش اگر ہم قطع نظر دستورات عقلی اور فلسفی کے دینیات پر
ہی غور کرین تو اس رسم کی قباحت اور کراہت ایک ادنیٰ توجہ سے معلوم ہوسکتی ہے
ہنود لوگ اپنے ویدون اور شاسترون کو ہی ملاحظہ کرین اونمین صرف اسقدر لکھا
ہے کہ لڑکی کی شادی سن بلوغ سے پہلے کردینی چاہیے اور لڑکا کچھ نہین تو لڑکے سے
دوگنی عمر کا ہونا چاہیے اگلے زمانہ مین ہندوستان مین سویمبر کا دستور جاری تھا
لفظ سویمبر کے یہ معنے ہین کہ دلہن دولہا کو پسند کرلے اگلے زمانہ مین یہان بھی لڑکیان
خاوند کے پسند کرنے کی مجاز تھین اور یہ بات بھی اس سے نکل آئی کہ بیاہ سے پہلے
وہ سن تمیز کو بھی پہونچ جاتی تھین لڑکی کے خواستگار جو بلائے جاتے تھے اونکا تمام
حال لڑکے کا باپ پہلے ہی سے دریافت کر رکھتا تھا اونکی عالی خاندان اور عالی مرتبہ
ہونے مین کچھ شک نہ رہتا تھا اسلیے ان دونون کیطرف سے اطمینان ہوجاتا تھا

تراضی طرفین کے بعد ناکح اور منکوحہ مین ایک کامل اور سچی محبت پیدا ہو جاتی تھے برخلاف موجودہ زمانہ کے کہ جسمین ایک نفرت اور بددلی کے سواے اور کچھ پیدا ہی نہین ہوتا یہی باعث ہے کہ ہندوستانیون مین مکرر سہ کرر ازدواج کے کثرت ہے اگر پہلے عورت سے سچی محبت ہو تو دوسری کون کر سکتا ہے اسمین کچھ شک نہین کہ سچی محبت اور وفت سے پیدا ہو سکتی ہے کہ جب یہ ضروری عہد یعنے نکاح تراضی طرفین سے ہو قانون اسلام مین تو تراضی طرفین کو ایک مناسب اور ضروری امر قرار دیا گیا ہے چنانچہ امام غزالے اپنی کتاب کیمیائی سعادت وغیرہ مین فرماتے ہین کہ خاطب کو ضروری ہے کہ قبل از عقد مخطوبہ کو دیکھ لے علی ہذا القیاس حدیثون اور کتب شرع مین تراضی طرفین یعنے ناکح اور منکوحہ کی تاکید کی گئی ہے اور ایک مدت دراز تک اہل اسلام کا اسپر عمل رہا ہی اسلام مین تو منتظر مخطوبہ کی بابت بالصراحت والوضاحت حکم ہے اور برابر اسپر بزرگان دین وسلف کا عمل درامد ہوتا رہا ہے اور اب بھی بعض بعض اسلامی ملکون مین اوسکا رواج پایا جاتا ہے۔

تیسری غلطی

ہندوستانیون مین یہ رسم بالعموم پائی جاتی ہے کہ اپنی اولاد کی شادی مین اندھادھند مصارف بیجا اور اخراجات ناروا سے کے مرتکب ہوتے ہین جس سے انواع و اقسام کے مصائب اور شدائد اور نوائب پیدا ہوتے ہین ہندوستان مین سے بہت سے ایسے گھرانے دکھائی دینگے جو انہین مصارف بیجا کے ارتکاب سے بیچراغ ہو گئے ہین اور ہوتے جاتے ہین اور ہونگے اسی مصارف کی تاثیرات اور نتائج سے نہ تو ناکح اور منکوحہ متاثر ہوتے ہین اور نہ والدین ہمارے نزدیک مناسب اور بہتر ہے کہ والدین بوقت مناکحت اولاد دستورات مندرجہ ذیل کی پابند اور مقید رہین اگر ان دستورون اور قاعدون پر عمل درامد کیا جاویگا تو وہ تکالیف اور سختیین جنکا آجکل متحمل ہونا پڑتا ہے

یکدفعہ زائل اور دور ہو جائینگے - اول یہ کہ اون رسوم کے سوائے جو ضروری ہین اور سب رسمین ترک کیجائین - دوم یہ کہ اون رسمون کے مصارف اور اخراجات جو بچت مین رہین وہ ناکح اور منکوحہ کی ذاتی جایداد اور ورثہ قرار دیجاوین اس سے سر دست یہ فائدہ ہو گا کہ ناکح اور منکوحہ کو بعد منا کحت ایک سہولت نظر آئیگی - سوم یہ کہ جقدر روپیہ آتشبازی اور ناچ رنگ اور دیگر واہیات کامون پر ایک ادنی خوشی اور واہ واہ کے حصول کے لیے صرف ہوتا ہے وہ سب یکلخت بند کیا جاوے اور اوس روپیہ کو بھی ناکح اور منکوحہ کے ملک اور ورثہ قرار دیا جاوے جب یہ دو مدین ناکح اور منکوحہ کی ذاتی جایداد اور ورثہ قایم ہو جائیگی تو وہ افلاس اور ناداری جو بعد منا کحت ظاہر ہوتی ہے بالکل کافور ہو جائیگی -

چوتھی غلطی

ہندوستان کی لڑکیین جو بیوہ ہو جاتی ہین عدم ازدواج ثانی کے باعث ان بیچاریون کو طرح طرح کی مصیبتین اور تکلیفین برداشت کرنی پڑتی ہین ہندوستانیون کے نزدیک ازدواج ایامی نہایت قبیح امر ہے انڈین کا یہ خیال عقل اور نقل کے صریح خلاف ہے ہم کہتے ہین کہ جیسا مرد اپنی عورتون کے مرنے کے بعد دوسرا نکاح کر لیتے ہین ایسا ہی عورتون کو نکاح ثانی کا حق اور حصہ حاصل ہے ہمارے ملک کی عورتون مین سے جو صغیر سنی اور خرد سالی مین بیوہ ہو جاتے ہین اونکو نہایت صدمۂ جانکاہ اوٹھانا پڑتا ہے انکو کسی قسم کی خوشی مین شریک نہین ہونے دیا جاتا جسقدر نفس کشی کرین اسیقدر لائق تعریف اور تحسین خیال کیجاتی ہین وہ جسقدر قدرت کی تقاضا ہے اپنی نفسی خواہش اور اغراض اور حاجات کے پورا کرنے کی طرف مائل ہون اوسیقدر اونکو الزام دیا جاتا ہے ہر وقت اونکی مصیبت زدہ حالات پر ایک ایک کی نگاہ لگی رہتی ہے اونکا حال نظر بندون سے کم نہین ہوتا اگر اتفاق سے کوئی خوبصورت اور

خوش وضع ہے تو اوسکے ماں باپ اسکی نگرانی مین شب و روز مصروف ہین مگر عیار
لوگ اسکی تاک جھانک مین لگے رہتے ہین اور جب وہ کبھی گھر سے نکلتی ہے تو جسطرح ہوسکتا
ہے اپنے تئین اوسکو دکھاتے ہین اور ایسی تدبیر نکالتے ہین کہ یا تو اوسکے دل مین گھر کرنا
ایک دشوار امر تھا اور یا وہ تسخیر ہو جاتی ہے اور آخر کو یہ ناتجربہ کار جو اس گناہ کے
سوا اور تمام عیوب سے مبرا و منزہ تھے اون عیارون کے دام تزویر مین پھنس کر
اپنی عزت اور بزرگی اور عفت اور عصمت کو برباد اور رایگان کر دیتی ہے پھر وہ عیار
اکثر بیوفائی کی راہ سے اوسکو دغا دیتے ہین اور اس وجہ سے جرائم سنگین جیسے سقاط
حمل اور بچہ کشی اور کبھی کبھی خودکشی وغیرہ ظہور مین آتے ہین کبھی سُنا جاتا ہے کہ
فلانے بیوہ فلانی عیار کے ساتھ رات کو اُڑنچھو ہو گئی اور فلانی فلانی جگہ کوئے
مین ڈوب کر مر گئی ہمسائیون یا کنبے مین جو اونکے ہمعصران اور ہمسران اور ہم خویشان
اچھی اچھی پوشاک اور زیورات سے آراستہ پیراستہ اور خانہ داری کی خوشی سے
بہرہ مند ہوتے ہین اونکو دیکھ کر اونکی مصیبت دو بالا ہو جاتی ہے جہانتک کہ وہ اپنے
عزیز زندگی کو مرنے سے بدل کرنا اچھا خیال کرتے ہین کہنے والا کیا اچھا کہتا ہے
کہ بیوہ عورت کی زندگی جیتے جی کی موت ہے - مین یہ بات مانتا ہون کہ بیوگان
مین سے اکثر ایسی بیوہ بھی ہین کہ جنکی عصمت اور صبر اور استقلال ضرب المثل ہے
لیکن ایسی عورتون کا نمبر شمار بڑھا ہوا نہین ہے اگر ہمارے ملکی بھائیون کے گھر
ازدواج کا مفید اور نیک اصول رواج پا جاوے تو ملک اور قوم کے حق مین از حد
فائدہ بخش ہے بعض لوگ کہتے ہین کہ لوگون کے ملامت اور مطاعن کے بیوگان کا
عقد ثانی نہین کرتے ہائے عقل پر پتھر پڑین سوجھتا نہین کہ عدم ازدواج سے کیا کیا
برائیین اور قباحتین پیدا ہوتی ہین لوگون کے ملامت اور مطاعن سے کیا سروکار
اچھی رسمون کو اختیار کرو اور بُری باتون کو چھوڑ دو لوگ تمہارے مناقص اور منافع مین

شریک نہین ہین عدم ازدواج سے جو تمہاری پیشانیون پر کالک کا ٹیکا لگیگا اوسکا
دوسرے لوگون پر کیا اثر پہونچ سکتا ہے اچھے اصولون اور قاعدون پر چلنے والون کو
ہمیشہ سے لوگ مطعون اور معیوب سمجھتے رہے ہین مگر جو لوگ معقول پسند اور طبع سلیم
اور فہیم فہم قویم رکھتے ہین وہ لوگون کے طعن تشنیع سے ہرگز مخوف نہین ہوتے ۵

عرفی تو میندیش زغوغای رقیبان ÷ آواز سگان کم نکند رزق گدارا

نمبر چہارم اصول تربیت

تربیت اولاد کے متعلق جو جو ضروری باتین تھین ہم اونکو اوپر کے نمبرون مین بیان
کر چکے ہین اس چوتھے اور آخری نمبر مین ہم اس امر کو بیان کرتے ہین کہ تربیت اولاد
کا خیال والدین یا اور عزیزون کے دل مین کیون پیدا ہوتا ہے اور تربیت اولاد کے
متعلق جو جو ضروری باتین ہین اونکو کس اصول پر پورا کرنا چاہیے ہمارا اپنا خیال
ہے کہ والدین یا اور عزیزون کے دلمین اپنی اولاد کی تربیت کا خیال سچی اور طبعی
الفت اور محبت کی راہ سے ہوتا ہے جسکے ساتھ اپنی ذاتی بہبود اور آرام اور ناموری
اور عزت اور بقاے نام یا بقاے خاندان کا خیال بھی مل جاتا ہے اصل مین والدین
کے یہ دونون خیال طبعی ہی ہوتے ہین والدین کو اولاد سے محبت بھی طبعی ہوتی ہی
اور اولاد سے آرام حاصل کرنے اور بقاے نام یا خاندان کا خیال بھی طبعی ہوتا ہے
جب تک یہ دونون خیال پیدا نہولین تب تک اعزہ اور والدین کے دلون مین
تربیت اولاد کا تصور بھی نہین ہوتا - جب یہ دونون خیال انسان کے دل مین
پیدا ہو جاتے ہین تو اولاد کی تربیت کی ضرورت معلوم ہونے لگتی ہے - انسان
طبعاً اس بات کو چاہتا ہے کہ اوسکی اولاد اور اعزہ ساری باتون مین اچھی اور
لائق تعریف ہون زید اگرچہ اپنی ذات مین لائق تعریف نہین ہے مگر طبعاً چاہتا ہے
کہ بکر اوسکا بیٹا لائق تعریف ہو - اگر اپنی اولاد کو اچھا اور جنٹلمین بنانے کا خیال

طبعی نہوتا تو زید اپنے بیٹے بکر کے واسطے وہ ہی درجہ اور کام پسند اور مخصوص کرتا کہ
جو اوسکو خود حاصل تھا یا جسکو وہ آپ کرتا تھا زید اگرچہ ڈاکو اور رہزن ہے مگر
اوسکا دل نہیں چاہتا کہ بکر اوسکا بیٹا اوسکی طرح ڈاکو اور رہزن بنے اوسکا دل چاہتا ہے
کہ بکر اوسکا بیٹا ایک شریف النفس جج بنجائے۔ کہتے ہین کہ ایک امیر عورت نے
اپنی ایک لونڈی کو کہا کہ اگر مین تجھکو یہ مرصع ٹوپی دیدون تو تو اپنے بچہ کے سر پر
رکھے یا میرے بچہ کے سر پر لونڈی نے ادب سے جواب دیا کہ دل تو بندے کا یہی
چاہتا ہے کہ اپنے بچہ کے سر پر رکھون - لونڈی کا امیرزادی کے بچہ پر اپنے بچہ کو
فوقیت دینا ایک طبعی جذبہ یا خیال ہے جسطرح پر بعض انسانون نے اپنی اور طبعی
جذبون اور خیالات کے ساتھ ناجائز اور غیر مفید پابندیون اور کمزوریون کو شامل
کردیا ہے اسیطرح پر ان دونون طبعی خیالات کے ساتھ بعض انسانون یا قومون نے
بہت سی ایسی باتین شامل کردی ہین کہ جنکے بیجا شمول سے ان دونون طبعی خیالات
کی لطافت اور پاکیزگی مین فرق آگیا ہے - اکثر انسان خیال کرتے ہین کہ اولاد کے
ساتھ محبت اور الفت کرنا صرف یہین تک محدود ہے کہ اونکے معمولی چار و چوز اور
ناز و نیاز پوری کردئے جو کچھ اولاد نے زبان سے کہا وہ کسی نہ کسی طرح انجام کردیا
اگر لڑکے نے کہا کہ مین میلہ جاؤنگا تو بھیجدیا اور اگر کہا کہ مین نے ایک بلبل یا مینا لینا ہے
تو لے دیا اگر لڑکے نے کہا کہ مجھے ایک رنگین چرخی چاہیے تو حاضر اور اگر گوڑیون کے
درجن مانگے تو لادیے ناموری اور بقاے خاندان یا نام یہ خیال کرتے ہین کہ نسل کا
سلسلہ منقطع نہو مرنے کے بعد ہمارا کوئی نام لیتا رہے - یہ دونون خیال اگرچہ طبعی ہین
مگر انکو ایسے برے طور پر استعمال کیا گیا ہے کہ بجاے فائدہ بخش ثابت ہونے کے
مضر اور نقصان رسان ثابت ہوئے ہین اولاد کے ساتھ جو والدین کی سچی محبت اور
طبعی الفت ہوتی ہی اوسکا نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ اولاد کو اوس سے حقیقی اور اصلی

فائدہ حاصل جس رسمی محبت اور الفت کا ہمنے اوپر ذکر کیا ہے اوس سے اولاد کو
کوئی حقیقی فائدہ نہین ہوتا معمولی چاؤ چوز اور ناز و نیاز کا پورا کر دینا یا پورا ہو جانا
اولاد کے حق مین کوئی حقیقی فائدہ نہین ہے ایسی معمولی باتین دو چار سال تک
ہی مفید ثابت ہوتی ہین اسکے بعد خود اولاد ہی اونسے متنفر اور بیزار ہو جاتی ہے
محض نسل کا قائم رہنا بھی والدین کی بڑائی اور ناموری اور بقاے نام کا موجب نہین
بن سکتا بقاے نام سے صرف یہ مراد نہین ہے کہ سلسلہ وار ایک نسل چلی آئے بقاے نام
سے نسلون کا عزت اور بزرگی کے ساتھ دنیا مین قائم رہنا مراد ہے اگر صرف نسل کا
قائم رہنا مراد ہو تو پھر نالائق اولاد کے ہونے سے بھی تو نسل قائم ہی رہتی ہے مگر اوسکو
کوئی اچھا نہین خیال کرتا۔ جب کسی شخص کے اولاد بگڑ جاتی ہے تو لوگ کہتے ہین کہ اسکی
نسل خراب ہو گئی اگر پہلا قاعدہ ٹھیک ہو تو چاہیے کہ ایسی نسلون کو بھی بقاے نام کا
موجب قرار دیا جاوے جو شخص بقاے نام کے پہلے قاعدہ پر کوشش کرتا ہے وہ ایک
بڑی بھاری اور فاش غلطی کی پیروی کر کر اپنی عزت اور ننگ و ناموس کو خراب کرتا ہے
نسل کے ذریعہ سے وہ ہی شخص اپنے نام کو باقی اور قائم رکھ سکتا ہے کہ جسکی اولاد شائستگی
اور تہذیب اور امانت و دیانت سے دنیا مین زندگی بسر کرتی ہے طبعی الفت اور سچی
محبت کا یہ اثر ہونا چاہیے کہ اولاد کی حالت مہذب اور شایستہ بنجاوے۔ اور
اوسکی تہذیب اور شایستگی ماں باپ کے واسطے ایک عزت اور قدر و منزلت کا باعث
ہو یہ محبت اور الفت نہین ہے کہ اولاد دنیا مین رہکر نہایت بدنامی اور خرابی سے
زندگی بسر کرے۔ ایشیاٹک قومون مین غلطی آمیز محبت اور الفت کو بہت ترقی ہے
اپنی اولاد کے ساتھ اسطور پر الفت اور محبت کرتے ہین کہ جو اخیر پر اولاد کے حق
مین نقصان رسان نکلتے ہین تربیت کے واسطے طبعی الفت اور سچی محبت کا ہونا ضروری ہے
غلطی آمیز محبت اور الفت سے تربیت اولاد کی ضرورتین پوری نہین ہوتین جسطرح پر

صبح کاذب اور صبح صادق کا فرق ہوتا ہے اسیطرح پر طبعی محبت اور غلطی آمیز محبت مین
فرق ہے اگر ہمکو اپنی عزیز اولاد کی خیر خواہی اور بہتری منظور ہے تو ترتیب کی ضرورتون
کو طبعی اور سچی محبت کے ذریعہ اور مدد سے پورا کرنا چاہیے چھوٹی عمر کی اولاد کو ظاہرے
پیار اور لاڈ کو بہت پسند کرتی ہے اور اوسکی دانست مین بباعث کم عقلی اور ناتجربہ کاری
کے مان باپ کی ظاہری مہربانی اور شفقت ہی کافی ہے مگر دور اندیش اور دانا آدمیون
کے خیال مین یہ بیجا پیار اور لاڈ اولاد کے حق مین اچھا اور مفید نہین ہے بجاے اس
پیار اور لاڈ کے والدین کو لازم ہے کہ اپنی اولاد کو مہذب اور لائق بنانے کی کوشش
کرین - چھوٹی عمر کی اولاد کا راضی کر لینا کچھ دشوار اور مشکل نہین ہے مگر اونکی ناتجربہ کار
طبیعتون مین شرافت اور انسانیت کا بیج بونا بہت مشکل اور دقت طلب ہی ایک
چھوٹا لڑکا مار کہانے کے بعد بھی دو پیسے کی برفی یا گنڈیری سے خوش اور راضی
ہوسکتا ہے مگر جب اوسکی طبیعت ابتر اور آوارہ ہوجائے تو پہر لاکھ جتن کرنے سے
بھی درست نہین ہوتی سچی محبت اور طبعی الفت یہ نہین ہے کہ ہم اپنی عزیز اولاد
کو چند لمحون یا گھنٹون کے واسطے خوش کرین بلکہ یہ کہ کوشش کرکے اونکی ناتجربہ کار طبیعتون
مین شرافت انسانیت اور لیاقت کا بیج بوئین تاکہ وہ ہمارے مرنے کے بعد بھی ساری
عمر خوش رہے گو سچی اور طبعی محبت کے عمل مین لانے کے صورت مین اولاد کے بیجا پیار
اور لاڈ مین کچھ فرق آجاتا ہے اور ناتجربہ کار ہونے کے سبب اولاد بھی اوس بیجا پیار
اور لاڈ کو اپنا واجب الادا ے حق خیال کرتی ہے مگر در اصل وہ طریق عمل اولاد کے
حق مین پچھلی عمر کے واسطے ایک عمدہ رہنما بن جاتا ہے جسقدر بری باتین اور برے
خیالات ہین اون سب مین بہ نسبت نیک باتون اور اچھے خیالات کے ایک ظاہری
آسانی اور جھوٹی لذت پائی جاتی ہے یہی باعث ہے کہ انسان کی طبیعت بری باتون
اور برے خیالات کی طرف بہت جلد مائل ہوجاتی ہے بچون کی طبیعتین بھی برے

خیالات اور بُری باتون کیطرف بہ نسبت اچھے اور نیک خیالات اور باتون کے بہت
راغب ہوتی ہین حتی المقدور اُنسے انکو روکنا چاہیئے اگر اونکو ایسی باتون اور خیالات
سے نہ روکا جائیگا تو اونکے ناتجربہ کار طبعیتین بالکل ابتر اور خراب ہوجائینگی ایسی باتون
سے بچون کو روکنا ایک اعلی درجہ کی محبت اور الفت ہی ہر ایک آدمی مال و دولت
اسواسطے کماتا ہے اور اکھٹا کرتا ہے کہ اپنی زندگی بھی آرام سے گذرے اور اوسکے بعد
اوسکی اولاد آسائش سے بسر کرے مگر افسوس بعض لوگ اکھٹا کرنے پر ہی کفایت
کرتے ہین جس اولاد کی محبت سے وہ مال و دولت کو اکھٹا کرتے ہین اوسکی درستی اور
بہتری مین اوسکو خرچ نہین کرتے البتہ اوسکے نام سے ایسی باتون مین خرچ کرتے ہین
کہ جنسے اونکو کچھ بھی فائدہ نہین ہوتا لڑکے یا لڑکی کی شادی مین یا جنے پر دو چار
ہزار روپیہ کا خرچ کر دینا لڑکے یا لڑکی کے حق مین فائدہ بخش نہین ہے ہان اگر اسقدر
روپیہ اونکی تعلیم و تربیت مین بقاعدہ معقول صرف کیا جاتا تو ضرور فائدہ بخشتا
ناچ رنگ اور آتشبازی اور دیگر مصارف سے اولاد کو کوئی بھی منفعت نہین ہوتے
جوانی مین اونکو یہ باتین یاد بھی نہین رہتین اگر اونکو اعلی درجہ کی تعلیم دیجاے
تو وہ ہمیشہ کے واسطے اونکو ہر ایک قسم کا فائدہ پہونچا سکتی ہے وہ دولت اور مال
جسکو والدین نے اولاد کی محبت اور الفت کے واسطے صدہا بکھیڑون اور تکلیفون
سے اکھٹا کیا تھا۔ آتشبازی کے جلانے اور نہ ناچ و رنگ کے دیکھنے کے واسطے خالی
کر دینا چاہیئے اوسکو اولاد کی تربیت کے واسطے مخصوص کرنا چاہیے اوس دولت سے
لڑکون یا لڑکیون کو مرصع اور سُنہرے کڑون اور بالون اور گھنٹون کے بنا دینے سے
طبعی الفت اور سچی محبت ظاہر نہین ہوتی سچی محبت اور طبعی الفت یہ ہے کہ بجاے
گھنٹون اور کڑون اور بالون کے اولاد کو دور دراز شہرون اور ملکون مین پہونچکر اعلی
درجہ کی تعلیم حاصل کرنے کا شوق اور توجہ دلائی جاے۔ ظاہری اعضا مین سُنہرے

زیور ڈالنے سے انسان شریف اور لئیق اور مہذب نہین بن سکتا شرافت اور لیاقت
اور تہذیب کے حاصل کرنے کے واسطے علوم و فنون کا حاصل کرنا اور سیکھنا ضروری
ہے روح اور دل سونے چاندی سے اصلاح پذیر نہین ہو سکتا اونکی درستی اور اصلاح
کے واسطے مختلف علوم اور فنون کو حاصل کرنا اور سیکھنا چاہیئے اولاد مختلف علوم
اور فنون کو اوس وقت حاصل کرتی اور سیکھ سکتی ہے کہ جب والدین اور دیگر اعزہ
کے اونکے ساتھ سچی محبت اور طبعی الفت ہو سچی محبت اور طبعی الفت کا اظہار اوس وقت
تک نہین ہو سکتا جب تک کہ رسمی محبت کے پابندیون کو دور نہ کیا جاوے اگر ہم باوجود
رسمی پابندیون کے قائم رکھنے کے سچی محبت اور حقیقی الفت کو عمل مین لانا چاہین تو دشوار
اور مشکل ہے رسمی محبت کا یہ تقاضا ہے کہ اولاد کو کوئی بھی دوکھ اور تکلیف نہو اور
نہ اوسکو محنت اوٹھانی کا موقع ملے سچی محبت اس امر کے متقاضی ہے کہ اولاد کسی
نہ کسی طرح لایق اور ہوشیار ہو جاوے خواہ اوسکو دوکھ اور تکلیف ہی اوٹھانے پڑے
حقیقی الفت کا یہ اصول ہے کہ جب تک اولاد تکلیفین اور دوکھ نہ اوٹھائیگی تب تک
شائستہ اور لایق نہین بنتی سچی محبت اور حقیقی الفت کا جو اصول ہے وہ فی الاصل
درست اور ٹھیک ہی کیونکہ کوئی شخص بجز اسکے دنیا مین عزت کے ساتھ زندگی بسر
نہین کر سکتا کہ طرح طرح کی محنتون اور تکلیفات کے اوٹھانے کے بعد قدر و منزلت
پیدا کرے اگر ہم چاہین کہ ہماری اولاد بلا محنت کرنے اور تکلیفون کے اوٹھانے کے
ممتاز اور معزز اور شریف بنجائے تو یہ ناممکن اور مشکل ہے حقیقی شرافت اور سچی عزت
تو اوسی صورت مین حاصل ہو سکتی ہے کہ جب ہماری اولاد موافق قاعدہ کے طرح
طرح کی محنتین اور تکلیفین اوٹھائے اور رنج و دوکھ اور سرد و گرم کی متحمل ہو عزیزو
خیال کرو کہ جب دنیا کی خفیف خفیف مرادین محنت اور تردد کے سواے حاصل نہین
ہوسکتین تو عزت اور شرافت جیسے ممتاز مراد بلا محنت اور فکر و تردد کے کیونکر حاصل

ہوسکتی ہے یہ ہماری بڑی بھاری غلطی ہے کہ ہم اپنے اولاد کو واجبی تردد اور کوشش
و محنت سے محفوظ رکھکر محبت اور الفت خیال کرتے ہین یہ محبت اور الفت نہین ہے
بلکہ دشمنی اور بدخواہی محبت اور الفت وہ ہوتی ہے کہ جسکا نتیجہ اولاد کے حق مین
فائدہ بخش ثابت ہو - یہ کیا محبت اور الفت ہی کہ بجاے فائدہ پہنچانے کے اولاد
کو ضرر اور نقصان پہونچاوئے اگر ہم اپنے لڑکے یا لڑکی کو مدرسہ جانے سے اسواسطے
روکین گے کہ وہ مدرسہ مین جانا نہین چاہتا ہے تو یہ محبت آمیز مخالفت اوس
لڑکے یا لڑکی کے حق مین مفید نہین ہوگی اخیر پر اس بیجا مخالفت کا اثر اور نتیجہ اوس
لڑکے یا لڑکی کے حق مین برا ہی نکلیگا اگر ہم اوس لڑکے یا لڑکی کو تھوڑی سی ناراضمندے
گوارا کرکے ذرا سختی یا نرمی کے ساتھ اسکول مین بھیجدیتے تو وہ سختی اوسکے حق مین
اخیر پر ایک عمدہ محبت ثابت ہوتی الفت اور محبت کا اصول یہ ہے کہ جسکے ساتھ
کیجاوے اوسکے واسطے بہرحال مفید ثابت ہو جس الفت اور محبت سے ضرر اور
نقصان پہونچے وہ الفت اور محبت نہین ہے بدخواہی اور دشمنی ہے بعض
لوگون کی یہ بڑی غلطی ہے کہ وہ اوسے طریق عمل کو الفت اور محبت خیال کرتے
ہین کہ جسکے ساتھ ایک قسم کی ملائمت اور درگذر اور رضامندی اور قبولیت شامل ہو
جس طریق عمل کے ساتھ ان باتون کو شامل نہ کیا جاوے اوسکو الفت اور محبت کی
مغائر خیال کرتے ہین - ہماری راے مین یہ اصول ٹھیک نہین ہے محبت اور
الفت مین ہمیشہ رضامندی اور قبولیت ہی نہین ہوتی محبت اور الفت کو کبھی
درشتی اور سختی سے بھی ظاہر کیا جاتا ہے لڑکے اسکول نہین جاتے تو مان باپ اونکو
مارپیٹ کر بھیجتے ہین مان باپ کا لڑکون کو مارنا عداوت اور بدخواہی کی راہ سے نہین ہے
عین محبت اور الفت کا نشان ہے اگر مان باپ اسی موقع پر لڑکون کی رضامندی کو
مقدم رکھکر اسکول جانے کی تاکید نہ کرین تو یہ الفت اور محبت نہین ہے لڑکون کے

حق مین ایسی بیجا اُلفت اور ناجایز محبت بدخواہی اور دشمنی ہے ہمنے جو اُلفت اور محبت کا یہ اصول مقرر کیا ہے کہ وہ اوس شخص کے واسطے جسکے ساتھ کیجاتی ہے بہر حال مفید ہونی چاہیے۔ ایک عمدہ اور برجستہ اصول ہے تربیت اولاد کے وقت اگر والدین یا دیگر مختار عزیز اس اصول کو مدنظر رکھین تو رسمی محبت کی پابندیون کی مزاحمت سے ایک سہولت کے ساتھ بچ سکتے ہین جب ہم اس عمدہ اصول کو تربیت اولاد کے وقت اپنا دستور العمل بنا لینگے تو ہر ایک ارادہ اور کام کے نسبتی فائدون پر ہماری نظر پڑتی رہیگی اور تربیت کی صحت اور غلطی کا دریافت اور معلوم کر لینا آسان ہو جائیگا۔

اطاعت گورنمنٹ

ملکون اور قومون کی سرسبزی اور ترقی کے واسطے امن وامان اور واجبی آزادی کا ہونا ایک ضروری اور لازمی امر ہے جب تک کسی ملک یا کسی قوم مین امن وامان اور واجبی آزادی نہوتب تک اوس ملک اور اوس قوم کو سرسبزی اور ترقی کی ڈگری نہین مل سکتی۔ جس ملک اور جس قوم مین امن وامان اور واجبی آزادی نہ ہو وہان بجاے سرسبزی اور ترقی کے ابتری اور خرابی منودار ہوتی ہے ایسے ملکون اور ایسی قومون کے لوگ آرام اور آسایش اور سچی خوشی اور فراغت کے عزیز صورت کو خواب مین بھی نہین دیکھتے۔ اونکے عزیز زندگی ہراس اور خوف اور تذبذب کی حالت مین ہے گذر جاتی ہے دولتمندون اور مال دارون کو اپنی دولت اور مال کی خوشی نہین ہوتی اور داناؤن اور سلیم الطبع لوگون کو اپنی دانائی اور سلامتی طبع سے نفع نہین ہوتا صناع اور کاریگر لوگ صنعتون کی ترقی کی طرف توجہ نہین کرتے اور مزدور مزدوری کو ایک فضول اور نقصان رسان امر خیال کرتے ہین ایک ملک یا ایک قوم کی مختلف الطبائع باشندون مین امن اور امان اور واجبی

آزادی اوس صورت مین قائم ہو سکتی ہے کہ جب کوئی اور زبردست اور مضبوط طاقت اونکے ارادون اور خیالات اور افعال کی محافظ اور نگران ہو جب تک ایسی طاقت کا وجود نہ ہو تب تک امن و امان اور واجبی آزادی کا حاصل اور قائم ہونا دشوار ہی اگرچہ ایسی زبردست اور مضبوط طاقتون کو ہر ایک ملک اور ہر یک قوم کے لوک اپنے اپنے خیالات اور اصطلاحون کے بموجب موسوم اور تعبیر کرتے ہین مگر بالعموم ایسی طاقتون کے واسطے ملکی گورنمنٹ یا ملکی حکومت کا لفظ استعمال اور اطلاق کیا گیا ہے۔ ملکی گورنمنٹ کا ایک ملک مین موجود ہوکر امن و امان قائم کرنا دو طرح پر ہو سکتا ہی ایک محض زور اور رعب و داب کے ذریعہ سے اور ایک زور اور حکمت عملی اور دانائی او احتیاط اور دور اندیشی کے وسیلہ سے پہلی قسم کا امن و امان قابل اعتبار نہین ہے کیونکہ اوسکے ساتھ محض جبر اور زور ملا ہوا ہے البتہ دوسری قسم کا امن و امان قابل مفید و اعتبار ہی پہلی قسم کے امن و امان کی بابت تو ہم بحث کرنا نہین چاہتے دوسری قسم کے امن و امان کی بابت ہمارا یہ خیال ہے کہ وہ بجز اسکے قائم نہین رہ سکتا کہ ملک یا قوم کے لوگ گورنمنٹ ملک کے فرمانبرداری اور اطاعت کرین صرف اسوجہ سے نہین کہ ایک زبردست یا مضبوط فرقہ یا طاقت اتفاق سے ہمپر حاکم اور متصرف ہوگئی ہے بحالت مجبوری ہمین اوسکی اطاعت کرنی چاہیے بلکہ سچی دل سے اسواسطے فرمانبرداری اور اطاعت کرنی چاہیے کہ ملک اور قوم مین امن و امان کی صورت قائم رہے اور اوسکے قائم رہنے سے انسانی جماعتین آرام اور آسایش حاصل کرین۔ اگر ہم اپنی ملکی حکومتون کے نافرمانبرداری اور تمرد پر طیار اور آمادہ رہینگے تو امن و امان کے بجاے ہمیشہ کے واسطے ملک مین شرارت اور فساد کی آتش مشتعل رہیگی۔ شریر المزجہ لوگ ملک اور ملک والون کی خرابی اور بربادی کے دل سے کوشش کرینگے اور ملک اور ملک والے دلون مین ہی سقیم الحال ہو کر نیست و نابود

ہو جائینگے - جو لوگ تاریخ دیکھنے کا شوق رکھتے ہین اونکو تاریخی واقعات مین ایک نہین
بہت سے ایسی مثالین مل سکتی ہین کہ جنسے عمدہ طور پر ہمارے قول کی تائید اور تصدیق
ہو سکتی ہے بعض ملکون اور قومون کے برباد اور خراب ہونے کا اکثر موقع پر یہی موجب
اور سبب ثابت ہوا ہے کہ اون ملکون یا قومون کے لوگون نے ملکی حکومتون اور ملکی حکومتون
کے قوانین اور اصول سلطنت کو بڑی بے قدری اور ہتک کی نظر سے دیکھا جب ملک
کے لوگ اپنی حکومتون کو بیقدری اور ہتک کی نظر سے دیکھتے ہین تو امن و امان دور
ہو کر ایک عام فساد کی بنیاد قائم ہو جاتی ہے اور اوس ملک کے رہنے والون کے آرام
اور آسایش مین خلل آجاتا ہے - جس ملک کے لوگ اپنی حکومتون اور اپنی حکومتون
کے قوانین کی قدر اور عزت کرتے ہین اونکی حکومتون کو بھی ترقی ہوتی ہے اور
وہ خود بھی آرام اور آسایش مین زندگی بسر کرتے ہین - جو قومین اور جو لوگ کہ دنیا مین
رہکر عزت اور بزرگی اور آرام و آسایش اور سچی خوشی کے ساتھ چند روزہ زندگی بسر
کرنا چاہتے ہین اونکو لازم اور واجب ہے کہ اپنی حکومتون اور اپنی حکومتون کے قوانین
کی سچے دل سے فرمانبرداری اور اطاعت کرین - نہ مذہبی مخالفت اور نہ قومی مغایرت
کے باعث اپنی حکومتون کی فرمانبرداری کو چھوڑنا چاہیئے اور نہ اس باعث کہ فلان
قوم نے زور کے ساتھ ہمسے ہمارا ملک لے لیا ہے ہماری غرض یہ ہونی چاہیئے کہ
امن و امان کی صورت قائم رہے اس سے ہمکو کوئی واسطہ نہ رکھنا چاہیئے کہ ہماری
حکومتون کے قوم اور مذہب کیا ہے - جب ہمارے ملک مین امن و امان اور واجبی
آزادی کی صورت پائی جاتی ہے تو ہمنے حکومتون کے مذہب اور قوم سے کیا غرض اور
واسطہ ہے جب حکومتون کی قومیت اور مذہب ہمارے امن و امان اور واجبی آزادی
کی مخل نہین تو پہر ہمکو خواہ مخواہ کی پرخاش سے کیا غرض ہے حکومتین مذہب پھیلانے
کے واسطے نہین ہوتین کہ مذہب سے واسطہ اور غرض رکھی جاوے حکومتون کے قائم ہونیکی

اصلی علت اور غایت ملک اور قوم مین امن و امان اور واجبی آزادی کا بخشنا ہے ہمکو امن و امان
اور واجبی آزادی سے غرض رکھنی چاہیے جب ہمارے امن و امان اور واجبی آزادی مین
تزلزل اور خلل آنا شروع ہو تو پھر ضرور ہمین حکومتون کو متنبہ کرنا چاہیے اگر تنبیہ سے باز نہ آئین
اور امن و امان کی صورت قائم نہو تو پھر ہمین اختیار ہے کہ فرمانبرداری اور اطاعت کو بالائے
طاق رکھکر نافرمانبردار ہو جائین - بعض لوگ جو حکومتون کے قائم ہونے کی غرض کو
نہین سمجھتے بعض حکومتون کو اسواسطے ناپسند کرتے ہین کہ وہ غیر قوم مین سے ہین یہہ
اونکی بڑی بھاری غلطی ہے غیر قوم مین سے ہونا اس امر کا مستلزم نہین ہے کہ ہم اونکی
اطاعت نہ کرین کسی واقعی قصور اور لاپرواہی یا فروگذاشت پر غیر قوم کی حکومتون کی
فرمانبرداری کو مذموم قرار دینا چاہیے - صرف غیر ہونے کے عذر ضعیف پر اطاعت سے
باہر ہو جانا عقل اور دور اندیشی کا کام نہین ہے انسان کو صداقت اور فائدہ سے
غرض رکھنی چاہیے - اس امر سے نہین کہ اوس صداقت اور فائدہ کا مخرج اور ماخذ
اچھا اور موافق نہین ہے اگر ہمین ایک عمیق گڑھے سے ازراہ ہمدردی اور مہربانی
ایک حلالخور باہر نکال لیگا تو کیا ہم اوسکی مدد سے باہر آنا پسند نہین کرینگے کیون نہین
ایک مرتبہ چھوڑ کر سو مرتبہ کہین گے کہ ہمین اس بلا سے نجات دو -

جس گورنمنٹ کی مدد اور انصاف سے ہمکو آرام اور آسایش اور آزادی اور امن و امان
کی ڈگری ملتی ہے لازم ہے کہ ہم سچے دل سے اوسکی فرمانبرداری اور اطاعت کرین اور
خداوند کریم کی پاک درگاہ سے دعا مانگین کہ اوسکے دبدبہ اور اقبال مین روز افزون ترقی ہو
اطاعت حکومت یا گورنمنٹ سے ہماری یہ مراد نہین کہ ملک کے لوگ اپنے حقوق کو
تلف کر دین یا جب گورنمنٹ غلطی سے کوئی نقصان رسان ایکٹ پاس کرے یا کوئی
ایسا مضر حکم دے جو رعایا کے حقوق پر موثر ہو تو لوگ خاموش رہکر اوسکو تسلیم کرلین ہم
اسی رضامندی اور خواہش کو بھی ایک قسم کی نافرمانبرداری خیال کرتے ہین -

ایسی ضروری موقعون پر ملک کے لوگون کو نہایت تہذیب اور متانت سے اپنے حقوق کو اتلاف سے بچانا چاہیے اور اس امر کی کوشش کرنی چاہیے کہ گورنمنٹ اپنے کمزور یا نقصان رسان رائے پر مطلع ہو جائے - جس ملک کے لوگ اپنے حقوق کے اپنے طور پر محافظت نہین کرتے اور اپنی گورنمنٹ کو غلطیون اور نقصان رسان رائون اور احکام سے آگاہ کرنا گستاخی اور بے ادبی خیال کرتے ہین وہ در اصل اپنے حقوق کا بیرحمی کے ساتھ اپنے ہاتھون سے خون کرتے ہین اور اپنی گورنمنٹ کو بھی بدنام کرتے ہین جس ملک کے لوگ مہذب اور دانا ہوتے ہین وہ اپنے طور پر اپنے حقوق کی محافظت کرتے ہین اور اپنی گورنمنٹ کو غلطیون اور نقصان رسان رایون اور احکام سے مطلع اور آگاہ کرتے رہتے ہین اس طریق عمل سے اونکے حقوق بھی محفوظ رہتے ہین اور گورنمنٹ بھی غلطی آیندہ کارروائیون سے بچ جاتی ہے -

مہذب اور دانا وہ گورنمنٹ ہی جو اپنی رعیت کے لوگون کو اس امر کی طرف توجہ اور شوق دلاتی ہے کہ اونکو اپنے حقوق کی آپ محافظت کرنے کا طریق اور ڈھنگ آجائے اور جب کبھی گورنمنٹ سے کوئی غلطی سرزد ہو تو شائستگی اور تہذیب سے اوسکو آگاہ اور مطلع کرتی رہے - مبارک ہین وہ قومین جو اپنی حکومتون کے سچے دل سے اطاعت کرتی ہین اور مبارک ہین وہ حکومتین جو اپنی رعیت کے حقوق کے واجبی طور پر حفاظت کرتے ہین -

انصاف و عدالت

عدل نوریست کزو ملک منور گردد　　　　وز نسیمش ہمہ آفاق معطر گردد

دنیا مین بہت سی ایسی باتین یا ایسی ضرورتین بھی ہین کہ جنکو ایک عام غلطی کے بموجب خاص خاص امورات یا خاص شخصون سے نسبت دیجاتی ہے اور در اصل اون ضرورتون کے جو عام غلطی کے بموجب محدود اور محصور ہوتی ہین تمام لوگون کا

سارے انسانون کو حاجت ہوتی ہے جیسا ایک خاص شخص کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ اوسکو فلان امر کی اشد ضرورت ہے در اصل ایسی ہے اور لوگون کو ہوتی ہے مگر عام غلطی کے بموجب اوسکو ایک خاص شخص سے خاص کیا جاتا ہے اس قسم کی غلطیان جنکو ترتیبی غلطیون کے نام سے تعبیر کرتے ہین (کیونکہ اونکا صدور بے ترتیبی کے سبب سے ہوتا ہے) بہت سے امورات مین پائے جاتے ہین انصاف و عدالت کے بارے مین بھی عام لوگون نے ترتیبی غلطی کو دخیل کر رکھا ہے عام محاورہ یا عام اصولون کے اعتبار سے انصاف و عدالت صرف بادشاہون یا قاضیون یا حاکمون یا ججون کے ساتھ تعلق رکھتی ہے عام لوگ خیال کرتے ہین کہ انصاف اور عدالت کرنا خاص خاص لوگون یا کسی محدود اور ممتاز فرقہ کا کام ہے عوام کو اوسمین کچھ دخل نہین ہے عام لوگون کا انصاف و عدالت کی بابت ایسا خیال انصاف و عدالت کے خلاف ہی یہ ایک ایسی نقصان رسان غلطی ہے کہ جس سے کبھی ایک ضروری جانون کا بیرحمی سے خون ہوتا ہے انصاف اور عدالت کی کوئی ایسی ڈیوٹی نہین ہے کہ جسکا اثر ممتاز فرقہ یا خاص شخصون پر ہی بڑے انصاف اور عدالت کے ایسے وسیع ڈیوٹی ہے کہ جو تمام انسانون کی محیط ہے جیسا کہ بادشاہ یا جج آف کورٹ کو عدالت اور انصاف کی ضرورت ہی ایسا ہی ایک عام آدمی کے واسطے ضروری ہے امورات یا ضرورتون کا صرف خاص اشخاص یا خاص پارٹی کے ساتھ مخصوص ہونا مقدار حالت ضرورت کے موافق ہوتا ہے اگر کسی امر یا کسی ضرورت کی حالت محدود ہوگی تو اوسکا التزام بھی محدود یا محصور ہوگا اور اگر حالت ضرورت غیر محصور غیر محدود ہوگی تو اوسکا التزام بھی غیر محصور اور غیر محدود ہوگا انصاف اور عدالت کی ضرورت کی حالت محدود اور محصور نہین ہے کہ جسے اوسکا محدود یا محصور ہونا لازم آئے بلکہ ضرورت مذکور کی حالت غیر محدود یا غیر محصور ہے جو مستلزم ہے اس بات کی کہ عدالت

کسی خاص شخص یا کسی ممتاز فرقہ سے مخصوص نہو تبھی غلطیون کے وقوع یا حدوث
کا اصلی باعث یہ ہوتا ہے کہ عام لوگ تعاریف یا غایات امورات یا ضرورتون سے
من کل الوجوہ ماہر اور واقف نہین ہوتے ناواقفیت کی حالت کی حالت مین حقیقت
کے خلاف سمجھ لیتے ہین عام لوگون نے عدالت کو بھی اسواسطے مخصوص کر رکھا ہے
کہ اوسکی غایت اور تعریف سے جاہل اور ناواقف ہین اگر غایت یا تعریف سے مہارت
ہوتی تو ایسا نہ کرتے کسی شئے کی تعریف کے علم سے حالت شئے کا بالاجمال علم ہوجاتا
ہے جو وقوع غلطی کا مزاحم اور مانع ہے اگر ہم انسان کی یہ تعریف کہ لانسان حی متنفس
علی القدمین وناطق بنطق المخصوصۃ ومدرک الحقائق الاشیاء بوسیلۃ
العقل والحواس السلیمۃ معلوم کرلین تو اوس جزوی علم سے اسقدر کفایت ہوجاویگی
کہ ہم انسان کی ذات کو کسی ایسے فرضی یا وہمی خصوصیت یا مصنوعی عمومیت سے
خاص و عام نہین کرینگے کہ جو منافی حقیقت ہو کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تعریف شئی کو
اولٹے طور پر سمجھے جاتی ہے یہ روش بھی منافی حقیقت ہے علم تعریف سے مراد یہ ہے
کہ عین اپنے مرکز پر ہو شئے یہ کہ بین الافراط والتفریط محاط اور متعدل رہو لفظ عدالت کے
لغوی معنے تو مانند اور نظیر اور برابر کرنے کے ہین اور اصطلاح مین عدالت کو الفاظ
مندرجہ ذیل معرف کیا گیا ہے العدالۃ "وضع الشئی فی محلہ" یہ تعریف ایسی جامع
مانع تعریف ہے کہ اسمین ہر ایک چھوٹی بڑی بات آجاتی ہے جب اسمین ہر ایک
بات شامل اور داخل ہے تو معلوم ہوا کہ اسکی ضرورت کی حالت محدود نہین ہے بلکہ
غیر محدود جب غیر محدود ہوئی تو اوسکا کسی خاص شخص یا کسی ممتاز فرقہ کے ساتھ مخصوص
کرنا باطل ٹھہرا فہو المطلب ہان اس بات کو مانا جاسکتا ہے کہ بہ نسبت عام لوگون کے
بادشاہون یا ججون کے متعلق انصاف اور عدالت کا بہت سا حصہ ہوتا ہے کیونکہ
اونکی طرف ملک اور لوگون کی جانب سے اکثر امور رجوع ہوتے ہین اور یہ بھی کہ اونکے

خصوصیت اور امتیاز کی وجہ انفصال امور وقضایا مرجوعہ ہوتی ہے جسمین عدالت اور
حالت عدالت کی اشد ضرورت ہو اس فرق سے جو باعتبار قلت اور کثرت کے ہو
یہ لازم نہین آتا کہ انصاف اور عدالت مخصوص بہ بعض الاشخاص یا محدود فی الحد القدم
ہو جب انصاف اور عدالت باعتبار اپنی ضرورت اور حالت ضرورت کے کسی شخص
یا کسی فرقہ سے خاص نہین تو ہر یک شخص پر لازم اور فرض ہے کہ اسکے پورا کرنے
مین دل سے سعی اور کوشش کرے کوئی ایسا انسان نہین کہ جسکو اپنی زندگی مین
کوئی ایسا موقع پیش نہ آیا ہو کہ جسمین انصاف اور عدالت کی ضرورت ہو بلکہ اگر چشم
غور سے دیکھو تو ہر ایک انسان کو اپنی زندگی مین ہمیشہ ایسی ضرورتین پیش آتی رہتی
ہین کہ جنمین انصاف اور عدالت کی سخت ضرورت ہے اول اپنے اہل خانہ وغیرہم
سے جنمین ملازم اور اور لواحقین داخل اور شامل ہین عدالت کی ضرورت ہی ایک
گھر مین جسقدر آدمی ہوتے ہین اون سب کو ایک دوسرے کے ساتھ ایسے معاملات
پڑتے ہین جنمین عدالت کا برتنا لازم ہوتا ہے بیٹے کو باپ کے ساتھ عدالت سے
پیش آنا ضروری ہوتا ہے اور باپ کو بیٹے کے ساتھ بہن کو بھائی سے بھائی کو بہن سے
انصاف سے پیش آنا لازم ہے - فقس علے ہذا علائق الاخری دوسرے
ہر ایک انسان کو باعتبار اسکے کہ وہ مدنی الطبع ہے اپنی عمر مین اور انسانون کے ساتھ
قسم قسم کے معاملات پیش آتے ہین جنمین انصاف اور عدالت کو ضرورتاً پیش نظر رکھنا
پڑتا ہے شاید کوئی ہے ایسا انسان ہوگا کہ جسکو اپنی زندگی مین اورون سے معاملہ
نہ پڑتا ہو - تیسرے انسان کو اپنی ذات مین ہی ذاتی طور پر انصاف اور عدالت
کی سخت ضرورت پڑتی ہے اپنی ذاتی قوتون اور فطرتی طاقتون کا برتنا اور اونکو استعمال
مین لانا بڑے زور سے سفارش کرتا ہے کہ عدالت اور انصاف کو ملحوظ رکھا جاوے
عام لوگون کا یہ خیال کہ صرف مرجوعہ معاملات مین ہی جو خاص شخصون یا کسی خاص فرقہ کے

مقابلہ مین آگئے ہون عدالت درکار ہے ایک کمزور اور حقیقت واقعہ کے برخلاف خیال ہے جب عدالت کی تعریف یہ ہے العدالۃ وضع الشیء فی محلہ تو سب کچھ آگیا وہ معاملات جو خاص شخصون یا کسی خاص فرقہ کے روبروے پیش ہوتے ہین وہ بھی آگئے اور وہ قضایا اور امورات بھی کہ جو ہر سہ صورت مذکور یا اور صورتون مین اور لوگون کی جانب رجوع کیجاتی ہین صورت ارجاع تو ایک ہی ہے خواہ کسی کی طرف ہو جیسا کسی جج کا ایک امر کو معین او سکے محل پر رکھنا عدالت ہی ایسا ہی کسی عام آدمی کا کسی امر کو معین اوسکے محل پر قائم رکھنا عدالت ہی جیسا کسی جج کے روبروے ایک معاملہ پیش کرنے کی حیثیت سے معاملہ مرجوعہ کہا جاتا ہے ایسا ہی کسی عام آدمی کے روبرو پیش کرنے سے معاملہ مرجوعہ کہا جا سکتا ہے جبکہ صورت ارجاع ایک ہی ہو تو پھر تخالف کی کیا وجہ اوپر کی سطرون مین یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ عدالت ہر ایک انسان سے تعلق رکھتی ہے کسی خاص شخص یا کسی خاص فرقہ سے خاص نہین اب عنان اشہب قلم کو یون منعطف کرتے ہین کہ عدالت باعتبار اپنی صورتون یا حالتون کے پانچ قسم پر منقسم ہے - اول عدالت حکمیہ - دوم عدالت نسبتیہ خاص - سوم عدالت نسبتیہ عام - چہارم عدالت ذاتیہ بالنفسیہ - پنجم عدالت نسبتیہ بالتعلقیہ -

عدالت حکمیہ

عدالت حکمیہ وہ عدالت ہی کہ جو ملک کی حکومتون کی طرف سے ہوتی ہے جسکے پورا کرنے والے بادشاہ سے لیکر ادنی جج یا اہلکار تک شمار کیجاتی ہین حکومتون کیجانب سے ملک مین جج یا حاکم مقرر کیے جاتے ہین تاکہ رعایا کے معاملات مرجوعہ اور گورنمنٹ کی ضروریات پیش آمدہ کو انصاف اور عدالت سے فیصل کرین اور کبھی ملک کے بادشاہون یا خاص اور اعلی حکام ان مجمعون کو بھی اس قسم کے فیصلون مین شامل ہونا پڑتا ہے رعایا کے معاملات مرجوعہ یا گورنمنٹ کی ضروریات پیش آمدہ دو قسم پر منقسم ہین

ایک وہ جو کسی کی طرف سے رجوع ہوتے ہین اور ایک وہ جو بادشاہ یا کوئی خاص حکمران مجمع اپنے طور پر اپنی طرف بمراد تصفیہ و انفصال رجوع کرتا ہے خود حکومتون یا خاص حکمران شخصون یا خاص حکمران مجمعون یا اون لوگون کا جو خاص حکمران شخصون یا حکمران مجمعون کیجانب سے منصفون یا ججون یا اور ایسے ہی نامون سے موسوم اور ملقب ہوکر ملک مین معین یا مقرر ہوتے ہین فرض ہے کہ معاملات مرجوعہ اور امورات متدائرہ کو بلا رو رعایت یا یون کہو کہ بلا کم و کاست فیصلہ کیا کرین رعیت کے لوگ اونکے پاس اپنے معاملات اور مقدمات کو اسواسطے پیش کرتے ہین کہ اونکے ہاتھ یا توجہ سے منصفانہ فیصلہ ہو اگر انھون نے انصاف سے کام نہ لیا تو پھر ملک کیونکر بسے گا اور رعیت کے لوگ اور کسکو اپنے مقدمات کے انفصال کی تکلیف دینگے خاص حکمران شخصون پر جو شخصی سلطنت کی حیثیت سے خاص طور پر اپنے ہاتھ مین ہی رشتہ نظم و نسق رکھتے ہین یا خاص حکمران مجمعون کو جو جمہوری سلطنت کے اعتبار سے ملکر کام کرتے ہین لازم اور فرض ہے کہ رعایا اور اہل ملک کے ساتھ عدالت اور انصاف سے پیش آئین کیونکہ رعیت کے ساتھ عدالت سے برتاو کرنا ملک کی آبادی اور بہتری کا نشان ہے خدا نے اونکو اسواسطے اپنی خلقت پر اقتدار اور حکومت نہین بخشی کہ اونپر جبر اور ظلم کرین بلکہ اسواسطے اونکے ہاتھ مین رشتہ اقتدار دیا گیا ہے کہ رعیت کے ساتھ عدالت اور انصاف سے پیش آئین اوسکے حقوق جنکا ادا کرنا لازم اور واجب ہے ادا کیجاوین اور اپنے لازمی حقوق کا مطالبہ ہو جو بادشاہ یا حکمران مجمع اپنی رعیت کے ساتھ عدالت سے برتاو کرتا ہے وہ اپنی اور اپنی نسل کی بنیاد اپنے ہاتھون سے جما رہا ہے اوسنے اپنے ہاتھ سے ایک ایسا بوٹا لگایا ہے کہ جسکا پھل آپ ہی کھائیگا اور اوسکی نسل بھی اوس سے مستفید ہوگی ؎

دادگری شرط جہانداری است
دولت باقی ز کم آزاری است

مملکت از عدل شود پایدار — کار تو از عدل تو گیرد قرار
ہر کہ درین خانہ شبے داد کرد — خانہ فردائے خود آباد کرد

خاص حکمران شخصون یا خاص حکمران مجمعون کو لازم ہے کہ اپنے محکوم یا زیردستون کو ایک ہی نظر سے دیکھین رعیت کے ایک فرقہ کو دوسرے فرقہ پر اپنی نظر مین برتری اور فوقیت نہ دین اگر رعیت مین سے کسی فرقہ کو اور فرقون پر فوقیت اور برتری دیجاویگی تو اورون کے حق تلفی ہوگی اور علاوہ اس اتلاف حق کے برتر یا فایق فرقہ دوسرے فرقون کو اپنی نظر مین حقیر خیال کریگا جو انصاف اور عدالت کے خلاف ہے وہ بادشاہ یا وہ حکمران مجمع جو اپنی زندگی مین عدالت اور انصاف کو محبوب رکھتا ہے اپنے لیئے دنیا مین بھی نیک نامی اور سعادت کا ذخیرہ جمع کرتا ہے اور عاقبت کے واسطے بھی خدا کی رضامندی کی سند حاصل کرتا ہے

عدل در دنیا نکونامت کند — در قیامت خوب فرجامت کند
اندرین عالم معزز سازدت — چون بدان عالم رسی بنوازدت

دانا اور دور اندیش وہ بادشاہ یا وہ حکمران مجمع ہے کہ ہر وقت عدالت سے اپنے ملک اور رعیت کی بہتری اور صلاحیت چاہتا ہے بادشاہ یا حکمران مجمع کو نہایت تک عدالت کا خیال رکھنا چاہیے کہ اوسکی نیت مین بھی ہر وقت عدالت ہی کا خیال مرکوز ہو اکثر امورات کا صدور نیت پر بھی ہوتا ہے اگر کوئی بادشاہ یا حکمران مجمع عام لوگون کے خوف کے مارے عدالت کرے اور نیت مین ظلم کی خواہش ہو اگرچہ کسی فرقہ سے ہی ہو تو تب بھی اوسکو عادل نہین کہا جاسکتا عدالت نام تب ہی ہو سکتی ہے کہ جب ظاہر و باطن ایک ہو ملک اور رعیت تب ہی خوشحال اور بارونق رہ سکتی ہے کہ جب بادشاہ یا حکمران مجمع کی نیت نیک ہو

ہر آن نم کہ از ابر باران بود — در اندیشۂ شہریاران بود

چو بد گردد اندیشۂ بادشاہ — نیابد زمین نم بوقت ہوا

چو عادل بود شہ ز سختی منال — کہ عدلش بہ است از فراخی سال

ججون اور دیگر اون اہلکارون کو جو حکومتون کی جانب سے مقرر ہوتے ہین لازم ہے
کہ اونکے ہاتھ سے بھی رعیت کے ساتھ عدالت اور انصاف کا برتاو ہو رعیت اور
ملک والون کے قضایا اور معاملات پہلے انہین لوگون کے روبرو پیش ہوتے ہین اونکے
حتی المقدور عدالت پر نظر رکھنی چاہیے اگر جلے عدالتین رعیت اور اہل ملک کے ساتھ
انصاف سے پیش آئینگے تو رعیت اور اہل ملک کو ہر یک قسم کی ترقی اور رونق سے
حصہ ملتا رہیگا حکومتین ملک مین ججون اور قاضیون کو اسواسطے مقرر کرتے ہین کہ اونکے
ہاتھ سے منصفانہ فیصلے ہون اور کسی فریق پر ظلم نہو ججون کو لازم ہے کہ اس اعتبار کو
جو حکومتون کو اونپر ہوتا ہے بے انصافی سے زائل نہ کردین بلکہ اوسکو ترقی دین
تاکہ حکومتون کے نزدیک اونکی عزت دوبالا ہو — ۵

سر برآوردی بدولت یا مردی کن بلطف — دسترس دادت خدا افتادگان را دستگیر

اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے ہاتھ مین کسی معاملہ کو دیدے تو اوسپر لازم بلکہ
الزم ہے کہ اوسمین ایمانداری اور دیانت سے کارروائی کرے ججون یا اور اہلکارون کو
جو ملک اور رعیت کے معاملات اور قضایا سپرد اور تفویض کیے جاتے ہین تو اونکو بھی
لازم اور واجب ہے کہ مفوضہ امورات اور سپرد کردہ معاملات مین انصاف اور عدالت
کو مقدم رکھین ججون یا اور اہلکارون کے پاس جب رعایا کے کسی فریق کیجانب سے معاملات
فیصلہ طلب پیش ہوتے ہین تو مدعی یا مدعا علیہ مستغیث یا مستغاث علیہ کی جانب سے
برادرعایت یا عمدگی فیصلہ کے کئی ایک پہلوؤن سے سفارشین کی یا کرائی جاتی ہین
علاوہ سفارشون کے مایہ الاختلاط یعنے رشوت دینے کی بھی جا بنین یا ایک جانب سے
سامان کیجاتی ہین ایسے خوفناک اور نازک وقت مین ججون یا دیگر اہلکارون کو اپنی ایمانداری

اور دیانت داری کے صیانت اور انصاف اور عدالت کی حفاظت کے واسطے پوری پوری سعی اور کوشش کرنی لازم ہے نہ لوگون کے سفارشین ایمانداری اور اس اعتبار کو جو حکومتون کی جانب سے ہوتا ہے قائم رکھ سکتے ہین اور نہ مابہ الاحتفاظ یا رشوت دیانت کی حفاظت کر سکتی ہے بلکہ ایمانداری اور تدین اور اعتبار کے ثابت اور قائم رکھنے کے واسطے وہی ڈیوٹی کافی ہو سکتی ہے کہ جسمین انصاف اور عدالت قائم رہے سفارشون یا رشوت کا اثر اور قیام چند روزہ ہے لاکن انصاف اور عدالت کا اثر یا قیام عالم اولے مین بھی اور عالم ثانی مین بھی ثابت اور قائم رہیگا منصف جج یا عادل اہلکار کے لیئے یہ کتنی بڑی مسرت اور خوشی کی بات ہے کہ ججی یا اہلکاری سے الگ ہونے کے بعد لوگ اوسکو اسواسطے نیکی اور بزرگی سے یاد کرین کہ وہ انصاف اور عدالت کو بہت پیار کرتا تھا ایسے وقت مین جج یا اہلکار کو ایسی مسرت اور خوشی ہوتی ہے کہ جیسے کسی نامور جنرل کو اس حصن حصین کے فتح کرنے سے کہ جسکا فتح ہونا اور جنرلون کے نزدیک مشکل یا ناممکن خیال کیا گیا تھا جیسا ملٹری افیسرون کے واسطے ملٹری ناموریون اور امتیازات اور امتحانات مین پورا اوترنا ایک اعلی درجہ کی خوشی کا باعث ہوتا ہے ایسا ہی سول افسرون کے واسطے رعایا کے نزدیک عادل اور منصف ثابت ہونا ایک اعلی درجہ کی مسرت اور خوشی کا باعث ہے وہ جج یا اہلکار نہایت ہی دور اندیش اور دانا ہین کہ جو اس خوشی کی تحصیل کے واسطے انصاف اور عدالت کی مبارک رشتہ کو ہاتھ سے نہین دیتے ماسوا ے سفارشون اور مابہ الاحتفاظ کے بعض اوقات مین ججون کو اپنے طور پر بھی خواہ قوانین کے نہ سمجھنے سے ہو اور خواہ اسواسطے کہ مقدمہ مرجوعہ کی روئداد نہ سمجھی گئی اور خواہ کسی اور طریق پر ہو فیصلہ دیتے وقت دھوکھا لگجاتا ہے جس سے انصاف اور عدالت کی ڈوری ہاتھ سے چھوٹ جاتی ہے ایسے بیچار وقتون مین ججون پر لازم ہے کہ نہایت امعان نظر اور غور و فکر سے فیصلہ دین اگرچہ ججون کے قلم سے

چند الفاظ ہی نکلتے ہین لیکن اگر اون الفاظ کو بلا غور و فکر لکھا جائیگا تو عدالت کے
گلے پر ضرور چھری پھر جائیگی اور خواہ مخواہ ایک فریق کو نقصان اوٹھانا پڑیگا انفصال مقدمات
مرجوعہ اور معاملات متدائرہ مین جس طرف سے شبہ پیدا ہوتا ہو اوسیکو زور سے
بہ امداد دلائل دور کرنا چاہیے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مدعی یا مدعا علیہ مستغیث یا مستغاث الیہ
یا اونکے گواہون کے بیانات سے فیصلہ دینے مین دقتین پیش آتی ہین ایسی دقتون مین
دانا جج کو لازم ہے کہ اول بیانات کو وزن کرے اور پھر اوسپر غور کرے کہ بیان کرنے
والون کی حالت کیا ہے اگر یہ روش اختیار کیجاویگی تو دھوکہ نہ لگیگا۔ بعض گواہون
کے بیانات اسواسطے کہ وہ بذاتہ مخدوش ہوتے ہین کہ اونکی حالت اور چال چلن لائق
اعتبار نہین ہوتا اور بعض گواہون کے بیانات اسواسطے کہ وہ بذاتہ مخدوش ہوتے ہین
قابل اعتبار نہین سمجھے جاتے اور بعض گواہ ایسے ہوتے ہین کہ اگرچہ اونکی حالت اور
چال چلن تو بلا شک خراب اور ناقص ہوتی ہے مگر اونکا ایک مخصوصہ بیان ٹھیک
اور درست ہوتا ہے اگرچہ اونکی حالت ٹھیک نہین ہوتی مگر اس سے یہ لازم نہین
آتا کہ اونکا کوئی بیان بھی درست اور ٹھیک نہو اور بعض گواہ حالت اور چال چلن مین تو
اچھے ہوتے ہین مگر بیان مخصوصہ مین خدشہ پایا جاتا ہے اگرچہ اونکا چال چلن اچھا
ہوتا ہے مگر یہ بات اس امر کی مستلزم نہین کہ اونکے سارے بیان سچے ہون جج
کو ان باتون پر ضرور فکر اور غور کرنی لازم ہے تاکہ دھوکھہ نہ لگے۔

خاص حکمران شخصون یا خاص حکمران شخصون کا جو کسی ملک یا کسی ملک کے رہنے والون پر
قابض اور متصرف رہکر حکمرانی کرتے ہون لازمی ڈیوٹی اور اعلی درجہ کا فرض ہے کہ
اپنے ماتحت یا محروسہ ملک یا اوس ملک کی رعایا کی بہتری اور خوشحالی اور ادائے حقوق
مین دل سے ساعی ہون ہر ایک ملک اور ہر ایک ملک کی رعیت ایسی صورت مین مرکز
خوشحالی اور محور بہتری پر ثابت اور قائم رہ سکتی ہے کہ جب حکمران شخص یا کسی حکمران

مجمع کی جانب سے ایسی مضبوط اور سلیم قوانین اور ضوابط ملک مین ذایع اور شایع ہون
کہ جو بالذات ملک اور ملک والون کے حقوق اور فرائض کی نگرانی اور محافظت کرتے ہون
اور جنکے تدوین کی علت ہی یہ ہو کہ اونسے رعایا کے حقوق اور فرائض کے کافی طور پر نگرانی
اور محافظت ہو سکے رعایا اور ملک کے واجبی حقوق اور لازمی فرائض کا حکمران شخصون
یا حکمران مجمعون کی جانب سے بوجہ احسن اور بطریق اتم پورے ہوتے رہنا ملک اور
ملک والون کی بہتری اور خوشحالی کا نشان ہے جس بادشاہ یا نواب یا راجہ کے
ملک اور رعیت کے واسطے مضبوط اور سلیم قوانین اور ضوابط وضع اور تدوین ہوتے ہین
اوسی بادشاہ یا نواب یا راجہ کو رعایا اور ملک کے حق مین مغتنم سمجھا جاتا ہے اوسکے
حق مین یہ اعلی درجہ کا جملہ اطلاق کیا جاتا ہے کہ اوسپر زمانہ اور ملک اور رعیت فخر کرتی
ہے اوسپر لوگون کو غرور اور ناز ہے ملک اور رعایا کے واسطے جیسے کسی خاص حکمران
شخص یا کسی خاص حکمران مجمع کی ضرورت ہے ایسے ہی ہر ایک ملک اور اہل ملک
کے واسطے مضبوط قوانین اور سلیم ضابطون کی حاجت ہے جیسے بادشاہ یا کسی
حکمران شخص یا کسی حکمران مجمع کے ہونے سے لوگون مین خرابی اور ابتری کے حدوث
کا احتمال ہے ایسی ہی مضبوط قوانین اور سلیم ضابطون کے نہونے سے تفرقہ اور
خرابی کا اندیشہ ہے نوابون یا بادشاہون کے وجود کے ساتھ ہی ملکی قوانین کی
پیدایش لازم ہے وہ نواب یا بادشاہ نہین ہے کہ ایک ملک کا حکمران ہو کر اوس
ملک کی ضروری نگرانی اور انتظام سے بیخبر ہو کر پنبہ بگوش ہوا ہے با فراست اور
دور اندیش وہ نواب یا بادشاہ ہے کہ جو حکمرانی کی باتون اور ضرورتون کو ہر وقت
پورا کرتا ہے حکمران لوگون کے ہاتھ مین اوس اہل ملک کے سارے معاملات اور
حقوق کو سپرد کیا جاتا ہے اگر انپر اونکی نظر اور غور نہو تو کمال حیرت اور افسوس کی
بات ہے حکمران شخصون کو اپنے ملک اور اپنے ملک کی رعیت کے حقوق اور دیگر

فرائض کو اپنے پرایویٹ معاملات اور ضروریات کی طرح خیال کرنا چاہیے جیسا اپنی
اولاد اور دیگر خانگی ضروریات کا پورا کرنا یا سرانجام دینا یا انپر غور کرنا ایک ضروری
اور لازمی ڈیوٹی خیال کیجاتی ہے ایسا ہی ملک اور اہل ملک کے حالات اور حقوق اور
ضرورتون کو زیر نظر رکھنا لازم ہے بادشاہون سے رعیت کو بھی بیٹون کی نسبت ہے
منصف اور عادل اور بیدار مغز بادشاہ کو رعیت اپنی بزرگ باپ کے موافق سمجھتی
ہے منصف باپ کا فرض ہے کہ بیٹون کو ایک ہی نظر سے دیکھے جیسا اپنے خاص اور
صلبی بیٹون اور دیگر اونکی ضرورتون اور حقوق اور پرایویٹ امورات اور خانگی معاملات
کا پورا کرنا ضروری اور لازمی معلوم ہوتا ہے ایسا رعیت کی ضرورتون اور معاملات
کو خیال کرنا چاہیے ایک صورت مین بادشاہ اور حکمران شخصون پر خانگی امورات اور
بیٹون سے اہل ملک کا حق زیادہ ہے خانگی امورات کی بگڑنے اور بیٹون کے حقوق
نہ ادا ہونے کی صورت مین بادشاہ یا کسی حکمران شخص کے ہاتھ اور قبضہ و تصرف
سے ملک اور اہل ملک نکل نہین سکتے لاکن اہل ملک کی ضروریات نہ پورا ہونے کی
صورت مین باوجود اسکے کہ خانگی امورات اور بیٹون کی ضروریات سرانجام ہوتے
جاتے ہین حکومت اور بادشاہت مین کچھ باقی نہین رہتا حکومت اور بادشاہت کا
بقاء اسصورت مین مرغوم اور متصور ہے کہ جب محکوم لوگون اور اہل ملک کی ضروریات
اور لازمی حقوق اور واجبی فرائض پر حکومتون کیجانب سے نظر اور غور ہوتی رہے
اور رعایا کے معاملات کے انفصال اور حقوق کی تحقیق اور تشخیص کے واسطے ایسے
مضبوط اور سلیم قوانین موضوع اور مقرر ہون کہ جو بالطبع حقوق اور معاملات کی حفاظت
اور نگرانی کرین اور ایسے قوانین کی بھی تدوین ہو کہ جس سے رعایا اور ملک کے
حقوق کا تعین ہو سکے اگرچہ رعایا کو اپنے طور پر ہی حقوق حاصل ہوتے ہین مگر حکومت
کی طرف سے اونکا ایک خاص الفاظ کی تعریف کے ساتھ۔ جو مناسب وقت ہون

اور خاص مقام پر معین کرنا ضروری ہوتا ہے کیونکہ جبتک حکومت کی طرف سے
خاص الفاظ کی تعریف اور خاص مقام پر تعین نہو ٹھیک نتائج مرتب نہین ہو سکتے
اور نہ ایک دوسرے کے حقوق اور فرائض مین تفریق اور تمیز ہو سکتی ہے رعایا کے
لوگون کے حقوق واحد الحیثیت نہین ہوتی کوئی کسی حیثیت کا اور کوئی کسی حیثیت کا
جبتک اونمین تعریف الفاظ اور تعین کی جہت سے تمیز اور تفریق نہو سکے انفصال اور
تشخیص کی صورت کیونکر صورت پذیر ہوگی انفصال اور تشخیص اوسی صورت مین متصور
ہے کہ جب مقام اور تعریف کی جہت سے تفریق اور تمیز حاصل ہو رعایا کی مخلوط
حقوق اور ممزوج فرائض کا انفصالی صورت مین لانا ایک مشکل بات ہے اکثر
اکثر ججون سے اسواسطے بہی عدالت مین پوری ایمانداری ملحوظ نہین رہتے کہ اونکے
ملحوظ حقوق کے انفصالی صورت حاصل نہین ہوتی اور وہ حقوق کی تعریفی الفاظ
اور اور خاص مقام کو سمجہتے نہین بہت سے ایسے جج اور ایسی عدالتین ہین کہ جو
فیصلہ لکہنے یا دینے کے وقت اس بات کو بہی نہین جانتین کہ ایک حق کو دوسرے
حق سے کیا نسبت ہی اور حقوق متدعویہ یا مرجوعہ عدالت کی تعریف کن الفاظ مین لکہی
ہے اور حکومتوان نے اونکو کن مقامات پر معین کیا ہے جبتک ججون اور عدالتون کو
جنکی راے پر لوگون کے متدعویہ یا مرجوعہ حقوق اور فرائض کا فیصلہ متصور ہے
اوپر کی ضروری اور واجب الاطلاع اصولون سے آگاہی نہو ٹھیک حقوق کا انفصال
اور تشخیص بوجہ الکمال نہین ہو سکتی ججون اور عدالتون کو مخلوط حقوق کی تشریح اور تشخیص
مین بعض وقت بہ سبب نہ معلوم ہونے تعریف اور خاص مقامات اور حکومتی تعینات
کے اس قسم کی پیچدار دقتین پیش آتی ہین کہ انفصال اور اظہار راے کی کوئی سبیل
نہین سوجہتی ایسی وقتون مین اکثر جج اور عدالتین یکطرفی راے پر ہی فیصلہ لکہدیتی ہین
جو اپیل در اپیل کا موجب ہوتا ہے اور جس سے باعث کثرت مصارف اور زیادتی اخراجا

اہل مقدمات اور رعایا کو اعلی درجہ کی تکلیف ہوتی ہے وہ ملکی قوانین کہ جنمین ملک کے لوگون کے حقوق اور فرائض مین کوئی تمیز اور فرق نہین رکہا گیا اور جنمین اس ضروری بحث کو شامل نہین کیا گیا دراصل ملک اور اہل ملک کے حق مین مفید اور نافع نہین ہین ملک اور اہل ملک کے حق مین وہ ہی قوانین فائدہ بخش ثابت ہونے کا استحقاق رکہتے ہین کہ جو رعایا کے حقوق اور فرائض کے بحث پر حاوی اور محیط ہون جن قوانین مین بحث مذکورہ کو ملحوظ نہین رکہا گیا انکا عدم ووجود رعایا کے حق مین برابر ہے —

اصول حکمرانی اور ضوابط عدالت مین یہ بات مان لیگئی ہے کہ ہریک ملک اور ملک کی بہبودی اور بہتری اور ہریک ملک کے بادشاہ یا حاکم کی عزت اور مکرمت اور مضبوطی رعایا کی حالت پر موقوف ہے اگر کسی ملک کے بادشاہ کی رعیت اپنی واجبی اور ضروری حقوق پر قابض ومتصرف اور اپنی ذاتی حالت مین خوشحال اور فارغ البال ہے تو اوس ملک کا نقصان یا حاکم اور خود وہ ملک مکرم اور ممتاز اور خوشحال ہوگا اور اگر کسی ملک یا کسی بادشاہ کی رعیت سقیم الحال ہے تو وہ ملک اور اوس ملک کا سلطان یا بادشاہ ابتر اور سقیم الحال ہوگا سعدی علیہ الرحمۃ کیا اچھا فرماتے ہین ؎

فراخی دران مرز وکشور مخواہ کہ دل تنگ بینی رعیت ز شاہ

کسی ملک یا کسی ملک کے بادشاہ کی عظمت اور مکرمت اور خوشحالی یا ابتری اور سقیم الحالی رعیت سے اسواسطے وابستہ ہی کہ ہریک ملک اور ہریک ملک کا بادشاہ یا حکمران رعیت کے ہونے سے ہی ثابت اور قائم ہے اگر کسی بادشاہ کی رعیت نہو یا کوئی ملک رعیت سے خالی ہو تو اوس بادشاہ کو نہ بادشاہ کا معزز خطاب دیا جاویگا اور نہ اوس ملک کو خوشحال اور آباد ملک کہا جائیگا کسی ملک کو آباد اور کسی بادشاہ کو بادشاہ اور حکمران اوسیصورت کہا جاویگا کہ جب اوس ملک کے رہنے والے اور اس بادشاہ کی رعیت موجود ہو ہریک ملک اور ہر ایک بادشاہ کی رعیت کا موجود ہونا دو صورت پر ہے ایک یہ کہ کسی ملک اور کسی

بادشاہ کی رعیت اپنی ذات مین خوشحال اور فارغ البال ہو اور کسی ملک مین لوگ وہان بود و باش رکھتی ہو اور ایک یہ کہ کسی ملک مین رعیت موجود تو ہو مگر اوسکی حالت درست اور ٹھیک نہو پہلی صورت سے اوس ملک اور اوس رعیت کی مکرمت اور ممتازیت اور خوشحالی ثابت ہوتی ہے اور دوسری صورت ملک اور بادشاہ کی ابتری اور خرابی کو ظاہر کرتی ہے کسی ملک کے آباد ہونے سے یہ مراد نہین کہ اوس ملک مین دیہات اور خلقت پائی جاوے آبادی سے یہ مراد ہے کہ لوگ ہر ایک طرح سے خوشحال اور صاحب عزت و مکرمت ہون کسی ملک کا بظاہر آباد ہونا اور اوس ملک کا خستہ حال اور بے حیثیت پایا جانا آبادی کی علامت نہین آباد وہ ملک کی ہے کہ جسکے رہنے والے اپنی حالتون اور حیثیتون مین خوشحال اور آباد ہون کسی ملک کے رہنے والون کا خوشحال اور آباد ہونا ملک کی آبادی اور خوشحالی پر آپ ہی شاہد اور گواہ ہے جبتک کوئی ملک کسی حکمران یا بادشاہ کے زیر حکم اور تصرف مین نہو تب تک اوس ملک کے رہنے والون کو رعیت کے نام سے تعبیر یا موسوم نہین کرسکتے بادشاہ کے نہونے سے ایسے لوگون کو صرف اہالیان ملک کے نام سے موسوم کرتے ہین جب کسی ملک کے اہالیان کسی حاکم یا بادشاہ کے زیر حکم یا ماتحت ہوجاتے ہین تو اوسوقت اونکو ایک بادشاہ کی رعیت سے موسوم کرتے ہین۔ جب کسی ملک کے رہنے والے کسی بادشاہ کے زیر فرمان اور ماتحت ہوجاتے ہین تو اوسوقت سے قانونی طور پر اونکے حقوق اور فرائض کا تصفیہ اور انفصال شروع ہوتا ہے یا یون کہو کہ بادشاہ اور حکمران کے ہونے سے ہی ضروریات کے انفصال کا زمانہ شروع ہوتا ہے جدا جدا جماعتون اور ملکی فرقون یا گروہون کی حالت اور ضروریات اور فرائض کو ایک سلسلہ مین جکڑا جاتا ہے اور اون سب ضروریات کے انصرام اور صفائی اور رتبہ کے واسطے خاص لوگون یا ایک شخص کے ہاتھ سے اصول اور قوانین وضع اور مقرر ہوکر عام طور پر شایع ہوتے ہین۔ جب ملکی حکومتون کی طرف سے قوانین پاس ہوتے ہین تو وہ دو حال سے

خالی نہین ہوتی یا اونکے پاس ہونے سے ملکی لوگون یعنے رعایا کے حقوق کی پوری پوری
محافظت ہوتی ہے اور رعایا کے حقوق کا حق خون ہوتا ہے پہلی صورت مین رعایا ملکی
حکومتون کو عادل اور منصف خیال کر کے اونکی تابعداری کرتے ہیں اور دوسری صورت
مین ملکی حکومتون کی فرمانبرداری بالاے طاق رکھ کر نافرمانی اور تمرد پر آمادہ ہوجاتی
ہے ایک ملک کے لوگون اور باشندگان کا اپنے ملک یا کسی اور ملک کی حکومتون
کو قبول کرلینا یا اونکے اطاعت اور تابعداری کرلینا جبر اور تعدی اور ظلم و ستم سے نہین
ہوسکتا انصاف اور عدالت سے ہی مختلف الامزجہ لوگون اور باشندون کو ایک خاص
حکومت کا تابعدار اور مطیع بنایا جاسکتا ہے کسی قوم اور کسی ملک کے لوگ اور باشندے
میرے خیال مین اوسوقت تک حکومتون کی نافرمانی اور تمرد پر مستعد اور آمادہ نہین
ہوتے کہ جب تک خود حکومتون کی طرف سے کوئی غلطی اور لغزش نہو ہر ایک قوم اور
ملک کے لوگ اور باشندے بالطبع اسبات کی خواہش اور آرزو رکھتے ہین کہ اونکے
ملک اور وطن مین ہر یک طرح سے امن اور امان رہے اور لوگ بلا روک ٹوک آرام اور
آسایش اور آزادی سے عزت زندگی بسر کرین کسی ملک یا قوم کے لوگ بالطبع اسبات
کی آرزو اور خواہش نہین رکھتے کہ اونکے ملک مین فساد اور بے امنی رہے اور وہ
ہمیشہ بے حیثیتی کی حالت مین رہکر زندگی بسر کرین جب کبھی کسی ملک مین فساد اور
بے امنی پھیل جاتی ہے تو اوسکا اصلی سبب یہ ہوتا ہے کہ حکومتون کی طرف سے کوئی
غلطی سرزد ہوجاتی ہے (گو حکومتون کو اوس غلطی کا علم نہو) بعض حکومتون کے
رعیت جب متمرد اور نافرمان ہوجاتی ہے تو حکومتین اور اسباب بغاوت پر
نظر کرتے ہین مگر اپنی غلطی کو نہین دیکھتین بعض وقت حکومتین خیال کرتے ہین
کہ رعیت مذہبی مخالفت اور قومی مفارقت کے باعث تمرد اور نافرمانی پر آمادہ ہوجاتی
ہے اور بعض وقت یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ایک ملک یا ایک قوم کی رعیت یا باشندے

دوسرے ملک یا دوسری قوم کی حکومتوں یا باشندوں کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنے کو عار اور معیوب خیال کرتے ہین ہمارے خیال مین کسی ملک کی رعیت کا تمرد اور نفرت کو پسند کرنا صرف اسواسطے ہوتا ہے کہ اونکے حاکمون کو اونکے حقوق شناسی کیطرف خیال یا توجہ نہین ہوتی کسی ملک کی رعیت اسواسطے تمرد اور بغاوت کو پسند اور اختیار نہین کرتی کہ وہ ایک منصف یا عادل حکمران شخص یا کسی ایسے حکمران مجمع کے حکومت اور ماتحتی سے اپنے آپ کو سبکدوش کرے رعیت کی تمام قسم کی بغاوتون تمام قسم کی نافرمانیون کا اصل الاصول اور اپنے آپ کو کسی خاص حکمران شخص یا کسی خاص حکمران مجمع کے حکومت سے سبکدوش کرنے کا سبب صرف حاکمون کے لاپروائی اور عدم توجہی ہے کا نتیجہ اور اثر ہوتا ہے جب تک کسی رعیت کے حاکمون کی نیتون اور طریق عمل مین فرق اور انقلاب نہ آئے تب تک رعیت کے دلون مین ہی نافرمانی یا تمرد کے بھرے ہوے خیالات کا حدوث یا جوش نہین ہوتا یہ بات کہ فلان ملک کی رعیت فلان گورنمنٹ کو اسواسطے رضامندی سے قبول نہین کرتی کہ وہ گورنمنٹ رعیت مذکور کے خلاف مذہب ہے ایک الزام ہے جو ساری پہلوؤن سے کبھی بھی سچ نہین نکلیگا ہان شاید کسی اور سبب سے ملکر کبھی کارگر ہو جاوے تو ہو جاوے سو یہ دوسری صورت ہی قومون پر یہ لازم ہے کہ انھون نے فلان گورنمنٹ کو خلاف مذہب کے باعث قبول نکیا کسی گورنمنٹ کا کسی قوم کے جو اوسکی رعیت ہو چکی ہے خلاف مذہب بھی ہین عدالت اور عمدہ حکومت کرنے کے سبب دل و جان سے قبول کر لیتے ہین اور چاہتے ہین کہ وہ ہمیشہ اونکے ملکون پر حکمران رہین جب کوئی قوم اپنی گورنمنٹ سے بگڑ جاتی ہے تو اوسوقت عام لوگ اوس بگاڑ کے ظاہری یا بیرونی بواعث پر ہی غور کیا کرتے ہین اسواسطے کہ سریع الفہم ہوتے ہین ہزارون مین سے کوئی ہی فساد اور بگاڑ کی اصلی یا اندرونی سببون کو دیکھا کرتا ہے ورنہ سب کی نظر ظاہر اور سرسری

معاملات پرہی پڑتی ہے تاریخون مین بہت سے ایسے قومون کے نام ملینگے کہ جو حکمران
شخصون یا حکمران مجمعون کے ساتھ مدتون لڑتے بہڑتے رہے ہین یہانتک کہ بعض قومین
ایسی بغاوت کے سبب خود مختار بہی ہو گئی ہین مگر اگر ہم اون قومون کی بغاوت یا تمرد
کی اندرونی اسباب پر نظر کرینگے تو یہ بات کھل جائیگی کہ اون قومون کی بغاوت کا
اصلی باعث خلاف مذہب نہ تھا بلکہ گورنمنٹ کا جبر کے طور سے حکومت کرنا شاید
یہ بات یہان ضروری البیان ہو کہ بعض دفعہ بعض قومون نے اپنے حکمران شخصون
یا حکمران مجمعون کے مقابلہ مین معرکہ آرا ہو کر آزادی اور خود مختاری کا دعوی کیا ہی
اور بعضون نے کامیابی بہی حاصل کی ہی ہو سکتا ہے کہ خود مختاری اور آزادی کے
حاصل کرنے کے واسطے بھی بغاوت کا علم کہڑا کیا جاتا ہو جیسا بعض قومون نے کیا
مین اس بات کو خوشی سے مان لیتا ہون کہ بعض قومون نے آزادی اور خود مختاری
کے لینے کے واسطے ضرور اپنے حکمران شخصون یا حکمران مجمعون کے ساتھ مقابلہ کیا
چنانچہ اونمین سے اکثرون نے کامیابی بہی حاصل کی مگر ہمکو لازم ہے کہ اس بات
کو بلا وجہ قبول نہ کرین ہمکو ضرور تاً اس بات کو ایک تشریح کے ساتھ بیان کرنا چاہیئے
کہ کسی حکمران شخص یا کسی حکمران مجمع کی رعیت کے دلون مین آزادی اور خود مختاری
حاصل کرنے کا خیال کب اور کیونکر پیدا ہوتا ہے اگرچہ ہمارے نزدیک یہ بات
ثابت اور مسلم ہے کہ ہر ایک قوم کے دل مین آزادی اور خود مختاری پیدا کرنے کا
خیال قدرتی اور نیچرل طور پر موضوع اور مخلوق ہے مگر خیال مذکور کو جنبش اور جوش
اوسوقت ہوتا ہے کہ جب قوم کی بے قدری اور زوال کے دن قریب آجاتے ہین حکمران
لوگون کے لازمی حقوق کے پورا کرنے کے طرف جب توجہ سے ہٹ جاتے ہین
اور رعیت اپنی لازمی حقوق اور ضروری فرائض کو ایک ابتری اور خرابی کی صورت
مین دیکھتی ہے تو تب آزادی اور خود مختاری کے خیال کو حرکت ہوتی ہے ہمکو شمین

حکومتین عدالت اور حکومت کے اصولون اور ضروریات کو ایسی صورت اور پیرایہ
مین لوگون پر اپنے طرز حکومت اور برتاو سے ظاہر کرتے ہین کہ لوگون کو صراحتاً
اپنے اون حقوق اور فرائض کا جنپر اونھون نے اپنی خوشحالی اور بہبود کا ہونا یقینی
یا اعتباری طور پر موقوف رکھا ہوتا ہے خون ہوتا نظر آتا ہے لوگون کو حکومتون کے
برتاو سے صاف یقین ہو جاتا ہے کہ کسی نہ کسی دن کو ہمارے تمام فرائض اور ہمارے
حقوق کے گردنون پر حکومتون کی جانب سے ناانصافی کی چھری پھیری جائیگی ایسے
پُرخطر وقتون مین جو رعیت کے حقوق کے واسطے ایک مہلک دبا ہوتے ہین رعیت
کی طرف سے حکومتون کو عجیب عجیب پیرایون مین سمجھایا جاتا ہے اور حکومتون کو
اس بات پر عجز و انکسار سے آمادہ کیا جاتا ہے کہ رعیت کے حقوق کے اتلاف کے
وبا کو روکین جو حکومتین انصاف کو لازمی امر اور رعیت کے حقوق اور فرائض
کا پورا کرنا ایک ضروری بات خیال کرتے ہین وہ ایسی پُردرد یادداشتون کو بڑے
غور سے سنتے ہین اور حتی المقدور ہمین سعی کرتے ہین کہ حکومتون کے نقص اور
ناانصافیان دور ہون نہایت نرمی اور ملایمت سے رعیت کی دلدہی کرتے ہین
حکومتون کی جانب سے جب اسقدر انصاف اور ملاطفت کا رعیت کو ثبوت ملتا ہی
تو رعیت سو جان سے قربان اور فدا ہوتی ہے خلاف مذہب چھوڑ کر کچھ ہی کیون نہو
رعیت ایسی با انصاف حکومتون کو دل و جان سے پیار کرتی ہے ۔ جب باوجود رعیت
کے فریاد اور مظلومیت کی حکومتین کان مین روئی دیکر دم بخود ہو رہین تو رعیت کے
دلون مین اپنے حقوق اور فرائض کا خون ہوتا دیکر اس قدرتی اور ازلی و ابدی خیال
کو کہ (آؤ ہم اکھٹے ہو کر کسی نہ کسی طرح اپنی آزادی اور خودمختاری حاصل کرین تاکہ
اپنے طور پر اپنے حقوق اور فرائض کو پورا کرتے رہین) ایک حرکت اور جوش ہوتا ہی
ایسے وقت مین رعیت کا سنبھالنا اگر ممکن نہین تو مشکل تو ضروری ہو جاتا ہی جسطرح پر

ہوا کا رخ پلٹ جاتا ہے اسیطرح پر رعیت کے خیالات کی کایا پلٹا کھا جاتی ہے رعیت
دل سے اس بات پر آمادہ ہو جاتی ہے کہ جسطرح ممکن ہو نا انصاف حکومتون کی اطاعت
اور حکومت سے سبکدوشی حاصل کرے جو حکومتین اپنے دبدبہ اور شوکت کو قائم
اور ثابت رکھنا ضروری خیال کرتے ہین وہ ایسی نازک وقتون مین بھی رعیت کے
دلون کو تصرف اور قابو مین لے آتے ہین اور اپنے اقبال اور ملک کے باغ کو فساد
کے خزان سے بچاکر اور حکومتون کی نظرون مین عزت اور بزرگی حاصل کرتے ہین
مگر جو بے انصاف حکومتین روپیہ اکھٹا کرنے کے واسطے ہی کسی ملک پر قابض یا
متصرف ہوتی ہین اونکے دلون مین انصاف اور رعایا کے حقوق ادا کرنے کے خیالات
پیدا نہین ہوتے اونکے انتظامی تجویزون اور پولیٹکل تدبیرون کا پرزہ ہمیشہ اس
محور پر گھومتا رہتا ہے کہ رعیت اپنی لازمی حقوق نہ لینے کے سبب ضعیف اور ناتوان
یا وحشی رہے اور ہم مزے سے روپیہ اکھٹا کر کے اپنے وطن مالوفہ اور خزانہ عامرہ
کو بھیجے جاوین ایسی حکومتین قومون کے انصاف اور ادا ے حقوق کے واسطے
عمال اور جج مقرر نہین کرتین بلکہ اسواسطے کہ [gap] سے حکومتون کو دعائین دیکر
ہزارون روپیہ ماہوار تنخواہین لیکر ناانصافی سے حکومت کرین اس قسم کے عمال
اور ججون کو تو ایسی حکومتون سے آسایش اور آرام کے سواے اور کچھ حاصل ہی
نہین ہوتا - مگر ملک اور رعایا کے واسطے ایسی نا انصاف حکومتین اور ایسے
ظالم جج آسایش اور آرام کی جگہہ طرح طرح کی تکلیفون اور مشکلات اور قسم قسم کی
دقتون اور ٹھوکرون کا موجب بنتی ہین ایسی حکومتین اپنے ساتھ ہی پیغام لاتی
ہین کہ رعیت کے حقوق کا بڑی بیرحمی سے خون کیا جائیگا ایسے جج آتے ہین یہ
خوشخبری سناتے ہین کہ ملک اور اور ملک والون کو کبھی لازمی اور واجبی حقوق کے
دینے کا اعزاز نہ بخشا جائیگا - جب حکومتون کی لاپروائی اور خشک مغزی کی یہانتک

نوبت پہونچ جاتی ہے تو تب رعیت کے دلون مین اس خیال کو جنبش ہوتی ہے
کہ ہمکو اپنے ہاتھون سے کچھ کرنا چاہیئے جسکو دوسرے الفاظ مین آزادی یا خودمختاری
کا حاصل کرنا کہسکتے ہین اس آخری خیال کی جنبش کرنے سے بلاشک رعیت اپنی
کسی خاص حکمران شخص یا کسی خاص حکمران مجمع کے ساتھ معرکہ آرائی اور متمردانہ
مقابلہ کرنے کو طیار ہوتی ہے حکومتین ناانصافی کی مہلک نشہ مین سرمست اور
سرگردان اور بدحواس رہتے ہین اور رعیت اپنے حقوق کا خون ہوتا دیکھکر آزادی
کی ڈگری لینے کی طیاریان کرتی ہے کبھی رعیت کی طیاریان اور متمردانہ خیالات کا
حسب المراد بہت جلدی نتیجہ نکل آتا ہے اور کبھی کسی قسم کے موانعات اور رکاوٹون
کے سبب نتیجہ مین دیر ہوجاتی ہے یہانتک کہ ایک وقت مین ایک قوم نے گورنمنٹ
کے مقابلہ مین متمردانہ خیالات کی پٹری جمائی اور اوسکی چوتھی یا تیسری پشت نے
اس مقصد اور ارادہ کو پورا کیا قومون کا کسی گورنمنٹ کے مقابلہ مین آنا عام اور
سہل بات نہین ہے اسمین اعلی درجہ کی دقتون اور مشکلون کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے
ایک مدت تک اس مقابلہ کے نسبتی فواید اور مضرتون کے علم اور وزن کرنے کے
واسطے درکار ہے اور علی ہذا القیاس اپنی طاقت اور اون ضروری باتون کے
وزن اور معلوم کرنے کے واسطے جو ایسے مقابلون مین پیش آتے ہین ایک مدت
تک چاہیے ایسے متمردانہ خیالات قومون کے دل مین صرف اسواسطے پیدا ہوتے
کہ اونکے ملکی حکومتون کی حالت اچھی نہین ہوتی اگر ملکی حکومتون کی حالت اچھی ہو
تو قومون کو آزادی اور خودمختاری کے ادعا کے کیا ضرورت ہی قومون کے نزدیک
تو اپنی ذاتی اور ملکی یا قومی حقوق اور فرائض کا ہے پالینا بجائے خود ایک آزادی
اور خودمختاری ہوتی ہے دیکھو گورنمنٹ انگلشیہ سے رعیت اسیواسطے خوش اور
رضامند ہے کہ اوسکے اصول سلطنت رعایا کے حقوق کی تائید اور محافظت کرتے ہین

وہ حکومتین بہت غلطی کرتی ہین جو ملکی لوگون کو ادا ے حقوق کا اعزاز نہین بخشتین جن
قومون کو حقوق کی ڈگری حاصل ہے وہ کبھی بھی ملکی حکومتون کے مقابلہ مین آنا پسند
کرتین قومون کا یہ ایک مانا ہوا خیال ہے کہ گورنمنٹ سے حقوق کے ڈگری حاصل کر لینا
آزادی اور خودمختاری کی بازی جیتنا ہے جس قومی گروہ اور جس ملکی جماعت کو قومی یا
ملکی حقوق حاصل ہین وہ کیون گورنمنٹ کی برابری اور مقابلہ کو پسند کریگی - اور کیون
خواہ مخواہ کی دقتون اور مشکلون کو اپنی عزت اور جان کا دشمن بنائیگی کوئی ایسی
قوم نہین ہے کہ جو خواہ مخواہ یا شوقیہ کسی بکھیڑے کو مول لے لبغاوت اور تمرد کے
سارے خیالات جسمین آزادی اور خودمختاری کا خیال بھی شامل ہے خاص طور پر
کسی خاص حکمران شخص یا کسی خاص حکمران مجمع کے نا انصافانہ کارروائیون یا اعتدائیون
سے پیدا نہین ہوتی بلکہ اس قسم کے خوفناک خیالات اون حکومتون کے (جو کسی خاص
حکمران شخص یا کسی خاص حکمران مجمع کی طرف سے ملکی انتظام کے لیے ملک مین مقرر
ہوتے ہین -) نا انصافانہ حرکتون سے جو مفصلات مین ججون یا منتظمون کے طرح
معین ہوتے ہین پیدا ہوتے ہین گورنمنٹ کی جانب سے ایسی حکومتین ملک کے
خاص خاص مقامات مین اسواسطے مقرر کیجاتی ہین کہ اونکے معرفت رعایا کو آرام اور
انصاف ملے ایسی حکومتون کی معرفت ہی رعیت کا اصلی حال گورنمنٹ کے کانون تک
پہونچتا ہے اور گورنمنٹ کے ضروری احکام بھی انھین کی معرفت رعیت اور ملک پر
ظاہر ہوتے ہین ملک کے مختلف اضلاع اور متفرق مقامات کے متفرق حکومتین رعیت
اور گورنمنٹ کے درمیان ایک واسطہ اور وسیلہ ہوتی ہین رعیت کو ایسی حکومتون پر
اس بات کا کلی اعتبار ہوتا ہے کہ وہ جو کچھ کرتی ہین ہماری گورنمنٹ کے کہنے سننے
سے کرتے ہین اور اونکے وسیلہ سے گورنمنٹ کو ملک اور ملک والون کے سب حالات
معلوم ہین رعیت کا یہ اعتبار جو فی الحقیقت راست اور ٹھیک ہے اس بات پر مجبور کرتا ہے

کہ حکومتون کے ہر ایک قسم کے برتاو کو گورنمنٹ کی جانب سے خیال کیا جائے رعیت کا
یہ اعتباری خیال ملکی حکومتون کے اون باتون کو بہی جو خود اونہین کی طبعیت کا اثر
ہوتی ہین گورنمنٹ کے اصولی انتظام کے سلسلہ مین جڑ دیتا ہے اور لوگون کے دلون
مین یہ بات جڑ پکڑ جاتی ہے کہ ہمارے ملک کی حکومتین جسقدر نا انصافی کرتی ہین
گورنمنٹ کو اون سب کا حال معلوم ہے جب اس وسوسہ کے یہانتک نوبت پہونچ
جاتی ہے تو رعیت کے دلمین تنگی اور مشکلات کے سبب بغاوت یا تمرد کے خیالات
پیدا ہونے شروع ہوتے ہین اور رعیت اس بات پر آمادہ ہوتی ہے کہ ان نا انصاف
حکومتون کو دور کرکے اپنے طور پر رحم دل حکومتین مقرر کرے - رعیت کے ایسے
متمردانہ خیالات کا موجب حکومتون کی غلط فہمی ہے حکومتین کسی خاص حکمران
شخص یا کسی خاص حکمران مجمع کی جانب سے تقرری کا پروانہ لیکر نشہ حکومت مین
اسقدر سرگردان ہوتے ہین کہ اپنے منصبی فرائض بہی بہول جاتے ہین اگر حکومتین
اپنے منصبی فرائض اور لازمی حقوق کو نیک نیتی اور ایمانداری سے پورا کرتے رہین
تو رعیت کے دلون مین فاسد خیالات اور واہیات وساوس کی آتش شعلہ زن ہو
اور یہ منحوس شعلہ انجیر پر کسی خاص حکمران شخص یا کسی خاص حکمران مجمع کے اقبال کو
کیون چشم زخم پہونچائے حکمران شخصون یا حکمران مجمعون کا اسمین یہی قصور ہے
کہ وہ اپنے ماتحت اور متفرق حکومتون کے عمدہ طور پر نگرانی نہین کرتے خاص حکمران
شخصون یا خاص حکمران مجمعون کے ماتحت حکومتون اور مقرر کردہ ججون کی نہایت بدنیتی
ہے کہ اپنے فرائض منصبی کو نیک نیتی سے سرانجام نہین دیتے اور رعیت کے ساتھ
ایسے خوفناک طور پر پیش آتے ہین کہ جو رعیت کے دلون مین سے حکومتون کی عزت
اور شان و شوکت کو کم زور ہی نہین کرتا بلکہ اصل سے اوڑا دیتا ہے ایسے لاپرواہ
حکومتون اور بدنیت ججون کی بے اعتدالیون کا اثر صرف اونکی ذات سے ہی مخصوص

نهین رهتا بلکه گورنمنٹ کو بهی ساتھ هی ملالیتا هے ایسی حکومتون کی بدنیتون سے رعیت
کو اس امر کے اظہار کا کھلے طور پر موقع مل جاتا هے که گورنمنٹ کے هی اصولی انتظامون
مین غلطی هے گورنمنٹ کی هے - ایسا سے سب کچھ هوتا هے ملکی حکومتون پر لازم
اور فرض هے که اپنی علی حکمرانون یا اپنی گورنمنٹ کی بدنامی اور رسوائی سے پرهیز کرین
ملک اور رعیت کے ساتھ ایسی حکومت عملی اور انصاف سے پیش آوین که تمام لوگ اون پر
اور نیز اونکے اعلی حکمرانون یا گورنمنٹ پر فدا یا قربان هونے کو ایک ضروری بات خیال
کرین ملک اور رعیت کے ساتھ حکومتون کو اسقدر انس اور محبت پیدا کرنی لازم هے
که جو ملک اور رعیت کو خود اس بات پر اماده کرے که وه نهایت نیک نیتی اور خلوص
دل سے اپنی گورنمنٹ کے حاسدون اور بدخواهون کو جواب دین حکومتون کو اس
درجه تک هر دل عزیز بننا چاهیے که گورنمنٹ کے حاسدون کو بهی اس امر کا یقین
هو جاوے که فلان گورنمنٹ کی رعیت اپنی گورنمنٹ اور اپنے ملک کی حکومتون پر
پورا اعتبار رکھتی هے اور اوسپر سو جان سے فدا هونے کو طیار رهے حکومتون کا ملک
مین هر دل عزیز رهے حاصل کرنا کوئی مشکل اور ناممکن امر نهین هے اسکے واسطے
اونی توجه اور انصاف کی ڈیوٹی پوری کرتے رهنا درکار هے -

عدالت نسبتیه

عدالت نسبتیه خاص وه عدالت هی که جو انسان کو اون لوگون سے کرنی پڑتی هے
جنسے نسبت خاص هوتی هے خاص نسبتون سے وه نسبتین مراد هین که جو قریبیون
یا رشته دارون یا نسل کے طور پر نسبت رکھتے هین جنکو دوسرے الفاظ مین اهلخانه
سے تعبیر کر سکتے هین قرابتیون یا رشته دارون یا اهلخانه کا ایک دوسرے پر کچھ نه کچھ
حق هوتا هے لازم هے که سب قرابتی اور رشته دار ایک دوسرے کا حق ادا کرین تاکه
بے انصافی نهونے پاوے بعض گھرون کا کیا سارے هی گھرانون کا یه دستور هوتا هے

کہ اونمین مختار اور سربرآوردہ ایک ہی شخص کو شمار کیا جاتا ہے ایسے سربرآوردہ اور مختار کے ہاتھ مین گھر کا سب ضروری ضروری انتظام دیا جاتا ہے گویا گھر کے لوگ اوسکے محتاج ہوتے ہین اس قسم کے پرائیویٹ مختار کارون کو نہایت عدالت اور انصاف سے مختار کاری کرنی چاہیے یہ نہو کہ اداے حقوق مین بے ترتیبی نمودار ہوکر عدالت کا خون کرے جیساکہ کسی کا حق ہو اوسکے موافق بلاکم وکاست ادا کرنا چاہیے بعض لوگون کا یہ خیال ہے کہ چھوٹون کا بڑون پر کچھ حق نہین باپ مجبور نہین کیا جا سکتا کہ اولاد کے حقوق ادا کرے اور بعض تو یون کہتے ہین کہ باپ پر اولاد کا کوئی حق ہی نہین ہو توجیہات اس بات کو یاد دلاتی ہین کہ ایسے لوگ عدالت کی تعریف اور معنون سے محض ناواقف ہین اگر اونکو واقفیت ہوتی تو ایسا کلمہ منھ سے نہ نکالتے تعریف عدالت کے اعتبار سے یہ امر ثابت ہوچکا ہے کہ جیسی اولاد پر باپ کے حقوق ہین ایسے ہی باپ پر اولاد کے حقوق ثابت اور قائم ہین بڑائی اور چھوٹائی پر کچھ انحصار نہین یہ بعینہ ویسی بات ہی کہ جیسا کوئی زمیندار کہے کہ میرا اپنے بیلون پر یہ حق ہے کہ مین اونسے کام لون اور ہل چلاؤن لاکن میرے بیلون کا میرے پر کوئی حق نہین اسواسطے مین اونکو چارہ دینے پر مجبور نہین کیا جا سکتا اولاد یا چھوٹون کو بے حقوق قرار دینا اعلی درجہ کی بے انصافی ہے دونون کے حق برابر ہین جیسے باپ یا بڑا اپنے حقوق کا مطالبہ کرسکتا ہے ایسے ہی بیٹے یا چھوٹے کا حق ہے مطالبہ حقوق مین کسیکو کسی پر تفضیل نہین جو لوگ اولاد یا چھوٹون کے حقوق کی نفی کرتے ہین اونکو عدالت اور انصاف کے قوانین پر غور اور فکر کرنی لازم ہے بڑون اور والدین پر لازم ہے کہ اولاد اور چھوٹون کے حقوق کو پورے طرح سے ادا کرین کیونکہ اونکو اپنے حقوق کے حاصل کرنے کا حق حاصل ہے اور وہ عدالت کے رو سے مطالبہ کرسکتے ہین بعض وقتون مین ایسا ہوتا ہے کہ والدین کو بسبب کسی امید کے یا کسی اور باعث کے اولاد مین سے

ایک خاص بیٹی یا بیٹے کے ساتھ اُنس اور محبت ہوتی ہے اس باعث اپنی جائداد مین سے
اوسکو بہ نسبت اورون کے زیادہ تر حصہ دلایا جاتا ہے اس تفضیل اور خاص رعایت
سے انصاف اور عدالت کا خون ہوجاتا ہے منصف اور عادل والدین کو محبت یا کسی
امید کے بدلے عدالت کا خون نہ کرنا چاہیے عدالت کے نزدیک محبوب اور مبغوض یا
مغلوب بیٹی یا بیٹے کا حق ایک ہی وزن اور مقدار کا ہے کسیکو کسی پر بزرگی اور
تفضیل نہین —

عدالت نسبتیہ عام وہ عدالت ہی کہ جو ہر ایک انسان کو بلا قید نسبت خاص و شرط بلا
واسطے قرابت یا رشتہ داری سارے انسانون کے ساتھ پوری کرنی پڑتی ہے
اس عدالت مین ہمنے اس امر کو پہلے ہی بیان کیا ہے کہ کوئی ایسا انسان نہین کہ
جسکو اپنی زندگی مین دوسرے انسانون کے ساتھ کسی نہ کسی قسم کا معاملہ نہ پڑتا ہو
جو آزمایش کے شکنجہ مین جکڑا نہ جاتا ہو جب ہر ایک انسان کو دنیا مین رہکر اور
ابناے جنس کے ساتھ برتنا پڑتا ہے تو ضرور اور لازم ہے کہ اوس برتاؤ مین انصاف
اور عدالت کو قائم اور ثابت رکھا جاے ہر ایک انسان پر لازم اور فرض ہی کہ معاملات
پیش آمدہ اور امورات مرجوعہ مین نہایت انصاف اور عدالت سے کارروائی کرے
کسی چھوٹے اور خفیف معاملہ مین بھی انصاف اور عدالت سے درگذر نکرے دنیا کے
معاملات اور فوائد اوسکے گذرنے پر گذر جاوینگے مگر ایمانداری ہمیشہ قائم اور ثابت
رہیگی اور اوسی خداوند کریم کی رضامندی کا دلوا ملیگا وہ انسان نہایت ہی
خوش قسمت ہی کہ جو اپنی زندگی مین دنیا کے پیش آمدہ معاملات کو انصاف اور عدالت
سے نبٹاتا ہے اور اس بات کی خواہش رکھتا ہے کہ لوگ اوسکو منصف اور عادل
مزاج کہین آدمی کی زندگی ایک حباب کے مانند ہی اوسپر کچھ بھروسا نہ چاہیے جس وقت
موت کی آندھی چلیگی اوسکو اوڑا کر لیجایگی اقامت زندگی کی حالت مین حباب حیات

کے خلا کو انصاف اور عدالت کے آبحیات سے بھر دینا چاہیئے تاکہ مرنیکے بعد بھی اوسکا
نشان رہے —
عدالت ذاتیہ وہ عدالت ہے کہ جو ہر ایک انسان کو اپنی ذاتی قوتون کے ساتھ
عمل مین لانی پڑتی ہے خداوند کریم نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے ہر ایک
انسان کو بجہول طور پر مختلف طاقتین یا قوتین عطا کر رکھی ہین اور اونکے استعمالے
صلورتون کو انسان کے ہاتھ مین ودیعت کیا ہے انسان کو لازم ہے کہ اونکو اپنے
مراتب پر استعمال کرے اگر اپنے اپنے مراتب پر استعمال نہ کریگا تو وضع الشئے فی غیر محلہ
ہی کی صورت لازم آئیگی جو ستلزم ہے بے انصافی اور بیعدالتی کو شجیر نے جس جس
کام کے واسطے قوتون کو پیدا کیا ہے اونھین پر اونکو لگانا چاہیئے اکثر لوگ اپنی
ذاتی قوتون کو حسب مراتب استعمال نہین کرتے جسے وضع الشئے فی غیر محلہ کی صورت
لازم آکر عدالت کا خون ہوجاتا ہے اگر انسان اپنی اندرونی یا ذاتی طاقتون کو حسب
مراتب استعمال کرے تو کسی قسم کی بے انصافی نہین ہونے پاتی اور نہ حدوث
معائب کا اندیشہ ہوتا ہے حدوث معائب کا اندیشہ بھی اوسیصورت مین ہے
کہ جب ذاتی طاقتون کو بے ترتیبی سے استعمال کیا جاوے دانا اور دور اندیش وہ
انسان ہے کہ جو اپنی ذاتی قوتون کو ترتیب سے استعمال کرتا ہے اور اس بات
کی آرزو رکھتا ہے کہ بے ترتیبی سے انصاف اور عدالت کا خون نہو —
عدالت نسبتیہ یا تعلقیہ وہ عدالت ہی جو حیوانات لا یعقل کے ساتھ جسمین چرند
پرند بہائم وغیرہ سب آجاتے ہین عمل مین لانے پڑتے ہی حیوانات مذکور کو انسان
کے ساتھ ایک ہی نسبت ہوتی ہے جسکو نسبت ضرور یہ کہنا چاہیئے انسانون پر لازم
ہے کہ ان بے زبانون کے ساتھ بھی عدالت اور انصاف سے پیش آئین بعض
لوگون کا قاعدہ ہے کہ ایک جانور دوسرے جانور سے لڑاتے ہین جسے اون بیچارون

کو تکلیف ہوتی ہے یہ صریح بے انصافی ہے اسئے احتراز کرنا لازم ہے خداوند کریم
نے حیوانات کو انسانون کے ہاتھ مین اسواسطے نہین دیا کہ اونپر ظلم کرین بلکہ
اسواسطے کہ اونکے ساتھ انصاف سے پیش آئین بعض لوگون کا دستور ہے کہ
جب اونکے چارپایون یا دیگر حیوانات مین سے کوئی حیوان ضعیف اور بوڑھا
ہوجاتا ہے تو اوسکو فروخت کردیتے ہین یا اوسکی واجبی خبرگیری سے انحراف
کرتے ہین یہ طریق عمل عدالت اور انصاف سے بعید ہے منصف مزاج انسانون
کو اس سے کلی احتراز کرنا چاہیے اگر جوانی کے دنون مین ایک جانور کو عزیز رکھا
جاتا ہے تو لازم ہے کہ بوڑھاپے مین بھی اوسکی خبرگیری و حفاظت کیجاوے

ہمدردی

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے ہر ایک حالت یا ہر ایک شئے اوسیوقت
مین موثر ثابت ہوتی ہے کہ جب اوسکو ایک خاص قسم یا ایک خاص درجہ کی ترکیب
یا ایک دوسرے سے ضروری یا واجبی قرابت یا شراکت حاصل ہو بلا اس خاص
ترکیب یا قرابت کی کوئی شئے یا کوئی حالت موثر نہین ہوتی - دنیا کا کوئی ایسا کام
یا حالت یا شئے نہین ہے کہ جو بلا حصول ایک خاص ترکیب یا باہمی قرابت یا
شراکت کے دنیاداروں کے حق مین کسی نہج سے موثر ثابت ہوسکے دنیا مین
تین قسم کی موجوداتین پائی جاتی ہین - ایک اعلی - دوم اوسط - سوم ادنے
قسم اول مین انسان اور قسم دوم مین مطلق حیوان قسم سوم مین نباتات اور
جمادات شامل ہین ایک خاص قسم کی موجودات اپنے مجموعہ اور اوس مجموعہ کے
افراد یا اجزا یا انواع کو یا دوسرے یا تیسرے قسم کے موجودات کے مجموعہ یا افراد
یا اجزا یا انواع کو بلا حصول ایک خاص درجہ کے ترکیب یا قرابت یا شراکت کے
کسی قسم کی خاص تاثیر سے (عام اس سے کہ وہ تاثیر فائدہ کی صورت مین ہو یا نقصان

کی حالت مین) متاثر نہین کرسکتے انسان اوسوقت تک دوسرے یا تیسرے درجہ
کی موجودات یعنے حیوانات مطلق یا نباتات اور جمادات سے نہ تو کوئی خاص فائدہ
اوٹھا سکتا ہے اور نہ اوسکو کوئی خاص فائدہ یا نقصان پہونچا سکتا ہے کہ جبتک
اوسکے ہاتھ مین ترکیبی یا قرابتی یا شراکتی وسائل موجود نہون اور علی ہذالقیاس
انسان کے مقابلہ مین دوسرے یا تیسرے درجہکی موجوداتون کا حال ہے ترکیب
یا قرابت اور شراکت دو قسم پر ہے ایک آزلی یا قدرتی - اور دوسری مصنوعی
(بلحاظ ظہور کے مصنوعی ہے اصل مین باعتبار حقیقت قدرتی ہے) - پہلی قسم
کی ترکیب یا شراکت اور قرابت مین انسان کو کچھ دخل نہین ازلی یا قدرتی طور
پر ہے اونکا وجود یا عدم عمل یا ظہور مین آتا رہتا ہے مینہہ کا برسنا یا دل کا گرجنا
بجلی کا کڑکنا اولون کا پڑنا ہواؤن کا چلنا بند ہو جانا سردی اور گرمی کا پہرنا
بوؤن کا چلنا خودرو درختون اور پودون کا اوگنا اور بڑھنا اور خود بخود گر پڑنا
وغیرہم کا وجود یا عدم قدرتی ترکیب یا شراکت سے ہی ظہور یا عمل مین آتا ہے
انسانون کو ایسے واقعات اور حادثات مین اصلاً دخل نہین جاننے والے
خوب جانتے ہین کہ ان حادثات یا واقعات کا وقوع بلا ایک خاص ترکیب یا
قرابت یا شراکت کے نہین ہے خدا نے ان وجودون مین ایسی خاص ترکیبین اور
شراکتین رکھی ہین کہ ہماری ظاہری نظرون مین بلا اون خاص ترکیبون یا شراکتون
کے یہ وجود موثر ہی نہین ہو سکتے (خدا قادر مطلق ہے اوسکو بلحاظ قدیر مطلق
ہونے کے ہماری طرح خاص بندشون پر نظر اور لحاظ کرنے کی ضرورت نہین مگر
ہمکو باعتبار لازمہ بشریت کے ان بندشون پر نظر اور لحاظ کرنے کی سخت ضرورت
ہے کیونکہ ہمکو اوسکی طرح قدرت مطلقہ حاصل نہین) دوسری قسم کی ترکیب
یا قرابت اور شراکت مصنوعی ہے اوسمین انسان کو ایک قسم کا خاص دخل حاصل ہی

کھانا پینا سونا جاگنا اوٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا کہنا سننا سونگھنا دیکھنا دکھانا معلوم کرنا جاننا بولنا سوچنا سمجھنا سمجھانا نیکی کرنا بدی کرنا باہنا بونا کاتنا لکھنا پڑھنا بننا تننا مختلف کلین اور اوزار بنانا اونسے کام لینا زندگی بسر کرنے کی اور وسائل کا پیدا کرنا اور اونکو مختلف طریقون پر اپنے کام مین لانا وغیرہ سب ایسی صورتین ہین کہ جنمین انسان کو دخل حاصل ہے) گو وہ دخل اصل مین قدرتی وسائل کے ہی تابع ہو) اوپر جسقدر مختلف عنوان لکھے گئے ہین وہ بلا ایک خاص ترکیب یا قرابت اور شراکت کے پورے یا موثر نہین ہو سکتے - مثلاً انسان کھا پی سکتا ہے اور بول بھی سکتا ہے مگر ظہور ان قوتون کا (جو قدرتی ہین) اوسیصورت مین ہوتا ہے کہ جب ایک خاص ترکیب حاصل ہو اگر حروف اور الفاظ کی مخصوص ترکیب یا قرابت اور شراکت کو ملحوظ رکہا جائے تو قوت ناطقہ کچھ بہی فائدہ نہین پہونچا سکتی پہلے مختلف حروف یا الفاظ کو مرکب اور قریب کیا جاتا ہے اور پھر اونکے اطلاق سے انسان فائدہ اوٹھاتا یا کسی دوسرے کو پہونچاتا ہے اگر حروف کے مخصوص ترکیب اور بندش و قرابت کو ملحوظ نہ رکھا جاتا تو سوائے اسکے اور کیا حاصل ہوتا کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کے مُنھ کی طرف حیران ہو کر تکتا رہے دیکھئے مفرد حروف بلا ایک خاص قسم کی بندش اور ترکیب کے کسی نہج پر بہی موثر نہین ہو سکتی حروف کے ترکیب اور مختلف الفاظ کی بندش تو جُدا رہی بہرہ گنگے آدمی کے اشارات بہی بلا مخصوص قرابت اور ترکیب کے موثر نہین ہو سکتی عموماً بہرون گنگون کو مُنھ اور ہاتھ اور سر سے کام لینا پڑتا ہے گو زبان اونکو کام نہین دیتی مگر مُنھ ہاتھ اور سر کا مخصوص طور پر ہلنا ہلانا کام دیجاتا ہے اگر بہرہ گنگا اس مخصوص قرابت شراکت اور ترکیب کو جواب دیدے تو یقیناً وہ اپنے دل کے خیالات کے اظہار پر کبھی بہی کامیاب نہ ہو سکے - لکھنا پڑھنا بہی بلا مخصوص ترکیب اور قرابت کے کسی کام کا نہین

لکھنے مین تو (جو گویا معلومات کے جمع کرنے کا ایک مضبوط آلہ ہے) بہ نسبت پڑھنے
کے مخصوص ترکیب یا شراکت اور قرابت کی بہت ہی ضرورت ہے کسی مضمون یا
خیال کے قلمبند کرنے کے واسطے ہاتھ قلم سیاہی کاغذ بندش حرفی کے عموما ضرورت
ہے اور یہی وسائل لکھنے کے واسطے مخصوص ترکیب یا شراکت اور قرابت ہین - اگر
اس مخصوص ترکیب یا شراکت اور قرابت کے سوائے انسان لکھنا چاہے تو لکھ
نہین سکتا - پڑھنے کے واسطے بصارت روشنی مضمون حرکت لسانی کی ضرورت
ہے جب تک یہ وسائل مہیا نہون تب تک پڑھنے کا وجود ہی نہین ثابت ہوتا
اور یہی مخصوصہ وسائل پڑھنے کے مخصوص ترکیب ہین - اوٹھنے - بیٹھنے چلنے
پھرنے کے واسطے صرف ارادہ ہی درکار نہین ہاتھ پیر دن پٹھون وغیرہ کی حرکت
بھی ضروری ہے اور یہی چیزین اوٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے کی مخصوص ترکیب ہین
اگر صرف ارادہ ہی پر مدار ہو تو اوٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا ظاہر ہی نہین ہوسکتا
علی ہذ القیاس ارادہ بلا خیال اور خیال بلا حسیات یا عقلیات پیدا نہین ہوسکتا
خیال کی حسیات - اور عقلیات ارادہ کی مخصوص ترکیب ہین (اگر یہ مخصوص ترکیب
نہو تو ارادہ کسی نہج پر موثر نہین ہوسکتا نیکی اور بدی کا خیال انسان کے دل مین
(سوائے اسکے کہ پہلے اوسکی ضرورت اور نتیجہ دل پر منقش ہو جائے) پیدا نہین ہوسکتا
اور ضرورت اور نتیجہ نیکی اور بدی کے مخصوص ترکیب ہین ضرورت اور نتیجہ کے منقش
ہونے پر بھی مدار نہین نیکی اور بدی کرنے کے واسطے اور مختلف اسباب کی بھی ضرورت
پڑتی ہے جو اوسکی مخصوص ترکیب ہین - انسان جن اسباب اور وسائل پر اپنے
مختصر سی زندگی بسر کرتا ہے وہ سب ایک دوسرے سے مل ملا کر موثر ہوتے ہین جو
اونکی ایک مخصوص ترکیب ہے اگر زمین کے ساتھ مخصوص ترکیب کو خاص اور متعلق
نہ کیا جاوے تو وہ انسان کے حق مین کسیطور پر موثر نہین ہوسکتی زمین اوسی صورت مین

انسان کے حق مین فائدہ بخش اثر ظاہر کرسکتے ہین کہ جب اوسکو ترکیب مخصوص کے نیچے
لایا جاوے زمین کا باہنا درست کرنا کہاد ڈالنا مضبوط بیلون کا رکہنا بونا پانی دینا حفاظت
کرنا کاٹنا غلہ کا نکالنا وغیرہ ایک مخصوص ترکیب ہین بلا اس مخصوص ترکیب کے زمین
انسان کو فائدہ بخش اثر نہین پہونچا سکتی ان دو چار مثالون پر کیا منحصر ہے کارخانہ
دنیا مین کوئی ایسی چیز اور حالت نہین ہے کہ جو بلا مخصوص ترکیب یا قرابت اور
شراکت کے موثر ثابت ہوسکے جو شخص کارخانہ دنیا کے تغیر و تبدل اور اولٹ پلٹ
اور مختلف واقعات اور متفرق حادثات کو غور کی نظر سے دیکھتا رہتا ہے اوسکو
ترکیبی یا قرابتی اور شراکتی حالت پر مضبوطی کے ساتھ یقین کرنے کا عمدہ موقع
مل سکتا ہے - جب یہ بات ثابت ہوچکی کہ دنیا کی ہر ایک شئے یا حالت مخصوص ترکیب
یا قرابت اور شراکت سے ہی موثر ثابت ہوتی ہے تو ہم اس صورت یا شکل سے یہ نتیجہ
نکال سکتے ہین کہ انسان بلا حصول مخصوص ترکیب کے عمدہ طور پر زندگی بسر نہین کر سکتا
اس نتیجہ کے صحیح ثابت کرنے کے واسطے مناسب اور ضروری ہے کہ ہر سہ موجودات
کی ذات اور سرشت کو اس نظر سے دیکھا جائے کہ اوسکو اس ترکیب مخصوص یا
قرابت اور شراکت کی حاجت ہی یا نہین اور یہ کہ اونکی ذات اور سرشت مین مخصوص
ترکیب یا قرابت اور شراکت کی ضرورت اور احتیاج کی صفت پائی جاتی ہے یا نہین
تینون موجودات کی حالت پر خیال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک موجودات کے
افراد مین فطرتی طور پر دو صفتین یا دو لازمی خاصے پائے جاتے ہین ایک محتاج
ہونا اور دوسرے محتاج الیہ ہونا ان دونون صفتون یا لازمی خاصون کے دلائل
سے ثابت کرنے کی کوئی ضرورت نہین کیونکہ اظہر من الشمس ہین - تینون قسم کے
موجودات کے افراد اور مجموعہ مین ہر دو خواص مذکورہ بالا کا فطرتی طور پر پایا جانا
مخصوص ترکیب یا قرابت اور شراکت کی ضرورت کو عمدہ طور پر ثابت کرتا ہے کیونکہ

مثلاً جب زید کو عمر کی احتیاج ہوئی تو اس سے ان دونون فردون کو اپسمین ایک
قسم کے تعلق پیدا کرنے کی ضرورت ہوگی اور تعلق کے پیدا ہونے سے مخصوص ترکیب
یا قرابت اور شراکت پیدا ہوجائیگی ایسی صحیح مثال کے قیاس پر اور بھی بہت سے
مثالین اثبات ضرورت ترکیب کے واسطے بیان کیجا سکتی ہین مگر چونکہ اسی مثال
سے مدعا ثابت ہوسکتا ہے اسواسطے اور امثلہ کے لکھنے کی کوئی ضرورت نہین
یہانتک تو تینون موجودات سے بالعموم بحث ہی اب ہم بالخصوص خاص مدعا کے
اظہار اور اثبات کے واسطے صرف انسان کی ذات اور سرشت کو پرکھتے ہین کہ اوسمین
فطرتی طور پر مخصوص ترکیب یا قرابت اور شراکت کا اثر اور جوش پایا جاتا ہی یا نہین
بحث مشترکہ اولے مین یہ بات ثابت کیگئی ہے کہ تینون موجودات کے مجموعہ اور
افراد مین فطرتی طور پر دو صفتین یا دو لازمی خاصے محتاج ہونا اور محتاج الیہ ہونا
پائی جاتی ہین اس بحث سے اتنی بات تو پہلے ہی ثابت ہوچکی کہ انسان کی ذات
مین بھی دو صفتین یا دو لازمی خاصے پائے جاتے ہین کیونکہ وہ منجملہ ہرسہ موجودات
کے ایک موجودات ہی اب ہم یہ ثابت کرنا چاہتے ہین کہ انسان کی ذات مین فطرتی
طور پر بالمقابل اپنے موجودات کے مجموعہ اور افراد اور نیز اور موجودات کے مجموعہ
اور افراد کے ایک خاص قسم کا میلان اور تعلق علی قدر تفاوت المراتب پایا جاتا ہی
اس امر کے ثابت کرنے کے واسطے روزمرہ کے برتاو انسانی کے سوائے اور دلائل کا
پیش کرنا فضول معلوم ہوتا ہے اسواسطے ہم اور دلائل کو برکنار رکھکر برتاو انسانی
سے ہی میلان اور تعلق مذکور کو ثابت کرتے ہین ہم دیکھتے ہین کہ جب ایک انسان
کسی بلا اور آفت مین مبتلا ہوتا ہے تو دوسرا انسان اوس حالت کو دیکھکر اوسکی طرف
رحم آمیز توجہ کرتا ہے اور غمگین ہوجاتا ہے حالانکہ اوسکو اوس آفت زدہ انسان کے
ساتھ کوئی خاص رشتہ حاصل نہین ہوتا علی ہذا القیاس ہم دیکھتے ہین کہ جب کسی مطلق

حیوان کو کوئی تکلیف عارض ہوتی ہے تو اوسکو دیکھ کر انسان رحم آمیز توجہ کرکے مغموم
ہو جاتا ہے حیوانات پر کیا منحصر ہے اکثر دیکھا گیا ہے کہ انسان نباتات اور جمادات
کی ردی حالت کو دیکھ کر بھی ایک خاص توجہ کرکے تاسف آمیز گفتگو کرنے لگ جاتا ہے
ان وجوہات اور قراین ثانیہ سے صاف طور پر ترشح ہوتا ہے کہ حضرت انسان
کی ذات مین فطرتی طور پر بالمقابل اپنے موجودات کے مجموعہ اور افراد اور نیز اور
موجودات کے مجموعہ اور افراد کے ایک خاص قسم کا میلان اور تعلق ودیعت کیا
گیا ہوتا تو ممکن نہین ہے کہ انسان بلا کسی قسم کے خاص رشتہ کے دوسرے وجود
کی نازک حالت پر رحم آمیز توجہ کرے یہ اوسی فطرتی خاصہ اور جوش کا اثر ہے کہ ایک
اجنبی راہ چلتا آدمی دوسرے وجود کو تکلیف مین گرفتار دیکھ کر مضطرب ہونے لگتا ہے
یہ کیا بات ہے کہ ہم ایک غیر وجود کو جس سے ہمارا کچھ بھی تعلق نہین ہوتا تکلیف
مین دیکھ خود غمگین ہو جاتے ہین اور کیا ہی یہ اوسی خاصہ فطرتی کا جوش ہے کہ
جو ہماری طبیعتون مین اقسام ازلی نے روز ازل سے حسب مراتب تقسیم کر رکھا ہے یہ
میلان اور تعلق صرف انسانون مین ہی نہین ہے بلکہ حیوانات مطلق کی طبیعتون
مین بھی خود بخود جوش مارتا ہے حیوانات کی حالت پر غور کرنے سے اس امر کے
تصدیق ہو سکتی ہے اس بحث سے دو باتین ثابت ہوئین ایک یہ کہ اور موجودات
کے مجموعہ اور افراد کیطرح انسانی موجودات کے افراد اور مجموعہ مین دو لازمی خاصے محتاج
ہونا اور محتاج الیہ ہونا فطرتاً پائے جاتے ہین اور ایک یہ کہ انسان کی ذات مین
فطرتی طور پر بالمقابل انسانی موجوات کے مجموعہ اور افراد اور نیز اور موجوداتون کے
مجموعہ اور افراد کے ایک خاص قسم کا میلان اور تعلق پایا جاتا ہے ان دونون صفتون
یا باتون کے جمع کرنے سے وہی صورت نکلتی ہے کہ جسکو ہمنے اس مضمون کی ابتدائی
فقرون مین ایک خاص قسم کی ترکیب یا قرابت اور شراکت سے تعبیر کیا ہے پہلے فقرون

مین یہ بات ثابت کیگئی تھی کہ دنیا کے ہر ایک شے یا حالت مخصوص ترکیب یا قرابت
اور شراکت سے ہی موثر ہوتی ہے اس پچھلی بحث سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ ہر دو
موجودات مین بالعموم اور انسانی موجودات مین بالمقابل ہر دو موجودات کے مجموعہ اور
افراد کے بالخصوص اس فطرتی خاصہ کا عمل اور برتاو پایا جاتا ہے جیسا کہ اوپر کی چند
مثالون سے ثابت اور واضح ہو چکا ہے - ہر شے موجودات کے دو لازمی خاصون
محتاج اور محتاج الیہ اور فطرتی میلان اور تعلق کو انسانی سوسائٹیان اتفاق اور ہمدردی
کے نام سے تعبیر اور موسوم کرتے ہین - نتیجہ اور اثر ان دونون خاص اور مصطلح لفظون
کا بھی وہی ہے کہ جو الفاظ ترکیب یا قرابت اور شراکت اور محتاج اور محتاج الیہ اور
فطرتی میلان اور تعلق کا ہے صرف فرق اتنا ہے کہ پہلے الفاظ اور ان الفاظ کی
ترکیب حرفی مین تفاوت ہے سو یہ کچھ بات نہین اس مضمون کی ابتدائی فقرون مین
ہمنے لفظ اتفاق اور ہمدردی کا استعمال نہین کیا مگر اب آگے آنے والے فقرون
مین الفاظ ترکیب وغیرہ کو چھوڑ کر لفظ ہمدردی کا استعمال کیا جائیگا پڑھنے والون
کو چاہیے کہ اس تازہ لفظ کو پہلی الفاظ کے مغائر اور متبائن نہ خیال کرین - پہلی
بحثون مین یہ بات تو اچھی طرح پر طے ہو چکی کہ دنیا کا کارخانہ ہمدردی کے بغیر چل
نہین سکتا اور یہ کہ انسان کی ذات اور طبیعت مین فطرتی طور پر ہمدردی کا خیال
اور جوش ودیعت کیا گیا ہے جبکہ دنیا کا کارخانہ ہمدردی کے بغیر چل نہین سکتا اور
انسان کی ذات مین فطرتی طور پر ہمدردی ودیعت کیگئی ہے تو انسانی جماعتون
پر لازم ہے کہ ہمدردی کے اقسام اور ضروری صورتون سے واقفیت حاصل کرین
کیونکہ ایسی ضروری صفت کی صورتون سے ناواقف رہنا باوجود اسکے کہ وہ ہماری
طبیعتون مین مودعہ اور موجود ہے کمال بےسمجھی کا کام ہے سب سے اول ہم اس امر کو
ظاہر کرنا چاہتے ہین کہ گو ہم ہمدردی کی ضرورتون اور صورتون سے ناواقف اور

نامحرم ہی ہون مگر ہمارے ہر ایک کام مین ہمدردی کا وجود پایا جاتا ہے ناواقفیت تو جُدا رہی اگر ہم عمداً بھی اپنے کسی کام کو ہمدردی سے برا اور خالی رکھنا چاہین تو ممکن ہے ہماری ضرورتون اور کامون کا ڈھنگ ہے ایسا ہی کہ اونکے کرنے یا موجود ہونے سے ہمدردی کی صورت نکل آتی ہے تفصیل اس اجمال کی یون کیجا سکتی کہ ہمارا کوئی ایسا کام اور ضرورت نہین ہوگی کہ جسمین کسی نہ کسی قسم کی اورون کو شراکت حاصل نہو سکے ہم اگرچہ خود خواہش مند ہین کہ ہماری ضرورتون اور کامون مین اورون کو کسی قسم کی شراکت اور دخل نہو مگر اس خواہش کا پورا ہونا مشکل ہی نہین ہے بلکہ ناممکن ہے ہمارا کوئی کام ایسا نہین ہے کہ جو اپنے واسطے کرین اور اوسمین دوسرون کا فائدہ نہو ہم تو چاہتے ہین کہ دوسرے لوگ ہمارے کامون سے کسیصورت مین فائدہ نہ اوٹھا سکین مگر دنیا کا عام دستور اونکو ایسے فائدہ کے اوٹھانے سے کسیصورت مین روک نہین سکتا اسمین تو کچھ شک نہین کہ ہمارے جس کام سے اورون کو فائدہ اوٹھانے کا موقع ملتا ہے وہ ہمارا ایک ذاتی کام ہوتا ہے اور اس کام کے کرنے کے وقت کو ہمارے دل مین کسی اور شخص کو فائدہ پہونچانے کی نیت نہو مگر جب وہ کام قوۃ سے فعل مین آتا ہے تو کئی ایک آدمی اوس سے فائدہ اوٹھاتے ہین - ہم اگر ایک دوکاندار سے ایک دیاسلائی ڈبل پیسہ کو مول لین تو گو ہمنے دیاسلائی کو محض اپنے فائدہ کے واسطے لیا مگر اس سے ایک تو ہمکو فائدہ پہونچا اور ساتھ ہی اوسکے دوکاندار اور دوکاندار کے واسطے سے ایک جزوی فائدہ دیاسلائی کی ابتدائی سوداگرون اور کارخانہ والون کو بھی پہونچا - چار گز فلالین بزاز سے لیکر ہم قمیص سلاتے ہین اسمین بظاہر تو ہمارا ہی فائدہ ہے مگر اگر غور کرکے دیکھا جاوے تو اس سے بزاز درزی اور دھوبی کو بھی فائدہ ہوا اپنے یا اپنے مان باپ کے آرام کے واسطے ہم ایک مکان بناتے ہین مگر اوسکی تعمیر سے

صرف ہمکو یا ہمارے بال بچون کو ہی فائدہ نہین پہونچتا بلکہ حسب مراتب معمار نجار لوہار مزدور وغیرہ کو بہی فائدہ پہونچ جاتا ہے۔

ہم اپنے فائدہ کے واسطے علم پڑھتے ہین مگر اس سے اور لوگون کو بہی جزوی فائدہ پہونچ جاتے ہین زمیندار اپنے فائدہ کی غرض اور آمدنی بڑھانے کی خواہش سے بڑی تکلیف اور شب و روز کی محنت و مشقت سے کاشت کرتا ہے رات دن اسی تردد اور فکر مین لگا رہتا ہے کہ کوئی دوسرا شخص میرے کہنے مین دخیل ہو کر دست انداز نکرے مگر پھر بھی دیکھو تو ایک نہین بیسون آدمیون کو فائدہ پہونچ جاتا ہے آدمیون پر کیا منحصر ہے درندے چرندے اور پرندے بہی حصہ دار بنجاتے ہین ان چند مثالون پر کیا منحصر ہے دنیا کے جس کام کو دیکھو اوسمین اور لوگون کا بہی حصہ ہوتا ہے اور کرنے والے کا بہی - یہ کلیہ یاد رکہنے کے قابل ہے کہ ہمارے اور کامون سے جنکو ہم خاص اپنے ہی فائدہ اور آرام کے واسطے کرتے یا کراتے ہین اونکے فائدون مین دوسرے ابنائے جنس بلکہ غیر ابنائے جنس بہی شریک اور داخل ہو جاتے ہین جیسے ہمارے ذاتی مفید کامون سے اور لوگون کو بہی فائدہ ہو جاتا ہے ایسے ہی ہمارا نقصان یا کسی کام کا پورا یا شروع نہونا یا غیر مفید کام اور لوگون کو نقصان پہونچاتا ہے غرض یہ کہ ہمارا ایک کام کو کرنا یا نہ کرنا فائدہ یا نقصان کی حیثیت سے اور ابنائے جنس اور غیر ابنائے جنس پر موثر ہوتا ہے جبکہ ہمارا ہر ایک کام فائدہ یا نقصان کی حیثیت سے اور ابنائے جنس پر موثر ہوتا ہے اور ہمارے کامون مین اور لوگ بہی حصہ دار بنجاتے ہین تو لازم ہے کہ ہم اس فطرتی خاصہ کو جو بہر حال طوعاً و کرہاً پورا ہوتا رہتا ہے باقاعدہ استعمال کرین اور خاص طور پر اس بات کو سوچین کہ یہ خاصہ ہماری طبعیتون مین قدرت نے کیون اور کس غرض کے واسطے ودیعت کر رکہا ہے اور اس فطرتی خاصہ کو کن شرائط کے ساتھ عمل مین لانا چاہیے

چونکہ یہ بحث ذرا تشریح طلب ہی اسواسطے ہم اسکو بنظر افادت عام نمبروار بیان کرنے کی اجازت مانگتے ہین - اوّل ہمدردی کیا شے ہی - دوم ہمدردی کی ضرورت کیون ہے - سوم ہمدردی کن شرطون سے پوری ہوسکتی ہے - چہارم ہمدردی کی کتنی قسمین ہین - پنجم ہمدردی کی حد کہان تک ہے -

اوّل اگرچہ مخصوص ترکیب یا قرابت اور شراکت وغیرہ کی بحث مین ضمناً ہمدردی کی تعریف کیجاچکی ہے مگر بلحاظ وضاحت تامّہ کے یہان بھی کیجاتی ہی ہمدردی سے انسان کا وہ قدرتی اور دلی جوش مراد ہے کہ جسکے عمل مین لانے اور اظہار سے دنیا کا کارخانہ ایک عمدگی اور خوش اسلوبی سے چلتا ہے -

دوم ہمدردی کی ضرورت کے ثابت کرنے کے واسطے اگرچہ اور بھی بہت سے دلائل اور اسباب بیان کیجاسکتے ہین مگر میرے خیال مین ان سب سے واضح تر اور بدیہی الیقین یہ سبب ہی کہ اسکے بغیر دنیا کا کام نہین چلتا - یہی سبب ہے کہ خداوند کریم نے اپنی قدرت کاملہ سے انسان کی طبیعت مین ہی طبعی طور پر اس عمدہ خاصہ اور ضروری جوش کو پیدا کر رکھا ہے ہم اوپر کے فقرون مین کسی مقام پر اس امر کو ظاہر کرچکے ہین کہ انسان اپنی ضروریات اور مختلف ارادون کے پورا کرنے مین ایک دوسرے کے دست نگر اور محتاج ہین ایک انسان کی ضرورت کی گاڑی دوسرے کی امدادی انجن کے بغیر چل نہین سکتی جبکہ انسان ایک دوسرے کے محتاج ہین تو یہ بات ظاہر ہے کہ نسبت احتیاجیہ کے قائم کرنے کے واسطے باہمی ہمدردی کی اشد ضرورت ہی کیونکہ جب تک باہمی ہمدردی ہی نہوگی تو نسبت احتیاجیہ کیونکر قائم ہوسکیگی اور جب نسبت احتیاجیہ قائم نہوئی تو دنیا کا کام چلنا ناممکن ہوجائیگا - فرض کرو کہ زید کو اپنے کمرہ کی صفائی کے واسطے ایک بلسٹر کرنے والے کی ضرورت ہی اور اوسکے ساتھ ہی یہ بھی فرض کرلو کہ زید اوس

پلستر کرنے والے مین بجاے باہمی ہمدردی کے باہمی تبائن اور تخالف ہو اب ان دونون کے درمیان نسبت احتیاجیہ قائم ہو تو کیونکر ہو۔

ہمدردی یعنے ایک دوسرے کی مخصوص ترکیب یا قرابت اور شراکت سے تو دونون کو بہرہ نہین کام کیونکر بنے دیکھیئے ہمدردی کے فرضی عدم مین بہی دنیا کے کارخانہ کی واسطے کیسی قباحت نظر آتی ہے اگر فی الحقیقت ہمدردی خدانخواستہ صفر ہوتا تو دنیا اور دنیا کے کامون اور سلسلون کا نام و نشان ہی نہوتا شاید یہان یہ شبہہ پیدا ہو کہ دنیا مین جو کام کیے کرائے جاتے ہین اپنی ذاتی اغراض کے لیے کیے کرائے جاتے ہین وہ ہمدردی مین کیونکر داخل ہو سکتے ہین مثلاً زید کا اپنے مکان کو پلستر کرانا ایک اوسکا اپنا ذاتی کام ہے اور علی ہذا القیاس پلستر کرنے والے کا مقررہ مزدوری پر پلستر کر دینا ایک اپنا ذاتی کام ہے اسکا جواب یہ ہے کہ انسان مین جو خصلتین کام کرنے یا کرانے کی پائی جاتی ہین وہ کبہی اوسکے اپنے فائدہ سے خالی نہین ہوتین مگر اوسکے ضمن مین اورون کو فائدہ پہونچ جاتا ہے پلستر کرنے اور کرانے کی بلاشک ایک ذاتی غرض ہے مگر اس سے ایک دوسرے کی ہمدردی کے ڈیوٹی فوت نہین ہو جاتی وہ بہرحال پوری ہو جاتی ہے ہمدردی کی ہمنے تعریف یہ کی ہے کہ وہ ایک ایسا قدرتی اور دلی جوش ہے کہ جسکی ظہار سے دنیا کا کارخانہ چلتا ہے خواہ اوسمین اپنے نفسانی غرض شامل ہو یا نہو اون لوگون کی بڑی بہاری غلطی ہے کہ جو ہمدردی کو صرف اغراض نفسانی پر محمول کرتے ہین جو لوگ ملک مین کوئی کارخانہ جاری کرتے ہین بیشک اوسکے اجراء کے ساتھ اونکی غرض نفسانی بہی شامل ہوتی ہے مگر اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ اوس کارخانہ کے اجراء سے ایک کو نہین بلکہ ہزارون آدمیون کو وقتاً فوقتاً فائدہ پہونچتا رہتا ہے ملک یوروپ بالخصوص ملک انگلستان کو دیکھو کہ وہان مختلف کارخانجات نفسانی اغراض سے قائم اور جاری ہین جنسے خاص انگلستان والون اور دوسرے ملک والون کو کیا کچھ فائدہ پہونچ رہا ہے

اسواسطے کہ اون مفید عام کارخانون کو اونکے مالکون نے اپنی نفسانی اغراض کے سبب
جاری اور قائم کیا ہے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اونکا کام ہمت اور ہمدردی سے خالی
ہے ہرگز نہین اگر ایسے مفید عام کام ہمدردی سے خالی سمجھے جائین تو پہر کسی کام مین
بہی ہمدردی کا پتہ نہین مل سکتا ہے -

یہان یہ شبہ کیا جاسکتا ہے کہ کوئین بنوانے پیاو بٹہانے سبیل لگانے وغیرہ کامون سے
بنوانے لگانے والے کی کوئی ذاتی غرض نہین ہوتی صرف مخلوق خدا کو فائدہ اور آرام
پہونچانا مدنظر ہوتا ہے اور عام محاورہ مین ایسے کامون کو انسانی ہمدردی کے کام
کہا جاتا ہے جب ہمدردی کے کامون مین کرنے والے کی نفسانی غرض شامل ہوتی ہو
تو اس سے لازم آتا ہے کہ ایسے کامون کو ہمدردی آمیز نہ کہا جاوے کیونکہ انکے کرنے
والے کی نفسانی غرض شامل نہین ہوتی - جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ اول تو ہمنے
یہ شرط ہی نہین لگائی کہ ہمدردی بلاشمول شرط نفسانی ہو نہین سکتی ہمنے عام
طور پر بیان کیا ہے کہ جن کامون مین اغراض نفسانی بہی شامل ہوتے ہین وہ بہی
ہمدردی سے خالی اور مبرا نہین ہوتے چنانچہ زندہ نظیرون سے اس مدعا کو ثابت
کرکے بہی دکہایا گیا -

اور دوسرا ہم کہتے ہین کہ کنوؤن کا بنوانا پیاؤ کا بٹہانا سبیلون کا لگانا بہی اغراض
نفسانی سے پاک صاف نہین - جو شخص ایسے کام کرتا ہے وہ دو ہی نیت سے کرتا ہی
یا تو اوسکو دنیا کی واہ واہ اور شہرت مطلوب ہوتی ہے اور یا خدا کی خوشی اور رضامندی
کی خواہش رکہتا ہے ان دونون نیتون کے سواے اور کوئی نیت نہین ہوتی اور یہ ظاہر
ہے کہ ان دونون نیتون مین دو مختلف بالنتیجہ نفسانی خواہشین پائی جاتی ہین دنیا مین
کوئی کام کرکے بہلائی اور شہرت کا طالب ہونا بہی ایک نفسانی خواہش ہے اور
خدا کی خوشی اور رضامندی کا خواستگار ہونا بہی ایک نفسانی غرض ہے فرق صرف اتنا ہی

کہ پہلی خواہش دنیا سے متعلق ہے اور دوسری دین سے سو اس خفیف فرق سے نفسانی
خواہش یا غرض کا نہ ہونا لازم نہین آتا بلکہ جتنے کام ہین اون سب مین نفسانی خواہش
پائی جاتی ہین ہان یہ ضرور ہے کہ وہ ساری خواہشین ایک سے نہین ہوتین کسی کا
اثر اور نتیجہ صرف اس دنیا پر ختم ہوجاتا ہے اور کوئی عاقبت تک ساتھ دیتی ہے۔
امر سوم ہمدردی کن شرطون سے پوری ہوسکتی ہے - انسان جسقدر کام کرتا ہی
وہ کسی نہ کسی اصول اور شرط سے مربوط اور وابستہ ہوتے ہین جب تک کسی عمدہ
اصول اور مضبوط شرط سے مربوط اور وابستہ نہون تب تک اونکے کرنے سے وہ فائدہ
حاصل نہین ہوتا کہ جو کرنے والے کا معنوی ہوتا ہے کرنے والا اپنے معنوی فائدے
اوسی صورت مین حاصل کرسکتا ہے کہ جب وہ اپنے کام یا کامون کو عمدہ اصولون اور
مضبوط شرطون پر کرے۔ ہمدردی بھی ایک ایسا کام ہے کہ جس سے ساری دنیا کا
کارخانہ چلتا ہے اور جسکو پورا کرنے کی واسطے قدرت نے انسان کو مجبور کر رکھا ہے
جب تک اوسکو عمدہ اصولون اور مفید شرطون کے ساتھ استعمال نہ کیا جاوے تب تک
اس سے پورا پورا فائدہ نہین اوٹھایا جاسکتا۔ ہمارے خیال مین ہمدردی -
(جو ایک قدرتی خاصہ ہے) شرائط اور اصول ذیل سے عمدہ طور پر استعمال مین
لائے جاسکتے ہین - اول پابندی وقت - ہمدردی کرنے کے واسطے یہ امر بڑا
ضروری ہے کہ وقت کو ملحوظ رکھا جائے قبل از ہمدردی کرنے کے انسان کو اس بات
پر نہایت احتیاط اور سلامتی سے غور کرنی چاہیے کہ ابھی اس ہمدردی کرنے کا وقت
آیا ہے یا نہین اگر غور کے بعد یقین ہوجائے کہ اوس مخصوص ہمدردی کرنے کرنے کا
وقت مناسب آگیا ہے تو اوسکو شروع کردینا چاہیے ورنہ مناسب وقت کی انتظاری
کرنی چاہیے - ہمدردی کرنے کی علت غائی اور اصلی مقصود یہ ہے کہ دنیا کا کارخانہ نیک
عمدگی سے چلے اور مخلوق خدا کے آرام اور منفعت کی صورت نکلے یہ دونون صورتین مناسب

موقوف ہین اگر وقت مناسب کا خیال نہ کیا جاوے تو منوی فائدہ حاصل نہین ہو سکتا
مثلاً اگر ہم اپنے ملک کی نئی پود یا نئی نسلون کو اس قسم کی تعلیم اور تربیت دینا چاہین
کہ جس سے اونکو اور تیز اور قوم کو ایک ایسا سلیم راستہ ہاتھ آجاے کہ وہ ایک آسانی
کے ساتھ اور ترقی یافتہ قومون کو ملنے کی کوشش کرین تو ہمکو ایسی تدبیرین اختیار کرنی
چاہئین کہ جنکے نتایج اور فواید کو عام لوگ ایک سہولت سے سمجھ سکین مدرسہ فزیکل سائنس
کے قائم کرنے سے بلاشک ملک والون اور اونکے عزیز نسلون کو بہت کچھ فائدہ ہو سکتا ہے
مگر جو لوگ ابھی تک ابتدائی تعلیم سے بھی فارغ اور واقف نہین ہوے اونکے واسطے
مدرسہ فزیکل سائنس کو قائم یا جاری کرنا وقت کے مناسب نہین ہے وقت کا یہہ
تقاضا نہین ہے کہ ایک عام فہم تدبیر کو چھوڑ کر مشکل تدابیر کی طرف رجوع کیا جاوے
اگر ہم چاہین کہ قدرتی ہمدردی کے تقاضاے سے بیاہ شادیون کی فضول خرچیان
یا موت اور غمی کے ناجائز اخراجات کے بند کرانے کی کوئی تدبیر اور سبیل نکالین تو یہ بات
وقت کے مناسب نہین ہے کہ ابتدا مین ہی شادی اور غمی کی رسمون کے انسداد پر زور
دیا جاوے کیونکہ ایسی رسمین اکثر کرکے مذہبی باتون مین ملی جلی ہوتی ہین اور لوگ
اونکو اپنی جہالت سے اپنے مذہب کی تعلیم سمجھتے ہین ابتدائی انسداد سے اونکے دلون مین
ایک قسم کا جوش پیدا ہو جاتا ہے جو مدعا کو مشکل سے پورا ہونے دیتا ہے وقت کے
مناسب یہ ہے کہ ابتدا مین عمدہ حکمت عملیون سے لوگون کو اون فضول خرچیون اور اخراجات
ناجائز کے قباحتون اور برائیون سے آگاہ کرکے کفایت شعاری اور اوسکے مغبولاو
فوائد پر توجہ دلائی جاوے جب لوگ ان باتون سے آہستہ آہستہ واقف اور خبردار
ہوجائین گے تو خود بخود ہی اونکی طبیعتین فضول خرچیون اور ناجائز اخراجات کے
چھوڑ دینے پر مستعد ہو جائینگے - اگر کوئی گورنمنٹ کسی نئے ملک کو فتح کرکے پہلے ہی پہل
وہان کی ناشائستہ لوگون کے ناقص اور جاہلانہ یا وحشیانہ طرز معاشرت کو شائستگی اور

تہذیب سے بدلنا چاہے تو بیشک اوسکی یہ جرات وقت کی سخت مخالف ہوگی وقت
کا یہ مقتضا نہین ہے کہ ملک فتح کرتی ہے اس بیڑہ کو اوٹھایا جاوے وقت کا یہ تقاضا
ہے کہ سب سے پہلے ملک مفتوحہ کی قومون اور لوگون کو اپنی سلطنت اور اصول سلطنت کی
عام رحم دلیون اور انصاف و عدالت اور نرمی و شفقت کے ذریعہ سے خوش اور
گرویدہ کیا جائے - اور جب تمام لوگ سلطنت کے کامون اور کارروائیون پر مطمئن ہوجائین
اور اونکو مختلف آزمایشون کے اس امر کا یقین ہوجاے کہ یہ سلطنت اور اوسکے
اصول ہمارے ملک اور قوم کے حق مین سراسر مفید ہین تو پہر عام لوگون کے وحشیانہ
طرز معاشرت کے تبدیل کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ اس صورت مین ملک مفتوحہ
کے لوگ گورنمنٹ کی تدابیر کو اپنے حق مین مفید سمجھین گے اور اونپر باقاعدہ عمل کرنے
سے متنفر اور بیزار نہین ہونگے - بہت سے انسان مختلف ہمدردیان کرتے اور کراتے
ہین مگر وہ صرف اسواسطے کہ اونکے کرنے یا کرانے کے وقت مناسب وقت کو ملحوظ
نہین رکہا گیا قوم یا ملک کے حق مین سراسر غیر مفید ثابت ہوتے ہین اگر اونکے
کرنے یا کرانے کے وقت مناسب وقت کو ملحوظ رکہا جاتا تو پہر نہیج مفید ثابت ہوتین
جو لوگ اپنے ملک یا قوم وغیرہ کو ہمدردی کی راہ سے کوئی آرام اور فائدہ پہونچانا چاہتے
ہین اونکو لازم ہے کہ ہمدردی کے وقت مناسب کو ضرور ملحوظ رکہا کرین - دوم
تقدم و تاخر ضرورت - ہمدردی کرنے کے واسطے جیسے وقت مناسب کی پابندی ضروری
ہے ایسی ہی بلکہ اوس سے بڑھکر ہمدردی کی ضرورت پر لحاظ تقدم و تاخر کی نظر
کرنا ضروری ہے کسی ملک یا کسی قومی گروہ یا سارے انسانون کے ساتھ مختلف
صورتون پر ہمدردی کی جاسکتی ہے اختلاف ہمدردی کی صورت اس امر کی متقاضی
ہے کہ تقدم و تاخر کو ملحوظ رکہا جائے بہت سے لوگ نیک نیتی سے ہمدردی کرتے ہین
مگر وہ صرف اسواسطے مفید نہین نکلتی کہ بلحاظ ضرورت کے اوسکے تقدم و تاخر پر نظر

نہین کیجاتی - ہمکو ہمدردی کرنے کے پہلے احتیاط کے ساتھ اس امر پر غور اور نظر
کرکے چاہیے کہ بالفعل اسکی ضرورت ہی یا نہین اگر ضرورت ثابت ہو تو شروع کرنا
چاہیے ورنہ اوس ہمدردی کی طرف رجوع کرین کہ جو ضروری ہو اگر کوئی نادار آدمی
ہمسے موسم گرمی کا کپڑہ مانگے اور ہم اوسکو موسم سردی کا لحاف دیدین یا کوئی شخص
ہمسے جوتا طلب کرے اور ہم اوسکو چادر دیدین تو ہماری یہ ہمدردی کو نیک نیتی سے ہو
مگر اس سے سوالی بیچارے کو کیا فائدہ پہونچ سکتا ہے بجاے سرد کپڑے کے گرم
کپڑے اور بجاے جوتے کے چادر کا رکھنا ہی سائل پر گران اور مشکل ہو جائیگا بیچارہ
سائل ہمسے سوال تو اسواسطے کرتا ہے کہ اوس سے فائدہ اوٹھائے اور ہم اوسکے
سوال کو اسواسطے قبول کرتے ہین کہ اوسکو فائدہ پہونچائین سائل کی نسبت کے
مخالف عمل کرنے مین یہ دونون صورتین مفقود ہو جاتی ہین ہماری نیک نیتی مین
کوئی شک نہین مگر اس سے سائل کو ذرہ بھر بھی فائدہ نہین ملتا - کیا اگر ہمسے زید
یہ سوال کرے کہ خط استوا مین چھ مہینہ رات اور چھ مہینہ دن کیون رہتا ہے
اور ہم اسکا یہ جواب دین کہ ملتان مین بڑی سخت دھوپ پڑتی ہے تو اس جواب سے
زید خوش ہو جائیگا یا اوسکو کوئی فائدہ پہونچیگا ہرگز نہین یہ تو وہی بات ہوگی
سوال از آسمان جواب از ریسمان جسطرح پر غیر متعلق جواب سے زید کوئی فائدہ نہین
اوٹھا سکتا اسیطرح پر غیر متعلق ہمدردی سے سائل کوئی فائدہ نہین اوٹھا سکتا
ہماری تمام ہمدردیان اوسیصورت مین - انسان ملک اور قوم وغیرہ کے حق مین
مفید ثابت ہونگی کہ جب اونکو بلحاظ ضرورت کے پورا کیا جائے اگر ہم ملک ہندوستان
کو کوئی فائدہ پہونچانا چاہین تو اسکے کئی صورتین ہین مگر ان سب مین سے ضروری
صورت یہ ہی کہ ملک مین عام تعلیم کو عمدہ اصولون پر پھیلایا جائے اگر اس صورت

چونکہ بالمقابل عام تعلیم کے اوسکی ضرورت بہت کم ہوگی اسواسطے ملک اور قوم کے حق مین
اوسکو چندان مفید نہ خیال کیا جاویگا - ہمارے ملک ہندوستان مین اب بھی عام
لوگ مختلف طور پر ہمدردی کی قدرتی جوش کو ظاہر کرتے ہین مگر چونکہ اوس اظہار مین
ضرورت کو ملحوظ نہین رکھا جاتا اسواسطے وہ ہمدردیان چندان مفید نہین ثابت ہوتین
اکثر ہندو و مسلمان رسمی طور پر - کوئین - سرائین - مندر - اور مسجدین وغیرہ بنواتے
اور اور لوگون کو جنھون نے باوجود چنگے بھلے سٹنڈے ہونے کے محض کاہلی اور سستی کی
پیشہ گدائی اختیار کر رکھا ہی وقتاً فوقتاً کچھ دیتے دلاتے رہتے ہین اور علی ہذا القیاس
اور کام دان پن کے کرتے رہتے ہین مگر جب غور کیجاتی ہے تو ایسے کامون سے وہ
فائدہ نہین حاصل ہوتا کہ جو ہونا چاہیئے - بلکہ برخلاف اسکے ایسے کام اور ایسی ہمدردیان
بے ضرورت ہونے کے سبب ملک اور قوم کے حق مین سخت نقصان رسان ثابت
ہوئی ہین - کیونکہ کوئین - سرائین - مندر - اور مسجدین ثواب کی خاطر بنائے جاتے ہین
مگر عدم استطاعت یا کثرت کے باعث اونکو کوئی پوچھتا ہی نہین جن سٹنڈون اور
ہٹے کٹے جوانون کو رسم کی پابندی سے سخاوت کے طور پر کچھ دیا دلایا جاتا ہے
وہ اعلی درجہ کی سست اور نکمے ہو جاتے ہین اونکے دلون مین یہ بات بیٹھ جاتی
ہے کہ جب صرف ایک زبان ہلانے سے پیٹ بھر جاتا ہے تو پھر کام کاج کرنے کی
کیا ضرورت ہی - اگر لوگ محض عام رسم کی پابندی سے ایسے سست الوجود اشخاص کو
کچھ دین دلائین نہین تو یقیناً انکو بھی اور لوگون کیطرح محنت اور کام کاج کرنے کا
خیال آئے مگر افسوس ہے کہ لوگ سمجھتے نہین - اس قسم کی رسمی ہمدردیون کی کوئی
ضرورت نہین ان ہمدردیون کے اظہار پر جسقدر صرف اور خرچ ہوتا ہے اگر اوسکا
نصف بھی تعلیم عام کے باب مین دیا جاوے تو یقیناً بہت کچھ ہو سکتا ہے تعلیم عام کے
باب مین نہ سہی ایسے روپیہ سے اگر یتیم خانون اور غریب خانون کو ہی جاری کیا جاوے

تو تب بھی کچھ فائدہ حاصل ہو سکتا ہی - ملک اور ملک کی حالت سائل کیطرح منھ سے نہین
کہہ سکتی ہے کہ مجھکو اس امر کی ضرورت ہی مگر ہمدردی کرنے والے ملک اور ملکی حالت کے
آثار اور علامات سے اوسکی ضرورتون کو سائل کے بیان سے زیادہ تر تشریح کے ساتھ
معلوم کر سکتے ہین سائل تو خاص طور پر اپنی ضرورت کو پیش کرتا ہے مگر ملک اور ملک کی
حالت عام اور کھلے طور پر دو رایسے الفاظ مین اپنی حاجتون اور ضرورتون کو بیان کر رہی
ہے جو کانون اور آنکھون سے سُنے دیکھے اور دل مین عمدہ طور پر وزن کیجا سکتی ہین
اگر ایسے عام اور کھلے ضرورتون کو بھی ہمدردی کرنے والے معلوم اور وزن نہ کر سکین
تو سمجھنا چاہیے کہ اوس ملک کی اصلاح اور ترقی اور شائستگی کے دل بہت دور ہین -

سوم اتمام مقدار

ہمدردی کرنے کے واسطے جیسے پابندی وقت اور تحفظ ضرورت کی حاجت ہی ایسی ہی
ہمدردی کے مقدار مناسب کا ملحوظ رکھنا لازمی امر ہے ہمدردی کرنے کے وقت ہمدردی
کرنے والے کو احتیاطاً اس امر پر غور کرنی چاہیئے کہ جسقدر ہمدردی کی ضرورت ہی
اگر اس امر پر غور نہ کیجاویگی تو کمی بیشی کی صورت مین ہمدردی مین نقص اور فتور آجائیگا
مثلاً اگر ہم چاہین کہ ملک ہندوستان کے لوگون کو مختلف صنعتی اور حرفتی کارخانون کے
سے فائدہ پہونچائین تو ہمکو ایسے کارخانون کے جاری کرنے کے پہلے یہ دیکھنا چاہیئے کہ
کسقدر صرف اور کسقدر کارخانون سے ملک کو فائدہ پہونچیگا مقدار پر غور کرنے سے
ہم اپنی طاقت اور زور کو بھی وزن کر لینگے جس سے ہمین بہت مدد ملیگی اگر ٹھیک مقدار
پر ہمدردی نہ کیجاوے تو جیسا کہ چاہیئے ویسا فائدہ نہین ہوتا - یہ ضروری امر ہے
کہ قبل از شروع کرنے ہمدردی کے مقدار پر نہایت احتیاط سے غور کیجاوے ورنہ بجائے
نیکنامی اور فائدہ کے بدنامی اور نقصان حاصل ہوگا -

چہارم تخصیص ہمدردی

یہ شرط اوپر کی شرطون سے بھی زیادہ تر ضروری ہے ہمدردی کرنے کے پہلے ہمکو غور
سے دیکھنا لازم ہے کہ ہم اپنے سچی ہمدردی کو کس طریق اور ڈھنگ پر ظاہر کرین -
بعض ہمدردی آمیز خیال فی الحقیقہ ملک اور قوم کے واسطے نہایت ہی مفید اور
ضروری ہوتے ہین مگر چونکہ اونکو کسی اچھے اصول یا طریق پر ظاہر نہین کیا جاتا ہو اسواسطے
چندان فائدہ بخش ثابت نہین ہوتی ہمدردی کے اصول اور طریق کے خاص کرنے کے
واسطے یہ قاعدہ بہت اچھا ہے کہ ملک اور لوگون کے موجودہ حالت کو دیکھا جاسے
اوس حالت کے موافق جو اصول اور طریق ہو اوسپر ہمدردی کی بنیاد کو قائم کیا جاوے
مثلاً اگر ہم کسی ملک مین عام لوگون کے عزیز نسلون کے آرام اور سلامتی جان اور خوبی
صورت و شکل کے واسطے ٹھیکہ کو رواج دینا چاہین تو قبل از رواج دینے کے ہمکو اوس
ملک اور قوم کے عام خیالات اور روپیہ کو دیکھنا چاہے حکماً بھی ٹھیکہ لگایا جاسکتا ہے
مگر ہوسکتا ہے کہ کسی ملک اور قوم کے خیالات حمق اور جہالت کے باعث ابتدا مین
ٹھیکہ کے مخالف ہون اگر ایسے ملک مین ایکٹ جبریہ پاس کیا جاوے تو بلاشک
گورنمنٹ کو چند سال تک عام لوگون کی نفرت آمیز خیالات کا مقابلہ کرنا پڑیگا - جو سلطنت
کے واسطے نقصان رسان ہے مناسب یہ ہو کہ ایسے ملک مین اس ہمدردی کو ایسی
عام فہم اور سلیس اور رحم آمیز اصولون اور طریقون کی حمایت مین شروع اور پورا
کیا جاوے کہ جو قومون کے وحشیانہ خیالات کو بیجا جوش مین نہ لاوین - عام لوگون
کو جنکی طبیعتین معاملہ کے تہہ کو نہین پہونچتین اور جو اپنی ذاتی فائدون اور مضرتون
کو عمدہ طور پر وزن نہین کرسکتے ایسے قاعدون اور طریقون کے قبول کرنے پر راضی
کرنا کہ جو اونکے وحشیانہ نظرون مین جبر آمیز سمجھے جاتے ہون حکمت عملی اور دور اندیشی
کی سخت مخالف ہو اسمین کچھ شک نہین کہ وہ قاعدہ اور طریقے درحقیقت ملک اور قوم
[illegible]

اور طریقون کو اپنی جہالت اور حمق سے اپنے حق مین غیر مفید خیال کرتے ہین تو اونکے
جاری کرنے اور قائم رکھنے کا کیا فائدہ ہے یہ کیون نہین کیا جاتا کہ جو کام ہم اون قاعدون
اور طریقون سے نکالنا چاہتے ہین وہ ایسے قاعدے اور طریقون سے نکالا جاے
کہ جو بلحاظ فائدہ پہونچانے کے اوسی قسم کے ہون مگر عام خیالات کو اونسے کوئی جوش
نہ پیدا ہوتا ہو کوئی ہمدردی ایسی اور نیک کام نہین ہے کہ جو عام پسند قاعدون اور
طریقون کے ذریعہ سے طی نہو سکتا ہو عام پسند قاعدون اور طریقون کے ہوتے دشوار
اور مشکل اور وحشت آمیز قاعدون اور طریقون پر کاربند ہونا پولیٹکل معاملات کے بالکل
خلاف ہے جو لوگ مختلف قومون اور ملکون کی ہسٹریان دیکھنے کے مشتاق ہین وہ اس
بات کو مجھ سے بھی زیادہ تر صحت اور عمدگی سے جانتے ہین کہ ایسی ہی بیجا ضدیون اور
بے ترتیبیون کے سبب بہت دفعہ اکثر حکومتون نے پولیٹکل نقصانات اور مضرتین اٹھائی
ہین - ترکون کی ہسٹری مین لکھا ہے کہ سنہ ۱۷۸۹ع مین سلطان سلیم خان ثالث پسر
مصطفی خان ثالث شاہ قسطنطنیہ نے تخت پر بیٹھتے ہی یہ ارادہ کیا کہ جسطرح پر اور
شاہان یوروپ کی فوجین اور سپاہ قسم قسم کے آلات اور اسلحہ اور عمدہ سپاہیانہ
پوشش سے آراستہ اور پیراستہ ہی اسیطرح پر ترکی فوجون اور سپاہ کو بھی آراستہ
اور پیراستہ کیا جاوے سلطان نے اس انتظام کا نام نظام جدید رکھا اور یکدفعہ
فوج کو یوروپ کے پسندیدہ قواعد جنگ کے بموجب آراستہ کرنا شروع کیا گو یہ ارادہ
سلطان سلیم ثالث کا ترکون اور ملک کے حق مین نہایت ہی مفید اور ضروری العمل تھا
مگر چونکہ سلطان موصوف نے اس ارادہ کو عمدہ طور پر ظاہر نہین کیا تھا اسواسطے ترکون
کے پرانی فوج ینگ چری نے ایک شخص مصطفی نامی کو اپنا سردار مقرر کرکے اس بنیاد
پر کہ سلطان نصاری کی پیروی کرتا ہے ایسا سخت فساد کیا کہ ہزارون جانین ناحق
تلف ہوئین یہانتک کہ اس کشت و خون کا اثر سلطان محمود ثانی کے عہد تک بدستور

قائم رہا۔ دیکھیے مرحوم سلطان سلیم ثالث نے جو کچھ انتظام کرنا چاہا تھا وہ کیسا ضروری
اور ہمدردی آمیز تھا مگر چونکہ اوسکا اظہار اچھے اصول اور طریق پر نہوا اسواسطے
اوس سے وہ فائدہ نہ حاصل ہوا کہ جو سلطان سلیم ثالث نے نہایت نیک نیتی سے
خیال کیا ہوا تھا۔ جب ۱۷۷۴ع مین وارن ہیسٹنگ صاحب بہادر منجملہ اس سے
بنگالہ مین گورنر مقرر ہوکر آئے تو پانچ ممبرون کی راے سے انصاف اور عدالت
کے واسطے جدید عدالتین اور قوانین مقرر کیے گئے صاحب موصوف کا اس جدید
انتظام سے دراصل یہ منشا تھا کہ عام لوگون کو ہر ایک طرح سے آرام اور راحت حاصل
ہو مگر چونکہ اوسوقت ایسا جدید انتظام ملکی لوگون کے خیالات کے خیلے ناموافق تھا
اسواسطے بہت سے عام خرابیون کے بعد اوس جدید انتظام کو اوس خفیہ کمیٹی کے
مفصل رپورٹ پر جو پارلیمنٹ کی طرف سے محض کمیٹی انڈیا کے حالات کی دریافت
کرنے کے واسطے مقرر ہوی تھے اور جنھے اپنی تحقیقات مین دلائل سے اس امر کو
ثابت کردیا تھا کہ انتظام جدید بلاشک ظلم و ستم کا باعث اور عام لوگون کے خیالات
کے تنفر کا موجب ہی پارلیمنٹ نے اپنے خاص وکست اندازی اور تجویز سے بدل دیا
جس سے ایک امن کی صورت کی بنیاد قائم ہوگئی۔ پہلا جدید انتظام بلاشک اوسی
نیک نیتی اور صداقت اور دل و دماغ سے کیا گیا تھا کہ جس سے پارلیمنٹ نے خفیہ
کمیٹی کی مفصل رپورٹ پر اوس جدید انتظام کو بدل کر اور انتظام شروع کیا فرق
ان دونون مین صرف اسقدر تھا کہ پہلا انتظام باوجود نیک نیتی اور صداقت کے
عمدہ اصول اور طریق پر نہین تھا اور دوسرا انتظام بہ نسبت اوسکے عمدہ اصول پر
موضوع اور مبنی تھا اگر پہلے انتظام کو بھی سمجھ کر کیا جاتا تو کمیٹی کو خفیہ رپورٹ کے
حاجت اور پارلیمنٹ کو جدید انتظام کرنے کی ضرورت نہ پڑتی ان دونون شالون
پر کیا موقوف ہی عدم تخصیص طریق ہمدردی سے ایک نہین بہت سی قومین اور

منتظم نقصان اور ندامت اوٹھا چکے ہین مختلف قومون اور چیدہ منتظمون کا ندامت اور
نقصان اوٹھانا ہمین اس بات پر زور کے ساتھ رکمینڈیشن کرتا ہے کہ ہم ہمدردی
کرنے کے وقت مخصوص طریق کی تلاش کر لیا کرین تاکہ ندامت اور نقصان کا شک اور
اور احتمال نہ رہے ۔

شرط پنجم استقامت

بہت سے تجربہ کارون نے اس بات کو مختلف تجربون اور آزمایشون سے مان لیا
ہے کہ دنیا مین کوئی ایسا کام اور ارادہ نہین ہے کہ جو استقامت کے بغیر پورا
ہو سکے سچ یہ ہے کہ انسان بلا استقامت کے دنیا مین عمدہ طور پر زندگی بسر نہین
کر سکتا ہمدردی دنیا کے کامون مین سے ایک اعلی درجہ کا کام ہے اسکے واسطے اعلی
درجہ کی استقامت کی ضرورت ہی جب تک اعلی درجہ کی استقامت حاصل نہو تب تک
ہمدردی کی ڈیوٹی پوری نہین ہو سکتی ۔ ہمدردی اگرچہ بذاتہ انسانون کے واسطے
ایک مفید صورت ہی مگر انسانون کی چال ایسی ہے کہ ابتدا مین ہمدردی اور ہمدردی
کرنے والے کی سخت مخالف ہو جاتی ہین یہانتک کہ اون ناجائز مخالفتون کے
سبب اکثر پست حوصلہ لوگ ہمدردی کرنے کے مقدس ڈیوٹی کو چھوڑ دیتے ہین
چھوٹی چھوٹی ہمدردیان لوگون کے دلون مین مخالفانہ خیالات پیدا نہین کر سکتیں
مگر وہ ہمدردیان کہ جنسے کسی قوم یا ملک کی موجودہ حالت کو سولیزیشن کے احاطہ مین
لانا یا پبلک اوپنین کے اٹر لیشن مراد ہوتی ہے لوگون کے خیالات کو ایک ناجائز
جوش کی صورت مین برافروختہ کرنے کے واسطے کافی ہوتی ہین جب لوگ اپنے
قوم یا ملک کے اون رسمون اور خیالات کو جنکو وہ غلطی سے بلکس رسمین یا نیشنل
خیالات سمجھے ہوئے ہین تبدیل ہوتے یا کرتے دیکھتے سنتے ہین تو اونکی طبیعتون
مین ایک سخت وحشیانہ جوش پیدا ہو جاتا ہے جسکا پہلا یہ کام ہوتا ہے کہ اون

شخص کو جو نہایت نیک نیتی اور صداقت آمیز کمیٹی سے ملک یا قوم کی وحشی رسموں اور
نامناسب اور غیر مفید خیالات کو دور کر کے وہ اسبابت کو اچھی طرح پر اور صدہا تجربوں
کی مضبوط گواہی سے سمجھ لیتے ہین کہ ہمدردی کی مبارک ڈیوٹی سواے تکلیف اوٹھانے
کے پوری نہین اوتر سکتی کون سی ایسی ہمدردی ہے کہ جو تکلیف اوٹھانے کے
بغیر اورون کے حق مین فائدہ بخش ثابت ہوئی ہے کون سا ایسا نیک کام ہے
کہ جسمین کرنے والے کو سب سے اول مختلف مصیبتون کا مقابلہ نہین کرنا پڑتا عام
ہمدردی تو جدا رہی اپنی ہمدردی بھی سواے تکلیف اوٹھانے کے پوری نہین
ہو سکتی اگر ہمدردی کرنیوالا تکلیفون کے مقابلہ مین اعلی درجہ کے حوصلہ اور استقامت
کو کام مین نہ لائے تو سواے خاموشی اور علیحدگی کے اور کیا علاج ہے ہمدردی
کوئی آسان کام نہین ہے اسمین دل و دماغ کا خون کہانا اور عام مطاعن اور بدظنیون
سے مقابلہ کرنا اور عام مصیبتون اور تکلیفون کو برداشت کرنا سب سے پہلا کام ہے
جب تک یہ پہلا کام نہولے تب تک آگے چلنا مشکل ہو جاتا ہے یہی باعث ہے کہ
ہمدردی کرنے کا دعوی تو بہت لوگ کرتے ہین مگر پورا کوئی بھی اوترتا ہے کامیابی
کے مبارک دستار اوسی مرد خدا کے سر پر رکھی جاتی ہے کہ جو اچھی رسمون اور مفید
خیالات کی مبارک بنیاد کو قائم کرنا چاہتا ہے حقارت آمیز حملون اور وحشیانہ طریقون
سے اپنی عمدہ خدمتون کے اظہار سے باز رکھا جاوے ایسے پرجوش اور وحشیانہ
خیالات کو یہان تک ترقی ہوتی ہے کہ ملکون کے ملک اور قومون کی قومین یکلخت
بگڑ جاتی ہین اور بڑے زور و شور سے ابتری اور خرابی ڈالنے کی کوششین کیجاتی ہین
ایسے حملوں اور جوش کو دیکھ سنکر ہمدردی کرنے والے کے دلمین ایک قسم کی مایوسی
اور نا امیدی پیدا ہو جاتی ہے اور ہمدردی کرنے والا عام لوگون کے وحشی خیالات
اور بیقدری کو دیکھ کر خاموشی اور قطع تعلق پر مستعد ہو جاتا ہے بہت لوگ الگ بھی

ہوجاتے ہین اسمین کچھ شک نہین کہ جب ایک شخص دوسرے کے ساتھ نیکی اور
ہمدردی کرتا ہے اور وہ اوسکی کچھ قدر نہین کرتا بلکہ اولٹا اوسکے گلے کا ہار ہوجاتا ہے
تو ضرور اوسکے دل مین اعلی درجہ کی مایوسی پیدا ہوجاتی ہے اور وہ الگ ہونے کو
اچھا سمجھتا ہے مگر جو لوگ ایسے نازک معرکون اور اون معرکون کے بہادرون کے
حالات سُن چکے ہین وہ عام جوش اور وحشت آمیز خیالات کی کچھ پروا نہین کرتے
ہر ایک قسم کی ملامت اور بدطینتون اور تکلیفون اور مصیبتون کو خوشی سے برداشت
کرکے اپنا کام کیے جاتا ہے جو شخص ایسا نہین کرتا وہ سخت بے حوصلگی سے بیس پا
ہوجاتا ہے ہمدردی مین تکلیفون اور مصیبتون کا اوٹھانا اور مطاعن کا برداشت
کرنا ہی نہین ہوتا قسم قسم کے متواتر ناکامیابیان بھی نمودار ہوکر خون جگر کھاتے
رہتے ہین اس کوچہ مین بھی اگر کوئی بھی مرد میدان ثابت رہتا ہے ورنہ بیسون
نہین بلکہ سیکڑون جان سلامت لیکر بھاگ جاتے ہین - باحوصلہ اور مرد میدان
وہ آدمی ہے کہ جو ان ابتدائی مصیبتون اور مایوسیون اور ناکامیابیون کو ہیچ
سمجھکر اپنے حوصلہ اور استقامت مین قائم رہے دنیا کا کون سا ایسا کام ہے
کہ جسکے پورا کرنے کے وقت مختلف مصیبتین اور ناکامیابیان نمودار نہوتی ہون
اور جو بعد کو خوشی اور چین اور کامیابیون سے تبدیل نہوجاتی ہون اگر ہم چاہتے
ہین کہ دنیا مین رہکر عزت اور خوشی سے زندگی بسر کرین اور اپنے اور ابنائے جنس کو
بھی آرام اور فائدہ پہونچا ئین تو ہمین اون لازمی رکاوٹون اور مزاحمتون اور ناکامیابیون
اور مصیبتون کا حوصلہ اور استقامت سے مقابلہ کرنا چاہیے کہ جو ہر ایک کام اور ارادہ
کے پورے کرنے کے وقت مانع اور مزاحم ہوتے ہین اگر ہم اس گھاٹی یا درہ سے
نکل گئے تو یقیناً پھر آگے صاف میدان ہے اور اگر خدانخواستہ ایسے درہ یا گھاٹی
مین پھنسے رہے تو پھر خدا ہی حافظ - رکاوٹین اور ناکامیابیان چندروزہ ہوتی ہین

استقامت اور حوصلہ کرنے سے دور ہو جاتی ہین جو لوگ دشمن اور بدخواہ ہوتے ہین
وہ بھی آخر کو (بشرطیکہ ہمارا کام یا ہمدردی صداقت آمیز ہو) دوست اور خیر خواہ
ہوجاتے ہین جو لوگ سد راہ ہوتے ہین وہ رہبرون کا کام دیتے ہین جو لوگ زبان سے قلم سے دولت سے مال سے جان
سے خرابی اور ابتری کے درپے ہوتے ہین وہ دلسے کوشش کرتے ہین کہ خدا انکو انہی ارادون مین
پوری کامیابی کی ڈگری عطا کرے - اگر چند سال تک ناکامیابیان اور رکاوٹین حائل ہون تو اس سے
یہ نتیجہ نہین نکل سکتا کہ کامیابی کا دروازہ ہی بند ہو گیا ہے عزیزو ہمدردی مین ہمیشہ مختلف
مصیبتون اور ناکامیابیون اور رکاوٹون کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے اپنے دلون کو پست
حوصلہ نہ بناؤ بلکہ حوصلہ اور استقامت سے کام کیے جاؤ جو صبر کرتے ہین اور مستقیم المزاج
رہتے ہین اخیر پر وہ ضرور فتحیاب ہوتے ہین کیا تمنے کلمبس کا حال نہین سنا کہ وہ
کیسی کیسی سخت اور کڑی مصیبتون اور ناکامیابیون مین صبر کرتا رہا اوسکے ساتھ بھی
اوسکو ڈراتے رہے مگر وہ اپنے حوصلہ اور استقامت پر بڑی مضبوطی کے ساتھ قائم
اور ثابت رہا دیکھو اخیر پر اوسکو ایسے حوصلہ اور استقامت کے بدولت کیسی کامیابی
حاصل ہوئی اور نئی دنیا امریکہ کے دریافت کرنے پر ایک عمدگی اور مضبوطی کے ساتھ
فتحیاب ہوا - مسٹر روبن سن کروسو یا الگزنڈر جو ۱۶۵۹ء کے وسط مین جو ایک کشتی
کے کپتان کے ان بن سے جزیرہ جوان فرنینڈز مین چلا گیا تھا اور اٹھائیس سال
دو مہینہ چودہ روز کے بعد انگلستان مین واپس آیا وہ اگر صبر اور استقامت سے
جزیرۂ مذکور مین اسقدر عرصہ دراز تک باوجود تنہائی اور علیحدگی کے نہ رہتا تو شاید
دس روز تک بھی نہ جیتا - اٹھائیس سال تھوڑا عرصہ نہین ہوتا ایک عمر ہوتی ہے
الگزنڈر اسقدر عرصہ دراز تک نہایت مضبوطی اور استقامت طبیعت سے زندگی
بسر کرتا رہا - کالے اور گورے وحشیون اور درندون نے الگزنڈر پر اکثر حملے کیے
مگر وہ اونکا نہایت حوصلہ اور استقامت سے مقابلہ کرتا رہا اور اپنی اخیر عمر مین بہت سے

معلومات اور کامیابیون کے ساتھ جو قوم اور ملک کے حق مین ابتک علمی سلسلون کے لحاظ سے فائدہ بخش ثابت ہوئی ہین اپنے وطن مالوفہ مین واپس آیا چند روزہ مصیبتون اور ابتدائی ناکامیابیون اور عام رکاوٹون سے اپنی ہمتون کے مواج دریا کو نہ روکو استقامت سے آگے بڑھے چلو۔ خدا کامیابی دیگا اس اصول کو مضبوطی سے یاد رکھو کہ کوئی نیک کام اور کوئی ہمدردی تکلیف اور عام مخالفت سے خالی نہین ہوتی۔ اگر تم نیک نیتی سے کام کروگے تو آخیر پر ضرور عام مخالفین اور رکاوٹین دور ہوجاوینگی وہی لوگ جو تمہارے بدخواہ تھے آپ ہی خیر خواہ بنجاوینگے — فقط

جو ہمدردی کرتا ہے خلق خدا سے
نہ چاہے اوسے خوف رنج و بلا سے

یہ دنیا مین ہی قول مشہور ابتک
کہ الفت مین تکلیف ہووے بلاشک

محبت جو خالی ہے رنج و بلا سے
اوسے کچھ تعلق نہ صدق و صفا سے

بناوٹ اگر اوسکو کہئے تو بہتر
تصنع سے تعبیر کیجے تو بہتر

جو ہمدردی کہلائے صدق و صفا سے
تو کسطرح خالی ہو رنج و بلا سے

جو مخلوق عامہ کو فائدہ پہونچائے
مصیبت کا خود پہلے بیڑہ اوٹھائے

جو ہمدردی کا نام لاوے زبان پر
وہ پہلے رکھے جان اپنی سنان پر

اگر استقامت مین کامل نہوگا
تو ہمدردی کا رتبہ حاصل نہوگا

نہین عام کا کام میدان مین آنا
نہین سہل ہے مفت جان کا گنوانا

کوئی دوسرے کے لیے کب مرے ہے
بیگانون کی خاطر کوئی کب لڑے ہے

وہی دوسرون کے مصیبت اوٹھاوے
جو ازلفت محبت سے غم اونکا کھاوے

ولیکن زمانہ کی یہ چال بد ہے
کہ لوگون کو القائم سے حسد ہے

کرے دل سے غمخواریان جنکی خاطر
سمجھتے ہین وہ اوسکو خاطی و قاصر

جو سن لیوین نام ایسے مرد خدا کا
تو ٹھہراتے مرجع ہین مکر و دغا کا

زبان سے کرے کوئی تحقیر اوسکی
قلم سے لکھے کوئی تکفیر اوسکی

کوئی سمجھے ہے قوم وملت کا دشمن
کوئی صاف کہتا ہے مردود رہزن

کوئی کہتا ہے قتل کرنا ہے واجب
دلائل سے ثابت ہوا ہے یہ غاصب

اگر کوئی سمجھائے اونکو زبان سے
تو دیتے جواب ہین وہ تیغ وسنان سے

غرض یہ کہ ہوتا ہے دشمن زمانہ
حقارت سے دیکھے ہے اپنا بیگانہ

حقیقت یہ وہ نظر کرتے نہین ہین
بلا آنے والی سے ڈرتے نہین ہین

فدا اوپہ ہوتا ہے جو مال وجان سے
خبر اوسکی لیتے ہین تیغ زبان سے

جہالت سے ہمدرد کو سمجھین دشمن
خیالات باطل سے ہوتے ہین بدظن

جہان دل سے دشمن ہو سارا زمانہ
وہان ایک ہمدرد کا کیا ٹھکانہ

مگر جسکے دلمین ہے جوش صداقت
مؤثر نہین اوسپہ کوئی بھی آفت

مقابل مین آتی ہے گر کوئی آفت
تو ہے سمجھتا اوسکو وہ عین راحت

وہ چاہتا نہین صلہ اپنے وفا کا
مگر طالب آرام خلق خدا کا

نہین فائدہ ذاتی مطلوب اوسکو
صرف بہتری قوم مرغوب اوسکو

وہ آرام سمجھے جہان مین اسیکو
کہ ہو فائدہ خاص اوس سے کسیکو

اوسے قوم گر بھانسی پر بھی چڑھاوے
تو ہمدردی سے باز پھر بھی نہ آوے

سر بھانسی پر بھی کہیگا وہ رو کے
کہ کب خواب غفلت سے سوتے اوٹھوگے

اوٹھاتے ہین سر پر جو بار ملامت
وہ ہی دیکھین آخر کو راہ سلامت

زبان سے جو کرتے تھے تحقیر اونکی
قلم سے جو لکھتے تھے تکفیر اونکی

پڑھی جب اونھون نے کتاب حقیقت
تو ظاہر ہوئی اونپہ اونکی فضیلت

جو گرتے تھے مجبور تیغ زبان سے
وہ قربان ہونے لگے مال وجان سے

صداقت کو آخر ہوئی فتح ونصرت
لیا استقامت نے میدان بعزت

اگر استقامت سے ہوتے وہ عاری — تو کب حاصل ہوتی اونہین فتح وباری
عزیزو نہ دو ہاتھ سے استقامت — نہین تو اوٹھانی پڑیگی ندامت
بجز استقامت کے چارہ نہین ہے — سوا اسکے کوئی گذارہ نہین ہے
سوا اسکے ہمدردی کامل نہ ہووے — وہ مقصود کا موتی حاصل نہووے
نصیحت ہے یہ یاد رکھنے کے قابل — کہ جز استقامت نہ کچھ ہووے حاصل

شرط ششم نیک نیتی

ہمدردی کرنے کے واسطے سب سے اعلی درجہ کی شرط نیک نیتی اور صداقت ہے
جو ہمدردی نیک نیتی اور صداقت سے خالی ہو وہ ہمدردی نہین ہے بلکہ محض بناوٹ
اور تصنع اور یہ بات ظاہر ہے کہ جو کام (اگرچہ وہ نیکی کی صورت مین بھی ہو) بناوٹا
ہو نہ تو وہ کرنے والے کو فائدہ دیتا ہے اور نہ دوسرون کو دنیا ایک صاف آئینہ
کے مانند ہے اوسمین سب کچھ نظر آجاتا ہے اگر کوئی شخص صداقت اور نیک نیتی سے کام
کرتا ہے تو وہ بھی معلوم ہو جاتا ہے اور اگر بناوٹ سے کیا جاتا ہے تو وہ بھی کھل جاتا ہے
ایک نہین ہزارون تجربہ کارون نے اس بات کو مضبوط شہادتون اور تجربون سے
مان لیا ہے کہ جو کام صداقت اور نیک نیتی سے کیا جاتا ہے اوسیکو سرسبزی اور کامیابی
حاصل ہوتی ہے جو کام نیک نیتی اور صداقت سے خالی ہوتا ہے اوسکو کبھی بھی سرسبزی
اور کامیابی حاصل نہین ہوتی سرسبزی اور کامیابی تو درکنار ہے اوسکے کرنے والا ہی
عام لوگون کی نظرون مین حقیر ہو جاتا ہے اور جو شخص صداقت اور نیک نیتی سے کام
کرتا ہے وہ اگرچہ ابتدا مین عام لوگون کے خیالات اور وحشیانہ جوش سے کسیقدر
ضرر اور نقصان اوٹھاتا ہے مگر اخیر پر اوسیکو کامیابی حاصل ہوتی ہے جو لوگ اوس سے
بدظن ہوتے ہین وہی اونکا ساتھ دیتے ہین نیک نیتی کو لازم اور واجب ہے کہ اس کام
کو ہاتھ سے نہ دین مگر یہ یاد رہے کہ ہر یک ایجوکیشن النسانی غمخواریون اور باہمی ہمدردیون

کے پیدا اور پورا کرنے کے واسطے اوسی صورت مین کافی ہوسکتی ہے کہ جب وہ بجاے
خود عمدہ اور مضبوط بنا پر موضوع اور مبنی ہو جو ایجوکیشن کمزور اصولون پر قائم کیگئی ہی
وہ بیعلمی سے بہی زیادہ تر بدنما اور خراب ہی اوسپر یہ بہروسا کرنا کہ وہ انسانی سوسائٹیون
اور ملکی لوگون کو باہمی غمخواری اور آپس کی ہمدردی کا مبارک سبق دیگی پہلے درجہ
کی بیوقوفی اور ناتجربہ کاری ہے وہ سلسلہ تعلیمی جو ضعیف اور کمزور بناؤن اور اصولون
پر مبنی اور قائم ہو کسی حالت مین یوسفل اور فائدہ رسان نہین ہے جب اوسکی بنیاد ہی
خراب ہے تو وہ یوسفل کیونکر ہوسکتا ہے ایجوکیشن کے واسطے جو اچھے اور مضبوط
اصول ہین ہمنے اونکو علم کی وسیع بحث مین بیان کردیا ہے ناظرین کو اوسکی طرف
توجہ کرنی چاہیئے -

پنجم ہمدردی کتنی قسمون پر ہے

میرے خیال مین ہمدردی مندرجہ ذیل قسمون اور صورتون پر تقسیم کیجاسکتی ہے
انسانی - ملکی - قومی - مذہبی - ذاتی - شخصی - نسبتی - چونکہ ان سب قسمون اور
صورتون مین فرق بتانا ضروری اور مناسب ہے اسواسطے مین ادب کے ساتھ
ناظرین کتاب ہذا سے ان قسمون کے نمبروار بیان کرنے کی اجازت مانگتا ہون -

قسم اول انسانی ہمدردی

یہ وہ ہمدردی ہے کہ جو بلا کسی قسم کے تخصیص اور تفریق کے ہر ایک نوع یا فرد انسان
کے ساتھ (عام اس سے کہ وہ نوع یا فرد کسی ملک یا قوم یا فرقہ یا مذہب یا گروہ کا ہو)
کیجاتی ہے ہمدردی جتنی قسمون پر تقسیم کیجاسکتی ہے اون سب مین سے یہ پہلی قسم ہے
ایک ایسی قسم ہے کہ جسکا پورا کرنا اگر ناممکن نہین ہے تو مشکل تو ضرور ہی ہے دوسرے
تمام قسمین کسی نہ کسی تعلق اور نسبت عارضی یا لازمی سے آمیزش رکہتی ہین پہلے اس قسم کو
کسی نسبت عارضی یا لازمی سے نسبت حاصل نہین جو شخص اس قسم کی ہمدردی مین کامل اور پورا اترے

ادہر اور قسمون کا پورا کرنا کوئی مشکل امر نہین - اس قسم کی ہمدردی کے حاصل یا پورا کرنے
کے واسطے سب سے اول یہ امر ضروری ہے کہ اس سے نیچے اور جتنی قسمون کی ہمدردیان
ہین اونکی نسبتون کو ابتدائی حالت مین فرضاً دور کردیا جاوے اگر ابتدائی حالت مین
ہمدردی کے دیگر اقسام کی نسبتون اور تعلقات کو فرضاً دور نہ کیا جاوے تو اس مخصوص
ہمدردی کا کامل اور پورا ہونا بہت مشکل ثابت ہوگا - ہمدردی کی نسبتون کے فرضاً
دور کرنے سے ہماری یہ مراد نہین کہ اونکو ترک کردیا یا چھوڑ دیا جاوے بلکہ یہ کہ
اون نسبتون کو تعصب یا ضد آمیز میلان سے برتری اور فوقیت نہ دیجاوے - مثلاً
اگر ہم چاہین کہ ایک غیر قوم کے آدمی کے ساتھ کسی قسم کی ہمدردی کرین تو اس ہمدردی
کے پورا کرنے کے لیئے سب سے اول ہمکو اپنی قومی ہمدردی کی نسبت کو تعصب
اور ضد سے پاک کرنا پڑیگا جب تک ہم ایسا نہ کرینگے تب تک اوس غیر قوم کے آدمی
کے ساتھ ہمدردی نہین کرسکینگے تمام قومون اور تمام ملکون اور تمام انسانون کو ایک
آنکھ سے دیکھنا اور اونکے ساتھ ایک ہی طرز ایک ہی روش ایک ہی سلوک سے
پیش آنا بیشک بہت ہی مشکل اور دقت آمیز امر ہے اسکے واسطے وہ دل وہ گردہ وہ
دماغ چاہیئے کہ ساری دنیا مین جسکے دو چار نظیرین موجود ہون کہنے کو کون نہین کہتا
کہ مین انسانی ہمدردی پوری کرسکتا ہون مگر میرے خیال مین اسکا پورا کرنا بہت ہی
مشکل ہے قوم کو مذہب کو ملت کو رشتہ کو ناتے کو ملک کو وطن کو الگ رکھکر ایک اور ہی
رستہ سے اگر تمام انسانون کا بلا کسی قسم کے تفریق اور امتیاز کے ہر ایک پہلو سے ہمدرد
بن جانا مشکل کام نہین ہے تو کیا ہے میرے خیال مین تو اس صفت کے ہمدرد کے دنیا
مین بہت ہی کم اور شاذ و نادر نظیرین پائی جاتی ہین گو اس قسم کے ہمدردون کی نظیرین
بکثرت موجود نہین ہین مگر اس قسم کی ہمدردی کے اصول میرے رای مین یہی ہین کہ
تمام انسانون کو ایک ہی درخت کا پھل اور ایک ہی محل کی اینٹ خیال کیا جاوے

اونمین جو صورت تفریق نمودار ہے اوسکو عام کی شناعت اعمال غیر مفروضہ کا اثر اور نتیجہ
قرار دیا جاوے جب یہ اصول ہمارے صفحہ دل پر نقش ہو جاویگا تو اوسوقت ہم ایک آسانی
اور مضبوطی کے ساتھ مزاحمات اور مزاحمات انسانی ہمدردی کا مقابلہ کر سکین گے جبتک
اس قسم کے اصول ہماری لوح قلب پر نقش نہین ہوتی تب تک ہم اس کوچہ پر خطر مین قدم
رکھنے کے قابل نہین ہین - اس امر کو بھی مرکوز خاطر کر لیجے کہ اگر کسی مبارک انسان کو ہمدردی
مین یہ رتبہ حاصل ہو جاوے تو پھر اوسکو بلا قاعدہ چلنا چاہیے کہ یا کسی قاعدہ کو اپنا
دستور العمل بنانا واجب ہی یہ تو ظاہر ہی ہے کہ انسان کا بلا قاعدہ چلنا کسی حالت مین بھی
درست اور جائز نہین - ہر حالت مین کسی نہ کسی قاعدہ کا پابند ہونا لازم ہی سب سے
بڑا قاعدہ یہ ہے کہ اس ہمدردی مین مناسبات مظہر ہمدردی کو مقدم اور ملحوظ رکھنا
چاہیئے - بلاشک ہر ایک انسان اس قابل ہے کہ اوسکے ساتھ ہمدردی کیجاوے
مگر اسمین بھی کچھ شک نہین کہ انسان کی ہر ایک حالت اس لائق نہین کہ اوسکے مقابلہ
مین ہمدردی کا اظہار کیا جاوے انسان اور انسان کی حالتون مین بہت فرق ہے
انسان ہر ایک قسم کی عنایت توجہ اور مروت ہمدردی کے قابل ہے مگر اوسکی حالتین
ہمدرد کو اس امر پر مجبور کرتی ہین کہ اونکے موافق ہمدردی کی ڈیوٹی عمل مین لائی
جاوے ہمدردی کرنے سے ہمدرد کا یہ منشا ہونا چاہیئے کہ مظہر ہمدردی کو کسی قسم
کا فائدہ پہونچ جاوے جب ہمدردی کرنے سے بجاے فائدہ کے نقصان پہونچنے
کی امید ہو تو پھر ہمدردی کا کرنا محض لغو اور فضول ہے -

قسم دوم ملکی ہمدردی

ملکی ہمدردی وہ ہمدردی ہے کہ جو بلا لحاظ مذہب و قوم اپنے ملک والون سے مخصوص
ہوتی ہے ملک کی حالت باعتبار ترقی اور تنزل کے تمام اہل ملک کے ساتھ تعلق اور
واسطہ رکھتی ہے جیسے ایک آدمی کے حقوق بالافراد ہوتے ہین اسی طرح ہر ملک کے

حقوق اور ضروریات بالاجتماع تمام اہل ملک پر بٹ کر ایک خاص اور مشترکہ حق قرار پاتے ہین - اگر تمام اہل ملک ان مشترکہ حقوق کو مل ملاکر اپنی ذاتی حقوق کیطرح پورا نہ کرین تو ملک کی حالت اور حیثیت کا کامل اور بے نقص رہنا مشکل ہے جب ہماری ذاتی حیثیت اور حقوق بلا امداد خاص توجہ کے کامل اور بے نقص نہین رہتے تو پھر ملک کی بیشمار حقوق اور گران بہا حیثیت بلا توجہ اہل ملک کیونکر عمدہ حالت پر ثابت اور قائم رہ سکتی ہے اگرچہ ہر ایک شخص ظاہر مین خیال کرتا ہے کہ اوسکی کام اور ضرورتین اور حقوق ملکی ضرورتون اور حقوق سے بالکل الگ اور نرالی ہین - مگر اگر وہ صفحہ باطن پر نظر کریگا تو وہ اس بھید کو پالیگا کہ اوسکی ذاتی ضرورتین اور حقوق بھی ملکی ضرورتون اور حقوق کے ساتھ عمدہ طور پر ملی ہوئی ہین اوسپر جیسے اپنے خاص حقوق کی محافظت ضروری ہے ایسی ہی ملکی ضرورتون اور حقوق پر لحاظ کرنا ملزومات سے ہے ملک کے لفظ سے ملک کی زمین اور درخت مراد نہین ہین بلکہ ملک کے عام بود و باش کرنے والے انسانون کی جماعت دنیا مین ایک ملک نہین بہت سے ملک ہین - ہر ایک ملک مین انسانی جماعتین بود و باش رکھتی ہین اون جماعتون کی ترقی اور تنزل کو ممالک کی ترقی اور تنزل سے منسوب کیا جاتا ہے ملک کی ہمدردی کرنے کا مفہوم ایک خاص سرزمین کے رہنے والے انسانی جماعتون کی ہمدردی کرنا ہے اس امر سے کسیکو انکار نہین ہوسکتا کہ انسانی جماعتون کا کام ہمیشہ ترقی اور اقبال کی سڑک پر ہی قائم نہین رہتا کبھی دلدل تنزل مین بھی پاؤن پھنس جاتے ہے ایسے وقت مین ملکی ہمدردی کے بیڑا اوٹھانے کا وقت قریب آپہونچتا ہے جسطرف سے ملک کو تنزل ہوتا نظر آتا ہو اوسی جہت سے ہمدردی کرنی چاہیے لوگ سمجھتے ہین کہ ایک خاص شخص کو ملک کی ہمدردی سے کیا حصول - ہم کہتے ہین کہ گو ایک خاص شخص ظاہر مین اپنے حقوق کو الگ رکھکر ملک کی ہمدردی کرتا ہے مگر دیکھو تو دراصل ملکی ہمدردی کے ضمن مین وہ اپنے آپ بھی ہمدردی کر رہا ہے - جب ہم اس بات کی کوشش کرتے ہین

کہ ہمارا ملک زیور تعلیم وشائستگی سے آراستہ وپیراستہ ہو تو اس کوشش اور ہمدردی کا نتیجہ بڑا اور لوگون کے حق مین ہی مفید نہین ہے ہمکو اور ہماری نسل واولاد عزیزو اقارب کو بہی حصہ ملنے والا ہے جسطرح ہمارا کوئی کام ایسا نہین کہ جسمین اورون کی منفعت نہو اسیطرح ہماری کوئی ملکی ہمدردی ایسی نہین کہ جسکے ضمن مین ہمارے واسطے یا ہمارے سلسلہ نسل کے لیے کوئی حصہ فائدہ کا موجود نہو -

رہی یہ بات کہ اگر ہمنے ملکی ہمدردی سے خود فائدہ نہ اوٹھایا گو ہمارے آنے والے نسل نے اوٹھایا تو اس سے ہمارے دل ودماغ کو کیا سرور اور حصول ہوا اسکا جواب یہ ہے کہ ہمارے نسل اور ابناے جنس کو جو فائدہ ہوگا وہ بعینہ ہمارا ذاتی فائدہ ہے ہم جانتے ہین کہ ہم اس دار دنیا مین بہت عرصہ تک نہین رہ سکتے اور جو کچھ ہم اس دار ناپایدار مین حاصل کرتے اور بناتے ہین اوس سے کسیوقت جدا ہونے والی ہین ہماری جدا ہونے کے بعد اون حاصل کردہ وسائل اور اسباب سے ہماری ذات کو کوئی فائدہ نہین اوٹھا سکتے ہماری نسلین یا اور قرابتی ہی مستفید ہوتے ہین جبکہ ہمارے وہ سامان اور وسائل جنکو ہم اپنا کہتے ہین ہمارے مرنے کے بعد اورون کے کام آنیوالی ہین اور ہم باوجود اس امر کے جاننے کے روز بروز زور وشور سے اونکی فراہمی کی کوشش کرتے ہین تو ہمکو ملکی کامون اور ہمدردی کے اس فائدہ اور منفعت کے ظہور سے کہ جو ہمارے مرنے کے بعد ہماری نسلون اور دیگر ابناے جنس کے کام آئیگی بددل اور حیران نہین ہونا چاہیے

قسم سوم قومی ہمدردی

قومی ہمدردی وہ ہمدردی ہے کہ جو خاص اپنے قوم کے ساتھ کیجاتی ہے یہان یہ امر بحث طلب ہے کہ قوم کا لفظ کن معنون پر اطلاق پاتا ہے - اپنی راے کے اظہار کے پہلے ہم اون عام اصطلاحات کو بیان کرتے ہین کہ جو قوم کے مفہوم کی تخصیص کے بابت مروج ہین اول جو لوگ ہم مذہب ہون اونکو ایک قوم کہا جاتا ہے - دوم عرفی ذات اور

حسب نسب کے معنون کے اعتبار سے ایک خاص گروہ یا خاص پارٹی کو ایک قوم کے نام سے
تعبیر کیا جاتا ہے۔ سوم اغراض مشترکہ کے اعتبار سے بھی ایک پارٹی کو قوم کے مفہوم مین لیا
جاتا ہے۔ چہارم ایک ملک کے رہنے والون کو بھی بالاشتراک اور ملکون کی قومون کے
مقابلہ مین ایک قوم کے معنون مین لیا گیا ہے مگر تفریق سوال پر یہ اشتراک ٹوٹ کر انفراد
کی صورت مین جا رہتا ہے۔

اس مضمون مین ہم قوم کے لفظ کو جن خاص اور مفید معنون پر محمول کرنا چاہتے ہین وہ
اون چارون اصطلاحات پر علحدگی کے پیرایہ مین حاوی ہے ہماری دانست مین قبل از
تخصیص مفہوم لفظ قوم کی انسانی جماعتون کے ضروریات اور معاملات کو ایک دوسرے
اغراض کے اعتبار اور جہت سے تقسیم کرنا چاہیئے۔ انسانی ضرورتین اور معاملات
دو قسم پر منقسم ہین۔ مذہبی یا اعتقادی غیر مذہبی دنیاوی۔ مذہبی وہ ہین کہ جو
دوسرے مذہب والون سے مغائر ہوتی ہین اور دوسرے مذہب والے اونکو تسلیم
نہین کرتے۔ دنیاوی وہ ہین کہ جو بلا کسی تفریق اور امتیاز کے ہر ایک انسان کے
واسطے ہین ہمارے خیال مین مذہبی ضرورتون اور معاملات کی جہت سے ایک انسانی
جماعت کو کہ جو اوس مذہب کو مانتے ہو ایک الگ قوم کہنا چاہیے اور دنیاوی ضرورتون
اور مقاصد کے اعتبار سے ایک ملک کی ہر ایک فرد بشر اور انسان کو ایک قوم قرار دینا
چاہیے مطلب یہ کہ جب مذہبی ضرورتین اور مصلحتین پیش آئین کہ جو کسی صورت مین
سارے انسانون کے واسطے ایک نہین ہو سکتین تو ہر ایک مذہب والے کو الگ قوم بنکر
ہمدردی کرنی چاہیے اور جب دنیاوی اغراض اور مقاصد پیش آئین تو تمام انسانون کو
جو مذاہب کے احاطہ مین آکر جدا جدا ہو گئے تھے ایک قوم ہونا چاہیئے اس تقسیم کے
قاعدے پر ایک ملک مین مذہب کے لحاظ سے مختلف قومین بود و باش رکھتی ہین اور
دنیاوی امور کے اعتبار سے سارے ملک مین ایک ہی قوم بستی ہے اس خاص تقسیم کے بعد

ہم ناظرین کو اس امر کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہین کہ قومی ہمدردی کرنے کے وقت ہمکو دیکھنا چاہیے کہ آیا مذہب ہمدردی کا طالب ہے کہ یا دنیاوی ضرورتین اور معاملات کا اگر مذہبی کشش ہو تو مذہبی قوم کی طرف سے ہو کر ہمدردی کرنی چاہیے اور اگر دنیاوی ضرورتین یا معاملات ہمدردی کے خواہان ہین تو مذہب کو الگ رکھکر ہمدردی کے ضروری ڈیوٹی کو پورا کرنا چاہیے۔ یہ خدشہ پیدا کرلینا کہ جن امور مین ہم ہمدردی ظاہر کرنا چاہتے ہین اونسے وہ لوگ مستفید ہونگے کہ جنکو ہمسے مذہبی مشارکت حاصل نہین اور اس خدشہ کو اپنے مذہبی قانون کے مخالف خیال کرلینا دراصل مذہب کے مدعا اور اغراض کو نہ سمجھنا ہے مذہب جو دل اور روح سے متعلق ہے یہ نہین چاہتا کہ انسانی جماعتون کو دنیاوی امور اور مقاصد مین الگ الگ کردے۔ بلکہ اوسکا اصلی منشاء اور غرض یہ ہے کہ انسانون کے اعتقادات جنپر مذہب کی بنیاد ہے یا یہ کہ جنکا مفہوم مذہب ہی اپنے اپنے احاطہ مین رہین اور اپنے خاص قواعد کے روسے تنزل سے بچکر ترقی پاتے رہین اور اونکے معتقد اپنی صداقت کی تہذیب اور سلامت روی سے ایک دوسرے پر تبلیغ کرین۔ مذہبی اغراض جو روح اور دل یا جو معابد اور مراقبہ اور ریاضت نفسی سے مخصوص ہین محدود اور معدود ہین۔ برخلاف اسکے دنیاوی امور جو انسان کے روزمرہ برتاؤ اور ضروریات پر محیط ہین اسقدر فراخ اور وسیع ہین کہ کوئی انسان بھی اونسے عاری اور خالی نہین ہے اور ایک دوسرے سے مضبوطی سے جکڑے ہوے ہین جنکی پیوستگی اور بندش مین کبھی فرق نہین آسکتا۔ خاص امور اور مقاصد کو جو صرف روح اور دل سے متعلق ہین تعصب اور ضد سے مزاحم اور مانع قرار دیکر دنیاوی امور اور معاملات کی ہمدردی کو ترک کردینا انصاف اور انسانی آزادی کے پامال کرنیکا خون کرنا ہے۔ ہمکو ہمیشہ یہ کوشش کرنی چاہیے کہ دنیاوی امور مین ہماری ہمدردی کے رفتار کو کوئی خفیف عارضہ روک نہ سکے۔ ہم جانتے ہین کہ جس اصول پر ہمنے قوم کی لفظی

تشریح اور تقسیم کی ہے اوسکے موافق ہمدردی کرنا بڑی ہمت کا کام ہے اور اوسکے روکنے
اور توڑنے کے واسطے بہت سی مزاحمتون کے پیش آنے کا اندیشہ ہے اس خوف سے
کہ اس مشکل تقسیم سے کوئی شخص ہمدردی کو جواب نہ دے بیٹھے اس پہلو پر بھی لگایا
جاتا ہے کہ اگر ایسا نہو سکے تو پھر ایک شخص کو شارکت مذہبی کے لحاظ سے اپنی اپنی قوم
کی ہمدردی کرنی چاہیئے۔

انسان کے دل مین ایک خاص جوش پایا جاتا ہے جو دو پہلو پر عمل کرتا ہے کبھی تو وہ
مطابق واقعہ کام کرتا ہے اور کبھی جب اوسکے ساتھ ناجائز رعایت بیجا او خیال
ہوجاتا ہے تو واقعہ کے مخالف چل پڑتا ہے قومی ہمدردی مین بھی اس جوش طبعی کا
ظہور ہوتا ہے اوسوقت تک تو مفید ثابت ہوتا ہے کہ جب تک اوسکے ساتھ ناحق
پرستی شامل نہین ہوتی اور اوس حالت مین مضر پڑتا ہے کہ جب اوسکے ساتھ ناحق
پرستی شامل ہوجاتی ہے اس بات کو خوب سمجھ لو کہ ہمیشہ ہر ایک معاملہ اور ہر ایک امر
مین قوم (خواہ کسی مفہوم پر محمول ہو) لائق ہمدردی اور خیر خواہی اور امداد کے
نہین ہوتی - کبھی قوم کی حالتین اور اغراض اس قسم کی ہوجاتی ہین کہ جنکے ساتھ
ہمدردی کرنا غیر ضروری ہے نہین بلکہ ناجائز ہوتا ہے - اگر قوم کے لوگ کسی ناجائز
بات پر جم جائین تو ضرور نہین ہے کہ اونکے ساتھ ہمدردی کیجاوے - ناجائز امور
کے بابت قوم کا ہمدرد بننا قوم کو نقصان پہونچاتا ہے -

حق پرستی ایک ایسی عجب نا کسی ہے کہ جو ہر ایک وقت مین انسان کو حقیقی خوشی اور بھلائی
کے مرکز پر ثابت اور قائم رکھتی ہے اس ناکسی کو ہمیشہ اپنا معمول اور دستور العمل بنانا چاہیے
قوم کی حالت ایک وسیع جہاز کے مانند ہے جسکو ضروریات اور مختلف معاملات کے
بحر مواج مین چلنا ہے اور انسانون کا رتبہ ناخداؤن اور ملاحون کا سا ہے اگر اس وسیع جہاز کے
ناخدا اور ملاح جہاز کے رفتار اور پانی کے اوتار چڑھاو اور دیگر پیش آنے والی مصیبتون اور

وقتون کا ایک دوسرے سے محبت اور تالّف کرکے مقابلہ نہ کرینگے تو ضرور ہے کہ کسی روز کو
یہ بھرا بھرایا قومی جہاز تنزل اور ادبار کی لہرون اور موجون مین پھنس کر فلاکت اور نکبت
کے گرداب مین ڈوب کر نیست ونابود ہو جاوے اور اوس مین بیٹھنے والے بھی ساتھہ ہی
مرکھپ جائین۔ ہم مذہبی قوم کے مفہوم اور مذہب کے اغراض کو الگ رکھکر یہ جتانا چاہتے
ہین کہ قومون کے ترقی اور تنزل کا زمانہ یا قضیہ ہمیشہ سے چلا آیا ہے قومی ہمدردی کے
ضرورت اور افادت کے وزن کرنے کے واسطے گذشتہ مختلف قومون کے واقعات اور
حالات کو زیر نظر رکھنا چاہیئے اور ہمیشہ عمیق غور کرنی چاہیے کہ قومون کو کیونکر ادبار اور تنزل
نصیب ہوا اور کیونکر اونکی حالتین اور خیالات اوج ترقی اور کامیابی پر پہونچ گئی گذشتہ
قومون کے تنزلات اور ترقیات ہمکو ایک سلامتی سے اوس راستہ پر لگا سکتے ہین کہ جسپر
چلنے کی ہمکو سخت ضرورت ہے قومی تنزل اور قومی اقبال قوم کے سارے افراد پر حاوی ہوتا ہے
کوئی فرد بشر یہ نہ سمجھے کہ اگر قوم کو تنزل یا ترقی ہوئی تو مجھ پر کیا اثر پہونچ سکتا ہے جسطرح پر
آفتاب کا طلوع اور غروب ساری دنیا اور دنیا کے اجزا کو شامل ہوتا ہے اسیطرح پر قومی
تنزل اور قومی اقبال قوم کے سارے اجزا اور سارے افراد پر محیط ہوتا ہے۔ انسان
جیسا اپنی ذاتی ہمدردی کرتا ہے اسیطرح پر اوسکو قومی ہمدردی کا ضروری فرض ادا
کرنا چاہیئے۔ ایک خاص شخص یا کئی ایک شخصون کی ذاتی تنزل اور اقبال سے قوم کو
متنزل اور با اقبال نہین کہا جاسکتا۔ مگر قوم کے تنزل اور اقبال سے ایک شخص کیا
ایک اشخاص کو متنزل اور با اقبال کہا جاسکتا ہے۔ اگر ایک کمرہ کے اندر لیمپ جلایا
جاوے تو اوسکی روشنی ہمیشہ کمرون کی دیوارون کے اندر ہی محدود رہیگی مگر اگر اوسی
لیمپ کو کسی ایسی اونچائی پر رکھا جاوے کہ جو کمرہ کے اندرونی سطح اور دوسری جگہون پر
محیط ہو تو اوسکی روشنی محدود نہین رہیگی بلکہ ارد گرد کے ہر ایک جگہہ کو روشن کریگی۔
یہی مثال قومی ترقی کی روشنی پر صادق آسکتی ہے اقبال کو ایک جلتا ہوا لیمپ سمجھنا چاہیے

اگروہ ایک یا کئی ایک متعدد اشخاص سے خاص ہے تو اوسکی روشنی محدود ہوگی دوسرون پر کچھ تاثیر نہ کرسکیگی اور اگروہ سارے افراد مین بالاشتراک پایا جاتا ہے تو اوسکی روشنی وسیع ہوگی جسکو قومی اقبال کہا جاویگا - یہ بڑی غلطی ہے کہ ہم قوم کے چند افراد کے تنزل اور اقبال کو قومی تنزل اور قومی اقبال سے نامزد کرتے ہین قوم کے چند مخصوص افراد کا ذاتی تنزل اور ذاتی اقبال قوم کا تنزل اور اقبال نہین ہے کبھی ایک شخص کے نالائق یا لائق ہونے سے سارے گھرانے اور سارے خاندان کو نالائق اور لائق نہین کہا جاسکتا علی ہذالقیاس کسیصورت مین چند اشخاص کے نالائق یا لائق متنزل یا با اقبال ہونے سے ساری قوم کو نالائق یا لائق یا با اقبال نہین کہا جاسکتا البتہ ساری قوم کے متنزل یا با اقبال ہونے سے قوم کے چند افراد کو متنزل یا با اقبال کہا جاسکتا ہی اگر ایک چھوٹا سا کمرہ بنایا جاویگا تو اوسمین ایک دو شخص ہی گذارہ کرسکینگے مگر اگر ایک وسیع کمرہ طیار کیا جاوے تو خاندان کے تمام افراد آرام سے رہ سکین گے یہی حال ذاتی اور قومی اقبال کا ہی ذاتی اقبال ایک محدود کمرہ کے مانند ہے اور قومی اقبال ایک وسیع کمرہ کے مانند بھائیو ایسے قومی کمرہ کے بنانے کی کوشش کرو جسمین ساری قوم کے متفرق افراد آجاوین ایسا محدود کمرہ نہ بناؤ جو خود تمہارے ہی گذارہ کے موافق نہو لنبی اور چوڑی چادر سارے جسم کو ڈھانپ لیتی ہے مگر ایک مختصر سے کپڑہ کا ٹکڑا سوا اسے بے پردکرنے کے اور کسی کام کا نہین ہوتا قومی اقبال ایک وسیع چادر ہے جسکے نیچے ساری قومی افراد آسکتے ہین شخصی اقبال ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے جو ایک جسم کو بھی ڈھانپ نہین سکتا ہم ایک ایسی زندہ نظیر بیان کرتے ہین جس سے ہمارے اس مدعا اور بیان کی تصدیق ہوجاویگی کہ شخصی ترقی یا تنزل قومی ترقی یا قومی تنزل نہین ہوتا اور قومی تنزل یا قومی ترقی شخصی تنزل یا ترقی پر حاوی ہوتی ہے —

ہندوستان کے سارے لوگ غیر مہذب اور ناتعلیم یافتہ اور نالائق نہین ہین

اونمین بہت سے لوگ مہذب اور لائق بہی ہین مگر چونکہ اونمین تہذیب اور تعلیم کو عام
ترقی نہین اسواسطے کہا جاتا ہے کہ اقوام ہندوستان ترقی یافتہ نہین ہین انگریزون مین
سارے لوگ مہذب اور تعلیم یافتہ نہین ہین بہت سے ایسے لوگ بہی ہین کہ جو بالکل غیر تعلیم یافتہ
اور وحشی السیرت اور قبیح الخصلت ہین مگر چونکہ اونمین عام طور پر تہذیب اور تعلیم وغیرہ کا
نمبر بڑھا ہوا ہے اسواسطے اونکی قوم کو ترقی یافتہ قوم کہا جاتا ہے۔

ہندوستانی کیون اس درجے سے گر گئے اور انگریزون کو یہ درجہ کیون ملگیا اسواسطے
کہ ہندوستانیون مین قومی ہمدردی اور قومی کامون کے ترقی اور خیال نہین ہے
انگریزون مین برخلاف اسکے ذاتی ہمدردی اور ذاتی کامون کے ساتھ قومی ہمدردی
اور قومی کامون کو بہی ضروری خیال کیا جاتا ہے۔ عزیزو ذاتی کامیابیان اور ذاتی
مقاصد اپنے ہی گہر مین مستد اثر رہتے ہین غیرون کے نظر مین اونکو کوئی بہی عزت
اور وقعت حاصل نہین ہوتی اور نہ اوسسے غیر لوگ مستفید ہو سکتے ہین قومی مقاصد
اور قومی کامیابیان عام طور پر پُر اثر ہوتی ہین۔

ایک چاردیواری کا جلتا ہوا چراغ آفتاب کے ساتھ جو ساری سطح زمین اور فضاء وسیع
کو گہیرے ہوئے ہے برابری نہین کر سکتا ذاتی ترقی اور کامیابیان ایک چاردیواری
کا چراغ ہین اور قومی ترقی اور قومی کامیابیان آفتاب کا رتبہ رکہتی ہین۔ ہمنے قومی
ہمدردی کی ضرورتون قاعدون۔ نسبتون کو مختصر طور پر بتلا دیا ہے اب اوسپر
ایک عالیشان عمارت بنا لینا قوم کے لوگون کے اختیار مین ہے۔

چوتھے مذہبی ہمدردی

مذہبی ہمدردی وہ ہمدردی ہے کہ جو ایک مذہب والے کو بلحاظ اسکے کہ وہ اوس
مذہب کو مانتا ہے اپنی مسلمہ مذہب کے ساتھ کرنی پڑتی ہے مذہبی ہمدردی دو اصولون
پر کیجاتی ہے ایک تو یہ کہ جو لوگ اوس مذہب کو مانتے ہین وہ مضبوطی کے ساتھ اوسپر

ثابت قدم رہین اور اوسکے قوانین اور اوامر و نواہی کو دل سے تسلیم کرکے اوپر عمل کرین اور ایک یہ کہ اور مذہبون کے ماننے والے اوس مذہب مین داخل اور شریک ہون یہ دونون باتین انسان کے طبعی جوش اور خواہش کے موافق ہین - ہر ایک انسان طبعی طور پر یہ چاہتا ہے کہ جس بات کو وہ مانتا ہے اوسپر لوگ قائم رہین اور اور لوگ بہی اوسکی تصدیق کرکے اسکو مانین بعض لوگون کی یہ رائے ہے کہ انسان کا ان دونون خواہشون پر عمل کرنا ضد اور تعصب پر دال ہے ہمارے رائے مین یہ رائے درست نہین ہے ان خواہشون پر انسان عارضی طور پر عمل نہین کرتا بلکہ اوسکا طبعی جذبہ اوسکو ان خواہشون پر عمل کرنے کے لیئے مجبور کرتا ہے اگر ہم مذہب کو الگ رکھکر بہی اپنی حالتون پر نظر کرین تو ہمین معلوم ہو جاویگا کہ ہم دنیاوی امور مین بہی اور اپنے ابنائے جنس کو اپنے ساتھ ملانا چاہتے ہین اور یہ کہ جو ہمارے متفق الرائے ہو گئے ہین وہ اپنے اتفاق پر ثابت رہین جبکہ دنیاوی امور مین بہی ہم ان خواہشون سے کام لے لیتے ہین تو پہر مذہبی کامون مین تو ضرور لینا پڑیگا - اپنے مسلمہ خیال کے پیروی کے لیے اور لوگون کو مدعو کرنا تعصب اور ضد نہین ہے عین طبعی جذبہ کے موافق ہے ایک دہریہ بہی جو اپنے آپ کو علت علت مذاہب یعنے وجود باری تعالے کے ماننے اور تصدیق سے بری رکہتا ہے ہمیشہ یہ خواہش کرتا ہے کہ اور لوگ بہی اوسکے منشاء اور رائے کی تصدیق کرکے اوسکے پیرو ہو جائین - اگر یہ دونون خواہشین طبعی جذبہ کا اثر نہو تین تو ضرور تہا کہ دہریہ کے وجود اور دل مین انکا اثر نپایا جاتا دہریہ کے دل و دماغ مین ان خواہشون کا پایا جانا صاف طور پر اس بات کی بین دلیل ہے کہ یہ ہر دو خواہشین طبعی جذبہ کا اثر ہین اور یہ کسی حال مین ترک نہین ہوسکتین - ہان ہم اسقدر ضرور تسلیم کرینگے کہ ان خواہشون کے استعمال مین ناجائز اصولون سے کام لیا جاتا ہے جس سے بادی النظر مین بعض وقت یہ رائے لگانی پڑتی ہے کہ یہ

ہر دو خواہشین ضد اور تعصب کا اثر ہین - ان خواہشون کا استعمال صرف اس درجہ
تک چاہیے کہ جہانتک تبلیغ اجازت دیتی ہے تبلیغ سے بڑھکر کارروائی کرنا بلاشک ضد
اور تعصب ہی - تبلیغ کا مفہوم اور مدعا یہ ہے کہ ایک امر کو تہذیب اور شائستگی کے ساتھ
کسی دوسرے انسان کو سُنا دیا جاوے اور سلامت روی سے اوسکو توجہ دلائی جاوے
کہ اس بات پر غور کرو اس سے بڑھکر جو کچھ ہے وہ تبلیغ سے زیادہ ہی خواہ اوسکو ضد کہو
خواہ تعصب - ہمارا یہ منصب نہین کہ ہم اپنے مذہب کو زور سے دوسرون کے گلے ڈالین
اگر کوئی شخص اپنے آپ کو اس منصب کا مستحق ٹھہراتا ہے تو وہ انسانی آزادی اور طبعی
جوش کی مخالفت کرتا ہے کوئی مذہب یہ نہین سکھاتا کہ میرے قوانین زور سے اورون کو
تعلیم کرو - بلکہ یہ تعلیم کرتا ہے کہ نرمی اور فروتنی سے میرے قوانین اور اوامر و نواہی
کو اورون پر ابلاغ کرو - مذہبی دنیا بھی اوسوقت تک ترقی نہین پا سکتی اور نہ اپنی
اصلی پایہ پر قائم رہ سکتی ہے کہ جب تک اوسکے ساتھ ہمدردی واجب نہ کیجاوے
چونکہ ہر ایک مذہب والے کو طبعی طور پر اپنا مذہب عزیز ہوتا ہے اسواسطے ہر ایک
شخص کو جائز ہے کہ اپنے مذہب کے ساتھ تہذیب اور شائستگی سے ہمدردی کرے
مذہبی ہمدردی کا مختصر اصول یہ ہے کہ وہ ہمدردی تبلیغ سے بڑھکر نہو اور خاص
طور پر عمدہ وسیلون سے کوشش کیجاوے کہ مذہب مین فتور نہ واقع ہو اور مذہبی
سوسائٹی نیک نیتی اور خلوص اور ادب سے کام کرتی رہے بیجا ضد اور تعصب کو
مطلقاً دخل نہ ہو -

پانچوین ذاتی ہمدردی

ذاتی ہمدردی وہ ہمدردی ہے کہ جو خاص اپنی ذات سے کیجاوے - اگرچہ
ایک شخص کی ذاتی ضرورتین اور مقاصد قومی ضرورتون سے مقابلہ نہین کرسکتی
مگر اونکا پورا ہونا بھی ہمدردی ہی پر موقوف ہی کہنے والا کہسکتا ہی کہ کون شخص اپنی

ہمدردی نہین کرتا - یہ سچ مگر معلوم رہے کہ انسانون کی حالت یکسان نہین ہے بہت سے
ایسے بھی انسان ہین کہ یا تو مطلقاً اپنی ہمدردی نہین کرتے اور اگر کرتے ہین تو ایسے
قاعدون پر کہ بجائے مفید ہونے کے مضر ثابت ہوتی ہے مثلاً ایک انسان پر لازم تھا
کہ وہ کسی مفید اور قابل قدر علم یا فن کے سیکھنے مین کوشش کرتا مگر اوسنے بجاے اسکے
کھیل کود مین اپنے عزیز اوقات کو صرف کردیا اوسکی نظر مین تو یہ کام بلاشک اپنی ذاتی
ہمدردی تھی لیکن اصل مین وہ ایک غلط اصول کی پیروی کر رہا تھا - اسیطور پر ذاتی
ہمدردی کو پورا کرو کہ جو نیک اصولون اور مفید قاعدون پر مبنی ہو - اور جنسے تمہارے
ذاتی ضرورتون اور مقاصد کی اصلاح ہو - اپنی بدنی طاقتون ذہنی قوتون مال و دولت
اوقات کو بد کامون اور بدمقصدون مین صرف کرنا ذاتی ہمدردی کے منافی ہے
ذاتی ہمدردی کا یہ تقاضا ہے کہ ہم اپنی ساری دلی طاقتون ذہنی قوتون مال و دولت
اوقات کو نیک اور اچھے کامون مین صرف کرین — خدا یہ توفیق ہر ایک
فرد بشر کے اخیر عمر تک نصیب اور رفیق کرے -

چھٹے شخصی ہمدردی

شخصی ہمدردی وہ ہمدردی ہے کہ ایک خاص شخص کے ساتھ کیجاتی ہے - یہ بات
دلنشین کرلینی چاہیئے کہ دنیا مین کوئی شخص بلا احتیاج اور بلا ضرورت نہین ہے ہر ایک
شخص کو احتیاج بھی ہے اور ضرورت بھی ہے یہ بھی سمجھ لو کہ ساری حاجتون اور تمام
ضرورتون بر ایک آدمی تن تنہا کامیاب نہین ہوسکتا جب انسان اپنی پیش آمدہ
واقعات اور معاملات کا تن تنہا تحمل نہین کرسکتا تو ضرور ہوا کہ وہ اورون سے امداد
طلب کرے ایسی حالت مین ضرور ہے کہ اور ابنائے جنس اوسکو امداد دین یعنے اوسکے ساتھ
ہمدردی کرین - دنیا کی جسقدر کام ہین وہ بجز ایک دوسرے کے معاونت اور امداد کے
انجام نہین پاسکتے دنیا کے رہنے والے ایک دوسرے کے سہارے سے چلتے اور زندگی

بسر کرتے ہین ہمارا کوئی کام اور کوئی ارادہ ایسا نہین ہے کہ جو دوسرون کی ہمدردی
اور امداد کا محتاج نہو - اگر ہم ایک دوسرے کی معاونت اور ہمدردی کرنا چھوڑ دینگے
تو اورون کو بھی تنگ کرینگے اور آپ ہی مختلف بلاؤن مین پھنس جاینگے - جیسے زید کو ہمسے
امداد کی ضرورت ہے ایسے ہی ہم بھی بعض باتون مین زید کے محتاج ہین دنیا مین سب سے
زیادہ تر بادشاہ مقتدر ہوتے ہین اونکو بھی اورون سے احتیاج ہوتی ہے بالمقابل
بادشاہون کے فقیر لوگ دنیا کے علائق سے آزاد ہوتے ہین مگر باوجود اس قطع علائق کے
اونکو بھی انسانی ہمدردی کی حاجت ہے جب ہم ایک شخص کی ہمدردی کرتے ہین تو
دوسرے شخصون کو اور شخصون کی ہمدردی کرنے کا خیال پیدا ہو جاتا ہے اور کسی ضرورت
کے وقت ہمکو بھی اوس ہمدردی سے حصہ لینا پڑتا ہے - بعض لوگ اس شخصی ہمدردی
کو بعض شرائط سے مشروط کر دیتے ہین مثلاً یہ کہ ہندو کو مسلمان کے اور مسلمان کو ہندو
کے اور عیسائی کو مسلمان اور مسلمان کو عیسائی کی ہمدردی نہین کرنی چاہیے کیونکہ معاشرت
مذہبی اسکی اجازت نہین دیتے ہمارے خیال مین شخصی ہمدردی کو ایسے شرائط سے
مشروط کرنا موجہ نہین ہے کوئی مذہب یہ نہین سکھلاتا کہ مذہب کے سواے اور معاملات
اور امور مین بھی کسی شخص کی ہمدردی نہ کرو - دنیاوی مقاصد اور امورات مذہبی مقاصد
سے جدا ہین - دنیاوی امور مین اگر عیسائی یا ہندو ہمدردی کے قابل ہے تو اوسکو
محروم نہین رکھنا چاہیے - اور اگر مجوسی بھی اس لائق ہے تو عیسائیون اور ہندوؤن کو
دریغ نہین کرنا چاہیے - اگر کوئی شخص بھوکھا ہو تو ہمکو اوسواسطے اوسکی امداد
اور ہمدردی سے باز نہ رہنا چاہیئے کہ وہ ہمارا ہم مذہب اور ہم مشرب نہین - ہان اگر
وہ ہمسے ایسی ہمدردی کی درخواست کرے کہ جسمین ہمکو مذہبی قانون کی مخالفت کا تردد
اور فکر ہو تو ہمارا اختیار ہے کہ اوسکی درخواست کو نامنظور کرین - مثلاً اگر کوئی مسلمان
یا ہندو کسی عیسائی سے یہ درخواست کرے کہ مین عیسائی مذہب کے تردید کے واسطے

بنا دمقرر کرنا چاہتا ہون چونکہ یہ کام سوائے عام امداد کے نہین چل سکتا تم بھی زری امداد کرو تو جائز ہے کہ عیسائی اس درخواست کو نامنظور کرے کیونکہ یہ درخواست اوسکے مذہبی قانون کے مخالف ہی یہان یہ بھی سوال ہو سکتا ہے کہ مذہب کے سوا اگر کسی شخص کی راے مین ایک خاص معاملہ مین ہمدردی کرنا ضروری نہو اور اوسکی قوت فیصلہ اوسکی مخالف ہو تو اوسکو کیا کرنا چاہیے - ہماری راے مین اگر وہ اوس ہمدردی مین کوئی اشد نقصان دیکھتا ہو تو نہ کرے اور اگر اوسکے نزدیک اوسکا کرنا نہ کرنا برابر ہو تو اس اصول پر کہ کار خیر بہرحال اچھا ہی کردے ہان یہ اوسکا اختیار ہے کہ اپنے پالسے نہ بدلے -

ساتوین نسبتی ہمدردی

نسبتی وہ ہمدردی ہے کہ جو کسی نسبت کے لحاظ سے کیجاتی ہے - مثلاً مان باپ جو بیٹے بیٹیان - باپ مان بھائی بہن دوست دوستون سے ہمدردی کرتے ہین یہ سب نسبتی ہمدردیان ہوتی ہین - جسقدر نسبتی ہمدردیون مین رعایت ناجائز یا اس غیر واجب شامل ہو جاتا ہے اسقدر اور قسم کی ہمدردیون مین نہین ہوتا - اگر کسیکا بیٹا فی الاصل قصور وار ہے ہو مگر باپ ضرور اوسکی ہمدردی کرتا ہے کسی کا دوست اگرچہ کسی اور شخص سے زیادہ تر ہمدردی کا مستحق نہو مگر وہ ضرور اوسکے مقدم رکھنے پر زور دیتا ہے - یہ بات بڑی اہم اور ضروری ہے کہ ہم نسبتی ہمدردیون کو پوری وفاداری اور شوق سے پورا کرین مگر اسمین یہ بھی لحاظ رہے کہ ہمارے ہاتھ سے انصاف اور صداقت کا خون نہو جاوے بعض وقت نسبتی تعلقات ایسی طور پر متقاضی ہوتے ہین کہ ہماری سچائی کی روح مغلوب ہوتے نظر آتی ہے ایسے وقت مین ہمکو مغلوب الشوق نہو جانا چاہیے بلکہ اس امر کی کوشش کرنی چاہیے کہ ہمارا انسانی جوہر یعنی صداقت پسندی پست حالت نہو جاوے اگر ہمارا کوئی دوست یا کوئی اور قرابتی فی الحقیقت ہمدردی کے قابل نہین

توہمکو محترز رہنا چاہیے اگر ہم احتراز نہ کرینگے تو ناحق کی رعایتی اور پاس کرنیوالی سمجھے جاینگے۔
نسبتی ہمدردی صرف انسانون کے ساتھہ ہی مخصوص نہین اسمین سے حیوانات کو
بہی جو ہمارے اردگرد ہماری خوشی اور خدمت کے لیئے پہرتے ہین حصہ اور بہرہ پہونچتا ہی
ہمکو اپنے اردگرد کے جانورون چارپایون وغیرہ سے ایک نسبت ہی اور اونکو ہمسے ہی یہ
باہمی نسبت اس امر کی متقاضی ہے کہ ہماری جانب سے اونکے ساتھ بہی مناسب طور
پر ہمدردی کیجاوے رہی یہ بات کہ وہ ہمارے ساتھ اسکے بدل مین ہمدردی اور
غمخواری نہین کر سکین گے سو اسکا یہ جواب ہی کہ جسقدر اونسے اپنے اپنی طبعی جذبہ
اور شعور کے موافق ہوسکتا ہے ہمارے ساتھ ہمدردی کرتے ہین جو لوگ خدا کی مختلف
پیدائشون کے سلسلہ ربط و ضبط اور برتاو کو غور کی نظرون سے دیکہتے رہتے ہین اونکو
اخیر پر اس بات کا مقر اور قائل ہونا پڑا ہے کہ ہمارے اردگرد کے جانور چارپائے
وغیرہ اپنے مقدور کے موافق ہمسے ہمدردی کرتے ہین ۔ یہان یہ سوال ہوسکتا ہے
کہ ہمکو درندہ موذی جانورون سے کیون ہمدردی کرنی چاہیے وہ تو ہمارے دشمن
ہین ۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اول تو اونکو ہماری ہمدردی کی ضرورت ہی نہین پڑتی
اور اگر کہین لولے لنگڑے ہوکر قابو مین آجائین ۔ تو بشرط ایذا دینے کے اونکا
تلف کرنا کوئی عیب نہین ۔ اونکے ساتھ بہی ہمدردی ہے ۔ دوسرا یہ کہ ہمنے یہ
فقرات درندہ جانورون اور موذی چارپایون کی بابت نہین لکہے بلکہ اون جانورون
اور چارپایون کی بابت جو انسانون کے ساتھ ملے جلے رہتے ہین ۔

ششم

ہمدردی کی حد کہان تک ہی

اگرچہ جسطرح نیک دل لوگون کے خیال مین نیکی اور بہلائی کرنے کی کوئی حد اور اندازہ
نہین ۔ اسیطرح پر سچے اور مضبوط دل ہمدردون کے نزدیک ہمدردی کی کوئی حد نہین

جہانتک طاقت ہو اور قابو چل سکے اسکو عمل مین لانا چاہیئے اعلی درجہ کی ہمدردی کرنیوالون
کا تو یہ خیال ہے کہ جان و مال ننگ و نام کو بالائے طاق رکھکر ہمدردی کے واجبی فرض
کو ادا کرنا چاہیئے گو یہ خیال بہت وسیع اور بہت اچھا ہے مگر یہ اون پاک نفس لوگون کے
واسطے ہی کہ جنہون نے ملک و قوم کے مبارک نام اور عزت پر اپنی خودی اور انانیت کو بالکل
فدا اور قربان کر دیا ہے اور جو ملک اور قوم کی ضرورتون کے مقابلہ مین اپنی جان مال
عزت و ناموس ریاست امارت وغیرہ کو ہیچ اور لاشی سمجھتے ہین - جنکا دل اور روح
اور دماغ ہمیشہ ملک اور قوم کے خیال مین مسرور رہتا ہے - جو لوگ ایسے
مقدس طبیعت والون کا مقابلہ نہین کر سکتے اونکے واسطے ہمدردی کے فرائض کو
غیر محدود قرار دینا اور اونکو اون فرائض کے پورا کرنے کی فہمائش کرنا گویا اس امر کی
اجازت دینا ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان کے ساتھ ہمدردی نکرے - غیر محدود
ہمدردی کرنا اون لوگون کا کام ہے کہ جنکا ذکر خیر اوپر ہو چکا ہے عام طبیعت والون سے
ایسا ہونا یا ایسا کرنا ناممکن ہے - جب ایسی طبیعتون والے اس قسم کے غیر محدود
ہمدردی پوری پوری نہ کر سکینگے تو وہ سمجھ لینگے کہ ہمدردی کرنا مشکل ہے رفتہ رفتہ
یہ رائے کسی روز کو ہمدردی کے فضول ثابت کرنے کے واسطے کافی ہو گی - یہ آنیوالی
مشکلین یاد دلاتی ہین کہ عام طبیعت والون کی خاطر ہمدردی کی حد مقرر کیجاوے
عزیزو یہ بات سمجھ لو کہ جیسا دوسرے کے ساتھ ہمدردی کرنا انسانیت کا اعلی فرض ہے
ایسا ہی ہمارا طرز خلقت لا آف نیچر یاد دلاتا کیا بلکہ تاکید کرتا ہے کہ تم اپنے ساتھ
بھی ہمدردی کرو - لوح نیچر کے اوپر جو غیر متبدل اور غیر متغیر بڑے جلی موقلم
حرفون سے لکھا ہے - اے آدم زاد انسانیت کا اعلی فرض ہے
کہ تو اورون کے ساتھ ہمدردی کرے - ہان یہ بھی یاد رکھ کہ تجھکو اپنی
ذات سے بھی ہمدردی کرنی چاہیئے - جب ہمکو اپنے ساتھ بھی ہمدردی کرنا

ضروری اور لازمی ہے تو پہر دوسرے لوگون یا قوم یا ملک کے ساتھ ہمدردی کرنے کے واسطے یہ حد بہت درست اور ٹھیک ہی کہ ہماری وہ ہمدردی یا ہمدردیان جو دوسرون کے نفوس اور ذوات پر موثر ہون اوسے حد تک ہونی چاہئین کہ جس سے ہماری اپنی ذات خاص کو کوئی نقصان اور ضرر نہ پہونچے۔

اگر ایک شخص ہمسے یہ درخواست کرے کہ فلان شخص نے جبر اور ظلم سے میری جائداد زیور کا اسقدر جزو یا حصہ دبالیا ہے اب اوسکے گہر مین صندوق مین رکہا ہوا ہے مجھ مین نالش کرنے کی استطاعت نہین - اگر تم میرے ساتھ چل کر اوسکے گہر مین سے اسباب مذکور صندوق سے نکال کر مجکو دیدو تو مین اپنے انصاف کو پہونچ جاؤنگا ہمنے تحقیق سے معلوم بہی کرلیا کہ فی الواقعہ یہ شخص مظلوم اور فلان شخص جابر ہے مگر اگر ہم اس قابل رحم بیان پر اصول ہمدردی کے موافق اوس مظلوم شخص کے ہمراہ جاکر شخص جابر کے گہر سے زیور مذکور نکال کر حقدار کو دیدین تو ہم اوسیوقت زیر دفعہ قانون فوجداری پولیس کے پنجہ مین گرفتار ہوکر آہنی سیخون والے حوالات مین پہونچائے جائینگے کیونکہ ہم سوائے موجودگی پولیس ماسوائے خاص اجازت مجسٹریٹ مجاز کے کسی دوسرے شخص کے گہر کی تلاشی نہین لے سکتے - اگر ہم ایسا کرین تو جرم ہے - گو ہمارا یہ فعل یا یہ ہمدردی سراسر رحم آمیز اور صحیح اصول پر مبنی تہے کوئی ذاتی عناد اور بخل شامل نہین تہا مگر قانون اسکی پروا نہین کرتا - ہمارا ایسا کرنا اس امر کی دلیل ہی کہ ہم اپنے آپ کو اپنی ہاتھون سے چاہ مصیبت مین گرانا چاہتے ہین اور طرفہ بران یہ کہ ہمارے اس کارروائی سے اوس مظلوم کو بہی فائدہ نہ پہونچیگا کیونکہ گہر والا اولٹے اوسکو الزام دیگا اور عدالت بہی اوس سے بازپرس کریگی - ایسی درخواستون اور حالتون کے وقت مین ضروری اور لازمی ہے کہ ہمدردی کی ڈیوٹی کو اونہین ذریعون سے ادا اور پورا کیا جاوے کہ جو ذاتی نقصان یا ضرر کی حیثیت سے موثر نہون رہی یہ بات کہ گویا ایک ہمدردی سے ہماری ذات پر نقصان یا تاثیر پڑنے

خفیف خیال کر سکتے ہین - یہ درست اور ٹھیک ہی مگر اس خفیف تاثیر کے قبول کرنے سے بہی ہماری ذات کو کسی نہ کسی قدر ضرر اور نقصان پہونچیگا جب نقصان پہونچا تو ذاتی ہمدردی کی بڑی ڈیوٹی ترک ہوگی جسکا ترک کرنا غیر واجب ہے - ہان اگر کوئی شخص ہمدردی مجسم ہوکر جان و مال کو ہمدردی کے نام پر فدا کر چکا ہے تو اوسکو ایسا کرنا زیبا ہے - اور اوسکا یہ کرنا اوسکی ذات کے واسطے بہی زیبا نہین بلکہ ملک و قوم کا فخر ہے - اگر کوئی شخص کہے کہ کوئی ہمدردی سواے اپنی ذات کو تکلیف اور رنج - نقصان پہونچانے کی پوری نہین ہوسکتی کیونکہ جو شخص دوسرے کے ساتھ ہمدردی کریگا وہ اپنا خرچ بہی کریگا اس صورت مین لازم آتا ہے کہ کوئی ہمدردی جائز نہو - معترض کا یہ اعتراض صرف اسواسطے ہی کہ اوسنے ہمارے الفاظ کے معانے کو نہین سمجھا اسمین کوئی شک نہین کہ ہمدردی سوائے رنج تکلیف اوٹھانے کے پوری نہین ہوسکتی - مگر ہمنے جس نقصان اور ضرر کو پیش نظر رکھا ہے اوس سے اوسی قسم کے نقصان اور ضرر مراد ہین جو اوپر کی مثال مین بیان کیے گئے ہین یہ حد بڑی احتیاط کی نظر سے مقرر کی گئی ہے کیونکہ تجربہ سے دیکھا گیا ہے کہ بہت سے لوگ حد سے بڑھکر ہمدردی کرنے کے جرم مین پھنسکر مختلف تکلیفین اور دکھ اوٹھا چکے ہین -

انکشاف حالت

اس امر کو تو مین بہی مانتا ہون اور اور لوگ بہی ضرور ہی تسلیم کرتے ہونگے کہ انسانون سے اکثر قسم قسم کی غلطیئن اور لغزشین ہوتی رہتی ہین یہ بات یا یون کہو کہ یہ نقص کسی خاص قوم کے انسانون یا کسی خاص زمانہ اور ملک سے مخصوص نہین ہر ایک قوم کے انسانون اور ہر ایک زمانہ مین اسکا ظہور اور اثر پایا جاتا ہے کوئی ایسا بری الذمہ زمانہ نہین کہ جسکے ساتھ یہ بات یا یہ بخ نہ لگی ہو کوئی ایسی قوم نہین جسکے افراد مین اس نقص کو دخل نہو - مانے اور موجودہ حالتین اور واقعات ہمارے اوپر کی بات کو

ایک زور سے ثابت کرتے ہین قطع نظر اور اور غیر نظیرون کے جب ہم اپنی ذات پر خیال
کرتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ ضرور انسانون کی جماعت مین نقص مذکور ورثہ کے طور پر
پایا جاتا ہے کوئی ایسا انسانی مجمع نہین ہے کہ جسمین یہ بات نہ پائی جاتی ہو یا جو
اپنے آپ کو اس بات یا اس نقص سے معصون اور مامون ثابت کر سکے اگر کوئی انسانی
مجمع اس بات کا دعوے کرے تو اوسکے صحیح ہونے کی کوئی وجہ اور دلیل نہین ملسکیگی
کیونکہ یہ ادعا اصلیت اور حقیقت کے خلاف ہے یہ بات تو ہمنے مان بھی لی اور کچھ کچھ
ثابت بھی کردی کہ انسانون سے اغلاط کا سرزد ہونا ایک موروثی بات ہی اب ہم ناظرین
پر یہ بات ظاہر کرنا ضروری خیال کرتے ہین کہ اکثر کرکے ہم انسانی جماعتون سے لغزشون
اور غلطیون کا صدور اور ظہور کیون ہوتا ہے اگرچہ ہم غلطیون کے ظہور کے باعث
اور اسباب کو کلیۃً بیان نہین کرسکتے کیونکہ اس قسم کے بواعث کا احصا اور شمار
کوئی آسان اور سہل بات نہین ہے مگر تاہم ایک ایسا قاعدہ یا ایک ایسی محتوی صورت
بیان کیجاویگی جو ہم انسانون کی اکثر غلطیون کا باعث یا موجب قرار دیجاسکتی ہے
گو ایسے باعث کا کسی خاص قسم کی غلطیون پر سے احتوا نہو مگر تاہم اوسکو ایک باعث کا
خیال کیا جاسکتا ہے یہ بات بیان کرنے کے قابل ہے کہ انسانون کے اعمال اور امور کا
کچھ نہ کچھ موجب اور باعث ہوتا ہے کیونکہ کوئی فعل بلا سبب صادر نہین ہوسکتا ہر ایک
کام کے واسطے کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہوتا ہے انسانون کا غلطی کرنا اور لغزش کھانا
بھی ایک فعل ہی ضروری کہ اسکے واسطے بھی کوئی نہ کوئی باعث اور موجب ہو اس
ضروری تمہید کے بعد ناظرین پر روشن ہو کہ اکثر کرکے انسانون سے اسواسطے بھی
غلطیین صادر ہوتی ہین کہ اکثر انسان حالات شناسی یا انکشاف حالات مین قاصر
ہوتے ہین حالات کے نہ پہچاننے یا نہ معلوم کرنے کے باعث غلطیین صادر ہوجاتی
ہین مثلاً ایک شے کی حالت سے ہمکو واقفیت اور مہارت نہین اور ہم اوسکی نسبت

مجبوراً یا ضرورۃً کسی قسم کی راے ظاہر کرنا چاہتے ہین اگر ہم شے مذکور کی حالت کو معلوم
یا وزن نہ کرین گے تو ضرور دھوکا کھا جاوینگے کسی شے کی ذاتی حالت کا وزن یا معلوم
کرنا راے زنی کے واسطے ایک ضروری امر ہے جب تک یہ ضرورت پوری نہ ہوگی
تب تک ہماری راے کا وزن دار یا صائب ہونا ایک موہومی امر ہے اوس شے
کی ذاتی حالت کہ جسکے بابت ہم راے ظاہر کرنا چاہتے ہین اظہار راے کے ساتھ ایک
ضروری اور لازمی نسبت رکھتی ہے مثلاً ہمکو یہ بات تو معلوم نہین کہ کابل کا
معاملہ کیونکر شروع ہوا تھا اور ہماری گورنمنٹ نے اوسمین کس وجوہات کے زور پر
دخل دیا اور کن شرائط پر پولیٹکل معاملات اور ضروریات کا خاتمہ ہوا مگر ہم اسکی
بابت راے دینا چاہتے ہین اگرچہ ظاہر ہین تو ہمکو اس معاملہ مین اظہار راے کی
کئی ایک راستے لین گے مگر دراصل ہماری راے بالکل ناموزون اور کمزور اور غلط
ثابت ہوگی جب ہمکو کابل کے ضروری معلومات ہی میسر نہین تو ہماری راے مین
موزونیت کہان ہوگی گو ہمکو اظہار راے کے راستے ملجاوین مگر اون راستون سے
ہم منزل مقصود پر کبھی بھی نہ پہونچنگے ایسی حالت مین اگر ہم اظہار راے کا حوصلہ
کرین تو یقیناً اپنے آپ کو نادان اور کم فہم ثابت کرنے کا ہم خود عزم اور ارادہ کررہے
ہین ہم خود کوشش کرتے ہین کہ ہماری غلطیین ظاہر ہون اور لوگ اس بات کو
پاجاوین کہ ہم بغیر علم حالات شے راے ظاہر کرتے ہین ہم سچ کہتے ہین کہ ہماری
غلطیون کا جزو اعظم یا بڑا حصہ اشیاء کے حقیقی حالتون کا نہ معلوم کرنا ہی ہے اگر
ہمکو یہ بات منظور ہے کہ ہماری رایون یا کامون کی غلطیین اور نقص ظاہر ہوکر ہمکو شرمندہ
نہ کرین تو لازمی اور ضروری یہ بات ہی کہ ہم اظہار راے کے پہلے شیون کی حالتین
وزن یا معلوم کرلیا کرین کیا یہ ہوسکتا ہے کہ ہمکو شیون کی حالتین تو معلوم نہون
اور اونکی نسبت ہماری منظورہ رائین صحیح اور درست ثابت ہون اگر کوئی شخص ایسا

واہیات اور پوچ خیال رکھتا ہے تو وہ اپنی رایون کو واقعہ کے مطابق یا صحیح ثابت
کر چکا کوئی ایسا کام یا کوئی ایسی بات نہین کہ جسکی کوئی نہ کوئی حالت ہو بعض لوگون
کا یہ بہی دستور ہے کہ وہ شیئون کی حالتون کو معلوم تو کرتے ہین مگر ایسی طور اور وضع
پر کہ جو اظہار راے کے واسطے کافی نہین ہوتا علم حالت شے سے یہ مراد نہین کہ کسی شے
کی حالت کو اعتباری طور پر وزن یا معلوم کر لینا اور اوسی پر نازان ہو کر کسی قسم کی
راے کا ظاہر کر دینا جب تک کسی شے یا کسی امر کی کلی حالت معلوم نہو تب تک نہ کوئی
راے صائب قائم کیجا سکتی ہے اور نہ کوئی شخص ایسے اعتباری یا جزئی علم پر
کسی قسم کی راے دینے کا مجاز خیال کیا جا سکتا ہے ہر ایک انسان پر لازم اور فرض
ہے کہ جہانتک ہو سکے اس امر مین سعی اور کوشش کرے کہ اوسکے ہر ایک چھوٹے
بڑے راے شیئون یا امورات کی حالتون سے ٹکر کھاے ہر ایک راے کا صائب
یا غیر صائب ہونا اوسیصورت مین خیال کیا جاوے گا کہ جب اوسکو حالات سے
مناسبت ہو اگرچہ عدم علم حالات کی صورت مین بہی ہر ایک قسم کی راے ظاہر کیجا سکتی
ہے اور کہہ بہی سکتے ہین کہ فلان شخص بہی راے دینے کا خیال رکھتا ہے یہ سب کچھ
ہو گا مگر اصابت راے کا رتبہ تو اوسیوقت حاصل ہو گا کہ جب راے واقع اور حالت
کے مطابق ہو جب کوئی راے واقعہ یا حالت کے مطابق نہو تو اوسکے واسطے اصابت
کا درجہ کیونکر حاصل ہو سکتا ہے جب کوئی شخص راے زنی کی غرض کو مقدم رکھکر
کسی شے یا کسی امر کی حقیقی حالت کو معلوم کر لیتا ہے یا معلوم کر لینے کا قصد کرتا ہے
تو اوسکو راے دینے کے واسطے بہت سے مفید باتین ملجاتی ہین اور اوسکو یہ بات
بہی معلوم ہو جاتی ہے کہ آیا اسوقت یا اسطور پر کسی راے کا ظاہر کرنا یا پوشیدہ رکھنا
ضروری ہے یا غیر ضروری راے دینے والے کے واسطے جیسا کسی شی کی حقیقی حالت
کا علم ضروری اور لازمی ہے اسیطرح پر اظہار راے کے وقت کا جاننا لازم اور واجب ہے

کسی راے کا ظاہر کرنا اوسیصورت مین فائدہ بخش ثابت ہو سکتا ہی کہ جب اوسکی
کل ضروریات اور شرائط کو ملحوظ رکھا جاوے بعض شخصون کی رائین باوجود اسکے
کہ اون رایون مین علم حالات بہی ملحوظ ہوتا ہے صرف اسیواسطے غیر مفید ثابت ہوتے
ہین کہ اونکو اپنے پایہ اور وقت پر ظاہر نہین کیا جاتا اگر ہمکو منظور ہے کہ ہماری رایون کا
بودہ ہر ایک طرح سے عمدہ پہل لائے تو ضرور ہے کہ اوسکے سارے شرائط اور ضروریات
کو پورا کرین پہلے جسکی نسبت ہم راے دینا چاہتے ہین اوسکی حالت سے واقفیت اور
آگاہی حاصل کرین اور پہر اظہار راے کی وقت اور طور وطریق یا یون کہو کہ واجبی اداب
سے مہارت پیدا کرین ان مراتب کے حصول کے بعد بلا شک ہماری ہر ایک راے
خواہ اثبات مین ہو اور خواہ نفی مین فائدہ بخش اور بااثر ثابت ہوگی ان مراتب کے
حصول سے ضرور ہماری رایون کو اصابت کی ڈگری کا پرچہ مل رہیگا۔

قیاس

قیاس آن شہسوار عرصۂ راز　　برادر خواندۂ الہام و اعجاز

لغت مین لفظ قیاس کے معنے اندازہ کرنے کے ہین اور اصطلاح مین قیاس نام ہے
خوض اور فکر طبع کا جب آدمی کسی چیز کی حقیقت اور اصلیت کے ادراک اور دریافت
کے لئے فکر اور خوض کرتا ہے تو اوس فکر اور خوض کو قیاس کہتے ہین ادراک حقایق اور
حل دقایق کے واسطے قیاس ازحد موئد اور معاون ہے مشکل سے مشکل اور ادق ہور
مین جب قیاس کو معاون اور موئد بنایا جاتا ہے تو ان مشکلات پر فتح وفیروزی ہی
حاصل ہوتی ہے اور ایسے ایسے نکات اور دقایق پیدا ہوتے ہین کہ خود انسان متحیر
ہوتا ہے دنیا مین کوئی ایسا علم اور فن نہین ہے کہ جسمین قیاس کو نہ دخل ہو معقولات
مین قیاس ہی سے کام لیا جاتا ہے منقولات مین بہی قیاس ہی کو موئد بنایا جاتا ہے
فنون بہی قیاس سے ہی مترقی ہوے ہین اور علوم نے بہی قیاس سے رونق حاصل کی ہے

غرضکہ ہر ایک علم اور فن مین قیاس کو دخل اور وقر حاصل ہے اور اسیکے مدد سے
اونکو رونق اور ترقی حاصل ہوتی ہے ۵ قیاس از بہر ہر فنے اساس ست ؛
جہان روشن بمصباح قیاس ست ؛ مخرج قیاس انسان کی طبیعت ہی اسیواسطے
انسانون کے ادقیہ تشارک اور تجانس نہین ہین ایک شی کے حسن وقبح یا حقیقت
یا غیر حقیقت کی بابت ایک شخص کچھ قیاس کرتا ہے اور دوسرا اوسکے مخالف چلتا ہے
بعض لوگون کے ادقیہ جو آپسمین متحد اور متفق ہوجاتے ہین اونکے اتحاد اور اتفاق
کا موجب اور باعث اتفاق طبائع ہے قیاس اور فکر مین صرف اتنا فرق اور امتیاز
ہے کہ فکر پہلی حالت اور صورت کو کہتے ہین اور قیاس اخری یا نتیجہ صورت کو کہتے ہین جسوقت
کوئی آدمی کسی شے کی بابت قیاس کرنے لگتا ہے تو وہ قیاس دو صورتون پر بٹ
جاتا ہے اگر اس شے کے عوارض کی بابت ہو تو اوسکو قیاس عارضیہ بولتے ہین
اور اگر ذاتیات کی نسبت ہو تو اوسکو قیاس ذاتیہ سے موسوم کرتے ہین جب کسی شے
کے عوارض کی بابت قیاس کرتا ہو تو قبل از شروع قیاس مقیسی پر ضرور اور مناسب
ہے کہ شے مقیسی کے عوارض کو ذہن مین خوب منضبطی اور استواری سے جمع کرے
اور بعد اجتماع اون عوارض پر بالانفراد قیاس دوڑاسے عوارض دو قسم پر منقسم ہین
ایک عوارض مطلقہ - اور ایک عوارض خاصہ - ان دونون قسم کے عوارض کی
بابت احتیاط سے قیاس کرنا چاہیئے - بعض دفعہ جو قیاس غلط نکلتا ہے اوسکا
باعث یہ ہی کہ قیاس کرنے والا عوارض مطلقہ کو عوارض خاصہ سمجھنے لگتا ہے
اور کبھی عوارض خاصہ کو عوارض مطلقہ سمجھتا ہے - بعض عوارض اس قسم کے ہین کہ
شے کے خواص مین سے ہو گئے ہین اور بعض مغائر خواص اسواسطے مقیسی کو مناسب
ہے کہ حتی المقدور عوارض خاصہ اور عامہ کی تحقیق اور تشخیص مین خوب زور دیا کرے
کیونکہ درصورت عدم تشخیص عدم صحت قیاس کا اندیشہ ہے دوسرے یہ کہ بعض عوارض

کے بہی عوارض ہوتے ہین مقّسی لبعض وقت انکی بابت لحاظ نہین کرتا اور عدم لحاظ سے
قیاس کے صحت مین فرق آجاتا ہے مقّسی عقیل اور فہیم پر لازم اور واجب ہے کہ عوارض
شے کے عوارض پر بہی غور کر لیا کرے تاکہ صحت قیاس مین کوئی نقص اور سقم پیدا نہو
جب کسی شے کی ذاتیات کی بابت قیاس کیا جاوے تو اوسوقت تحقق اور تشخص ذاتیات
کی نسبت بڑی سلامتی اور محنت سے کاروائی کرنی چاہیے سب سے بڑا فرض یہ ہے
کہ ذاتیات اور عوارض کے امتیاز اور تفریق کی بابت کوئی لغزش اور غلطی نہونی یاد
وقوع اغلاط سے قیاس کے پڑی درست اور ٹھیک نہین جمیگی جب کسی شے کی عوارض
اور ذاتیات کی تشخیص اور افتراق کی تحقیق پوری ہولے تو اوسوقت قیاس جمانا
چاہیے اور پہر اوسکو تجربے اور عقل و نقل کے کھٹائی مین ڈالکر پرکہنا شروع کرین
کیونکہ بہت سے ایسے قیاس ہین کہ جو ہماری پرمال کے بموجب صحیح اور مصون من السقام
اور مامون عن الاغلاط اور محفوظ عن الاوہام ہین مگر دراصل محکِ اکسیر لبس اور معیار
عقل و نقل کے مخالف اور فی نفسہ موجب ایراد موالغ اور اعتراضات ہین اگر ایسے
قیاسون کو بغیر شواہد تجربہ اور اسناد عقل و نقل تسلیم کیا جائیگا تو بہت سے قبائح
اور مکروہات کے صدور اور ظہور کا موجب اور باعث بنینگے اور مقیس دہوکہے اور غلطی مین
پھنس جائینگے بہت دفعہ ایسا بہی ہوجاتا ہے کہ کسی شے کی نسبت قوت قیاسیہ ایک
زور سے کام نہین دیتی اوسوقت انسان کو حوصلہ نہ ہارنا چاہیئے کیونکہ اگرچہ اوسوقت
قوت قیاسیہ تفکر اور تدبر سے ہار جاتی ہے مگر ایک دوسرے وقت مین ضرور اپنے
جواہر اور قوے ظاہر کریگی دنیا مین جو کچھ نظر آتا ہے اصل مین پوچہو تو یہ سب کچھ
قیاس الدولہ کے ہی برکت اور طفیل ہے جسوقت کوئی شخص کوئی نئی شے ایجاد کرتا ہے
وہ قیاس کی ہی تاثیر ہے فنون اور علوم مین بڑے بڑے نکتے اور باریکیان پیدا کرنا
قیاس کی ہی امداد کا ثمرہ ہے ریل - اگنبوٹ برقی - ٹیلیفون وغیرہ یہ سب کچھ

قیاس ہی کی اعانت اور تائید کا نتیجہ ہے قیاس الدولہ امور پولٹیکل اور سوشیل مین بھی دخیل ہے اور خیالات حکمی اور دقایق فلسفی مین بھی پایا جاتا ہے ہر ایک حکیم اور فلاسفے کی حکمت اور فلسفی نے اسیکے زور اور مدد سے ترقی اور رونق حاصل کے اور اوسیکے بدولت مدارج بلندی پر فائز ہوے وہ حکیم اور فلاسفہ جو اپنی فکر اور قیاس مین یکہ اور کامل ہین ملک اور قومون کے حق مین بڑے بڑے مویدین اور مصلحین کا رتبہ اور درجہ رکھتے ہین - ؎ حکیمانے کہ اصحاب قیاس اند ٭ نظام ونسق گیتی را اساس اند ٭ اصحاب قیاس جب کسی شے کے عوارض اور ذاتیات کی بابت قیاس دوڑاتے ہین تو وُہ وُہ باتین پیدا کر دکھاتے ہین کہ دیکھنے والون کے افہام اور عقول دنگ اور حیران اور ششدر رہجاتے ہین - ؎ نظر چون درحقایق مے دوانند ٭ دو صد پنہان زیک پیدا بدانند ٭ اپنی قوت متفکرہ اور قیاسیہ کی مدد سے وُہ وُہ اسرار خفیہ اور نکات کمیتہ کھول دیتے ہین کہ کرامات کے قریب قریب پہونچ جاتے ہین ؎

گہے اسرار پنہان باز گویند　　گہے تفصیل ہر اعجاز گویند

چو دستور قیاس آغاز کردند　　بما اسرار پنہان باز کردند

بہت سے حکیمون کا قول ہے کہ قیاس صحیح کا نام ہی کراست اور درایت ہے اور یہی سچی درایت ہدایت ہے اور ؎

قیاس مرد چون یابد کمالات　　زند پہلو بالہام و کرامات

چو فکر کس بلیغ و تام گردد　　قیاسش را کرامت نام گردد

بعض حکیم مزاج اور قایل الہام و کراست کراست کو مخزن قیاس قرار دیتے ہین اور کہتے ہین ؎

کراست ہا ز پاکان وام کردند　　پس آنگاہ قیاسش نام کردند

جو لوگ قیاس اور فکر مین ملکہ تام اور درک عام رکھتے ہین اونکی ہر ایک تحقیق اور تشخیص بالعموم تمام اغلاط اور اسقام سے معصون اور مامون ہوتی ہے اور اونکے ہر ایک رائے کو راسے صائب کہا جاسکتا ہے قیاس کی برکت اور طفیل سے انسان اپنی عقل اور

معلومات اور مفہومات کو ٹھیک صحت اور درستگی کے مرتبہ پر پہونچا سکتا ہے اور ناآزمودہ سے آزمودہ اور مجرب ہو سکتا ہے ؎ طفیل این قیاسات ستودہ ؛ شود ناآزمودہ آزمودہ ؛ قیاس کی برکت اور طفیل سے وحشی مزاج اور ہٹ دھرم لوگون نے اپنی درستگی اور اصلاح کا بیڑا اوٹھایا اور بڑے بڑے سخت اور قسے القلب لوگون نے خداوند کریم کی قدرتون اور صنعتون اور حکمتون پر قیاس کر کے اوسکے وجود فیض جود اور مبارک ہستی کا دل سے اقرار کیا اور اُس پر ایمان لائے یہ سچ اور درست ہے کہ بہت لوگون نے صرف اپنی ہی فکر اور قیاس سے خداوند کریم کی ہستی اور وجود مصدر فیوض پر اقرار کیا اونکے الیقان اور ایمان کا صرف فکر اور قیاس ہی باعث ہوا۔ ؎

قیاس از معرفت یک چشم واکرد ؛ دو چشم مردمان را سرمہ سا کرد

گو علم و فضل سے ہمنے اپنے دل اور روح کے عوارض اور لوازم پر آگاہی پائے مگر ہمارے قیاس اور فکر نے بھی تھوڑی مدد نہین دی اگر قیاس ہمارا مونس اور معاون نہوتا تو ہم اپنی دراکہ قوتون کو کیونکر ضیاء اور جلا دیسکتے اور ہمارے خیالات کسطرح پر بلندی اختیار کر سکتے ؎ قیاس آن صیقل ادراک انسان ؛ کزو روشن شدہ انسان را دل وجان ؛ معلومات کے استحکام اور مفہومات کے استحسان کے لیئے قیاس نہایت ہی موید اور معاون ہے اصحاب خبرت اور اشخاص فطنت کو ضرور اور مناسب ہے کہ ہر ایک بات کے عوارض اور ذاتیات مین قیاس کر کر اسکو اختیار کیا کرین کیونکہ اس سے صحت کی امید ہوتی ہے اور ظہور نقص کا اندیشہ اوٹھ جاتا ہی اور آدمی کے قوائے دراکہ بڑے مقوی اور طاقتور ہو جاتے ہین ۔ ؎

زمشتاقی غور و فکرت پاک ؛ یکے صد میشود نیروی ادراک

قیاس آموز چشم خویش واکن ؛ دل آزاد با فکر آشنا کن

تجربہ

لغت مین لفظ تجربہ کے معنے آزمانے کے ہین اور اصطلاح مین ایک باضابطہ عمل کا
نام ہے یہ باضابطہ عمل کسی خاص امر اور مسئلہ سے متعلق اور مخصوص نہین ہے
اسکو ہر ایک امر اور ہر ایک مسئلہ کے ساتھ خواہ کسی قسم کا ہو علاقہ حاصل ہے انسان
دنیا مین رہکر جو کچھ سیکھتا اور کرتا سنتا دیکھتا ہے اوسمین تجربہ یعنے باضابطہ عمل کی
سخت ضرورت ہے اگر اسکے ساتھ تجربہ شامل نہو تو اوسکو کمال اور مضبوطی اور برجستگی کا
رتبہ حاصل نہین ہوتا جو کچھ انسان حاصل کرتا ہے وہ اوسوقت تک خام اور
ناقابل الاعتبار ہے جب تک کہ اوسکو تجربہ کی محک پر ہوشیاری اور دانائی سے پرکھا
نہ جائے - جب انسان امور حاصل شدہ یا حاصل کردہ کو تجربہ کی محک پر دانائی اور
احتیاط سے پرکھ لیتا ہے تو اونمین کوئی کمزوری اور غلطی نہین رہتی - باضابطہ عمل کے
صورت مین ہی غلطیان دور ہوجاتی ہین اور اصل مین تجربہ یعنے باضابطہ عمل کیا بھی
اسیواسطے جاتا ہے کہ غلطیان اور کمزوریان زائل اور دور ہوجائین - تحقیقات سے
معلوم ہوا ہے کہ جب تک انسان اپنی معلومات اور مفہومات کو محک تجربہ پر نہ رکھے
تب تک اوسکو اون معلومات اور مفہومات کی صداقت یا بطالت کا علم کافی نہین حاصل
ہوتا مثلاً زید کو یہ بات معلوم ہے کہ پانی مین بھاپ بن جانے کی طاقت ہے اور
بھاپ بہ نسبت پانی کے زیادہ تر جگہہ روکتی ہے جب تک کہ زید اس علم کا تجربہ نکریگا
یعنے اپنے اس علم کو باضابطہ عمل سے ثابت نہ کریگا تب تک اوسکو اسکے صداقت یا بطالت کا
یقین کلی نہین ہوگا محض علم کے بھروسے پر ہم ایک امر کی صداقت یا بطالت پر اعتبار
اور یقین نہین کرسکتے یقین کلی اوس صورت مین حاصل ہوگا جبکہ ہم اوسکو باضابطہ
عمل کے ذریعہ سے دریافت اور معلوم کرلینگے - انسان قیاس کی مدد اور ذریعہ سے
مشکل اور اوق مسائل اور لاینحل امور اور عقد کو حل کرلیتا ہے مگر اونپر اعتبار اور یقین کلی
اوسی حالت مین حاصل ہوتا ہے کہ جب اونکو تجربت کی محک پر پرکھا جائے - دنیا مین

رہ کر انسانون کو بہت سے ایسے علوم اور فنون اور باتین حاصل کرنے اور سیکھنی پڑتے
ہین کہ اونکے فوائد اور نتیجے محض حاصل کرنے اور سیکھنے سی مترتب نہین ہوتے اونکی فوائد
کے اظہار اور حاصل کرنے کے واسطے ضروری اور لازمی ہے کہ تجربہ کو ساتھ لیا جائے
علم طب یا ڈاکٹری جو انسانون کے واسطے ایک بڑا ضروری اور لازمی اور ازحد مفید ثابت
ہوا ہے محض سیکھنے اور حاصل کرنے سے کوئی فائدہ نہین پہونچا سکتا اگرچہ ہم علم
طب کے بیسون کتابین پڑھ کر حفظ کرلین مگر جب تک باضابطہ عمل نکرینگے تب تک
پڑھنے اور حفظ کرنے سے کوئی فائدہ حاصل نہوگا تجربہ کار طبیب یا ڈاکٹر بہ نسبت
اوس محض عالم طبیب کے سو درجہ اچھا ہے کہ جو بالکل ناتجربہ کار ہے جو ڈاکٹر یا
طبیب تجربہ کار ہوتا ہے وہ بباعث تجربہ کاری اور باضابطہ عمل کے علم طب کی
ترکیبون کو ایسے طور پر عمل مین لاتا ہے کہ جس سے مریض کو بہر صورت فائدہ حاصل ہوتا ہے
اور جو ڈاکٹر یا طبیب ناتجربہ کار محض عالم ہوتا ہے وہ ایسے ڈھنگ پر علاج کرتا ہے
کہ مریض کو بجائے حصول فوائد کے نقصانات اور تکالیف کا متحمل ہونا پڑتا ہے -
علم طب پر کیا منحصر ہے ہر ایک علم اور ہر ایک فن کی یہی صورت ہے جب تک باضابطہ
عمل یعنے تجربہ نہ کیا جاوے تب تک فائدے حاصل نہین ہوسکتے جسطرح پر محض
عالم یا ماہر کسی شے یا علم یا فن کا بلا تجربہ غلطی کر جاتا ہے اسیطرح پر محض تجربہ کار
بلا علم صحیح غلطی کر جاتا ہے محض عالم تو اپنی غلطیون کی اصلاح اور درستی بھی
کرسکتا ہے مگر محض تجربہ کار صدور اغلاط کے وقت بالکل رہ جاتا ہی محض عالم
اسواسطے اپنے اغلاط کو درست کرلیتا ہے کہ اوسکو درستی اغلاط اور صدور اغلاط
کے موجبات اور اسباب کا علم ہوتا ہے وہ اوس امر کو جانتا ہے کہ غلطی پڑنے کا
یہ موجب ہی اور اس طور پر یہ غلطی دور اور درست ہوسکتی ہے لیکن محض تجربہ کار کو
صدور اور درستی اغلاط کا علم نہین ہوتا اوسکے ہاتھ مین صرف باضابطہ عمل ہی ہوتا ہی

اکثر محض ناتجربہ کار طبیب جب علاج معالجہ مین غلطی کر جاتے ہین تو بباعث بے علم
ہونے کے اوسکی اصلاح اور ازالت سے رہ جاتے ہین تجربہ یعنے باضابطہ عمل کو
کمال اور مضبوطی اوس صورت مین حاصل ہو سکتی ہے کہ جب اوسکے ساتھ قیاس صحیح
اور علم کافی شامل ہو بلا قیاس صحیح اور علم کافی کے تجربہ کرکے اپنے آپ کو بلا مین
پھنساتا ہے - جو شخص بلا قیاس صحیح اور علم کافی کے تجربہ کرتا ہے وہ آپ بھی تکلیف
اوٹھاتا ہے اور اورون کو بھی پہونچاتا ہے - اگر ایک ایسا ماسٹر لڑکون اور طالبعلمون
کو حساب اور جبر مقابلہ سکہائے کہ جو خود علم حساب اور جبر مقابلہ سے ماہر نہین تو وہ
آپ بھی ندامت اوٹھائیگا اور لڑکون کے واسطے بھی غلطی کا باعث ٹھہریگا -
دنیا مین اکثر آدمی اس طبیعت کے پائے جاتے ہین کہ اونکو ایک شے کا علم تو حاصل
نہین ہوتا مگر اوسکے تجربہ اور باضابطہ عمل کا شوق رکھتے ہین ایسے آدمی فائدہ اور
ناموری کی موہومی امید مین پھنسکر اپنے آپ کو خواہ مخواہ کی تکلیف مین پھنساتے
ہین اور بدنام کرتے ہین ایسے لوگ محض اپنے ہی بدنامی اور رسوائی کا موجب نہین
ٹھہرتے علوم اور فنون کو بھی بدنام کرتے ہین جب عوام الناس ایسے لوگون کو باوجود
دعوی کے غلطیان کرتے اور ٹھوکرین کہاتے دیکھتے اور سنتے ہین تو علوم اور فنون
کی حقیقتون سے بدظن ہو جاتے ہین - اگر ایسے آدمی بجاے کمزور اور جھوٹے
تجربہ کرنے کے کسی اور مفید کام کا شغل رکہین تو اونکو بہت فائدہ ہو نہ اور علوم و
فنون سے لوگ بدظن ہون اور نہ اونکو لوگ برا بھلا کہین دانا اور دور اندیش وہ
آدمی ہے کہ جو اپنی طاقت اور حوصلہ کے موافق کام کرتا ہے یہ کیا دانائی اور دور اندیشی
ہے کہ علم طب کا تو ہم نام و نشان تک نہین جانتے مگر تجربہ اور عمل رات دن شروع ہے
جسطرح پر علوم اور فنون اور اشیاء جدا جدا مین اسیطرح پر ہر ایک علم اور فن اور شے
کا تجربہ یعنے باضابطہ عمل جدا جدا ہے جو شخص تجربہ کار بننے کی آرزو اور خواہش رکھتا ہے

اوسکو لازم ہے کہ ہر ایک علم اور فن اور شے کے تجربے یعنے باضابطہ عمل کی خصوصیتون اور
لوازمات کو قبل از تجربہ کرنے کے حاصل کرے جب تک باضابطہ عمل کی خصوصیتون اور
لوازمات کو قبل از تجربہ کرنے کے حاصل نہ کیا جائیگا تب تک تجربہ یا باضابطہ عمل صحیح اور
درست نہ نکلیگا - تجربہ کرنے مین انسان کو بہت سے مشکلات اور دقتون کا سامنا اور مقابلہ
کرنا پڑتا ہے اونکی مزاحمت اور مقابلہ سے بددل نہ ہونا چاہیے ایک دفعہ نہین بیسون دفعہ
ہم تجربہ کرنے مین زک اوٹھاتے ہین ہمارا وقت بہی برباد جاتا ہی اور ہمکو ناامیدی اور
مایوسی کی منحوس صورت بہی دیکہنی پڑتی ہے کبھی ایسا بہی ہوجاتا ہے کہ اور لوگ ہمکو ناامید
اور زک اوٹھاتا دیکھ کر طرح طرح کے الزام دیتے ہین عام جلسون مین ہماری عقل و وقوف کو
کوسا جاتا ہے ہم خود بہی اپنی مایوسی اور زک اور ناکامیابی اور اور لوگون کے الزامات کو
دیکھ سنکر اپنے دل مین شرمندہ ہوتے اور کڑھتے ہین ایسی ناامیدی اور مایوسی کی دقتون
مین ہمکو ہمت اور حوصلہ نہ ہارنا چاہیے ایک نہین اگر ہمکو لاکھ دفعہ تجربہ کرنے مین ناکامیابی
ہو تب بہی ہماری ہمت اور استقلال مین کمی اور فرق نہ آنا چاہیے - دنیا کا کوئی ایسا
کام نہین کہ جسمین ناکامیابی اور زک اوٹھانے کا احتمال اور اندیشہ نہو ہر ایک کام کے
کرنے کے پہلے انسان کو اس امر کے تسلیم اور قبول کرنے کی طرف اپنی طبیعت اور دل
کو متوجہ کرنا چاہیے کہ جب تک بدیہی دلائل اور مضبوط اسباب سے یہ ثابت نہو جائیگا
کہ اب اس ارادہ اور کام مین کامیابی کی امید رکہنا عقل سلیم اور دانائی کے مخالف ہے
تب تک مین باوجود طرح طرح کی ناکامیابیون اور مایوسیون کے بہی اپنی ہمت اور حوصلہ
کو نہ ہارون گا جب تک تجربہ کرنے والون کی ہمت اور حوصلہ اسقدر مضبوط اور وسیع نہو
تب تک شجر تجربہ سے مراد اور کامیابی کے پہل کی امید رکہنا ایک موہومی امید سے زیادہ
نہین ہے - تجربہ کرنے مین ناکامیابی اوٹھانے سے بجاے بددل اور مایوس ہونے
کے تجربہ کرنے والون کو اوس ناکامیابی کے اسباب اور موجبات پر غور کرنی چاہیے

اس بات کو صحت سے معلوم کرنا چاہیئے کہ اس ناکامیابی کا کیا موجب اور سبب ہی؟
چون ز تدبیرے نیابی مدعا بیدل مشو بلکہ باش اندر سر اسفہای تدبیر دگر
ہم جو تجربہ کرنے مین زک اوٹھاتے ہین اسکا آخر کوئی نہ کوئی موجب ہوتا ہی جب ہم
اوس موجب کو دریافت اور معلوم کرلینگے تو دوسری دفعہ اوسکو روک لینگے اور عدم وقوع کی
تدبیرون کا سامان بہم بہونچ جائیگا - اور ہم مایوسی اور ناکامیابی کے حملہ سے محفوظ
ہوجائینگے - تجربہ کرنے کی ایک تدبیر اور حکمت نہین ہے ایک تجربہ باضابطہ عمل مختلف
تدبیرون اور حکمتون سے ہوسکتا ہے اگر ایک تدبیر کارگر اور کامل نہ نکلے تو اس سے یہ
خیال نہ کرنا چاہیے کہ بس اور تدبیرین بہی اوسی تدبیر کی طرح ناکامل نکلینگی ایسا خیال کرنا
تجربون کا خون کرنا ہے - بہت دفعہ ہم تجربہ کرنے مین اسواسطے بہی مایوسی اور ناکامیابی
اُٹھاتے ہین کہ اوس تجربہ کے حاصل کرنے کے واسطے جو لازمی اور ضروری تجویزین اور
وسائل ہوتے ہین اونمین ترتیبی غلطی یا کمی زیادتی ہوجاتی ہے اگر ہم قوت برقی کو اجسام
مین ثابت کرنا چاہین تو ہمکو ایک شیشہ کی ڈنڈی لینی چاہیئے جسمین دھات کا دستہ
لگا ہوا ہو پہر اوس شیشہ کی ڈنڈی کو ریشمی کپڑے سے رگڑنا چاہیئے یہانتک کہ دونون
خوب گرم اور خشک ہون اب شیشہ مین یہ خاصیت پیدا ہوجائیگی کہ ہلکی ہلکی چیزین
مثلاً کاغذ کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے سرگنڈی کے کودی پر اون وغیرہ کو اپنی طرف
کھینچنے لگیگا - شیشہ مین اس خاص خاصیت کے پیدا کرنے کے واسطے رگڑ اور گرم و خشک
ہونے کے ایک خاص شرط ہے جب تک یہ شرط پوری نہوگی تب تک شیشہ مین یہہ
خاصیت پیدا نہوگی تجربون کے پورا اور کامل بنانے کے واسطے لازمی شرائط اور
ضروریات کا مہیا اور پورا کرنا ضروری ہے تجربے دو قسم پر ہین ایک ذاتی اور ایک
اعتباری - ذاتی وہ تجربے ہین جو خود کیئے جاتے ہین اور اعتباری وہ تجربے ہین
کہ جو خود تو نہین کیجاتی مگر اور شخصون کے اعتبار پر اونکو قبول اور تسلیم کیا جاتا ہے

ذاتی تجربے دو قسم پر ہین ایک کامل اور ایک ناقص - کامل وہ ہین کہ جنمین کوئی
غلطی اور لغزش نہین ہوتی اور ناقص وہ ہین کہ جنمین غلطی اور لغزش کا احتمال ہوتا ہے
جسطرحپر ذاتی تجربے دو قسم پر ہین اسیطرح پر اعتباری تجربے دو قسم پر ہین ایک
کامل عام یا ناقص عام دوم کامل خاص یا ناقص خاص - کامل عام وہ تجربے ہین کہ
جو بالعموم کامل اور ثابت ہوتے ہین اونمین کوئی لغزش اور غلطی نہین پائی جاتی ناقص عام
وہ تجربے ہین کہ جنمین بالعموم نقص پایا جاتا ہے کامل خاص وہ تجربے ہین کہ جنکو عام طور
پر کامل تسلیم نہین کیا جاتا مگر خاص خاص لوگ یا شخص اونکے کمالیت کو تسلیم کرتے ہین اور
ناقص خاص وہ تجربے ہین کہ جنمین بالعموم نقص نہین پایا جاتا ہے اعتباری تجربون
کے تسلیم کرنے کے واسطے عام اور خاص حالتون کو وزن کر لینا چاہیے جب تک عام اور
خاص حالتون کو وزن نہ کیا جاے تب تک اونکے تسلیم کرنے مین وقوع غلطی کا احتمال ہے
بلحاظ نتیجہ اور اثر کے تجربے دو قسم پر ہین - ایک حقیقی اور ایک وہمی - حقیقی تجربے
وہ ہین کہ جو قابل الحصول ہین جیسے علم کمسٹری یا علم طب یا فن زراعت وغیرہ کی تجربے
اس قسم کے تجربے باوجود ابتدائی ناکامیابیون اور مایوسیون کی بھی حاصل ہو سکتی ہین
کیونکہ انکے حاصل کرنے کے اسباب اور وسائل موجود ہین - اگر ہم علم کمسٹری کی رو سے
یہ تجربہ کرنا چاہین کہ پانی سے اوکسیجن اور ہیڈروجن کے حصص معلوم کرین تو اسکے حاصل
کرنے کے واسطے بہت سی تدبیرین اور وسائل مل سکتے ہین کیونکہ وہ تجربہ در اصل
قابل الحصول ہے - وہمی تجربے وہ ہین کہ جو قابل الحصول نہین ہین اور نہ اونکے
حاصل کرنے کے وسائل اور اسباب موجود ہین جیسے لوہے تانبے سے چاندی سونے کا
بنانا پانی سے ہم اوکسیجن اور ہیڈروجن کو تو مختلف تدبیرون اور وسائل سے علیحدہ کر سکتے
ہین مگر لوہے تانبے سے چاندی سونا نہین بنا سکتے کیونکہ وسائل قلب ماہیت انکی بحقیقت
موجود نہین ہین اکثر انسان وہمی تجربون کے حاصل کرنے کا بہت شوق رکھتے ہین

چنانچہ جھوٹے کیمیا کے حاصل کرنے کے واسطے صدہا آدمی سفت دولت و مال برباد کر چکے
ہین آجتک کسیکو کامیابی کی ڈگری نہین ملی - اگر سچے تجربون کے حاصل کرنے کی طرف
اونکی وہی طبیعتین راغب اور مائل ہوتین تو ایک چھوڑ کر صدہا تجربے حاصل کر لیتے -
دانا اور دور اندیش وہ آدمی ہے کہ جو وہمی تجربون کے حاصل کرنے کی طرف میل اور
رغبت نہین کرتا جبکہ فی الحقیقت ایک تجربہ قابل الحصول ہی نہین تو پھر کوشش
کرنے سے کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے لوگ وہمی تجربون کے حاصل کرنے کے
واسطے اسلیئے کوشش کرتے ہین کہ وہ قبل از تجربہ کرنے کے اونکے وسائل پر غور اور فکر
نہین کرتے جو شخص یہ بات دلائل سے جانتا ہے کہ قلب ماہیت ممکن نہین ہے
وہ کبھی بھی لوہے - پیتل - تانبے سے چاندی سونا بنانے کی کوشش اور خواہش
نہین کر سکتا اس نامراد کوچہ مین وہی لوگ جاتے ہین کہ جو قلب ماہیت کے
ناممکن الحصول صورت پر غور اور فکر نہین کرتے -

مشاہدہ

لغت مین لفظ مشاہدہ کے معنے دیکھنے اور حاضر ہونے کے ہین اور اصطلاح علمی مین
ایک خاص درجہ کے یقین کو کہتے ہین انسان کو جسطرح پر اپنی زندگی مین قیاس اور
کی تجربہ ضرورت ہے اسیطرح پر مشاہدہ کی ضرورت ہے لوگون نے جیسے قیاس اور تجربہ کے
بارے مین غلطیان کی ہین ایسے ہی مشاہدہ کے باب مین کین ہین اکثر لوگون کے خیال
مین مشاہدہ کا مفہوم یا حد صرف ظاہری آنکھون سے دیکھنا ہی یہی باعث ہے
کہ لوگ مشاہدہ کی اون اقسام اور صورتون پر غور اور نظر نہین کرتے کہ جنکے بدولت
مشاہدہ کو انکی علمی اور عملی طاقتون کی ترقی اور رونق کا ایک جزو اعظم خیال کیا گیا ہے
اگر ہم عام غلطی کی پیروی کرکے مشاہدہ سے صرف آنکھون کی بینائی اور بصارت ہی
مراد لین تو کوئی فوقیت اور علمی اور عملی طاقتون کو چندان فائدہ بخشنے والی صورت

حاصل نہین ہوتی محض آنکھوں سے دیکھنا تو حیوانات لایعقل کو بھی حاصل ہی اونکے
دیکھنے کو بھی محض دیکھنے کے اعتبار پر مشاہدہ کہہ سکتے ہین انسان کی اور اونکی مشاہدہ مین
باعتبار محض دیکھنے کے کوئی امتیاز اور فرق نہین ہے - اگر ہم عام غلطی کو چھوڑ کر
مشاہدہ کے دلاویز اور دلچسپ صورتون اور اقسام پر غور کرین تو ہمین معلوم ہو جائیگا
کہ حیوانات کے مشاہدہ اور انسان کے مشاہدہ مین زمین و آسمان کا فرق ہے یا یون
کہو کہ ایسا فرق ہے کہ جیسے انسان اور حیوان مطلق مین فرق ہے - یہ بڑی غلطی ہے
کہ ہم محض دیکھنے کو مشاہدہ قرار دیتے ہین محض دیکھنا مشاہدہ کے عام اقسام اور صورتون
مین سے ایک ابتدائی جزء اور ایک عام صورت ہی اور خاص صورتون اور اقسام کا
اوسپر انحصار نہین ہے جیسا انسان مشاہدہ کی ابتدائی یا عام صورت محض دیکھنے کسے
طرح طرح کے فائدے اوٹھاتا ہے ایسا ہی اگر مشاہدہ کے خاص صورتین حاصل کرے
تو مختلف قسم کے فائدے حاصل ہو سکتے ہین جیسا انسان کو خداوند کریم نے مشاہدہ
کی عام یا ابتدائی صورت یعنے محض دیکھنا عطا کیا ہے ایسا ہی مشاہدہ کی اور صورتین
قدرتاً انسان کی ذات مین پائی جاتی ہین - اونمین سے بعض صورتین تو انسان
کو اپنی ہستی اور وجود اور حقیقت کے معلوم کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہین اور بعض
خدا کے وجود کے استدلال اور استشہاد کا ذریعہ اور وسیلہ بنجاتے ہین بعض کے
تائید سے انسان اپنی علمی طاقتون مین ترقی کرتا ہے اور بعض کے وسیلہ سے انسان
کے علم اور تجربہ کو مضبوطی اور صداقت حاصل ہوتی ہے مشاہدہ کا بیان اگرچہ طوالت
اور تفصیل چاہتا ہے مگر ہم بالاختصار اون صورتون اور اقسام کو لکھتے ہین کہ جو اس
کتاب کی مناسب حال ہین - مشاہدہ دو قسم پر ہے اول مشاہدہ ذاتی مشاہدہ ذاتی
وہ مشاہدہ ہی کہ جسکے ذریعہ اور وسیلہ سے انسان اپنی ہستی اور حقیقت کو معلوم اور
دریافت کرتا ہے مشاہدہ ذاتی مین انسان اپنے آپ سے سوال کرتا ہے کہ مین کیا ہون

جب انسان کے دل مین یہ عجیب سوال پیدا ہوتا ہے تو اوسوقت اوسکی روح بیقرار
اور مضطرب ہو جاتی ہے نہ تو آسانی سے اس سوال کا جواب دیسکتے ہیں اور نہ خاموشی
اور انکار کو پسند کرتی ہی کچھ دیر گذرنے کے بعد انسان کی روحی طاقتوں اور خدمات
مین ایک جوش سا آجاتا ہے اور اوس سوال کی جوابی صورتین درستی اور صفائی
سے باطنی آنکھون کے روبرو اور آگے آکھڑی ہوتی ہین سب سے اول انسان
کے باطنی نظر پر یہ ایسی صورت پر پڑتی ہے انسان حیران ہوکر خیال کرتا ہے کہ مین
اس دنیا مین کیونکر آیا جب انسان کے دل مین یہ حیرت آمیز خیال پیدا ہوتا ہے
تو وہ فکر بلیغ کے بعد اس بات پر قائم ہوجاتا ہے کہ اس دنیا مین مجھے وہ پاک قوت
لائے اور مین اس علّت العلل کے وسیلہ سے اس دنیا مین آیا کہ جسکو لوگ
خلاق زمین و آسمان اور خداے جہان کہتے ہین - جب اس جھگڑے سے فراغت
پاتا ہے تو پھر سوچتا ہے کہ مین اس دنیا مین کسواسطے بھیجا گیا اور اخیر پر میرے
ساتھ کیا ہوگا - اس خیال کے پیدا ہوتے ہی عقلی قوت آموجود ہوتی ہے اور ہمکو
سمجھاتی ہے کہ تیرے دنیا مین آنے کی علت اور غایت تیری ترکیب اور بندش سے
بھی ظاہر ہوتی ہے خداوند کریم نے تجکو دنیا مین اسواسطے بھیجا ہے کہ تو اپنی اون
طاقتون اور قوتون کو جو تیرے بدن اور ذات مین ودیعت کیگئی ہین عدالت اور
انصاف اور احتیاط و دوراندیشی سے استعمال اور کام مین لاوے - اور اونسے آپ
بھی فائدہ اوٹھاوے اور اورون کو بھی پہونچاوے تیرا اخیر یہ ہوگا کہ تو دنیا کو چھوڑ
جائیگا اس مشاہدہ سے انسان کو دو فائدے حاصل ہوتے ہین اول یہ کہ اوسکو
اپنی حقیقت اور پائداری معلوم ہوجاتی ہے جس سے اوسکے دل مین تکبر اور غرور
متمکن نہین ہوتا - دوسرے یہ کہ اوسکو اس بات کا علم ہوجاتا ہے کہ مین دنیا مین
اسواسطے آیا ہون کہ اپنی ذاتی قوتون اور طاقتون کو انصاف اور عدالت اور احتیاط سے

کام مین لاکر آپ بہی فائدہ اوٹھاؤن اور اورون کو بہی پہونچاؤن - انسان کو ہمیشہ
اپنی ذاتی قوتون اور طاقتون پر غور اور فکر کرتے رہنا چاہیے تاکہ اونکے کام مین لانے
اور استعمال کا صحیح اور فائدہ بخش طریق ہاتھ آجائے - جب تک انسان اپنی ذاتی
قوتون اور طاقتون کو صحیح اور فائدہ بخش طریق پر استعمال نہین کرتا تب تک اوسکو اپنی ذاتی
قوتون اور طاقتون کی ماہیت کا یقینی علم حاصل نہین ہوتا ہم اپنی ذاتی قوتون کی
ماہیت پر اوسی صورت مین یقینی طور پر واقفیت اور علم حاصل کرسکتے ہین کہ جب مشاہدہ
ذاتی کے ذریعہ اور زور سے اونکے استعمال کے صحیح اور فائدہ بخش طریق ہمارے ہاتھ
آجائین ظاہری بینائی اور آنکھون سے انسان صرف اپنے جسم اور جسم کے عوارض اور
ڈیل ڈول اور ظاہری انسانیت کا ہے نظارہ کرسکتا ہے ذاتی مشاہدہ سے باطنی آنکھون
کے ذریعہ سے اون قوتون اور طاقتون کا حال اور کیفیت و ماہیت کہلتی ہے کہ جو
قدرت نے عطا کی ہین اور جنکو اندرونی یا اصل انسان کہنا چاہیے - اگر ہم صرف
ظاہری آنکھون کے ذریعہ سے ہی یہ بات معلوم کرنا چاہین کہ ہم کیا ہین اور کن کن چیزون کا مجموعہ ہین
تو کبھی بھی کامیابی حاصل نہوگی - مشاہدہ ذاتی کے ذریعہ سے بیشک ہم سوال کرنے پر
قادر ہوسکتے ہین اور ہمین وہ ملکہ اور سلیقہ حاصل ہوسکتا ہے کہ جسکی بدولت ہم عالم
اصغر یا عالم ظاہری کو چھوڑ کر عالم اکبر یا عالم باطنی کے سیر کرسکتے ہین اگر انسان مشاہدہ
ذاتی سے دیکھے تو اوسکو معلوم ہوجایگا کہ اوسکے جسم مین ہی دو عالم پائے جاتے ہین
ایک عالم ظاہری یا عالم اصغر ہی اور دوسرا عالم باطنی یا عالم اکبر ہے ان دونون
عالمون کی کیفیت اور حالت جدا جدا ہے عالم ظاہری یا عالم اصغر کی سیر ظاہری آنکھون
کے ذریعہ سے ہوسکتی ہے اور عالم باطنی یا عالم اکبر کے سیر کے واسطے باطنی آنکھون کے
ضرورت ہی - باطنی آنکھین اوسوقت کھلتی ہین کہ جب مشاہدہ ذاتی کے ذریعہ سے انسان
اپنے آپ پر غور کرے اور سمجھے کہ مین کیا ہون اور کن کن چیزون کا مجموعہ ہون جب

مشاہدہ ذاتی کے ذریعہ سے انسان کی باطنی آنکھیں کھل جاتی ہیں تو عالم اصغر اور عالم
اکبر کا فرق نمودار ہو جاتا ہے جو شخص عالم اکبر کی سیر کر لیتا ہے اوسکو مختلف ناموں سے
تعبیر اور موسوم کرتے ہیں کوئی حکیم کہتا ہے اور کوئی فلاسفہ اور کوئی ولی اور کوئی صاحب
یمن و برکت جو شخص باطنی آنکھوں کے ذریعہ سے عالم اکبر کی سیر نہیں کرتا وہ اپنی
طاقتوں اور قوتوں کو صحیح طور پر کام میں نہیں لا سکتا اور نہ اوسکو قوتوں کی ماہیت
کا یقینی علم حاصل ہوتا ہے -

مشاہدہ کی دوسری قسم مشاہدہ موجودات ہے جب انسان کو اپنی ذاتی قوتوں کے عمل میں
لانے کا صحیح طریقہ اور یقینی علم حاصل ہو جاتا ہے تو اوسوقت اصل یا اندرونی انسانیت
یعنی روح اپنے سوا اور موجودات کے تعقل کیطرف توجہ کرتی ہے اس تعقل سے
انسان کو موجودات کی خاصیتوں اور بندشوں اور ترکیبوں اور کیفیات و ماہیات
اور تاثیروں کا یقینی علم حاصل ہو جاتا ہے جس سے اوسکی علمی اور عملی طاقتوں کو مضبوطی
اور ترقی ہوتی جاتی ہے دنیا میں انسان نے جسقدر صنعتیں اور حکمتیں ایجاد کی ہیں
اون سب کے ایجاد کا اصل الاصول مشاہدہ موجودات ہی ہے اگر انسانی جماعتوں
میں سے بعض انسان مشاہدہ موجودات نہ کرتے تو دنیا میں حکمتوں اور قسم قسم کی
صنعتوں کا نام و نشان بھی نہ پایا جاتا - انسان کے تمام قسم کی ترقیوں اور حکمتوں
اور صنعتوں کا مدار مشاہدہ موجودات پر ہی ہے - مشاہدہ موجودات سے ہی انسان
نے ترقی اور آرام و آسایش کی صورتیں نکالیں اور مشاہدہ موجودات سے ہی اپنے
خالق علۃ العلل باعث موجودات خداے قدیر کی پاک ہستی اور مقدس وجود پر
استدلال اور استشہاد کیا اگر مشاہدہ ذاتی کے ساتھ مشاہدہ موجودات شامل نہوتا
تو انسان نہ کہا جاتا جیسا اور پیدایشوں کو حیوان مطلق کہا جاتا ہے ایسا ہی انسان
کو کہا جاتا - اور مخلوقات پر انسانوں کو امتیاز اور شرف اسواسطے حاصل ہے

کہ اونھین مشاہدہ ذاتی اور مشاہدہ موجودات کی طاقت ہے۔

استعداد اشیاء

چو استعداد نہ بود کار از اعجاز نکشاید مسیحا کے تواند کرد روشن چشم سوزن را

خدا نے دنیا مین جو کچھ پیدا کیا ہے یعنی جسقدر پیدایشی سلسلہ پایا جاتا ہے اوس پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک پیدایش اور ہر ایک چیز کو ایک خاص درجہ اور نمبر کی استعداد حاصل ہے اوسی استعداد کے موافق ہر ایک شی یا ہر ایک پیدایش کام دیتی ہے کوئی پیدایش یا کوئی شے اپنی ذاتی یا قدرتی استعداد کے مقدار اور وزن سے بڑھکر کام نہین دے سکتی۔ خدا نے پیدایشی سلسلہ کے مختلف شیئون کو دو طرح کی استعدادین بخش رکھی ہین ایک کو استعداد مؤثرہ کہتے ہین اور دوسرے کو استعداد متاثرہ استعداد موثرہ وہ ہے کہ جو کسی دوسری شی یا دوسری پیدایش پر اثر کرے اور استعداد متاثرہ وہ ہے کہ جو کسی دوسری شے یا دوسری پیدایش کا اثر قبول کرے۔ انھین دونون قدرتی استعداد پر دنیا کے تمام کامون اور معاملات اور علوم و فنون اور تجربات اور مشاہدات کا انحصار اور مدار ہے دنیا کا کوئی کام ایسا نہین ہے کہ جسمین کسی نہ کسی قسم کی استعداد کا دخل نہو۔ یا پہلی قسم کی استعداد پائی جائیگی اور یا دوسری قسم کی دنیا کی پیدایشی سلسلہ مین جو دو قسم کی استعداد مین قدرۃً ودیعت کئے گئے ہین اونسے دو طور پر کام لیا جاتا ہے ایک تو قدرتی طور پر اور ایک مصنوعی طریق سے بعض شیئون کے استعدادین تو قدرۃً ہی عمل کرتے ہین اور بعض کو انسان اپنے طور پر عمل مین لاتا ہے۔ دور اندیش اور محتاط وہ انسان ہے کہ جو ہر ایک ارادہ اور کام کے شروع کرنے کے اول اشیار کی قدرتی استعدادون پر غور اور فکر کرلے۔ تاکہ غلطی پڑنے کا اندیشہ اور احتمال نہووے بہت دفعہ جو ہم کسی کام کے کرتے مین ناکامیابی کا منھ دیکھتے ہین اوسکا اصلی باعث یہی ہوتا ہے کہ وہ کام کسی نہ کسی استعداد کی حالت

کے برخلاف کیا جاتا ہے - اگر ہم کسی کام کے کرنے کے پہلے اوسکی متعلقہ استعداد یا استعدادون
پر غور کرین اور پھر اونکے موافق کام کرین تو پھر نہ تو غلطی پڑتی ہے اور نہ ناکامیابی
ہوتی ہے - شیئون کے استعدادون پر نہ خیال کرنے سے انسان کو صرف ناکامیابی
ہی اوٹھانی نہین پڑتی بلکہ اوسکے ساتھ یہ بھی ہوتا ہے کہ عام طور پر ایک وہم آمیز اور
غلط خیال پھیل جاتا ہے اور اور کم فہم لوگ اوس خیال کو بجاے خود ایک صداقت
سمجھ کر نقصان اوٹھاتے ہین لوگون کو اس طرف تو توجہ نہین ہوتی کہ جو خیال غلطی سے
عام طور پر پھیل گیا ہے اوسکے پیدا ہونے کی جسقدر اسباب اور وسائل ہین - او نمین
اوس خیال کے پیدا کرنے کی استعداد اور طاقت ہے یا نہین - صرف اوس خیال کی شہرت
یا عمومیت کو پیش نظر رکھ کر تسلیم کر لیتے ہین ایک نہین بہت سے ایسے خیالات ہین کہ
جو محض شہرت اور بناوٹی یا تقلیدی تواتر اور روایات کے اعتبار پر تسلیم کیے جاتے ہین
ایسے خیالات کے تسلیم کرنے سے انسانی جماعتون کو ناموس اور عزت اور دولت و مال
کے متعلق مختلف نقصانات اور ضرر اوٹھانے پڑتے ہین کیمیاگری یعنے قلب ماہیت
کا خیال اسی قبیل سے ہی شہرت یا فرضی تواتر اور روایات کے اعتبار پر اکثر لوگون نے
اس خیال کو قبول کر کے اپنے مال و دولت کو مفت مین برباد کر دیا ہے - یہ بڑی کمزوری
اور غلطی ہے کہ ہم دوسری طبیعتون کے خیالات کو بلا غور اور بلا تحقیقات قبول اور تسلیم
کر لیتے ہین ہر ایک خیال کے قبول کرنے کے پہلے ہمکو دو باتون پر خیال کرنا چاہیے ایک
اوس شخص کی حالت پر جسکے ذریعہ سے وہ خیال نمودار ہوا اور ایک اوس خیال کے
علتون اور اسباب اور وسائل پر - مثلاً اگر ہمکو کوئی شخص کہے کہ مین چاندی سے
سونا یا لوہے یا تانبے سے چاندی سونا بنا لیتا ہون تو ہمکو سننے کے ساتھ ہی اس خیال کو
قبول نہ کرنا چاہیے پہلے اوسکے قائل کی حالت اور استعداد پر غور کرنی چاہیے اور پھر اوس
خیال کے وسائل اور اسباب کی استعداد کو دیکھنا اور وزن کرنا چاہیے - اس طریق عمل سے

ہم ایک آسانی کے ساتھ قلب ماہیت یعنے سونا چاندی کے بنانے کی بطالت کو معلوم کرلین گے - سونا چاندی بنانے کے خیال کو اسیواسطے عام طور پر صحیح اور درست مانا گیا ہے کہ لوگون نے تحقیقات سے اوسکو قبول نہین کیا بلکہ ایام شہرت اور بناوٹی تواتر اور فرضی روایات کے اعتبار پر مان رکھا ہے - اگر لوگ کیمیاگری کے اسباب اور وسائل کے استعداد پر خیال کرتے تو کبھی اوسکا یقین نہ کرتے اور نہ اوسکے حاصل کرنے مین مفت مین مال و دولت کو برباد دیتے لوگون کا یہ خیال کہ بعض بوٹیان یا بعض دوائین اپنی استعداد موثرہ کے زور سے لوہے تانبے پر ایسے طور پر اثر کرتے ہین کہ لوہا یا تانبا متاثر ہوکر سونا یا چاندی بن جاتا ہے اوسیوقت تک صحیح مانا جاسکتا ہے کہ جب تک ہم اون بوٹیون یا دواؤن اور لوہے یا تانبے کے استعداد موثرہ یا متاثرہ پر غور اور نظر نہین کرتے اگر ان استعدادون پر غور اور نظر کرلین تو فرضی کیمیا کے خیال کو کسیصورت مین تسلیم نہ کرین کیمیاء فرضی کے خیال پر کیا منحصر ہے صدہا ایسے خیالات ہین کہ جنکو محض اسواسطے تسلیم کیا گیا ہے کہ اب تک لوگون نے اونکے وسائل اور اسباب متعلقہ کے دونون استعدادون پر غور اور فکر نہین کی شئیون کے ہردو مذکورہ بالا استعدادین دو طرح پر عمل کرتے ہین ایک بلحاظ مقدار کے اور ایک باعتبار طاقت کے اگر استعداد کا مقدار ٹھیک اور موافق ہو تو نتیجہ درست اور ٹھیک نکلتا ہے اور اگر اوسمین کمی یا زیادتی ہو تو نتیجہ مین غلطی اور خرابی پڑجاتی ہے مثلاً اگر ہم ایک سیر پانی کو چھہ ماشہ مصری سے میٹھا کرنا چاہین تو پانی میٹھا نہوگا پانی کی کیفیت بھی بگڑجائیگی اور مصری بھی کام کی نہ رہیگی اگر مصری کے استعداد موثرہ اور پانی کی استعداد متاثرہ ٹھیک اور موافق ہوتے تو پانی میٹھا ہوجاتا - اسیطرح پر اگر ہم چاہین کہ آگ کو تاپ کر ٹھنڈک اور سردی حاصل کرین تو کامیابی نہوگی کیونکہ آگ کے استعداد موثرہ کی طاقت مین یہ تاثیر نہین ہے کہ سردی یا ٹھنڈک پہونچائے بلکہ اوسکی استعداد موثرہ

کی یہ تاثیر ہے کہ ہماری رگ وریشہ اور جسم کو گرمی پہونچائے - اگر آگ کی استعداد موثرہ مین سردی پہونچانے کی بہی طاقت ہوتی تو ضرور ہمارے جسم کو سردی اور ٹھنڈک پہونچتی نتیجون کے صحیح اور بامراد نکلنے کے واسطے ہمکو کامون اور ارادون کے شروع اور ظاہر کرنے کی اول اونکے وسائل اور اسباب کی استعدادون اور اون استعدادون کی مقدارون اور طاقتون پر خیال اور غور کرنی چاہیئے اگر قبل از معلوم کرنے شیئون یا وسائل کے استعدادون اور اون استعدادون کی مقدارون اور طاقتون کے کام شروع کیا جائیگا تو نتیجہ موافق مراد اور صحیح نہین نکلیگا - استعدادون کے معلوم کرنے کو صرف کامون کے کرنے سے ہی متعلق نہین سمجھنا چاہیے اور طبعیتون کے خیالات کے قبول اور تسلیم کرنے وقت بہی اس اصول اور قاعدہ کو اپنا دستور العمل بنانا چاہیے کوئی خیال اوسوقت تک تسلیم نہ کرنا چاہیے جب تک اوسکے بانی مبانی اور اوسکے وسائل کے استعدادون کا صحیح اور کافی علم نہولے -

ترتیب

قدرت کے انتظام اور انسانی انتظام پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک شے اور ہر ایک سلسلہ اوسی صورت مین فائدہ بخش اور صحیح النتیجہ ثابت ہوتا ہے کہ جب اوسکو اوسیکے مخصوصہ درجہ اور نمبر پر استعمال کیا جائے - موجودات ایزدی مین جسقدر صورتین اور شیئین پائی جاتی ہین قدرۃً اون سب کے واسطے کوئی نہ کوئی درجہ اور نمبر خاص اور مقرر ہے علی ہذالقیاس انسان کی مصنوعی سلسلہ انتظام مین ہر ایک صورت اور شے کے واسطے نمبر اور درجہ مقرر کیا گیا ہے - ان دونون سلسلون مین جو بنیاد اور اصل کی رو سے ایک ہی ہین کوئی ایسی شے اور چیز نہین ہے جسکے واسطے کوئی نمبر یا کوئی درجہ مخصوص نہو - ان دونون سلسلون کے مختلف درجون اور نمبرون کے ثابت اور محفوظ رکھنے کو ترتیب کہتے ہین اور جب ان دونون سلسلون کے مختلف درجو

اور نمبرون مین انقلاب اور فرق آجائے تو اوسکو بے ترتیبی سے موسوم کرتے ہین۔
دنیا مین رہکر انسان جسقدر کام کرتا ہے اون سب کی دو صورتین اور حالتین ہوتی ہین
یا تو ترتیب سے کئے جاتے ہین اور یا بے ترتیبی سے جو کام ترتیب سے کئے جاتے ہین
وہ کرنے والے اور دوسری بیدالشون کے حق مین اچھے اور فائدہ بخش ثابت ہوتے
ہین اور جو کام بے ترتیبی سے کیے جاتے ہین وہ کسی کے حق مین بھی اچھے اور فائدہ بخش
ثابت نہین ہوتے کرنے والیکو بھی اونکے کرنے سے نقصان پہونچتا ہے اور دوسرے
بیدائشین بھی ضرر اوٹھاتی ہین۔ دنیا مین جسقدر آرام اور آسائش اور ترقی کے
اسباب اور صورتین پائی جاتی ہین ترتیب کا نتیجہ اور اثر ہین اور رنج و دکھ اور بدآرامی
تنزل اور بے ترتیبی کا اثر ہین۔ ہمارا ہر ایک کار اور ارادہ ہمسے درخواست کرتا ہے
کہ اوسکو ترتیب سے کیا جائے جب تک ہم اپنے ارادون کے پورا کرنے اور کامون کے
انجام دینے کے واسطے ترتیب کو مدنظر اور ملحوظ رکھتے ہین تب تک تو ہم مختلف نقصانون
اور ناکامیابیون کے اوٹھانے سے محفوظ رہتے ہین اور جب ہمارے ارادون اور
کامون مین بے ترتیبی کو دخل ہو جاتا ہے تو پھر ہمکو طرح طرح کے نقصانات اور تکلیفین
برداشت کرنی پڑتی ہین ہر ایک کام کے کرنے اور ارادہ کے اظہار کے اول ہمکو اوسکے
ترتیب یعنے نمبرون اور درجون پر خیال کرنا چاہیے جس نمبر اور درجہ پر اوس کام کو کرنا
مناسب معلوم ہو اوس سے کمی اور تجاوز نہ کرنا چاہیے کمی اور بیشی کی دونون صورتون
مین ترتیب مین فرق آجاتا ہے جیسا کمی سے ترتیب بگڑ جاتی ہے ایسا ہی بیشی سے
مثلاً اگر ہم سونے کا سلوشن بنانا چاہین تو اوسکی اصل ترتیب یہ ہے کہ اول دو پیالے
کھیں سے بہم پہونچائے جائین اونمین سے ایک چینی کا اور ایک مٹی کا ہو چینی کا پیالہ اتنا
بڑا ہونا چاہیے کہ اوسکی اندر مٹی کا پیالہ اسطرح آجائے کہ انگل انگل ڈیڑھ ڈیڑھ انگل زیادہ جگہ
چارون طرف خالی رہے اسکے بعد ایک اونس سائڈ آف پوٹاشیم مین پھر کھولتا ہوا

پانی ملائین اور اس پانی کو اون دونون پیالون مین برابر ہموار ہی تک بہردین یعنی پانی کسی پیالہ مین اونچا اور کسی مین نیچا نہ رہے اسکے بعد تین ماشہ خالص سونے کا پترہ یا ہنڈے اور چینی کے پیالہ مین الگ سے لٹکا دے اور موسلے کے تار مین ایک ٹکڑا لوہے وغیرہ کا باندھکر مٹی کے پیالہ مین ڈبا دے اور اسیطرح قریب بارہ گھنٹہ کے علٰحدہ رہنے دے جب بارہ گھنٹہ گذر جاوین تو آہستہ سے مٹی کا پیالہ چینی کے پیالہ مین سے نکال کر معہ اوس پانی کے جو مٹی کے پیالہ مین بہر دیا تھا پھینکدے اور چینی کا پیالہ با اوسکا احتیاط سے علیحدہ رکھ چھوڑین یہی سونے کا سلوشین ہے۔ سونے کے حل کے واسطے جو قاعدہ کہ استادون نے مقرر کیا ہے اگر اوسکی ترتیب مین کمی یا زیادتی ہوجائے تو گلٹ کرنے مین بڑی دقت ہوگی اگر سونے کا پترہ کو الگ سے چینی کے پیالہ مین نہ لٹکایا جائے یا موسلے کے تار مین ایک لوہے کا ٹکڑہ مٹی کے پیالہ مین نہ ڈبایا جائے تو سونے کا سلوشین نہ بنے گا۔ علم حساب مین ایک عدد کو دوسرے عدد سے تفریق کرنے کا یہ قاعدہ بیان کیا گیا ہے کہ چھوٹے عدد کو نیچے رکھکر بڑے رقم یا بڑی عدد سے تفریق کرتے یہ ایک ترتیب ہی اگر اسپر عمل نہ کیا جاے تو حساب مین سقم اور غلطی پڑنے کا قوی اندیشہ ہے۔ مثلاً اگر ہم ساٹھ کی رقم کو پندرہ کی رقم مین سے تفریق کرنا چاہین تو اس شکل سے تفریق کرینگے ۱۵/۶ ناظرین کو اس شکل سے معلوم ہوجائیگا کہ بڑی رقم اوپر رکھی گئی ہے اور چھوٹی رقم کو نیچے لکھا گیا ہے۔ اگر یہ ترتیب ملحوظ نہ رکھی جاتی تو حساب کا عمل ٹھیک نہ اوترتا۔ ترتیبی غلطیان مختلف طریقون پر پڑتے ہین نتیجون کے صحیح نکلنے کے واسطے اون مختلف طریقون کے روکنے کی کوشش کرنی چاہیے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک شے یا ایک کام کے علم مین بھی ترتیبی غلطیان پڑنے شروع ہوجاتی ہین۔ اور کبھی عمل مین بے ترتیبی دخیل ہوجاتی ہے۔ علم کی بے ترتیبی سے علم کی ترتیب مین کوئی فرق نہین آتا۔ بعض اوقات ترتیب مین غلطی پڑنے کا

یہ باعث بہی ہوجاتا ہے کہ ہم ایک کام کے کرنے یا نہ کرنے کے اسباب کے مقدم اور
موخر کی سلسلہ کو ملحوظ نہین رکہتی جس شئے کو مقدم رکہنا ہوتا ہی اوسکو موخر رکہہ دیتے ہین اور جس شئے کو موخر
رکہنا ہوتا ہی اوسکو مقدم رکہہ دیتے ہین۔ اس بے ترتیبی سے ہماری کامون اور ارادون مین نقص پڑ
جاتا ہی۔ کامون کے کرنے یا نہ کرنے کی پہلے ہمین اس بات پر غور کرنی چاہیئے کہ اوسکی ملزومات اور اسباب
مین سے مقدم کون ہی اور موخر کون کون۔ جب مقدم موخر کا سلسلہ معلوم ہوجائیگا تو پہر اون غلطیون
کی پڑنے کا جو مقدم موخر کی بے ترتیبی سے پڑتی ہین احتمال اور اندیشہ نہین رہیگا اگر انسان اپنی غلطیون اور
لغزشون پر غور کی نظر کرے تو وسکو آسانی سے دریافت ہوجائیگا کہ اکثر غلطیان بے ترتیبی سے
ہی واقع ہوئی ہین اکثر انسانون کا قاعدہ ہی کہ غلطیون کے واقعہ ہونے کے موجبات پر دھیان نہین
کرتے اپنی قسمت کو کوسنے لگتے ہین۔ طریق دور اندیشی اور عقل سلیم کے مخالف ہی سب سے اول
ہمکو غلطیون کے موجبات پر غور کرنی چاہیئے اور دیکہنا چاہیئے کہ ترتیب صحیح ہے یا نہین
اگر باوجود صحیح ترتیب کی بہی حسب مراد نتیجہ اور اثر پیدا نہو تو پہر جو جی مین آوے سو کہین مگر
اس صورت مین بہی جلدی سے بیحوصلہ نہونا چاہیئے۔ نتیجون اور اثرون مین غلطی ڈالنی والی کبھی ایک
ایسے اسباب ہوتے ہین کہ سرسری طور پر اونکا معلوم کرنا دشوار اور مشکل ہوتا ہے تعمق
نظر سے ایسے اسباب کو معلوم اور دریافت کرنا چاہیئے اگر باوجود کامل تحقیق اور دریافت
کے کوئی مزاحم وجہ یا سبب نہ معلوم ہو تو اپنے نصیبہ یا قسمت کو کوسنا اختیاری امر ہے

نتائج الافعال

ع۔ مرد آخر بین مبارک بندہ ایست ٭ دنیا مین دو قسم کے افعال پائی جاتے ہین
ایک قدرتی۔ اور ایک مصنوعی۔ قدرتی وہ فعل ہین جنمین انسان کو کچھ دخل اور
تصرف نہین اونکا ہونا نہونا قدرت کے اختیار مین ہے مصنوعی وہ فعل ہین جنمین انسان
کو دخل اور تصرف حاصل ہین اونکا کرنا یا نکرنا انسان کے اختیار مین ہے یہ دو ان
قسم کے فعل حسب واقعہ ہوتے ہین تو ان سے خاص خاص قسم کے اثر اور نتیجے پیدا ہوتے ہین

اور اون مخصوص اثرون یا نتیجون کی دو صورتین ہوتی ہین یا تو وہ موجودات کے حق مین فایدہ بخش ہوتی ہین اور یا نقصان رسان قدرتی فعلون اور حادثون سے جو نتیجے اور اثر مترتب ہوتے ہین اونکو انسان اپنی طاقت سے بند نہین کر سکتا برے بہلے مفید غیر مفید جیسے ہون طوعًا کرہًا قبول کرنے پڑتے ہین مصنوعی فعلون سے جو اثر اور نتیجے پیدا ہوتے ہین انسان اونکو اپنی طاقت سے کم یا زیادہ مفید یا غیر مفید بنا سکتا ہے افعال باعتبار نتیجون اور اثرون کے دو قسم پر ہین ایک بدیہی النتایج اور ایک خفی النتایج - بدیہی النتایج وہ فعل ہین کہ جنکے اثر اور نتیجے ظاہر ہوتے ہین جیسے کسی شخص کو گالی دینا یا گولے مارنا یا کسی شخص کو کسی مصیبت سے بچانا یا بھوکے کو روٹی دینا یا چوری کرنا یا زنا وغیرہ کرنا - ان افعال کے اثر اور نتیجے ظاہر ہین قبل از گالی دینے یا گولے مارنے کے یا بروقت گالی دینے یا گولے مارنے کے گالی دینے والا یا گولی مارنے والا اس نتیجہ پر پہونچ سکتا ہے کہ جس آدمی کو گالی دیجائیگی یا گولی ماری جائیگی وہ ضرور غصہ اور خفگی مین آئیگا یا اوسکو زخم پہونچیگا - جس شخص کی ہم مصیبت مین مدد کرینگے یا بھوکے کو روٹی کہلا دین گے تو وہ ضرور ہمسے خوش ہوگا اور خدا بھی ہم سے راضی ہوگا اور خلقت بھی ہمین اچھا کہیگی اور جس شخص کو ہم مدد دین گے یا روٹی کہلائینگے اوسکی مراد برآئیگی چوری یا زنا کرنے سے پہلے ہم اس نتیجہ اور اثر کو معلوم کر سکتے ہین کہ اگر یہ بات اور فعل عام طور پر لوگون کو معلوم ہوگیا تو ہمارا اعتبار اوٹھ جائیگا اور لوگ ہمین بدچلن اور فاسق فاجر کہین گے اور ہمارے ایسے برے فعلون سے اور لوگون کو ضرر اور نقصان پہونچیگا - بدیہی النتایج فعلون کے آثار اور نتیجون کی برائی اور اچھائی کو ہم بغور غور کرنے کے دریافت کر سکتے ہین کیونکہ اونکی برائیان اور خوبیان ظاہر اور عیان ہوتی ہین انسان کو اپنے مختصر سے زندگی مین اکثر افعال بدیہی النتایج ہی پیش آتے ہین ہمارا اور انسانون کے ساتھ

جو روزمرہ کا ملنا اور چلنا اور برتاؤ ہوتا ہے اوسمین ایک نہین صدہا ایسے فعل کرنے
پڑتے ہین کہ جنکے اثر اور نتیجے بدیہی ہوے ہین ہر روز ہم اپنے اور دوسرون کے واسطے
ایسے کام کرتے ہین کہ جنکے نتیجون اور اثرون کو ہم قبل از شروع یا پورا کرنے کے سوچ سمجھ
سکتے ہین باوجود روزمرہ کے آمدورفت اور ملنے جلنے کے دو انسانون مین جو نفرت اور
خصومت پیدا ہو جاتی ہے اوسکا باعث یہی ہوتا ہے کہ دونون یا دونون مین سے ایک
فریق اپنے افعال کے اثرون یا نتیجون پر دھیان اور غور نہین کرتا جب کام کر لیتے ہین تو
پھر اثرون یا نتیجون پر غور اور دھیان کرتے ہین اور اوسوقت دھیان یا غور کرنا کچھ فائدہ
نہین بخشتا - ہماری اکثر ناکامیابیون اور نااتفاقیون اور مایوسیون کا اصل الاصول
اور موجب یہی ہوتا ہے کہ ہم اپنے فعلون کے اثرون اور نتیجون پر قبل از شروع کرنے
یا اظہار کے نظر اور غور نہین کرتے - اگر ہم قبل از کسی شخص کو گولی مارنے کے اسباب
پر خیال کرین کہ اگر اوسکو گولی لگ گئی تو ہلاک کر دیگی اور ہم ملکی قانون کے موافق سزایاب
ہونگے اور دوسرے یہ کہ ہم جو ایک شخص کو ناحق قتل یا زخمی کرتے ہین اس سے انصاف
اور عدالت کا خون ہوتا ہے خلقت ہمین برا کہیگی اور خدا جدا ہمپر ناراض ہوگا
قوی امید ہے کہ اس ابتدائی خیال سے ہم بندوق مارنے سے رک جاینگے ہم اپنے
فائدہ کے واسطے کوئی کام شروع کرتے ہین اور اخیر پر اوس کام سے ہمین نقصان
اور ضرر پہونچتا ہے ہم دوسرے شخص کو اپنے خیال کے بموجب ایک نیک اور اچھی
بات کہتے ہین مگر اوسکے نزدیک اوس سے زیادہ کوئی برائی نہین ہوتی - ہم ایک
نیک کام کرتے ہین مگر اخیر پر برائی نکلتی ہے - ہم دلیری مین آکر ایک شخص کے
حق کو تلف اور برباد کرنے کی کوشش کرتے ہین اور اس امر کو کوئی برائی نہین خیال
کرتے مگر تھوڑی مدت کے بعد ہی یہ بات کھل جاتی ہے کہ ہمنے اچھا کام نہین کیا
ہم خود ہی شرمندہ اور پشیمان ہوتے ہین اور ہمارے دوست دشمن بھی ہمین طعن

کرتے ہین یہ ساری کمزوریان اور برائیان اسیواسطے ظاہر ہوتی ہین کہ ہم کامون کے کرنے اور رایون کے اظہار کے اول اونکے اثرون اور نتیجون کو میزان عقل اور ترازوے دور اندیشی مین وزن نہین کرتے - اگر وزن کرلین تو یہ برُائیان اور قباحتین پیدا نہون ہم افعال بدیہی النتائج پر جو شروع یا ظاہر کرنے کے اول نظر اور غور نہین کرتے اوسکی کئی ایک باعث ہوسکتے ہین مین اونمین سے چند مشہور اور موٹے موٹے سببون کو بیان کرتا ہون انھین پر اور اسباب کو قیاس کرلینا چاہیئے -

اول - تعریف - جب ایک انسان دوسرے انسان کی تعریف کرتا ہے تو اوسوقت اوس انسان کے دل مین کہ جسکی تعریف کیجاتی ہے ایک خوشی اور تکبر کی صورت پیدا ہوتی ہے خوشی اور تکبر کے پیدا ہونے سے انسان کی احتیاط اور دور اندیشی پر پردہ پڑجاتا ہے اور انجام بینی کی قوت کمزور ہوجاتی ہے ایسے وقت مین انسان اپنے فعلون پر نظر اور غور نہین کرتا دور اندیشی اور احتیاط پر تعریفی حجاب پڑجاتا ہی اور انسان کے دل مین جو کچھ آتا ہے کرگذرتا ہے جب تعریف کا خمار سر سے اوترجاتا ہے تو پھر خبر ہوتی ہے انسانی جماعتون مین بہت سے اس مزاج اور طبیعت کے انسان پائے جاتے ہین کہ جو مدح اور تعریف کے ذریعہ سے ہی اپنی مراد کے موافق کام نکال لیتے ہین تعریف کرنا بھی ایک نشہ پلانا ہوتا ہے اکثر ناتجربہ کار لوگ اس فرضی نشہ سے مست ہوکر اپنا نقصان کربیٹھتے ہین مستقل مزاج اور تجربہ کار آدمی ایسی باتون اور ایچ پیچ مین نہین آتے جب کسی آدمی کی تعریف کیجاوے تو اوسکو صرف لفظون پر ہی جانے نہ دینی چاہیے سوچ سمجھ کر کام کرنا چاہیئے -

دوم - امید - ایسا بھی ہوتا ہے کہ کبھی ہم اپنے افعال اور خیالات کے اثرون اور نتیجون کو امید کے اعتبار پر ملحوظ نہین رکھتے - مثلاً ہمکو امید ہے کہ اگر ہم ایک غریب آدمی کو ستائین اور مارینگے تو وہ ہمارا کچھ نہین کرسکیگا کیونکہ استغاثہ کے واسطے نہ تو اوسکے پاس

روپیہ ہے اور نہ عدالت مین اوسکا کوئی لحاظ کریگا اور نہ گانون سے باعث ہمارے
خوف کے کوئی آدمی عدالت مین اوسکی طرف سے شہادت دیگا جب ایسی امید بندھ
جاتی ہے تو ہم ایک غریب آدمی کو زور سے ستانے لگتے ہین گو ہماری امید سچی ہے مگر
مگر اگر ہم اس بات پر غور کرینگے کہ ممکن ہے کہ کوئی شخص ہمارے خوف کو بالای طاق
رکھکر غریب کا مددگار ہو جاوے اور مقدمہ کسی عادل حاکم کے پاس چلا جاوے جو کسیکی
بھی رعایت نہ کرے تو ضرور ہم ایک آدمی کے ستانے سے روک دئے جاوینگے دنیا اگرچہ
امید سے قائم ہے مگر بہت سے ایسی امیدین ہین کہ جو ہمکو اور ہماری عزت کو خراب
اور بدنام کرنے کے واسطے کافی ہین امیدون پر اعتبار اور یقین کرنے کے واسطے
ہمیشہ ہمکو اون ممکن الوجود اور مزاحم صورتون اور تبدیلات پر غور کرنی چاہیئے
کہ جنکے ظہور اور حدوث سے امیدون مین فرق اور تبدیل واقع ہو جاتی ہے۔ ان
صورتون کی مہارت اور واقفیت سے ہم اون نقصانات کے اوٹھانے سے محفوظ
رہینگے کہ جو امید کے اعتبار پر واقعہ ہو سکتے ہین ۔

سوم ۔ خوف ۔ خوف کے غلبہ اور ظہور سے بھی انسان اپنے افعال کے اثرون
اور نتیجون کو خیال مین نہین لاتا ۔ انسان کو دو قسم کے خوف لاحق ہوتے ہین
ایک قابل التبدیل ۔ اور ایک ناقابل التبدیل ۔ قابل التبدیل وہ خوف ہین
جنمین انسان کو کسی اعلی درجہ کی تکلیف کا خیال نہین ہوتا اور جنکی حالت تبدیل
کیجا سکتی ہے ۔ ناقابل التبدیل وہ خوف ہین جنمین انسان کو اعلی درجہ کی تکلیف
پہونچنے کا خیال ہوتا ہے اور اپنے آپ کو مجبور سمجھتا ہے ۔ پہلی صورت مین انسان
کو مارے خوف کے بے سوچے سمجھے کوئی کام نہ کرنا چاہیئے ۔ قبل از کرنے کے
اپنے فعلون کے اثرون اور نتیجون کو وزن کر لینا چاہیئے ۔ دوسری صورت مین
انسان مجبور اور مقہور ہوتا ہے اسواسطے اگر اوس سے کوئی فعل بغیر سوچے سمجھنے کے

سرزد ہو جائے تو اختیاری بات نہین ہے - دوسری صورت کا وقوع شاذ و نادر
ہوتا ہے مگر پہلی صورت بعض انسانون کے ایچ پیچ اور مکر و فریب سے کثیر الوقوع
ہے عیار اور فریبی آدمی خفیف خفیف باتون سے لوگون کو ڈراتے ہین اس سے اونکی
یہ غرض ہوتی ہے کہ لوگ خوف کے مارے بے سوچے سمجھے کوئی کام کر دین اکثر عیار
آدمی ایک صاف دل اور سادہ طبیعت آدمی کو یہ خوف دلا کر کہ ہمارا عدالت مین
یا کسی بڑے آدمی کے ساتھ رسوخ ہے اس بات پر آمادہ کر لیتے ہین کہ اونکی فرمانبرداری
مین رہکر برے افعال کا مرتکب ہو یا اونکے ارتکاب سے اغماز اور چشم پوشی کرے
چالاک آدمی ایسی پٹری جما لیتے ہین اور نا تجربہ کار اونکے دم مین آکر بے سوچے
سمجھے کوئی ایسا فعل کر گذرتے ہین کہ جسکا اثر اور نتیجہ اونکے حق مین برا نکلتا ہی
برے اثرون اور برے نتیجون سے محفوظ رہنے کے واسطے مناسب ہے کہ انسان
خوف کی حالت اور صورت کو سوچ سمجھ لے اور اپنے افعال کے اثرون اور نتیجون پر
نظر اور غور کرے بجز اس تدبیر کے اور کوئی تدبیر برے اثرون یا برے نتیجون سے
بچنے اور محفوظ رہنے کی نہین ہے -

چہارم - محبت - انسان محبت اور الفت کے پھندے مین پھنسکر بھی اپنے
افعال کی آخری اثرون اور نتیجون پر غور نہین کرتا محبت کا پھندا سب پھندون اور
ساری مجبوریون سے نازک اور فریب دہندہ ہے - عام رشتے اور دولت و مال سے
وہ کام نہین ہو سکتا کہ جو محبت اور الفت کے ذریعہ سے ہو سکتا ہے جب انسان کے
سر مین محبت اور الفت کا نشہ چڑھ جاتا ہے تو انسان کو اپنے افعال کے حسن و قبح
اور اثرون اور نتیجون پر غور کرنا یاد نہین رہتا یا یہ کہ موقعہ نہین ملتا اندھا دھند جو
جی مین آتا ہے کر گذرتا ہے جب محبت کا نشہ دماغ سے اوتر جاتا ہے تو پھر انسان کو
ہوش آتے ہین اپنے فعلون کو دیکھ دیکھ کر پشیمان ہوتا اور پچھتاتا ہی - مگر پشیمانی کوئی

نہین جاتی دنیا مین سیکڑون آدمی ایسے ملین گے کہ جو محبت کے نشہ سے پریشان و
مست و بدحال ہو کر اپنی عزت و ناموس دولت و مال و زر و سیم کو برباد اور خراب
کر چکے ہین ۔ محبت اور الفت بہت اچھی شے ہے مگر وہین تک جہان تک کہ عقل اور
فطرت اجازت دیتی ہے جو محبت اور الفت عقلی اور فطرتی حد اور انداز سے زیادہ ہو
وہ محبت اور الفت نہین ہے وبال جان ہے ۔ جس طرح پر شراب کے پینے سے انسان
کی عقل اور ہوش و حواس بحس اور سُن ہو جاتے ہین اسیطرح پر محبت کی نشہ کا اثر
ہوتا ہے ۔ ایک ہمارا دوست یکدل یا محبوب بے دل کہدیتا ہے کہ یہ کام کرو اور ہم
اوسکی محبت بھری حکم کے بموجب وہ کام کر گذرتے ہین جب اوسکا اثر اور نتیجہ ظاہر ہوتا ہے
تو لینے کے دینے پڑ جاتے ہین ہر ایک انسان کے دل پر محبت کا دو طور پر اثر ہوتا ہے
ایک اپنی خواہش سے اور ایک دوسرے کی خواہش سے ان دو طریقون مین انسان
کی غلطی کر جانے کا احتمال اور اندیشہ ہے کبھی انسان اپ ہی محبت کا پیالہ پیکر بدحال
و بدہوش ہو جاتا ہے اور نشہ کے حالت مین بے سوچے سمجھے جو جی مین آتا ہے کر گذرتا
ہے اور کبھی اور لوگ محبت کی تیز شراب منھ کو لگا کر لاپرواہی کا باعث ٹھہرتے ہین
دور اندیش وہ انسان ہے کہ جو ان دونون طریقون کے پیش آنے پر احتیاط سے
کام کرے اپنے کامون کے آخری اثرون اور نتیجون کو پہلے سوچ سمجھ لینا اپنا دستورالعمل
اور مضبوط شعار بنائے ۔ اگر انسان اس طریق عمل پر قائم اور ثابت رہیگا تو
محبت اور الفت کے نشہ سے اوسکا دماغ امن مین رہیگا ۔

پنجم ۔ دشمنی ۔ جیسا انسان کے دل پر محبت اور الفت اثر کرتی ہے ایسا ہی
عداوت اور دشمنی کام کر جاتی ہے فرق اتنا ہی کہ محبت اور الفت کا میٹھا اور خوش مزہ
نشہ ہوتا ہے اور دشمنی کا نشہ تلخ اور بدمزہ ہوتا ہے جیسے محبت اور الفت مین انسان
کی عقل اور فراست پر پردہ پڑ جاتا ہے ایسا ہی دشمنی مین احتیاط اور سوچ سمجھ پر

حجاب آجاتا ہے دشمنی کی حالت مین انسان کو اپنے فعلون کی آخری اثرون اور نتیجون
پر غور کرنے کا موقع نہین ملتا جب دشمنی کی جوشش مین کام کر چکتا ہے تو پھر اوسکے
حسن و قبح کی سوجھ پڑتی ہے کبھی انسان کے دل مین دشمنی کو خود بخود جوش ہوتا ہے
اور کبھی اور چالاک اور دلی بدخواہ آدمی اشتعالک کا باعث ہو جاتے ہین اپنا کام
نکالنے یا رسوخ جتانے کے واسطے دشمنی کی آگ کو بھڑکاتے ہین اور دوسرا آدمی دم مین
آکر بغیر سوچ سمجھ کے کوئی حرکت کر بیٹھتا ہے یا لوگ الگ ہو جاتے ہین اور اوس فعل یا
اوس حرکت کے برُے اثر یا برُے نتیجے کرنے والے ہی کو برداشت کرنی پڑتی ہین دانا
اور دوراندیش وہ انسان ہے کہ جو دشمنی کی حالت مین اپنے دل کو سنبھالے رکھتا ہے
اور اپنے کامون اور ارادون اور خیالات کو کرنے یا ظاہر کرنے کے پہلے اخری اثرون
اور آخری نتیجون کے معلوم اور دریافت کرنے کے واسطے احتیاط اور دوربینی کے ترازو
اور فہم و فراست کے میزان مین وزن کر لیتا ہے - دشمنی کی حالت مین ہمارا اپنا دل
بھی اور اور اقبال ہلے دوست بھی ہمکو اس امر کی تحریک کرے اور جوش دلاتا ہے کہ
فلان کام کرنا چاہیئے فلان نہ کرنا چاہیئے فلان امر برُا ہے فلان امر اچھا ہے اس تحریک
اور جوش دلانے کے وقت ہمکو غور اور فکر کو جواب دینا لازم نہین ہے دوراندیشی اور
احتیاط اور عدالت سے اپنے دل کے خیالون اور اقبال سے دوست لوگون کی تحریکون کو
دیکھنا اور وزن کرنا چاہیئے اس عمدہ دستور العمل کے اختیار کرنے سے ہم اپنے فعلون
کو مفید طور پر استعمال مین لاسکین گے اور صدور اغلاط سے مامون اور محفوظ رہینگے -
ششم - تقلید - تقلید سے بھی انسان اپنے کامون اور ارادون اور خیالات کے
آخری اثرون اور نتیجون پر غور اور نظر کرنے سے رہ جاتا ہے - مان باپ یا دوستون
اپنے بیگانے کو ایک کام کرتے دیکھتا ہے اوسے نقش قدم پر آپ چل نکلتا ہے کچھ
خیال اور دھیان نہین کرتا کہ اسکا اثر اور نتیجہ میرے حق مین کیسا نکلیگا دنیا مین سیکڑون

ایسے آدمی ملینگے کہ جنکی عزت اور ننگ و ناموس کے تاج کو بیجا تقلید کے آندہی نے اوڑا کر وادیہ ادبار اور دشت شقاوت مین پھینک دیا ہے انسان کی طبیعت کا یہ خاصہ ہے کہ وہ اور انسانون کے ساتھ ریس کرتا ہے اگرچہ ریس کرنا انسانون کے حق مین مفید ہے مگر جب اوسکو برے اصولون پر استعمال کیا جاتا ہے تو انسان کے حق مین اس سے زیادہ تر خراب اور کوئی شے نہین ثابت ہوتی۔ ریس کرنے کے وقت بہی اکثر انسان اپنے آپ مین نہین رہتے۔ بے سوچے سمجھے من بھاتی کر گذرتے ہین انسان کے دانائی اسمین ہے کہ ریس کرنے کے وقت اپنے کامون اور فعلون کے اثرون اور نتیجون کو دیکھ بھال لے ممکن ہے کہ جس کام کے ہم ایک دوسرے انسان کے ساتھ ریس کرتے ہین وہ اوسکے حق مین مفید ہو اور ہمارے واسطے مضر ہو۔ کام کرنے کے پہلے ہمکو یہ دیکھ لینا چاہیئے کہ اوسکا آخری اثر اور نتیجہ ہمارے حق مین کیسا ہوگا۔

ہفتم۔ طمع۔ جب انسان کو طمع دامنگیر ہوتی ہے تو سوچ سمجھ اور قیاس و فکر سے اوسکی آنکھین بند اور دل و دماغ بے حس اور سُن ہو جاتے ہین اپنے افعال کے اثرون اور نتیجون پر اصلا غور اور فکر نہین کرتا۔ اسکا علاج سوائے اسکے اور کچھ نہین کہ انسان طمع سے اپنے آپ کو پاک صاف رکھے۔ اپنے کامون اور فعلون پر غور نہ کرنے کے اسباب اور موجبات اگرچہ بہت ہین مگر ہم صرف انہین سات وجہون پر کفایت کرتے ہین دانا آدمی ان وجہون کے ذریعہ سے اور وجہین بہی نکال سکتا ہے افعال خفی النتائج وہ ہین جنکے اثر اور نتیجے پوشیدہ یا مشتبہ الصورت ہوتے ہین انسان ایسے فعلون کے کرنے سے اپنے ذہن مین کوئی مخصوص اور قطعی نتیجہ قائم نہین کر سکتا۔ اشتباہ ہی رہتا ہے گو ہم افعال خفی النتائج کے اثرون اور نتیجون کو صاف طور پر معلوم نہین کر سکتے مگر اسمین کیا شک ہے کہ اگر ہم ان افعال کی بابت بہی دور اندیشی اور احتیاط سے کام لینگے تو اثر اور نتیجہ مفید اور اچھا

نکلیگا ہمکو اپنا یہ دستور العمل بنانا چاہیے کہ ایسے افعال اور ارادی بھی غور اور نظر سے خالی نہ رہین۔

تدبیر

انسان کا یہ طبعی خاصہ ہے کہ جب اوسکو کوئی کام یا کوئی دقت یا کوئی مشکل پیش آتی ہے تو اوسکے حل کرنے کے طرف دوڑتا ہے جو بات یا جو صورت مفید دیکھتا ہے اوسکو حاصل کرنا چاہتا ہے اور جو اپنے مضر پاتا ہے اوس سے بچتا ہے۔ تلاش اور جستجو کرتا ہے کہ کوئی ایسا راستہ نکلے کہ جسکے ذریعہ سے منزل مقصود پر پہونچ جائے یا عقدہ پیش آمدہ کو حل کرے۔ آسمان پر جب ابر چھا جاتا اور بدلیان آتی ہے تو اس خوف سے کہ شاید مینہ برسے ہم اپنے اپنے گھرون کو کام کاج چھوڑ کر دوڑتے اور اپنے گھرون کی چھتون اور دیوارون کو دیکھتے ہین جو جگہ اور موقع لایق مرمت ہوتا ہے اوسکا مرمت کر دیتے ہین ہم جب کبھی راہ چلتے چلتے سُن پاتے ہین کہ اس راستہ مین ایک اژدہا رہتا ہے تو اوس موقعہ خاص سے جہان اژدہے کا نشان دیا جاتا ہی چپکے چپکے گذر جاتے ہین۔ جب سنتے ہین کہ گانون مین کوئی کتا دیوانہ ہوگیا ہے تو گھر سے نکلنے کے وقت ہاتھ مین موٹی سی لاٹھی لے لیتے ہین جب سردی کے موسم مین ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلتی ہے تو کمبل اور موٹا گرم کپڑا پہن لیتے ہین جب گرمی لگتی ہے تو تبدیل اور سبک کپڑا پہن لیتے ہین جب دھوپ لگتی ہے تو سایہ مین ہو بیٹھتے ہین جب سردی لگتی ہی تو سایہ سے اوٹھکر دھوپ مین جا کھڑے ہوتے ہین جب ایک ننھے سے لڑکے کو بھوک یا پیاس لگتی ہی تو ماں باپ سے مخصوص اشارون یا کنایون مین روٹی یا پانی مانگتا ہی جب کسی عضو مین درد ہوتا ہی تو اوسکو کسی نکسی حرکت یا اشارہ سے ظاہر کرتا ہی۔ انسان کے اس طبعی امر یا طبعی خاصہ کو تدبیر کہتے ہین یہ طبعی امر یا طبعی خاصہ صرف خاص خاص انسانون سے ہی مخصوص نہین ہے تمام انسانون مین خواہ وہ کسی ملک کے پیدائش ہون فطرةً موجود ہی البتہ جسطرح پر انسان کی طبعیتین مختلف ہین اسیطرح یہ

اس خاصہ مین اختلاف پایا جاتا ہے قدرت نے اس خاصہ کو سارے انسانون مین
ایک مقدار اور ایک وزن کا پیدا نہین کیا کسی مین زیادہ ہے اور کسی مین کم کسی مین
برجستہ اور مضبوط اور کسی مین ذرا کم زور اور ناطاقت - اگرچہ باعتبار وزن اور طاقت کے
یہ خاصہ مختلف ہی مگر بلحاظ وجود کے مختلف نہین ہے جیسا ایک عالم فاضل کی ذات
مین پایا جاتا ہے ایسا ہی ایک جاہل کو حاصل ہے جیسا یورپ کے لوگون کی طبیعتون
مین موجود ہے ایسا ہی ایشیا والون کی طبیعتون مین فطرۃً ودلیعت کیا گیا ہے
خداوندکریم نے اس عجیب اور نادر خاصہ کو انسان کی طبیعت مین اسواسطے ودیعت
کیا تھا کہ انسان اوسکی مدد اور ذریعہ سے دنیا مین چند روزہ کر اپنے عزیز زندگے کو
مضبوطی اور سلامتی اور سہولت سے بسر کرے مگر افسوس ہے کہ بعض آدمیون نے
اس خاصہ کے استعمال کو یا تو بالکل چھوڑ دیا اور ایسے طور پر استعمال کیا کہ ودیعت کے
غرض فوت ہو گئی - ودلیعت ازلی کی غرض یہ ہے کہ انسان اس خاصہ یعنی قوت
مدبرہ کے ذریعہ اور مدد سے اپنے کاروبار اور مہمات کو انجام دے - غلطی پڑنے
یا غلط استعمال سے بجاے اسکے کہ انسانی کاروبار اور مہمات سہولت اور خوش اسلوبی
سے انجام پاوین قسم قسم کے نقصان اور تکلیفین نمودار ہو کر انسان کے رنج اور دکھ
کا باعث ٹھہرتے ہین - اس خاصہ یعنی تدبیر کے بابت انسانون مین دو قسم کے
غلطیان پائی جاتی ہین ایک قسم کا نام استعمالی غلطیان ہی اور دوسرے قسم کو کُلّی
غلطیون کے نام سے موسوم کرتے ہین -

قسم اول اغلاط استعمالیہ ہر ایک چیز اوسی صورت مین فائدہ بخش ثابت ہوتی ہی
کہ جب اوسکو ٹھیک ترتیب سے کام مین لایا جاوے اگر ترتیب کو چھوڑ دیا جاوے
تو پھر فائدہ کی امید رکھنا اپنے آپ کو دیوانہ بنانا ہے قوت مدبرہ جو خداوندکریم نے
انسان کو عطا کی ہے اوسی صورت مین فائدہ پہونچا سکتی ہے کہ جب اوسکو ایک ترتیب کے

ساتھ عمل مین لایا جائے - اگر عملی ترتیب مین فرق آجائے تو بجاے مفید ہونے کے
مضر ثابت ہوتی ہے بعض انسان قوت مدبرہ کو استعمال تو ضرور کرتے ہین مگر اوسکے
استعمال کے جو اصلی اصول اور طریقے ہین اونکو یا تو بالکل ملحوظ نہین رکھتے اور یا غلط
اصولون سے ملا کر عمل مین لاتے ہین - قوت مدبرہ کے صحیح استعمال کے تین اصول ہین
وقت - مقدار - تحفظ - جب تک ان تینون اصولون کو ملحوظ نہ رکھا جائے تب تک
تدبیر ٹھیک نہین اور ترقی بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ہم ایک تدبیر کرتے ہین اور ناکامیابی
کا مُنھ دیکھتے ہین اسکا بھی باعث ہوتا ہے کہ تدبیر کے تینون اصولون مین سے کوئی
نہ کوئی اصول رہجاتا ہے - اگر تینون اصولون کو ملحوظ رکھا جاوے تو غلطی کا ٹھکانا
قریب قریب شکل کے ہوجاتا ہے - تدبیر کے صحیح استعمال کے واسطے وقت کے محفوظ
رکھنے کی بھی نہایت ضرورت ہے وقت کے یا نہ محفوظ رکھنے سے تدبیر کے سلسلہ مین ایسی
ابتری پڑجاتی ہے کہ بجاے فائدہ حاصل کرنے کے قسم قسم کے نقصانات اوٹھانے پڑتے
ہین - گو تدبیر کیجاتی ہے مگر چونکہ اوسکا وقت گذر جاتا ہے اسواسطے اوسکے اصلی آثار
اور نتیجے ظہور مین نہین آتے - تدبیر کو مفید اور صحیح النتیجہ بنانے کے واسطے مدبر کو ضروری
اور لازمی ہے کہ وقت کو ملحوظ اور مدنظر رکھے قحط کے دنون مین انسان یہ تدبیر کرتے
ہین کہ غلہ جمع رکھتے ہین اور اوسکو کفایت اور احتیاط سے برتتے ہین اگر کوئی شخص
برخلاف اس عمدہ تدبیر کے قحط کے دنون مین غلہ جمع نہ رکھے یا اوسکو کفایت سے نہ برتے
تو اوسکو کئی ایک تکلیفون کا مقابلہ کرنا پڑیگا - اگر وقت پر تدبیر کیجاتی تو تکلیف اور
نقصان نہ اوٹھانا پڑتا ایک گورنمنٹ کی ممالک محروسہ مین چند شریر اور مفسد آدمی
جمع ہوکر گورنمنٹ کے مقابلہ کی طیاریان کرتے ہین گورنمنٹ کو لازم ہے کہ بفور سننے اس
مفسد انگیز خبر کے اوس جماعت کو منتشر کرے اگر ابتدا مین اوس مفسد جماعت کے انتشار
کی کوشش نہکی جاویگی تو ملک مین فساد نمودار ہوجائیگا - گو پیچھے انتشار باغیان کی نسبت

کیجا سکتی ہے مگر جو اثر اور زور پہلی وقت کی تدبیر مین ہے وہ پچھلے مین نہین جسطرح
تدبیر کے صحیح استعمال کے واسطے مدبر کو وقت کی پابندی ضروری ہے اسیطرح پر مقدار
تدبیر کا ملحوظ رکھنا واجبات سے ہے۔ جیسے ہر ایک کام کا مقدار اور پیمانہ ہوتا ہے
ایسے ہی ہر ایک کام کی تدبیر کا وزن اور پیمانہ مقرر یا مخصوص ہوتا ہے مثلاً ایک جنگ
مین ہمین محاصرہ مین اگر دشمنون کی توپون کے زور اور آتشبازی سے بچنے کے واسطے
دمدمون اور حفاظتی پناہ کا بنانا ضروری ہے تو دمدمے اور حفاظتی پناہ اوسوقت
تک فائدہ بخش نہون گے کہ جب تک اونکو ٹھیک اونکے پیمانہ اور مقدار پر طیار نہ کیا جاوے
علی ہذا القیاس اگر ہم ایک مریض کے تپ کے علاج کی تدبیر کرین تو ہمکو ایک خاص مقدار
پر دواؤن کو استعمال کرنا پڑیگا اگر مقدار کو ترک کردینگے تو تپ دور کرتے کرتے کسی اور
بلا مین پھنس جائینگے تدبیر کی صحت کے واسطے تحفظ بھی ضروری ہے بسا اوقات ایسا
ہوتا ہے کہ ہماری تدبیرین عدم تحفظ سے بالکل رایگان جاتی ہین بہت سی تدبیرین
اس قسم کی ہین کہ اونکو مخفی رکھنا ضروری ہوتا ہے اور بہت سے اس قسم کے ہین کہ
اونکا اظہار مناسب ہوتا ہے ان دونون صورتون کے ثابت اور قائم رکھنے سے تدبیر
کے سلسلہ مین غلطی نہین پڑتی مگر ان صورتون کو نہ ملحوظ رکھنے سے انسان گرداب غلطی
مین غوطے کہانے لگتا ہے تحفظ کے واسطے بھی وقت اور مقدار کی ضرورت ہے بعض
تدبیرین اس طرز کی ہوتی ہین کہ ایک وقت مین اونکا اخفا ضروری ہوتا ہے اور ایک
وقت مین اظہار۔ اور علی ہذا القیاس مقدار کی کمی زیادتی ہوتی رہتی ہے ان دونون
ضرورتون پر مدبر کو غور اور نظر کرلینی چاہیئے۔

تحفظ کو صرف کسی تدبیر کے اخفا یا اظہار مین ہی دخل نہین تدبیرون کے اسباب اور
وسائل کی ترتیب اور قائم رکھنے مین بھی دخل ہے کوئی ایسی ترتیب نہین جو کہ دو تین
وسیلون یا سببون سے مرکب نہو اون وسیلون یا سببون کے واسطے بھی تحفظ کی

قسم دوم اغلاط کا یہ - اکثر اشخاص کا یہ خیال ہے کہ تدبیر بذاتہ کوئی شے نہین ہے اور
اگر بالفرض ہے بہی تو انسان بہ سبب اپنی کلیت مجبوریت کے اوس سے فائدہ نہین
اوٹھا سکتا بعض لوگون کا یہ خیال عقل اور دور اندیشی سے کوسون دور ہے اول اونکو
اس بات پر خیال کرنا چاہیے کہ انسان کی طبیعت ہی مین تدبیر کا خاصہ پایا جاتا ہے
اگر وہ اپنی ذات پر خیال کرینگے تو روز روشن کیطرح اونھین معلوم اور دریافت ہوجاٰیگا
کہ تدبیر کا خاصہ اور قوتون کیطرح خاصکر اپنی طبیعت مین ہی موجود ہے - دن مین
ایک مرتبہ نہین سو مرتبہ انسان اس خاصہ کو عمل مین لاتا ہے کہانا پکانا - اور کہانا
پینا - کم و زیادہ گہر کے کامون کو انجام دینا وغیرہ تدبیر ہے کا اثر اور نتیجہ ہی لتعجب ہے
کہ ہم تدبیر سے تو انکار کرتے ہین مگر اوسکو اپنی عمل مین روز لاتی ہین اس انکار کے
سوا اسکے اور کوئی وجہ نہین کہ ہم تدبیر کے معنون اور تعریف کو نہین سمجہتے - بعض
انسانون کا یہ خیال ہے کہ تدبیر سے کوئی فائدہ نہین کیونکہ انسان مجبور ہے بالکل کمزور اور فضول
ہے ہم کہتے ہین کہ اگر انسان قدرتہً بالکل مجبور ہوتا تو قدرت اوسکو تدبیر کا خاصہ ہی
نہ بخشتی جب ہم فی حد نفسہ محض مجبور ہی ہین تو پہر ہماری طبعیتون مین خاصہ تدبیر
کی ودلیعت کرنے کا کیا فائدہ ہے ایک طرف سے تو قدرت نے ہماری طبعیتون مین
تدبیر کا خاصہ رکھہ دیا ہے اور دوسری طرف سے ہمین محض مجبور بنا رکھا ہے اسمین قدرت
کی کمزوری اور نقص ظاہر ہوتا ہے اور یہ بات مسلم ہے کہ قانون قدرت مین کوئی نقص
اور کمزوری نہین ہی معلوم ہوا کہ ایسے فضول خیالات انسان کی کم اندیشی اور جہالت کا
اثر ہین یہ خیال کہ انسانون کو تدبیر سے کوئی فائدہ نہین کیونکہ وہ بالکل مقہور اور مجبور ہے
انسان کے دل مین یہ خیال دو طرح سے پیدا ہوتا ہے ایک ذاتی ناکامیابیون اور
مایوسیون سے اور دوسرے اورون کی ناکامیابیان اور مایوسیان دیکھہ دیکھکر بعض وقت
ایک آدمی جو کسی مدعا یا مراد کے حصول کے واسطے کوئی تدبیر کرتا ہے تو وہ تدبیر رائگان

جاتی ہے اس سے اوسکے دل مین یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ تدبیر درحقیقت کوئی شے
یا کوئی خاصہ نہین ہے یا یہ کہ تدبیر سے انسان کوئی فائدہ نہین اوٹھا سکتا کیونکہ وہ
محض مجبور ہے یہ انسان کا دستور اور معمول ہے کہ ناکامیابی اور مایوسی کے وقت بدظن
ہوکر اوس وسیلہ یا ذریعہ کے جسکے کرنے یا عمل مین لانے سے اوسکو ناکامیابی یا مایوسی
حاصل ہوتی ہے نفی کرنے پر طیار ہو جاتا ہے انسان کو صرف اسواسطے ہی مایوسی اور
ناکامیابی کا مقابلہ نہین کرنا پڑتا کہ تدبیر فی حد نفسہ کوئی شے نہین یا اوسکے عمل مین لانے
سے انسان کو کوئی فائدہ نہین مایوسی ناکامیابی کا مضبوط اور اکثر یہ سبب ہے کہ تدبیر کے
ترکیب یا ترتیب ٹھیک نہین اور ترقی مایوسی یا ناکامیابی کے وقت ہمکو تدبیر کے نفی
کرنے پر مستعد اور آمادہ نہو جانا چاہیے اون مزاحم اسباب اور وسائل کو دیکھنا چاہیے
کہ جو اوس ناکامیابی اور مایوسی کا موجب ہوئی ہین تدبیر کے بے اثر ہونے کے وہ ہی
ثلاثہ (یعنے وقت مقدار تحفظ —) مذکورۃ الصدر اسباب ہین اونکی کمی یا زیادتی
سے نتیجہ برعکس ظاہر ہوتا ہے اگر اون ثلاثہ اسباب کی حالت مین تغیر و تبدل نہ ہو
تو تدبیر کے نتیجے اور اثر حسب مراد نکل سکتے ہین ہم تدبیر کے سلسلہ کو اوسصورت مین
انسان کے حق مین غیر مفید اور ہیچ خیال کر سکتے ہین کہ جب اوسکی ترتیبی امور اور ضروری
اصول مسطورۃ الصدر مدنظر اور ملحوظ نہ رکھے جاہین افسوس ہے کہ ہم تدبیرون کے
ضروری اصولون کو ملحوظ تو خود نہین رکھتے اولٹی تدبیرون کو لاشے اور ہیچ قرار دیتے
ہین ہمارے اپنی ناکامیابیان اور مایوسیان تدبیرون کے محض ہیچ اور لاشئے ثابت
کرنے کے واسطے کافی نہین ہین اگر ہم اون ناکامیابیون اور مایوسیون کے سببون
پر غور کرینگے تو آسانی کے ساتھ یہ بات معلوم ہو جائیگی کہ تدبیرون کو اچھے اصولون اور
برجستہ قاعدون پر استعمال نہین کیا گیا اگرچہ آپ ہی اپنی غلطی کو دریافت اور معلوم
کرلینا ذرا مشکل اور دشوار ہے مگر اگر ہم اپنی طبیعتون کو اس طرف متوجہ کرینگے تو سہولت

ہوجائیگی - جب کبھی ہم اور لوگون کو مایوسی یا ناکامیابی اوٹھاتے اپنی آنکھون سے دیکھتے
یا کسی سے سنتے ہین تو ہمارے دل مین یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ باوجود تدبیر کرنے کے
فلان شخص مایوس اور ناکامیاب رہا ایسے سماعی یا مرئی واقعات سے ہم یہ نتیجہ نکال
لیتے ہین کہ تدبیر کوئی شے نہین یا یہ کہ اوس کا کرنا نہ کرنا برابر ہے - تدابیر تو فی الحقیقت
موجود ہوتے ہین اور ان مین کوئی غلطی نہین ہوتی مگر ہمارے کم اندیشی اور سرسری نظر
اور عدم توجہی حقیقت کو چھپا دیتی ہے اگر ہم نفس الامر پر غور اور نظر کرتے تو اس نتیجہ
پر ایک سہولت سے پہونچ جاتے کہ بعض انسانون کی مایوسی اور ناکامیابی کا باعث
کوئی لغزش یا غلطی ہے اگر وہ لغزش یا غلطی نہوتی تو بجاے ناکامیابی کے کامیابی
حاصل ہوتی قطع نظر ان سب باتون کے ہمکو اپنی روزمرہ کامون اور امورات اور
معاملات پر غور کر کے دیکھنا چاہیے کہ وہ کیونکر انجام پاتے ہین غور کرنے سے معلوم
ہوجائیگا کہ اونکے پورا ہونے یا کرنے اور انجام پانے یا کرنے کا کوئی نہ کوئی سبب اور
باعث ہوتا ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ تدبیر کا وجود مختلف سببون اور بواعث سے مرکب
ہے اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ انسان کے اکثر کام اور روزمرہ کے معاملات مختلف
تدبیرون سے انجام پاتے اور پورے ہوتے ہین جبکہ انسان کو بہت سے کام اور معاملات
تدبیر سے ہی انجام پاتے اور پورے ہوتے ہین تو ثابت ہوا کہ تدبیر کوئی شے ہے اور یہ
وہ انسان کے حق مین فائدہ بخش ہے - اگر بقول بعض کم اندیش انسانون کے تدبیر
کوئی شے نہوتی یا یہ کہ اوسکا وجود انسانون کے حق مین فائدہ بخش نہوتا تو انسان کا
کوئی کام اور معاملہ بھی تدبیر کے ذریعہ اور زور سے بوجہ الاحسن انجام پذیر نہوتا -
یہ ہماری غلطی ہے کہ ہم اپنے یا دوسرے آدمیون کے مایوسیون اور ناکامیابون کو
تدبیر کے لاشے یا غیر مفید ہونے کے واسطے ایک حجت اور دلیل گردانتے ہین تدابیر کا
وجود تو بلا شک ثابت اور انسانون کے حق مین مفید ہے مگر غلطی پڑجانے سے اوکی

حالت اور ظہور مین ضرور فرق اور انقلاب آجاتا ہے سو یہ بات تدبیر کے انعدام کی مقتضی اور مستلزم نہین ہے باقی رہی یہ بات کہ انسان بعض وقت جو باوجود صحیح تدبیر کے ناکامیاب ہوجاتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان مجبور محض ہی اور اوسکی تدبیرون مین کوئی فائدہ بخش اثر نہین ہے ہم اس امر کو تسلیم کرتے ہین کہ ضرور انسان بعض ذلت باوجود تدبیر کے مایوس اور ناکامیاب ہوجاتا ہے اور اوسکی کوئی پیش نہین جاتی اور یہ صورت صرف عام لوگون کو ہی پیش نہین آتی بڑے بڑے دوراندیش اور محتاط اور عقیل و فہیم لوگ بھی کبھی کبھی اس مرض اور بلا مین گرفتار ہوکر منھ کی کھاتے ہین - ایک نہین سو دفعہ کوشش کرتے ہین مگر سوائے شرمندگی اور ناکامیابی کے کچھ حاصل نہین ہوتا ایسی صورتین شاذ و نادر نہین ہین ہزارون زندہ نظیرین پائی جاتی ہین - ہمارے خیال مین باوجود صحیح تدبیر کے انسان کی ناکامیاب ہوجانے کی دو وجہین ہین - ایک یہ کہ انسان کسی ایسی غلطی سے جسکا کئی ایک بواعث سے اوسکو علم نہین ہوتا اپنے تدبیر یا اوس تدبیر کے افراد اور اجزاء کو صحیح سمجھتا ہے یا یہ اپنی ناکامیابی کے وجوہات اور اسباب کو دریافت اور معلوم یا دور نہین کرسکتا ہو جسسے بھی انسان کو مختلف تدبیرون کے استعمال سے مختلف ناکامیابیون اور مایوسیون کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے - کبھی انسان ایسی مایوسیون یا ناکامیابیون کے وجوہات اور اسباب کو دریافت اور معلوم کرلیتا ہے اور کبھی اونکے دریافت اور ادراک سے رہجاتا ہے دوسرے بڑی بھاری اور زور آور یہ وجہ ہے کہ صحیح تدبیرون کی مزاحمت اور سد کرنے کے واسطے ایسے اسباب پیدا ہوجاتے ہین کہ جو انسان کے حیطہ قدرت اور حیز اختیار سے باہر ہوتے ہین انسان کھڑا حیران و پریشان ہوکر دیکھتا اور تکتا ہے کوئی پیش نہین جاتی تدبیر کوئی کرتا ہے اور ہو کچھ جاتا ہے سوچتا کچھ ہے اور ظہور مین کچھ آتا ہے ایسی پریشانی اور حیرانی وقت مین انسان خود بھی استدلال کرتا ہے کہ مین بعض مجبور ہون

اور علی ہذا القیاس اور انسان خیال کرتے ہین یہ اسباب دو قسم کے ہوتے ہین - ایک
بدیہی اور ایک خفی - بدیہی تو وہ ہین کہ جنکو کسی نہ کسی طرح یا کسی نہ کسی دقت دریافت
اور معلوم کیا جا سکتا ہے اور خفی وہ ہین کہ جو ادراک اور دریافت سے رہجاتے ہین
ایسے مزاحم اسباب کو عرف عام مین تقدیر یا مقدر یا شدنی وغیرہ سے تعبیر کرتے ہین
ان دونون وجہون کی مزاحمت سے یہ لازم نہین آتا کہ تدبیر فی نفسہ کوئی شئے نہو
یا یہ کہ تدبیر سے انسانون کو کوئی فائدہ نہ پہونچ سکتا ہو تدبیر کا کچھ قصور نہین ہے
مزاحم وجہون کے حدوث اور وقوع سے فرق آجاتا ہے جو تدبیر کے لاشئے یا ہیچ ثابت
کرنے کے واسطے کافی نہین ہے - جو صورتین یا جو اسباب کہ ہمارے حیطۂ اختیار
اور حیز قدرت سے باہر ہین اور جنکی مزاحمت اور ظہور و وقوع کو کسیصورت مین ہم
روک نہین سکتے اونکے حدوث سے تدبیر کی حقیت یا ضرورت یا افادت مین کوئی کمزوری
اور فرق نہین آتا تدبیر کی لڑین اوسی حالت مین مراد کے اسٹیشن پر پہونچ سکتی ہے
کہ جب اوسکے راستہ یا ٹرک مین کوئی روک اور مزاحمت نہو جبکہ اوسکے راستہ مین ایک
بھاری روک اور مزاحمت حائل اور لاحق ہو تو پھر اوسکے ذریعہ سے نتیجہ منویہ کیونکر حاصل
یا پیدا ہو سکتا ہے - اور کیونکر ہم تدبیر کے نفی کر سکتے ہین ہان اگر ہماری تدبیرین بلا مزاحمت
اور رکاوٹون کے ناکافی اور کمزور ثابت ہون تو پھر ضرور یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ
فی الواقع تدبیر کوئی شئے نہین اور نہ اوس سے انسانون کو کوئی فائدہ پہونچ سکتا ہے
جو مزاحم اسباب اور رکاوٹین (عام اس سے کہ ہمکو اونکا علم ہو یا نہو) ہماری تدبیرون
کو ناکافی اور لاشے اور کمزور ثابت کرتے ہین اور ہمکو اونسے فائدہ معنویہ نہین اٹھانے
دیتین وہ ہماری قدرت اور اختیار سے باہر ہوتی ہین اونکا وقوعی یا وجودی سلسلہ
خدائے لایزال کے ید قدرت مین (بہ حیثیت اسکے کہ وہ علۃ العلل اور قادر مطلق ہے)
ہوتا ہے یہی باعث ہے کہ ایسے مزاحم اسباب اور رکاوٹون کے وقوع اور حدوث کو عرف عام

ہین تقدیر سے تعبیر کرتے ہین ایسے مزاحم اسباب اور قدرتی رُکاوٹون کے وقوع
یا پیش آنے سے (جنکو ہم دور نہین کرسکتے اور نہ وہ ہمارے اختیار مین ہین) ہمکو تدبیر
کے نفی نکرنی چاہیے اسمین خاصہ تدبیر کا کیا قصور ہے جب قدرتی مزاحمتین اور
رُکاوٹین حائل ہوگئین تو پھر تدبیر کیونکر مفید یا حسب مراد ثابت ہوسکتی ہی کاشتکار
لوگ کہیتون کو درست کرکے غلہ بوتے ہین مگر بارش کے بے وقت نہونے سے حسب
مراد فائدہ نہین ہوتا - اس سے یہ لازم نہین آتا کہ فی الواقع کہیتی کرنے کی تدبیر
لاشے یا ہیچ ہی مینھہ برسنا یا برسانا غریب کاشتکارون کے اختیار مین نہین ہوتا قدرتی
سلسلون سے تعلق ہے قدرتی سلسلون پر انسان کو کچھ اختیار نہین ہے جسطرح ہر
ایک کاشتکار مینھہ کے نہ برسنے سے کہیتی بونے سے بیزار اور متنفر نہین ہوتا اسیطرح
تمام انسانون کو اور قدرتی اسباب اور مزاحمتون کے وقوع اور پیش آنے سے تدبیرون
کے ضروری اور طبعی سلسلہ کو ترک نہ کرنا چاہیے قدرتی اسباب کا مزاحم اور حائل
ہوجانا ایک اتفاقی امر ہے اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ تدبیر کا خاصہ بذاتہ کوئی
شے نہین ہے ہماری طبیعتون کی حالت اور کارروائیان ہی اس بات پر گواہ اور
شاہد ہین کہ تدبیر کا وجود ہے اور انسانون کی ضرورتون اور کامون مین اوسکو بہت
دخل حاصل ہے دور اندیش اور دانا وہ انسان ہے کہ جو اپنے ہر ایک ضرورت اور
کام کو تدبیر صائب سے انجام دیتا ہے اور تدبیرون کے ناکافی ثابت ہونے سے
مضطرب اور دل برداشتہ نہین ہوتا -

توکل

انسان کا یہ طبعی خاصہ ہے کہ ایک کام کرکے یا کسی ارادہ یا صورت یا شکل یا ہیئت کو
عمل یا ظاہر مین لاکر یا کسی خیال کو پیدا کرکے اوسکے حسب مراد نتیجہ یا اثر کی بابت ایک
خاص قسم کی امید یا بھروسہ اپنے دل مین پیدا کرلیتا ہے جب یہ امید یا بھروسہ خاص

اپنی ذات پر ہوتا ہی تو اوسوقت اوسکو حوصلہ - ہمت - بردباری - سے تعبیر کرتے ہین
اور جب کسی اور ذات سے مربوط اور متعلق ہوتا ہے تو اوس حال مین اوسکو میلان
یا مہربانی یا شفقت کہتے ہین - اور جب خالق موجودات اور موجد کائنات خداوند کریم
کی ذات سے وابستہ ہوتا ہی باین اعتبار کہ خداوند کریم عم نوالہ وجل جلالہ علت العلل
مسبب الاسباب مقلب الامور اور قادر مطلق ہی تو اوس صورت مین اوسکو توکل
کے نام سے موسوم کرتے ہین اِن تینون جدا جدا صورتون کا وقوع اوس حالت مین ہوتا ہی
کہ جب کوئی کام کیا جائے کام کرنے کا لفظ اس مضمون مین جہان اطلاق کیا گیا ہی
اوس سے با ترتیب اور باقاعدہ کرنا مراد ہے عام اس سے کہ وہ کام کسی قسم سے ہو
بلا کرنے کام کے اِن صورتون کا حدوث اور وقوع دشوار اور ناممکن ہے پہلی دو قسمون
اور صورتون کے بابت انسانی جماعتون مین اسقدر غلطیان اور کمزوریان نہین ہین
کہ جسقدر تیسری قسم کی نسبت غلطیان اور کمزوریان پائی جاتی ہین انھون نے یہانتک
ترقی کی اور زور پکڑا ہی کہ اونپر اعتقاد یا عمل کرنے سے اکثر انسان طرح طرح کی اذیتین
اور مختلف تکلیفین اوٹھا چکے ہین اور اوٹھاتے ہین - تیسری شق یعنی توکل کے
نسبت بعض لوگون سے پہلی اور بڑی بھاری یہ غلطی ہے کہ انھون نے توکل کے
معنون اور اصلی مفہوم کو نہین سمجھا یہی باعث ہی کہ بجاے فائدہ اوٹھانے کے
مختلف نقصان اور ناکامیابیان اور مایوسیان اوٹھا رہے ہین اکثر لوگون کے
نزدیک توکل سے صرف ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیکار بیٹھ رہنا یا کوئی کام نکرنا مراد ہے
اور اکثرون نے کسی کام کے اندھا دھند یا بلا قاعدہ اور بلا ترتیب کرنے کا نام توکل
رکھا ہے - اور اکثر لوگ کسی کام کو آبا و اجداد یا کسی اور کی پیروی اور تقلید سے
کرتے ہین حالانکہ وہ پیروی اور تقلید موجبہ اور مدلل نہین ہوتی اور اصول یہ ٹھہراتے
ہین کہ ہمارے کامون کے ناو بجز توکل مین چلتی ہے علی ہذا القیاس اور ایسی

قسم تاویلین یا خیالات ہین - میری سمجھ مین ایسے خیالات یا تاویلون سے کوئی خیال
یا تاویل بہی اس قابل نہین کہ اوسکو توکل کے صحیح معنون یا حقیقی مفہوم پر محمول کیاجائے
ایسا ہر ایک خیال یا تاویل بجاے خود مخدوش اور غلط ہی - توکل کے صحیح اور سلیم معنے
اور مفہوم تو وہی ہی کہ جسکو ہمنے ابتدائی سطرون مین بیان کردیا ہی اوسکے سوا جسقدر
معانے اور صورتین ہین وہ سب اپنے اپنے رایون یا فرضی اجتہادات کا نتیجہ اور اثر
ہین ایسے معانی اور فرضی صورتین انسانون کے دلون مین مختلف طریقون سے پیدا
اور متمکن ہوجاتے ہین میری راے ناقص ہین ایسی رایون اور فرضی اجتہادون کے
پیدا ہونے اور تمکن کے عموماً یہ سبب ہوتے ہین - کاہلی - سستی - مفت خوری -
بیکاری - بے ہنری - بیجا پیروی - جب یہ باتین اور سبب انسان کی ذات مین
پیدا ہوجاتی ہین تو انسان توکل کے فرضی اور وہمی صورتون پر یقین واثق کرلیتا ہے
اور اپنے دل مین ٹھان لیتا ہے کہ اس فرضی توکل کے وسیلے سے میری عزیز زندگانی کا
باغ اور چمن شاداب اور سرسبز رہکر حسب مراد پھل دیگا اوپر کے ہر چہ سببون یا صفتون کا
یہ لازمی خاصہ ہے کہ اونکے ظہور یا حدوث سے انسان کا دل ایسی باتون اور کامون
کی طرف رغبت اور میل کرتا ہی کہ جو بالطبع اوس مرکز پر جا ٹھہرتے ہین کہ جو فرضی توکل
یا فرضی توکل کے قریب قریب ہوتا ہی امور ستہ مذکورہ تو فرضی توکل کی صورت کو
پیدا کرتے ہین اور توکل کی اصلی مفہوم اور غرض کی ناواقفیت اوس فرضی توکل پر انسان
کو ثابت اور قائم رکھتی ہے اگر انسان توکل کے صحیح معنون اور اصلی مفہوم سے واقف ہو
تو فرضی توکل کے اعتبار اور ایقان سے بچ سکتا ہی اکثر لوگ توکل کو فرضی اور نقصان رساں
معنون پر اسواسطے ماننے لگ جاتے ہین کہ وہ اوسکی اصلیت اور حقیقت پر فکر اور غور
نہین کرتے اگر اوسکی اصلیت اور حقیقت پر غور اور فکر کرلین تو مصنوعی یا غیر طبعی توکل
کے ماننے سے بچ جائین طبعی یا غیر طبعی توکل اور مصنوعی یا غیر طبعی توکل مین بہت

فرق ہے طبعی یا غیر مصنوعی توکل سے انسان کی عزیز زندگی کو کوئی ضرر اور کسی قسم کا
نقصان اور تکلیف نہین اوٹھانے پڑتے اور نہ وہ قانون قدرت اور خدا کی پیدایشی
سلسلہ کے مخالف اور متبائن ہے - مصنوعی یا غیر طبعی توکل پر عمل کرنے سے انسان
کو اپنی عزیز زندگی مین مختلف قسمون کے ضرر اور نقصانات اور تکلیفین اوٹھانی
پڑتی ہین اور وہ قانون قدرت اور مشیت ایزدی اور خدا کی پیدایشی سلسلہ اور خود انسان
کی بناوٹ اور ساخت کی مخالف اور متبائن ہے - اصلی اور فرضی توکل مین ایک یہ بھی
فرق ہے کہ اصلی توکل ایک کام کرنے کے بعد انسان کے دل مین پیدا ہوتا ہے اور فرضی
بلا کرنے کام کے ہی عمل مین لایا جاتا ہے - پہلی صورت عین فطرت کے موافق ہے
اور دوسری فطرت کے مخالف - اس امر کو بڑی مضبوطی سے ذہن نشین کر لینا چاہئیے
کہ اگرچہ خداوند کریم قادر مطلق ہے مگر اوسکے کام اور ارادے بے قاعدہ اور بے اصول
نہین ہین اوسکا ہر ایک کام اور ارادہ باقاعدہ اور با اصول اور عین حکمت ہے
اوسنے دنیا مین جو کچھ پیدا کیا اور بنایا اور جو کچھ پیدا کرتا ہے یا بناتا ہے یا پیدا کرے
یا بنائیگا وہ سب کسی نہ کسی اصول اور قاعدہ پر پیدا کیا گیا ہے اوسکا کوئی کام
حکمت اور دانائی سے خالی اور باہر نہین وہ جو کچھ چاہے کر سکتا اور بنا سکتا ہے مگر
چونکہ وہ عقل کل اور حکیم کل ہے اسواسطے بلا حکمت اور بلا قاعدہ کچھ نہین کرتا - اور
نہ کچھ بناتا ہے اوسکی خدائی اور عظمت اسی سے معلوم ہوتی ہے کہ اوسکا کوئی کام حکمت
اور اوستادی سے خالی نہین اوسپر نکتہ چین اور حرف گیر نکتہ چینی اور حرف گیری نہین
کر سکتے اوسکی ہر ایک بناوٹ اور ساخت اور کام اور ارادہ مین ایک خاص قسم کی
حکمت اور اصول پایا جاتا ہے اوسکی ہر ایک بناوٹ اور ساخت اس بات پر زور کے
ساتھ شہادت دیتی ہے کہ وہ اعلی درجہ کا حکیم ہے جب یہ بات ظاہر اور ثابت ہو چکی
کہ خدائے لایزال کا کوئی کام اور ارادہ بلا قاعدہ اور بے اصول اور بے حکمت نہین ہے

تو اب اس بات کو ایک بدیہی صداقت سمجھنا چاہیے کہ فرضی توکل پر یقین یا عمل کرنا خدا کے
حکمت کو بٹہ لگاتا ہے - اور اصلی توکل پر عمل کرنا خدا کے اصول اور حکمت کو ثابت کرتا ہے
اگر خدا ہمین بغیر کام کرنے اور ہاتھ پیر ہلانے کے روٹی کپڑہ بھیجدے تو وہ قادر ہے مگر
اس سے اوسکی حکمت مین فرق آتا ہے اوسنے ہمکو جو ہاتھ پیر کان زبان طاقت
عقل قیاس سوچ سمجھ - دی ہے اسکا کیا فائدہ ہے جبکہ ہم بیٹھے بٹھائے سب کچھ
حاصل کرسکتے ہین تو پھر یہ جوارح اور قوی کیون عطا کیے گئے - ایک تو ان جوارح اور
قوی کا تعطل لازم آتا ہے اور ایک یہ کہ خدا بلا حکمت اور بلا قاعدہ کام کرتا ہے جو صریح البطلان
ہے فرضی توکل کے ماننے سے صرف یہی قباحت نہین کہ ہمارے اعضا اور قوتون کا
تعطل لازم آتا ہے بلکہ یہ بھی کہ ہمین ایسے نتیجون اور اثرون کے ظہور کا یقین اور اعتبار
کرنا پڑتا ہے کہ جو کوئی بنیاد نہین رکھتی ہم کرتے تو کچھ بھی نہین اور امیدین بڑی بڑی
باندھتے ہین یہ صورت ہماری فطرت اور دنیا کے حال کے مخالف ہے ہماری فطرت
یہ چاہتی ہے کہ ہم اول ایک کام کرلین اور پھر اوسکے اثر یا نتیجہ کی امید رکھین - ہمارے
عقل اور فطرت اس بات پر فتوی دیتی ہے کہ جو شخص بلا کام کرنے کے کسی اثر یا نتیجہ
کی امید رکھتا ہے وہ دیوانہ اور مخبوط الحواس ہے وہ اپنی ناتجربہ کاری مین ایسی
امید رکھتا ہے کہ جس سے خدا کا پاک قانون اور اصول حکمت کمزور ہوتا اور ٹوٹتا ہے
ہم اپنی فطرت کے مخالف اپنے دل مین کوئی ہوس پیدا کرسکتے ہین مگر خدا بلا قاعدہ
اور بلا حکمت ہماری امیدون اور ہوسون کو پورا نہین کرتا خدا نے ہمین اسواسطے
پیدا نہین کیا کہ ہم لولے لنگڑون کی طرح مستعدی اور ہوشیاری کو جواب دیکر کاہلی
اور سستی یا بے ترتیبی کی منحوس بستر پر لیٹ رہین ہمکو خدا نے اسواسطے پیدا کیا ہے کہ
ہم دنیا مین رہکر دنیا کے کام کاج اور ضرورتون کو اپنی ہمت اور حوصلہ اور استقامت سے
انجام دین آپ بھی آسایش اور آرام مین رہین اور اپنے دیگر ابنائے جنس کو بھی حتی المقدور

آرام اور راحت پہونچائین - انسان دنیا مین رہکر اوس حالت مین اپنی چند روزہ زندگی
کو آرام اور عزت کے ساتھ بسر کرسکتا ہے کہ جب اوسکے طبعی قوتین اور اعضاء وغیرہ
اپنے اپنے کام پر مستعدی اور ہوشیاری سے لگے رہین اگر اون ظاہری اعضا اور طبعی
قوتون کو اپنے اپنے کام پر نہ لگایا جاوے تو بجاے آرام اور عزت کے بے آرامی اور
بے عزتی حاصل ہوتی ہے - انسان کے طبعی قوتین اور ظاہری اعضا اور جوارح کی
حالت اور صورت وہیئت ہی اس امر پر شاہد ہے کہ خدا نے اونکو کسی مصروفیت کیواسطے
موضوع اور پیدا کیا ہے اگر اوس مصروفیت سے اون قوتون اور اعضاء کو محروم اور
باز رکہا جاوے تو قطع نظر ایک بے ترتیبی کے انسان کو آرام اور چین سے زندگی بسر
کرنا دشوار ہو جاتا ہے - فرضی توکل سے انسان کے طبعی قوتین اور ظاہری اعضا
اور جوارح بیکار ہو کر بالکل نکمے اور سست ہو جاتے ہین اور انسان ایک اعلی درجہ
کی بے آرامی اور بے عزتی کے گرداب مین غوطے کہانے لگتا ہے جسقدر لوگ اس
فرضی توکل پر یقین اور عمل کرتے ہین اون سب کی حالت ابتر اور خراب ہی اور خراب
کیون نہو جبکہ وہ خدا کی حکمت اور اصول خلقت کو توڑتے ہین تو آخر اوس نافرمانی
کا کوئی نہ کوئی اثر ظاہر ہوتا ہی ہے کتنی بے سمجھی کی بات ہی کہ ہم ایک کام تو کرتے
نہین مگر اوسکے برے بھلے اثر اور نتیجہ کی امید اور بھروسہ رکھتے ہین - مانا ہمنے کہ خدا
قادر ہے مگر ہماری خاطر وہ اپنی حکمت اور اصول کو کیونکر توڑدیگا اوسکی حکمت اور
اصول یہ ہے کہ ہم اول ایک کام کرلین اور پھر اوسکے اثرون اور نتیجون کی امید اور
بھروسہ رکھین کاشتکار کہیت بوتا ہے - اور خدا کے پاک درگاہ سے امید رکھتا ہے
کہ خاطر خواہ غلہ پیدا ہوگا کاشتکار کی یہ امید تو درست اور ٹھیک ہی مگر اگر وہ بلا بوئے
کہیت کے خدا کی درگاہ سے یہ امید رکہی کہ غلہ پیدا ہوجائیگا تو یہ خیال اوسکا صحیح اور
درست نہین ہے خدا بیشک سب کچھ کرسکتا ہی مگر یہ اوسکا اصول اور قاعدہ نہین ہے

کہ بلا کاشت کہیت کا غلہ کاشتکار کو ملجاے - غلہ اوسوقت حاصل اور پیدا ہوگا کہ جب
کاشتکار اوسکو باقاعدہ بوئیگا - رہی یہ بات کہ بہت دفعہ ایسا ہوتاہے کہ ایک شخص کرتا
کچھ بہی نہین مگر اوسکو ایک شے ہاتھ لگ جاتی ہے اس سے معلوم ہوتاہے کہ بلا کرنے
کے بہی انسان اپنی مراد پر کامیاب ہوسکتاہے ہماری سمجھ مین اسکا یہ جواب ہی کہ اس قسم
کی اتفاقی واقعات فرضی توکل کے وجود کی ضرورت کو ثابت نہین کرسکتے - ہم اقرار
کرتے ہین کہ ایسے واقعات پیش اتے اور واقعہ ہوتے رہتے ہین مگر ایسے یہ لازم نہین
آتا کہ خدا بے اصول یا بے قاعدہ کام کرتاہے یا کوئی شخص اپنی طبعی قوتون اور ظاہری
اعضاء کو معطل کرکے اپنی مراد پر کامیاب ہوجاتاہے ایک شخص جنگل مین چلا جاتا ہی
اوسکو ایک غار مین سے کچھ روپیہ مل گیا یا یہ کہ ایک شخص جنگل مین بحالت مسافرت
بھوکھا بیٹھا ہے ایک اور شخص کا جو وہان گذر ہوا تو اوسنے اوسکی حالت پر رحم کھاکر
کچھ روٹی دیدی ظاہر ہین تو ہم خیال کرتے ہین کہ یہ دونون کام بلا موجب اور بلا قاعدہ
ہوگئے مگر اگر انکی اصلیت پر غور کیجاوے تو معلوم ہوجاویگا کہ دونون کام خداوند کریم
نے عین قاعدہ پر انجام دئیے ہین بلا قاعدہ اوسوقت ہم کہتے کہ جب بیچ مین کوئی
بہی واسطہ نہوتا - طبعی توکل پر یقین اور عمل کرنے سے انسان کی تمام قوتین اور
جوارح اپنے اپنے کام پر لگے رہتے ہین اور انسان باوجود دقت اور تکلیف اوٹھانے
کے چند روزہ زندگی کو چین اور آرام سے بسر کرتاہے خدا نے انسان کو جس نمونہ پر بنایا
اور طیار کیاہے اوسکے عمدگی اور برجستگی اور صداقت ظاہر ہوتی ہے - اور یہ بات
ثابت ہوتی ہے کہ انسان اپنے آپ کو خدا کے مقابلہ مین محض ہیچ اور لاشے سمجھتا ہے
محنت اور شفقت سے کام کرتاہے اور پہر کمال عجز اور انکسار سے اوسکی اثر اور نتیجہ کے
عمدگی اور غیر عمدگی کو خدا کے سپرد کرتاہے گویا اپنے آپ کو باوجود ایک کام کرنے
کے خدا کی حضور مین بالکل لاشے اور ناچیز خیال کرتاہے دل مین سمجھ لیتاہے کہ میرے

کام اور میری محنت کی کوئی حقیقت نہین میری تدبیر اور میری تجویز میری سوچ اور میری سمجھ
میری دور اندیشی اور میری عقل غیر مضبوط اور ضعیف البنیاد ہے وہ قادر مطلق ہر ایک چیز
اور اوس چیز کی حالت پر قادر ہے انسان کے تمام تدبیرین ساری تجویزین اوسکے پاک ارادہ
کے آگے ہیچ اور لاشے ہین کام اور محنت کرکے اپنے آپ کو لاشے اور ہیچ خیال کرنا خدا ے
لم یزل کو قادر مطلق اور سبب الاسباب اور متمم الامور سمجھنا اعلی درجہ کی پاکیزگی اور صداقت ہے
جو شخص دنیوی ججون یا حاکمون کے روبرو باوجود ایک کام اور محنت کرنے کے اپنے آپکو
ناچیز اور غریب الطبیعت ظاہر اور ثابت کرتا ہے اوسکو حاکم دل سے عزیز جانتے ہین
کیونکہ اوسکے دل مین رعونت اور تکبر نہین ہوتا مگر جو شخص نکما رہکر اپنے حاکم کے روبرو
عاجزی ظاہر کرتا ہے اوسکو حاکم بھی اچھا نہین سمجھتا بعینہ یہی مثال اور لوگون پر صادق
آتی ہے کہ جو حقیقی اور فرضی توکل پر عمل درامد کرتے ہین جسطرح پر ایک کارکن اہلکار کی
عاجزی اور غریبی کو دیکھکر حاکم راضی اور خوش اور ایک نکمے اہلکار کی خشک عاجزی سے
ناراض ہوتا ہے اسیطرح پر اوس شخص پر جو ایک کام کرکے خدا پر بھروسہ کرتا ہے خدا خوش
اور راضی ہوتا ہے اور اوس شخص پر جو کوئی کام نہین کرتا اور خدا پر یہ بھروسہ کرتا ہے
کہ وہ مجھے بلا قاعدہ زندگی بسر کرنے دیگا خدا ناراض ہوتا ہے جو لوگ دانا اور دور اندیش
ہین وہ وہ رستہ اختیار کرتے ہین کہ جسمین خدا کی رضامندی اور خوشنودی کو ملحوظ رکھا جاتا
ہے اونکے غریب دل اوس رستہ مین چلنا پسند نہین کرتے کہ جو انسان کو کاہلی اور غرور
و تکبر کا سبق سکھاتا ہے عزیزو اعلی درجہ کی ایمانداری اور سچائی یہ ہے کہ ہم اون قوتون
اور ظاہری جوارح اور عضوون کو جو خدا نے ایک حکمت سے ہمکو عطا کیے ہین عمدہ طور پر
کام مین لاکر اونکے اثرون اور نتیجون کی عمدگی اور غیر عمدگی کو خدا کے سپرد کرین محنت سے
ایک کام کرین اور اوسکا پورا ہونے کو خدا پر چھوڑ دین ہمکو لازم نہین کہ اپنے کامون اور
اپنی محنتون کو کوئی شے خیال کرین جب ہم خود ہی ہیچ اور لاشے ہین تو پھر ہمارے کام

اور مختین کیا ہونگی - طبعی اور سچا توکل یہ ہے کہ ہم محنت اور اپنی ذاتی استقامت سے
(جو خدانے فطرۃً ہمکو عطا کر رکھی ہے) ایک کام کرین اور اوسکے پورا ہونے یا پورا کرنے کے
واسطے اپنی ذاتی تدبیر اور تجویز کو محض ہیچ اور لاشئے خیال کرین یہ یقین کرلین کہ ہماری
تجویزین اور تدبیرین کسی کام کی نہین ہین - اگر خدا چاہیگا تو اس محنت یا کام یا استقامت
کا حسب مراد اثر اور نتیجہ نکل آئیگا ورنہ خیر - کسی کام یا ارادہ کا حسب مراد انجام پذیر یا پورا
ہونا صرف خدا کے اختیار مین ہے جسطرح پر ہماری طبیعت ہی ہمکو ایک خاص قسم کی امید
اور بھروسہ کی طرف توجہ دلاتی ہے اسیطرح پر اس امر کی جانب بھی توجہ دلاتی ہے
کہ انسان کو کوئی کام یا محنت کرکرا کے اپنے موجد اور خالق پر بھروسہ کرنا چاہیئے -
جو لوگ سچا توکل اختیار کرتے ہین اونکا دل اور روحین ہمیشہ خوش اور ایک حالت پر
جو عین سلامتی ہے ثابت اور قائم رہتے ہین اور جو لوگ جھوٹے اور غیر طبعی توکل پر عملدرآمد
کرتے ہین اونکے دلون اور روحون کو کسی حالت مین آرام اور سلامتی اور استقامت
نہین حاصل ہوتی ہمیشہ مذبذب الیقین رہتے ہین - عزیز و شوق اور محنت سے
دنیا اور دین کے کام کرو سُست اور کاہل نہو محنت اور شوق سے کام کرکے اونکے ہونے
نہونے کو خدا کے سپرد کرو -

ما کار خویش را بخداوند کارساز بگذاشتیم تا کرم او چہا کند

صبر

صبر بہتر مرد را از ہر چہ ہست تا بیابد بر مراد خویش دست

انسان کی حالت پر غور اور نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ ایک نمونہ اور نقشہ
پر ثابت اور قائم نہین رہتی مختلف قسم اور وضع کے سانچون مین ڈھلتے رہتے ہے -
انسان دنیا مین رہکر جیسے آسائش و آرام حاصل کرتا ہے ویسے ہی دوکھ اور رنج اور
مصیبت و تکلیف اوٹھاتا ہے - جیسے بعض دفعہ وہ اپنے دل کی مرادین حاصل کرلیتا ہے

ویسے ہی بہت دفعہ اوسکو مایوسی اور ناکامیابی بہی اوٹھانی پڑتی ہے - جب انسان کو
دل کی مراد پر کامیابی ہوتی ہے اور خواہش کے موافق کام ہوجاتا ہے تو اوسکے دل
مین ایک خوشی اور فرحت پیدا ہوتی ہے اوسی خوشی اور فرحت کے حاصل ہونے سے
انسان اپنے آپ کو آسائش اور آرام مین خیال کرتا ہے - اور جب اوسکے برعکس
انسان اپنی خواہشون یا دلی ارادون پر کامیاب نہین ہوتا تو اوسکے دل مین ایک
غم اور فکر پیدا ہوتی ہے اوس غم اور فکر کے لاحق یا پیدا ہونے سے انسان اپنے
آپ دکھ اور مصیبت مین مبتلا اور گرفتار پاتا ہے - حصول آرام اور آسائش سے
انسان اپنے عزیز اور چند روزہ زندگی کو ایک خوبی اور عمدگی کے ساتھ گذارتا ہے
مگر دکھ اور مصیبت کے لحوق سے جو غم اور فکر کا اثر اور نتیجہ ہین زندگی کا بسر کرنا دشوار
اور مشکل ہوجاتا ہے - اگر ہم سو برس تک آرام اور آسائش مین رہین تو ہمین کچھ معلوم
بہی نہین ہوتا مگر اگر ایک ساعت تک کسی غم اور فکر کے لحوق سے دکھ اور مصیبت مین
گرفتار ہوجائین تو جینا دشوار ہوجاتا ہے - دس سال کی صحت اور تندرستی معلوم
بہی نہین ہوتی مگر ایک منٹ کی بیماری خودکشی تک پہونچا دیتی ہے - اور بالمقابل
اسوقت کی یہ بات ظاہر اور ثابت ہے کہ ہر ایک انسان کو اپنی زندگی مین بہ اکثر اوقات
مختلف قسمون کے غمون اور فکرون کے ذریعہ سے دکھ اور مصیبت کا مقابلہ کرنا پڑتا ہی
اس موقت کے رفع کے واسطے خداوند کریم نے انسان کی طبیعت مین ایک خاص اثر اور
قسم کے قوت ودیعت کر رکھی ہے جسکو قوت صابرہ کے نام سے تعبیر کرتے ہین اس
نادر قوت کا خاصہ اور کام یہ ہے کہ لحوق غم اور حدوث افکار اور ظہور مصیبت و تکلیف
کے وقت انسان کو اپنے آپ مین قائم اور ثابت رکھتی ہے دکھ اور مصیبت کے زہرناک
اثر کو انسان کی ذات پر موثر نہین ہونے دیتی - عرف عام مین اس نادر طاقت کے
استعمال کو صبر کہتے ہین اگر خداوند کریم اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے انسان کی

ذات مین یہ نادر اور پر زور طاقت ودیعت نہ کرتا تو غموم وافکار کے لحوق سے انسان
کا جینا محال ہوجاتا اسی طاقت کا اثر اور برکت ہے کہ ہم ایک جانکاہ حادثہ کے
حدوث سے جان بر ہوجاتے ہین - یا تو قبل از حدوث اوس حادثہ کے ہم اپنے
دل مین خیال کرتے ہین کہ اگر فلان حادثہ واقع ہوگیا تو ہمارا کیا ہوگا اور یا یہ ہے
کہ اوسکے حدوث پر ہماری طبیعتین خود بخود ہی ٹھہر جاتی ہین ایسا کیون ہوجاتا ہے
اسواسطے کہ حادثہ کے حدوث کے بعد طاقت مذکور ہمکو اوس حادثہ کے قبول کرنے
اور مان لینے کی طرف توجہ دلاتی ہی جب قوت مذکور ہماری طبیعتون کو موقوعہ حادثہ
قبول کرا دیتی ہے تو اونکی بیقراری اور بے چینی کم کرتے کرتے اصلی حالت پیدا کردیتی ہی
جسکو تسلی یا امن کی حالت کہنا چاہیے جس طرح ہر انسان کی اور طبعی قوتین استعمال
سے رونق اور ترقی پکڑ جاتی ہین اور بے استعمال سے متنزل ہوجاتی ہین اسیطرح پر
اس قوت کا حال ہے اگر اوسکو بیکار اور معطل چھوڑ دیا جائے تو بالکل کمزور ہوجاتی
ہے کہ ہر ایک سختی اور دکھ مصیبت کو انسان ایک سہولت اور آسانی کے ساتھ اوٹھا
لیتا ہے اور ہر ایک قسم کی مایوسی اور ناکامیابی کے ظاہر ہونے پر اوسکی طبیعت مین
بیقراری اور بے چینی کے بجاے ایک خاص قسم کی استقامت اور استواری پیدا
ہوجاتی ہے - قبل اسکے کہ ہم صبر کی ضرورت اور اظہار اور استعمالی طریقون اور
صورتون کو معرض تحریر مین لائین اس امر کو بیان کرنا ضروری ہے کہ بعض لوگ قوت
صابرہ کو طبعی قرار دینے مین تامل کرتے ہین اونکے خیال مین انسان کسی طور پر اپنے
آپ مین صبر کی طاقت یا خاصہ پیدا کرلیتا ہے فطرت کو اسمین کچھ دخل نہین ہے
اس دعوی کے ثابت کرنے کے واسطے ایسے لوگ یہ دلیل پیش کیا کرتے ہین کہ اگر
صبر ایک طبعی خاصہ ہو تو لازم ہے کہ انسان کبھی بھی بے صبر نہو حالانکہ ہم روز دیکھتے
اور سنتے ہین کہ انسان ایک تھوڑی سے دکھ اور تکلیف سے بے صبر ہوجاتا ہے اور

اوسکو ایسی بیقراری اور اضطرابی لاحق ہوتی ہے کہ جسکا کچھ اندازہ نہین ہوتا اگر صبر انسان کا طبعی خاصہ ہوتو لازم ہے کہ کسی مایوسی یا تکلیف اور ناکامیابی کے وقت اوسکو بیقراری پریشانی اور اضطراب لاحق نہو لحوق بیقراری اور حدوث اضطراب و پریشانی سے یہ استدلال ہوسکتا ہے کہ صبر انسان کا طبعی خاصہ نہین ہے ایک کیسبی عادت اور خارجی خاصہ ہے ہمارے خیال مین یہ اعتراض صحیح اور درست نہین ہے اگر معترض انسان کی طبعی قوتون کی حالتون پر فکر اور غور کرتے تو یہ کمزور اعتراض اونکے دل مین پیدا ہے نہوتا ہم کہتے ہین کہ دُکھ اور رنج کے لاحق ہونے یا کسی قسم کی مایوسی اور ناکامیابی کے حصول سے انسان کے مضطرب اور پریشان ہوجانے کا یہ موجب اور باعث نہین ہے کہ فطرۃً اوسکی ذات مین قوت صابرہ مخلوق اور مودعہ نہین ہے بلکہ اوسکا اصلی موجب اور سبب یہ ہی کہ جب انسان کو کوئی تکلیف ہوتی ہے یا کوئی ناکامیابی اور مایوسی لاحق حال ہوجاتی ہے تو ایک اور غیر طبعی جسکو قوت مضطربہ کہتے ہین اور جو طبعاً قوت صابرہ کے منافر اور مقابل پیدا کیگئی ہے۔ ہراس اور خوف اور بزدلی اور کم ہمتی کے دائرہ مین گھر کر انسان کے دل مین ایک خاص قسم کا اضطراب پریشانی اور بیقراری پیدا کر دیتی ہے جب قوت مضطربہ اپنی طبعی عمل کو ظہور مین لا چکتی ہے تو قوت صابرہ بھی غیر طبعی عمل شروع کرتے ہی قوت صابرہ کے عمل سے قوت مضطربہ کا عمل اور تاثیر کمزور ہوتے ہوتے بالکل معدوم اور دور ہوجاتی ہے یا تو یہ تھا کہ انسان بیقرار اور پریشان ہو رہا تھا اور یا یہ حالت ہوجاتی ہے کہ اوسکی بات اور کلام اور طریق عمل مین ایک حوصلہ اور ہمت اور مضبوطی پائی جاتی ہے۔ جسطرح پر خلط سوداکے فم معدہ پر گرنے سے انسان کو بھوک لگجاتی ہے اسیطرح پر قوت مضطربہ کے عمل سے قوت صابرہ مین ایک جوش اور حرکت پیدا ہوتی ہے جسکے ذریعہ سے انسان کے دل مین بجائے بیقراری اور اضطراب کے

ایک تسلی اور آمن اور مضبوطی اور ہمت ظاہر اور پیدا ہوتی ہے - خدا نے انسان کے
ذات مین قوت مضطربہ کو بالمقابل قوت صابرہ کے پیدا ہے اسواسطے کیا ہے کہ اوسکے
حرکت اور عمل سے قوت صابرہ حرکت اور جوش مین آکر انسان کی مضبوطی اور بر جستگی
اور دلجمعی کا باعث ہو اگر قوت مضطربہ حرکت اور جوش مین نہ آئے اور انسان کو
بیقرار اور پریشان نہ کردے تو قوت صابرہ مین حرکت اور جوش پیدا ہو ہی نہین سکتا
صبر کے پیدا ہونے کے واسطے یہ بات ضروری ہے کہ قوت مضطربہ مین ایک حرکت اور جوش پیدا ہو - انسان
پہلے بیقرار اور پریشان ہوتا ہے اور پہر اوسکے دلمین اوس بیقراری اور پریشانی کے دور کرنے کے واسطے
قوت صابرہ صبر اور دلجمعی کو پیدا کردیتی ہے جبکہ انسان کی بیقرار اور پریشان ہونے کا
باعث قوت مضطربہ ہے تو پہر کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ قوت صابرہ فطرتی نہین ہے
بلکہ ایک کسبی خاصہ اور عادت ہے ہان یہ بات اوس صورت مین صحیح اور راست ہے
کہ جب انسان کی پریشانی اور بیقراری فطرتی یا طبعی نہوتی جبکہ بیقراری اور پریشانی
بہی بجاے خود ایک طبعی طاقت کا اثر اور نتیجہ ہے تو پہر اوسکے ذریعہ سے قوت صابرہ
کو غیر طبعی کہنا صداقت بدیہہ سے منکر ہونا ہے - اگر ہمکو کہا جائے کہ تمہارے پاس
قوت صابرہ کی طبعی ہونے کی کیا دلائل ہین تو ہم کہتے ہین کہ ایک نہین بیسیون ایسے
دلائل ہین کہ جنسے قوت صابرہ کا طبعی ہونا روز روشن کیطرح ثابت ہوتا ہے —
اول یہ کہ جب ہمکو کوئی دُکھ پہونچتا اور تکلیف ہوتی ہے تو اول ایک بیقراری اور
اضطرابی پیدا ہو کر جو قوت مضطربہ کا اثر ہوتا ہے ہمارے بیقرار اور مضطرب دل مین
خود بخود یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ جو ہونا تہا سو ہوگیا اب تسلی اور خاموشی اور درگذر
ہے بہتر اور انسب ہے اس خیال سے استدلال ہو سکتا ہے کہ خدا نے فطرۃً ہمکو
قوت صابرہ عطا کر رکہی ہے اگر فطرۃً قوت مذکور ہماری ذات مین مودع نہین ہے تو
خود بخود ہمارے بیقرار اور مضطرب دل مین یہ خیال کیون پیدا ہو جاتا ہے - اگر یہ

کہا جاے کہ یہ خیال اسواسطے پیدا ہوجاتا ہے کہ مصیبت اور درد و رنج یا مایوسی اور
ناکامیابی کے حدوث اور لحوق کے وقت اور لوگ ہماری تشفی اور تسلی کرکے ہماری ہمت
اور حوصلہ اور استقامت کو بڑہاتے ہین اسواسطے ہمارے دل مین خاموشی اور تسلی
یا درگذر کا خیال پیدا ہوجاتا ہے - ہم کہتے ہین کہ اچہا ہماری تسلی اور خاموشی اور درگذر
کا باعث تو زید و عمر ہوا - زید اور عمر کی تسلی اور خاموشی اور درگذر کا باعث کون ہوا
علی ہذا القیاس اسیطرح پر سلسلہ وار پوچہتے جاینگے آخر کسی پر تو سلسلہ ختم ہوگا پس
جسپر سلسلہ ختم ہوگا اوسکی بابت ہم کہینگے کہ اوسکو اس خاموشی اور درگذر کی کہان
سے ہدایت ہوئی تہی ناچار معترض کو یہی کہنا پڑیگا کہ اوسکا دل ہی اسطرف رجوع اور
متوجہ ہوا تہا اور وہی ہمارا مدعا ہے - اور اگر کہا جائے کہ یہ سلسلہ ختم ہی نہین ہوتا
تو یہ محال ہے -

دوم یہ - کہ ہم دیکہتے ہین کہ ایک ننہے اور ناتجربہ کار اور بے شعور بچہ کو جب کوئی گزند
اور تکلیف پہونچتی ہے تو پہلے وہ بڑا ہی مضطرب اور بیقرار اور پریشان حالت ہوجاتا
ہے تہوڑی دیر کے بعد وہی بچہ باوجود تکلیف کے ایک درگذر اور خاموشی کی حالت
مین آجاتا ہے یا تو چیختا اور چلاتا تہا اور یا حیرانی کی حالت مین چپ ہو رہتا ہے بچہ کا
بیقرار اور مضطرب ہونا اور پہر صبر کرنا اس امر کے ایک مین اور پختہ دلیل ہے کہ قوت
صابرہ ایک طبعی قوت ہے - عقیل اور باشعور آدمی پر تو گمان ہو سکتا ہی کہ اوسنے کسی
اور سے صبر کرنا سیکہا ہوگا ننہے اور ناتجربہ کار بچون کو کسنے سکہایا -

سوم یہ کہ جو امر یا جو بات اور خارجاً سیکہی ہوتی ہے اوسکا اثر عام پر یکسان
نہین پڑتا ضرور نہین ہے کہ سارے انسان اوسپر عمل کرین جسپر ہر ایک شخص مین پایا
جاتا ہے اگر یہ کسی اور خارجی عادت ہوتی تو عمومیت نہوتی اسکا عام ہونا اس بات
کے دلیل ہے کہ وہ طبعی ہے -

چہارم یہ - کہ صبر کے غیر طبعی ثابت کرنے کے واسطے جقدر دلائل بیان کیے جاتے ہین وہ سب بجاے خود کمزور اور مخدوش ہین جب مخالف دلائل سے صبر کا غیر طبعی ہونا ثابت نہوا تو اس امر کا مان لینا لازم ہے کہ صبر ایک قوت طبعی کا اثر ہے کیونکہ جب جزو نفی ثابت نہوے تو مثبت خود بخود ثابت ہے (فافہم) اب ہم نمبروار قوت صابرہ کی صورتون اور ضرورتون اور طریقون کو بیان کرتے ہین -

نمبر اول - قوت صابرہ یا صبر کی تعریف اور معنون اور مفہوم کے بیان مین -

نمبر دوم - قوت صابرہ کی طبعی مقدار کے بیان مین -

نمبر سیوم - قوت صابرہ کی ترقی اور تنزل کے بیان مین -

نمبر چہارم - اون طریقون اور قواعد کے بیان مین جنسے قوت صابرہ کو ترقی یا تنزل ہوتا ہے -

نمبر پنجم - صبر کی قسمون اور صورتون کے بیان مین -

نمبر ششم - صبر کی حد اور انداز کے بیان مین -

نمبر ہفتم - صبر کی ضرورت اور فوائد کے بیان مین -

نمبر اول

لغت مین لفظ صبر کے معنے شکیبائی اور سہارنے کے ہین اور اصطلاح عالمان علم اخلاق مین صبر انسان کے اوس طریق عمل اور حالت کو کہتے ہین کہ جسمین انسان مصائب اور سختیون - مایوسیون اور ناکامیابیون کے نزول اور حدوث اور لحوق کے وقت اپنے آپ کو ایک استقامت اور ہمت اور حوصلہ اور بردباری مین ثابت اور قائم رکھتا ہے گو اوسپر طرح طرح کے مصیبتین اور سختیان نازل ہوتی ہین اور گو وہ قسم قسم کی مایوسیان اور ناکامیان سہتا اور دیکھتا ہے مگر اوسکی ہمت حوصلہ اور استقامت مین کوئی کمزوری اور فرق نہین آتا -

نمبر دوم

جسطرح ہر انسانون کے اور قوتین ایک دوسرے انسان کی طاقتون اور قوتون سے مقدار
وزن جودت حالت مین متخالف اور متبائن ہین اسیطرح پر قوت صابرہ کا حال ہی اگرچہ
یہ قوت سارے انسانون اور تمام آدمیون کو حاصل ہے مگر ایک مقدار وزن جودت اور
حالت پر نہین کسی مین زیادہ ہی اور کسی مین کم کسی کے ذات مین نہایت مضبوطی سے
پائی جاتی ہے اور کسی مین ذرا کمزوری سے - یہی باعث ہی کہ کوئی آدمی زیادہ صابر ہوتا
اور کوئی کم صبر کی کمی زیادتی جو انسانی جماعتون مین ہر روز دیکھی جاتی ہے اسیواسطے
ہے کہ قدرت نے سارے انسانون کو ایک نمبر اور درجہ کے قوت صابرہ عطا نہین کی ہی
اگر ایک درجہ کے ہوتے تو لازم تھا کہ تمام آدمی اور سارے انسان ایک قسم اور درجہ
کے صابر ہوتے - اس امر کو کہ انسان ایک درجہ کے مستقیم المزاج اور صابر نہین ہوتے
دلائل سے ثابت کرنے کے کچھ ضرورت نہین مختلف انسانون کے روزمرہ حالات پر
ایک سرسری نظر کرنے سے بھی یہ بات ثابت اور حل ہو جائیگی کہ انسانون مین
بالعموم ایک نمبر یا ایک درجہ کا صبر نہین ہوتا - جیسے انسان مزاجون اور طبیعتون
مین متبائن اور مختلف ہین ایسے ہی استقامت اور صبر مین اختلاف اور تبائن
رکھتے ہین -

نمبر سوم

حکماے طبعی اور طبی نے بڑے بڑے دلاویز اور دلچسپ مباحثون اور وسیع غور اور
فکر کے بعد اس امر کو دلائل واثق اور براہین یقینیہ سے ثابت کردیا ہے کہ قادر مطلق
صانع کل خداوند کریم نے انسان کو جسقدر قوتین عطا کی ہین وہ ترقی بھی کرسکتے ہین اور
متنزل بھی ہو جاتی ہین - حکماے مذکور اس ترقی اور تنزل کا باعث یہ بیان
کرتے ہین کہ ان ساری فطرتون اور طاقتون مین موجد کل نے ایک ایسا پرجوش مادہ
ودیعت کر رکھا ہے کہ جسکو بعض اسباب اور مواد کے میسر آنے اور مدد سے رونق اور ترقی

ہوتی شروع ہو جاتی ہے اور بعض اسباب کے معدوم یا نہ میسر ہونے سے تنزل ہو جاتا ہے
جبکہ انسان کی طبعی قوتین مترقی اور متنزل ہوتی رہتی ہین تو باین اعتبار کو قوت صابرہ
بہی انسان کی طبعی قوتون مین سے ایک قوت ہے ماننا اور قبول کرنا پڑتا ہے کہ صبر
مین بہی ترقی اور تنزل ہوتا رہتا ہے۔ قطع نظر اور علمی دلائل کے ہم روز دیکھتے اور سنتے ہین
کہ ایک وقت مین ایک آدمی بڑا مضبوط صابر ہوتا ہے اور وہے آدمی دوسرے وقت
مین یا تو بالکل ہی بے صبر ہوتا ہے اور یا صبر مین کسیقدر کمزوری اور تنزل دخیل ہوتا ہے
علی ہذا القیاس ہم دیکھتے ہین کہ ایک وقت مین ایک آدمی بالکل بے صبر ہوتا ہے
مگر کسی دوسرے وقت مین وہے آدمی ایک بڑا مضبوط اور برجستہ صابر بن جاتا ہے
اس کمی اور زیادتی سے صریحاً یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ قوت صابرہ کو ترقی اور
تنزل حاصل ہونا ممکن الصورت ہے۔ جب ترقی کے اسباب میسر اور حاصل ہو جاتے
ہین تو ترقی ہو جاتی ہے اور جب اسباب تنزل کا زور ہو جاتا ہے تو متنزل ہو جاتا ہے
خدانے جو اس قوت مین ترقی اور تنزل کا مادہ ودیعت کر رکھا ہے اسمین یہ حکمت ہے
کہ انسان کی عزیز زندگی ٹھیک اصول اور پیمانہ پر گذرتے ہی دنیا مین انسان کو اپنی
زندگی مین ایسے ایسے واقعات اور معاملات کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے کہ جو اپنی کیفیت
اور تاثیر کے اعتبار سے ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہوتے ہین۔ جبکہ وہ واقعات
اور معاملات کہ جو انسان کو اپنی زندگی مین اوٹھانے پڑتے ہین مختلف الحیثیت ہوتے
ہین تو لازم ہے کہ صبر کو بہی اونسے مناسبت ہو مثلاً اگر ایک معاملہ یا واقعہ اعلی درجہ
کا ہے تو ضرور ہے کہ صبر بہی اعلی درجہ کا ہو کیونکہ اگر صبر اعلی درجہ کا نہوگا تو انسان اوس
اعلی درجہ کے معاملہ کے وقتون سے مقابلہ نہیں کر سکیگا۔ اور علی ہذا القیاس
اگر ایک معاملہ یا واقعہ اپنے ذات مین باعتبار اپنی وقتون کے خفیف ہی تو ضرور ہے
کہ اوسکے مقابلہ کرنے کے واسطے صبر بہی خفیف ہو۔ صبر کا کم یا زیادہ ہو جانا بجز اسکے صورت پذیر

نہو سکتا تھا کہ قوت صابرہ کی ذات مین کمی اور زیادتی کی قابلیت رکھی جاتی فرض کرو کہ
اگر قوت صابرہ ایکسہی حالت اور بقدار بر ثابت اور قائم رہتی تو ایک بڑے معاملہ کی
دقتون کے مقابلہ کے واسطے انسان کیا کرتا قوت صابرہ کی اوس ذاتی مادہ کے جسکے
ذریعہ سے وہ کمی اور زیادتی قبول کرتی ہے ایسی مثال ہے جیسے کہ خمیر کی مثال ہیکہ جسطرح پر
تھوڑا سا خمیرہ ڈالنے سے گنک کا آٹا یا کوئی اور ایسی ہی شے پھول جاتی ہے کیونکہ اوس
آٹے وغیرہ مین پھولنے کی طاقت موجود ہوتی ہے اسیطرح پر اسباب مناسبہ یا غیر مناسبہ
سے قوت صابرہ کو ترقی اور تنزل حاصل ہوتا رہتا ہے - ایسی قوت پر کیا موقوف ہے
انسان کی اور قوتین بھی اسباب مناسبہ یا غیر مناسبہ کی تاثیر اور حدوث سے ترقی
اور تنزل ہوتی رہتی ہین حکماے نفش فلاسفہ والون نے ایسے مسائل کو اچھی تشریح
سے لکھا ہے شائقین کو اونکے دلاویز تصنیفات کی طرف توجہ کرنی چاہیے -

نمبر چہارم

اگرچہ قوت صابرہ کے اسباب ترقی اور تنزل کے بیان کرنے کا حق حکماے نفش فلاسفے
کی ذمہ ہے کیونکہ یہ مسئلہ بہ نسبت علم اخلاق کے اوس علم سے زیادہ تر تعلق رکھتا ہے
مگر چونکہ اس موقع پر بھی اسکا بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے اسواسطے ہم بالاختصار
اسباب مذکور مین سے چند اسباب بیان کرتے ہین -

اول - جب کوئی مصیبت واقع یا کسی قسم کی ناکامیابی یا مایوسی پیدا یا انسان کو
لاحق ہو تو اوس وقت انسان کو اس امر کی طرف توجہ نکرنی چاہیے کہ بس اب کیا
ہوگا یا یہ کہ مین اب کچھ نہین کر سکتا - اس خیال سے قوت صابرہ مین ایک خاص قسم
کی کمزوری اور ناطاقتی پیدا ہونے لگتی ہے جس سے انسان بے صبر ہو جاتا ہے
مصیبت کے واقع یا کسی قسم کی ناکامیابی یا مایوسی پیدا یا لاحق ہونے کے وقت انسان
کو اس امر پر غور اور فکر کرنی لازم ہے کہ ایسا کیون ہوا - اب کیا کرنا چاہیے مصیبت

یا ناکامیابی یا مایوسی کی کیا حالت ہی پہلے امر پر غور کرنے سے انسان کو مصیبت یا
ناکامیابی یا مایوسی کے واقعہ یا لاحق ہونے کی صورتون اور اسباب کا کچھ نہ کچھ علم
ہوجاتا ہے جس سے اوسکو دو فائدہ حاصل ہوتے ہین ایک تو یہ کہ اوسکو معلوم ہوجاتا ہے
کہ وہ اسباب میرے اختیاری ہین یا غیر اختیاری اگر اختیاری نکلتے ہین تو آئندہ کو واسطے اوسکو
ایک احتیاط اور خیال رہتا ہے اور اگر غیر اختیارے ہوتے ہین تو بوجہ نہ پیش جانے یا نہ
بس چلنے کے اوسکو ایک قسم کی تسکین ہوجاتی ہے اور دوسرا فائدہ یہ ہوتا ہی کہ اسباب
کی حیثیت کے کھلنے اور معلوم کرنے سے اوسکو اس بات کا بھی علم ہوجاتا ہے کہ وہ مصیبت
یا ناکامیابی یا مایوسی اوسکی ذات یا تعلقات پر کہان تک موثر ہے اس سے اوسکی دلی
حالت ایک خاص درجہ کے یقین پر قائم ہوجاتی ہے -

دوسرے امر پر غور اور فکر کرنے سے انسان کو یہ بات دریافت ہوجاتی ہے کہ مجھکو
مصیبت کے واقعہ یا ناکامیابی یا مایوسی کے لاحق ہونے پر یہ کچھ کرنا چاہیے -
جس سے اوسکے دل مین ایک خاص درجہ کا اعتبار یا تسکین پیدا ہوجاتی ہے خواہ وہ
اعتبار اور تسکین کامیابی کے صورت مین ہو یا ناکامیابی کی صورت مین -

تیسرے امر پر نظر کرنے سے انسان کو مصیبت یا ناکامیابی یا مایوسی کی حالت اور اوسکا
انداز معلوم ہوجاتا ہے یعنے یہ کہ یہ مصیبت یا ناکامیابی یا مایوسی لائق دور کرنے یا دور ہونے کے
ہے یا نہین اس سے اوسکے دل کی طاقت ایک درجہ پر ثابت اور قائم ہوجاتی ہی ان تینون
امرون پر فکر اور نظر کرنے سے انسان کو ایک خاص درجہ یا نمبر کا اعتبار اور تسکین حاصل ہوتی ہی اور
اوسکی طبیعت اور دل ایک خاص حالت پر ثابت اور قائم ہوجاتا ہے جس سے اوسکی قوت صابرہ کو
بجاے کمزوری اور تنزل حاصل ہونے کے ایک ترقی اور زور حاصل ہوتا ہے -

دوم - انسان پر جب کوئی مصیبت نازل ہو یا کوئی مایوسی اور ناکامیابی لاحق حال ہو
تو اوسکو لازم ہے کہ اوس مصیبت یا ناکامیابی اور مایوسی پر نظر کرنے سے پہلے اس امر پر

غور اور نظر کرے کہ انسانی جماعتون مین سے بہین ہی مصیبت زدہ ناکامیاب اور
مایوس ہون کہ یا انسانی افراد مین سے کوئی اور بھی ہے اس امر پر غور اور نظر کرنے
سے نظر اور غور کرنے والے کو یہ بات معلوم ہو جائیگی کہ انسانون مین سے کوئی انسان
ایسا نہین ہے کہ جسکو اپنی زندگی مین کسی نہ کسی قسم کی مصیبت ناکامیابی اور مایوسی
کا مقابلہ نہ کرنا پڑا ہو - اس امر کے معلوم اور دریافت ہونے سے انسان کے
دل مین ایک قسم کی تسلی یقین تشفی اور تسکین پیدا ہو جاتی ہے جس سے قوت
صابرہ کو بجاے کمزوری اور تنزل کے ایک روز قوت اور ترقی حاصل ہوتی ہے
یہ بات تجربہ سے مان لیگئی ہے کہ انسان کو زندہ نظائر اور موجودہ تمثیلون سے
ایک اعلی درجہ کی تسلی - تشفی - اعتبار - اور تسکین حاصل ہوتی ہے تسلی اعتبار
اور تسکین پر گویا منحصر ہے انسان اپنی عزیز زندگی کو زندہ نظائر اور موجودہ تمثیلون
اور واقعات کے سہارے پر ہی بسر کرتا ہے جب آدمی کسی تازہ مصیبت اور جدید
مایوسیون مین گرفتار ہوتا ہے تو اوس وقت اوسکے دل مین ایک سخت قلق اور پر زور
اضطراب کا جوش ہوتا ہے یہانتک کہ اکثر اوقات مین آدمی مرنے پر مستعد ہو بیٹھتا ہے
ایسے نازک وقت مین انسان کو اور لوگون اور انسانون کے زندہ نظیرین اور
واقعات اور موجودہ تمثیلین تسلی اور تسکین بخشتی ہین جس سے اوسکی قوت صابرہ
کو ترقی اور زور حاصل ہوتا ہے اگر انسان ایسی نظیرون اور واقعات اور تمثیلون
پر نظر اور غور نہ کرے تو جان پر کھیل جاے بعض لوگ جو لحوق مصاعب کے وقت
تنگ آکر جان پر کھیل جاتے ہین اوسکا اصلی باعث یہی ہے کہ ایسے لوگ اور
لوگون کی حالت پر نظر اور غور نہین کرتے اگر لحوق مصاعب کے وقت اور لوگون کی
حالت کو دیکھ بھال اور معلوم کر لیا کرین تو جان پر نہ کھیلین - اور لوگون کی حالت
کے دریافت اور معلوم کرنے سے انسان کو یہ بات بالیقین معلوم ہو جاتی ہے کہ دنیا کی

پردہ پر کوئی بھی ایسا انسان نہین ہے کہ جو مصیبت اور مایوسی سے بچا ہوا ہو ہر ایک
انسان کی حالت مصیبت آمیز ہوتی ہے کہتے ہین کہ جب سکندر مرنے لگا تو اوسنے اپنے
مصاحبون کو کہا کہ میری پیاری مان کو میری زبانی یہ پیغام دیدینا کہ اگر آپ کو میرے
(یعنے سکندر) طلب مغفرت کے واسطے خدا کے نام پر کچھ خیرات کرنی ہو تو ایسے شخص کو
دینا جسکو اپنی عمر بھر مین کوئی مصیبت اور درد و دُکھ نہ پہونچا ہو۔ سکندر کی
مان نے جب ایسے شخص کی تلاش کی تو معلوم ہوا کہ دنیا مین کوئی شخص بھی ایسا نہین
ہے کہ جسکو کسی نہ کسی مصیبت اور مایوسی کا مقابلہ نہ کرنا پڑا ہو سکندر کی حکمت عملی سے
مصیبت زدہ بڑھیا کو ثابت ہو گیا کہ مجھکو ہی مصیبت کا مقابلہ نہین کرنا پڑا کوئی
شخص بھی اس دار المصائب مین اگر مصیبت اور مایوسی سے محفوظ نہین رہا جس سے
اوسکی قوت صابرہ مین ایک اعلیٰ درجہ کی استقامت اور استقلال آگیا سکندر نے
مرتے وقت اسیواسطے اپنی مان کو یہ حکمت آمیز پیغام دیا تھا کہ دنیا مین مصیبت سے
کوئی خالی نہین ہے جب میری مان کو تلاش سے کوئی آدمی بھی ایسا نہ ملیگا کہ جسکو
اپنی زندگی مین مصیبت نہ پہونچی ہو تو اوسکے دل مین خود بخود ایک تسکین اور تسلّی
آجائیگی سکندر نے مرتے وقت اس پیغام سے جو کچھ خیال کیا تھا وہ آخر کو صحیح نکلا
اور ظاہر ہو گیا سکندر کی مان کو اس طریق عمل سے پوری پوری تسکین اور تسلی ہو گئی
اس نظیر پر کیا موقوف ہے ہر ایک انسان اپنی ذاتی حالت پر خیال کرنے سے معلوم
کرسکتا ہے کہ اوسکی عزیز زندگی عام نظائر اور واقعات کے سہارے پر بنتے ہین اگر عام نظائر
اور واقعات کا سہارا نہو تو انسان کو ایک دن کا جینا بھی مشکل ہو جاوے۔ ہمپر ایک
مصیبت نازل ہوتی ہے یا یہ کہ ہمارے دل پر کسی مایوسی یا ناکامیابی کی خوفناک چوٹ
لگتی ہے تو ہم انتہا کے درجہ کے مضطرب اور بیقرار ہو جاتے ہین حیران و پریشان ہو کر دیوا
وار سر ٹپکتے پھرتے ہین سب عیش و عشرت و مسرتین خوشیان گرم جوشیان یکدم کافور

ہو جاتے ہین کاٹو تو خون نہین اگر کوئی بات پوچھو تو سواے آہ سرد کے کوئی جواب نہین خدا کی شان دیکھئے یا تو جینا محال تھا اور یا یکایک یہ کایا پلٹ ہو گئے کہ اورون کی حالت پر غور اور نظر کرنے سے دل مین ایک حوصلہ اور ہمت اور صبر آنے لگا یا تو منھ سے آواز نہین نکلتی تھی اور یا مصیبت کو دور کرنے اور مایوسی کے ٹالنے کی تدبیر سوچنے لگے یہ کایا پلٹ اسی واسطے ہوگی کہ ہمنے اور لوگون کی حالت پر غور اور تفکر اور تفکر کی اگر نظر اور غور نکرتے تو کو طبعی تقاضا کے بموجب کسی نہ کسی وقت صبر آجاتا مگر قوت صابرہ کو ترقی نہ حاصل ہوتی - جو لوگ اور لوگون کی حالت پر غور اور نظر نہین کرتے اونکی قوت صابرہ ہمیشہ کمزور اور متنزل رہتی ہے قوت صابرہ کی ترقی اور طاقت کے واسطے اور لوگون کی حالت پر نظر اور غور کرنا ایک لازمی امر ہے اسکو کسی حالت مین ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے - اگرچہ قوت صابرہ کی تنزل اور ترقی کی اور بھی بہت سے اسباب ہین مگر ہم بہ نظر اختصار انہین دونون سببون پر اکتفا کرتے ہین مزید تحقیق کے واسطے وہی فلاسفی کی کتابون کو دیکھنا چاہیئے -

امر پنجم - بحث نمبر دوم مین اس امر کو بیان کر چکے ہین کہ جسطرح ہر انسان کی اور قوتین ایک دوسرے سے متباین المقدار ہین اسیطرح پر قوت صابرہ کے مقدار مین استیاز اور فرق ہے طبعی اختلاف مقدار کے بموجب قوت صابرہ کی تقسیم ذیل کی صورتون پر کی جاسکتی ہے - اعلی - اوسط - ادنی - اعلی وہ صورت ہی کہ جو نزول مصائب اور لحوق مصائب اور حدوث مایوسیون ناکامیون کے وقت انسان کے دل اور حالت کو ایک استقلال اور استقامت پر ثابت اور قائم رکھتی ہے کیسی سخت مصیبت نازل ہو اونکے دل کے استقامت مین سرمو فرق نہین آتا کیسی مشکل اور خوفناک مایوسی لاحق ہو اونکے حوصلہ اور ہمت مین تزلزل واقع نہین ہوتا یہان تک کہ چہرہ کی رنگت اور مخصوص آثار بھی بدستور ثابت اور قائم رہتے ہین جن لوگون کو قدرۃً اعلی صورت

عطا ہوتی ہے وہی دنیا کے خوفناک اور پر مصائب دنگل اور اکھاڑہ مین ہمت کے
بازون اور استقامت کی زور اور استقلال کی حکمت اور رادی سے کشتی لیجاتے ہین
مختلف قومون اور ملکون کی تاریخین انھین لوگون کے مبارک نامون سے دلچسپ
دلاویز اور فخر قوم وملک گنی جاتے ہین -

اوسط وہ صورت ہی کہ جو بہ نسبت اعلی صورت کی کسیقدر کمزور اور ناطاقت ہوتی ہے
جس شخص کی ذات مین اعلی صورت مودعہ ہوتی ہے اوسکو نزول مصائب اور
مصائب سی کسی قسم کا خوف نہین ہوتا مگر جس شخص کی ذات مین اوسط صورت ودیعت
ہوتی ہے اوسکے دل مین مختلف مصیبتون سختیون ناکامیابیون اور مایوسیون کی وقوع
اور لاحق ہونے سے کچھ کچھ خوف بیقراری بے ہمتی بے حوصلگی اور لغزش پیدا ہوتی ہی
جو تھوڑی دیر کے بعد رفع ہو جاتی ہے اور انسان کا دل مرکز استقامت پر ثابت
اور قائم ہو جاتا ہے اوسط صورت سی ہٹ کر ادنی صورت ہی جس شخص کی ذات مین
یہ تیسری صورت خالق موجودات نے رکھی ہوتی ہے وہ غمون کے پیش آنے اور مصیبتون کے
نزول اور طرح طرح کی ناکامیابیون اور مایوسیون کے لحوق اور ظہور سے اس درجہ
تک بیقرار بیحوصلہ اور مضطرب ہو جاتا ہے کہ اوسپر ایک دم کا جینا دشوار ہو جاتا ہی
بعض انسان تو خودکشی ہی کر بیٹھتے ہین - یہ تینون صورتین جو ہمنے اوپر کے جملون
مین پیش کی ہین برابر ترقی اور تنزل ہوتی رہتی ہین مگر انکی ترقی اور تنزل حسب مراتب
ہے ادنی صورت کی قوت صابرہ گو ترقی کرتی رہتی ہے مگر اوسیقدر کہ جسقدر اوسمین ترقی
کرنے کا مادہ مودعہ ہوتا ہے اعلی درجہ کی صورت گو متنزل ہوتی ہے مگر اوسکا تنزل
اوسط یا ادنی درجہ سے مل نہین سکتا میری یہ رای ہے کہ اگرچہ اوسط یا ادنی نمبر کی قوت
برابر ترقی کرتی رہتی ہی مگر اعلی درجہ کی صورت سے مقابلہ نہین کر سکتی اعلی اور اوسط
درجہ کی قوت صابرہ گو متنزل ہو مگر ادنی درجہ کی قوت صابرہ سے بڑھکر متنزل نہین

ہو سکتی اگر اس راے کو صحیح نہ خیال کیا جاوے تو اس امر کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ طبعی
مقدارون اور حیثیتون مین انقلاب اور فرق آجاتا ہے اور یہ بات نیچرل قوانین کے
خلاف ہے تجربہ اور تحقیقات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ نیچرل قوانین مین
تجربہ اور تحقیقات کی رو سے تبدیل نا ممکن ہے تو پھر سواے اسکے اور کوئی سبیل
نہین ہے کہ ہم اوپر کی راے کی زور سے تصدیق کرین - یہان یہ اعتراض ہو سکتا ہی
کہ جب نیچرل قوانین کے اعتبار پر تبدیل نا ممکن ہے تو پھر قواے طبعی کی ترقی اور
تنزل سے انکار کرنا پڑیگا کیونکہ ترقی اور تنزل کی صورت مین تبدیل واقع ہوتی رہتی
ہے مختصر جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ قوت صابرہ کا ترقی اور تنزل ہونا اس
امر کی دلیل نہین ہے کہ اوسکے مقدار طبعی مین فرق آجاتا ہے ترقی اور تنزل کرنا
اور شے ہی اور مقدار طبعی مین فرق آجاتا اور شے - ترقی اور تنزل صرف مقدار
طبعی کے موافق ہوتا ہے جسمین کسی قوت کی ذات کی تبدیل لازم نہین آتی اور تبدیل
ہو جانا ترقی اور تنزل کے برعکس ہے جہان ہم یہ کہتے ہین کہ اب قوت صابرہ ترقی
یا تنزل پر ہے وہان اوسکے یہ معنے نہین ہوتے کہ اوسکی مقدار طبعی مین فرق آگیا ہی
بلکہ یہ کہ اوس مقدار طبعی کو ایک استقامت حاصل ہو کر کمزوری یا عدم استقلال کا
پردہ یا حجاب دور ہو گیا ہے یا یہ کہ صفائی اور استقامت زائل ہو کر کمزوری اور
عدم استقلال کا حجاب آگیا ہے - قوت صابرہ کی مثال ایک شیشے کی ہی جب
شیشہ کے تھہ پر گرد پڑجاتی ہے تو اوسوقت اوسکو ایک تنزل حاصل ہوتا ہی
اور جب گرد اوٹھ جاے یا اوٹھا دی جاتی ہے تو ایک صفائی اور جلا حاصل ہو جاتی
ہے جسکو ترقی کہنا چاہیے اسیطرح پر جب قوت صابرہ کی مقدار طبعی کمزوری کی
حالت مین ہوتی ہے تو اوسکو متنزل کہتے ہین اور جب اوسکو ایک استقامت
حاصل ہوتی ہے تو مترقی کہتے ہین جیسے شیشہ کے مقدار دونون حالتون مین

کمزور زیادہ نہین ہوتی اسیطرح پر قوت صابرہ کے مقدار طبعی دونون حالتون مین محفوظ رہتی ہے۔

امر ششم۔ قبل اسکے کہ ہم صبر کی حد اور انداز بیان کرین اس امر کا بیان ضروری ہے کہ قوت صابرہ پر انسان کو کسی قسم کا اختیار بھی حاصل ہے یا نہین۔ ہماری خیال مین انسان کو قوت صابرہ پر ایک قسم کا اختیار حاصل ہے جسکو ہم قوت صابرہ کیطرح طبعی قرار دینے مین تامل نہین کر سکتے اوس اختیار کے رو سے ہم قوت صابرہ کو روک بھی سکتے ہین اور علی ہذا القیاس تیز بھی کر سکتے ہین جب یہ بات ثابت ہولی کہ ہم طبعاً ہی قوت صابرہ پر ایک خاص قسم کا اختیار رکھتے ہین تو اب ہم بموجب اپنے وعدہ کے اس امر کے بیان کرنے کی اجازت مانگتے ہین کہ صبر کی حد اور انداز کیا ہے۔

میرے خیال مین صبر کی حد اور انداز اوسیقدر ہے کہ جسقدر فطرة انسان کی طبیعت مین سوودہ ہے مگر صبر کے استعمال کی حد اور انداز ضرورت کے موافق ہونی چاہیے انسان کی طبعی خزانہ مین صبر کا سکہ ایک مخصوص مقدار پر رکھا گیا ہے لازم ہے کہ اوس سکہ کو حسب ضرورت خرچ کیا جاے۔ اگر ضرورت کا لحاظ نہ کیا جائے گا تو وہ فائدہ جو ہم صبر سے حاصل کرنا چاہتے ہین معدوم ہو جائیگا۔

قوت صابرہ سے انسان کو اس طور پر کام لینا چاہئیے کہ جو افراط اور تفریط سے مبرا ہو۔ دنیا کے جس کام اور جس ساخت کو دیکھو وہ کسی نہ کسی درجہ اور حد پر قائم پاؤ گے اگر اوس درجہ اور حد سے تجاوز یا کمی کرو تو فوائد کی جگہ مضار اور نقصانات کا متحمل ہونا پڑیگا خدا کی ساختون اور کامون کے عام قاعدہ کے موافق صبر کی استعمالی حالت بھی خاص خاص حد اور انداز پر ثابت اور قائم ہے اگر ان مخصوص حدود اور اندازون سے کمی یا تجاوز کیا جاوے تو اکثر قباحتون کے حدوث کا اندیشہ ہے جو لوگ دنیا کے مہمات اور کامون اور معاملات پر تجربہ اور غور کی نظر سے دیکھتے رہتے ہین

اونکو اس بات کا بخوبی علم اور واقفیت ہوگی کہ بعض وقت انسان کو اس قسم کے
معاملات اور امور در پیش آتے ہین کہ اونمین زیادہ صبر کرنا اچھا اور مفید ہوتا ہے
اور بعض اس قسم کے ہوتے ہین کہ جنمین زیادہ صبر کرنا مضر اور نقصان رسان ہوتا ہے
اگر صبر کی استعمالی حالت کو اولٹ پلٹ کیا جاوے تو سخت قباحتین پیدا ہون مثلاً
اگر ہم کسی کام کو شروع کرین اور اوسکی ابتدائی دقتون اور تکلیفون کو دیکھکر صبر کو جواب
دے بیٹھین تو سخت قباحتین پیدا ہونگی کسصورت مین بھی ہم اپنی مراد کو نہ پہونچینگے
ایسے وقت مین لازم ہے کہ ہم صبر کو پوری توجہ اور ہمت سے ساتھہ ہی ساتھہ رکھین
اگر ہمارا بھائی یا لڑکا غیر آدمیون سے ملاپ رکھے اور ہم اوسپر صبر کرین تو یہ صبر ہمارے
حق مین اور نیز ہمارے اولاد کے حق مین اچھا اور مفید نہوگا پہلی صورت مین ایک
مضبوط صبر درکار ہے اور اوس دوسری صورت مین وسیع صبر کی کوئی ضرورت نہ تھی
اسواسطے کہ اس آخری صورت مین وسعت صبر سے وہ معاملہ جسکے مقابلہ مین صبر کیا جاتا
ہے ابتر اور خراب ہوجاتا ہے ان دونون مثالون سے ناظرین نے اس امر کو معلوم
کرلیا ہوگا کہ صبر کی استعمالی حد اور انداز ضرورت پر منحصر ہے جیسی ضرورت ہو ویسا ہی
صبر چاہیے - بصورت کمی بیشی فوت مدعا کا اندیشہ ہے -
امر ہفتم - ہر ایک شی کی ضرورت اور فوائد کے معلوم کرنے کے واسطے اون حالتون
واقعات معاملات اور امورات کو وزن کرنا اور دیکھنا چاہیے کہ جو ہمیشہ ہمکو یا ہمارے
ابنائے جنس کو پیش آتی رہتی رہین اگر اون پیش آمدہ یا پیش آنیوالی حالتون واقعات
معاملات اور امورات سے اوس شے کو کسی جہت یا کسی صورت سے ایک خاص قسم
کا تعلق لگاؤ واسطہ اور نسبت حاصل ہو تو سمجھہ لینا یا استدلال کرلینا چاہیے کہ
فلان شے کی اسقدر ضرورت اور اسقدر فائدے ہین اور بصورت دیگر یہ کہ اوسکی
کوئی ضرورت اور کوئی فائدہ نہین - اسی عام قاعدہ کے موافق ہمکو یہ دیکھنا ہے کہ

انسان کو صبر کی کیا ضرورت اور کیا فائدہ ہے ۔ اوہم صبر کو الگ رکھکر پہلے یہ تو دیکھین
کہ ہمکو اپنی مختصر سی زندگی مین کیا کچھ کرنا اور بھگتنا پڑتا ہے ہماری زندگی خود رو پانی
کی طرح گذرتی جاتی ہے یا کہ اوسکو کسی مضبوط بند اور پرزور سد راہ کا بھی سامنا
کرنا پڑتا ہے خیال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے عزیز اور مختصر سی زندگی خود رو
پانی کی طرح نہین گذرتی ہے بلکہ اوسکو اپنی گذرنے کے ایام مین سخت سے سخت سدراہون
اور بندشون کا مقابلہ اور سامنا کرنا پڑتا ہے اپہر ایسا دن تو کوئی آتا ہی نہین کہ
کوئی نہ کوئی مصیبت یا غم لاحق نہو نام کو خوشی ہوتی ہے حقیقت مین دیکھیے تو دنیا
پھر مین مثل اسکے کوئی دکھیا نہین ۔ یہ سارے دکھ اور سارے بکھیڑے جو دنیا مین
پائے جاتے ہین ایک زندگی کے واسطے ہی ہین زندگی نہو تو پھر بھی نہین جب جسم
خاکی سے روح پرواز کر جاتی ہے تو دکھ درد کی شکل تک نظر نہین آتی اب تک
ثابت ہوئی کہ زندگی چین سے نہین گذرتی تو اب ادہر سے نظر کرنی چاہیے کہ ایسی کشاکشی
کی حالت مین روح انسانی کو ایک خاص قسم کی تسلی چین اور تسکین کیونکر حاصل ہو کیونکہ
اسکا حاصل ہونا روح کے واسطے ضروری ہے غور کرنے اور سوچنے سے معلوم ہوتا ہے
کہ خالق زمین و آسمان نے ان دقتون ۔ تکلیفون ۔ اور مشکلات کے حل کرنے اور
اوٹھانے اور برداشت کرنے کے واسطے جو ہمیشہ زندگی کے اردگرد رہتے ہین انسان
کو اس قسم کے آلات قوائے اور طاقتین بخش رکھی ہین کہ جنکے سہارے اور زور سے
انسان کی روح کو ایک قسم کی خاص تسکین ۔ آرام اور تازگی اور فتح و نصرت اور
کامیابی حاصل ہوتی رہتی ہے منجملہ اون آلات قوائی اور طاقتون کے ایک قوت
صابرہ بھی ہے اس نادر اور ضروری قوت کے سہارے اور ذریعہ سے انسان بڑی بڑی
لاینحل مشکلون اور دقتون کو حل کر لیتا ہے اگرچہ اوسکو کیسی ہی ناکامیابیان ہون

مگر اس طاقت نادرہ کی برکت دسہاری سے اوسکے سر پر کبھی نہ کبھی کامیابی کا مبارک تاج رکھا ہے جاتا ہی - اگر خداے لایزال اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے انسان کی ذات مین قوت صابرہ ودیعت نہ کرتا تو مختلف وقتون - تکلیفون ناکامیابون اور مایوسیون کے حدوث اور لحوق اور اونکی عدم انحلال سے انسان کا ایک دم تک جینا مشکل ہوجاتا - انسان کو مختلف تکلیفون - ناکامیابیون معاملات اور امورات کا پیش آنا اس امر کو بوضاحت ثابت کرتا ہے کہ قوت صابرہ کی نہایت ضرورت تہی صبر سے انسان کو جو جو فوائد اور آرام حاصل ہوتے ہین وہ روزمرہ تجربہ سے کالشمس ظاہر ہین - مگر تکمیل مضمون ہذا کے لئے بالاختصار چند ایسے فائدے جو اپنی عمومیت کے لحاظ سے اور فائدون پر محتوی ہین تذر ناظرین کرتا ہون -

(۱) صبر سے انسان کے دل مین ہمت - استقامت اور حوصلہ پیدا ہوتا ہے جس سے رونق ترقی اور کامیابی کی ڈگری ملتی ہے -

(۲) صبر کے اختیار کرنے سے انسان کو اس بات کا علم ہوجاتا ہے کہ دنیا مین رہکر سواے محنت مشقت اور حوصلہ کرنے کے کامیابی نہین ہوتی -

(۳) اگر انسان مختلف ناکامیابیون اور مایوسیون یا پیچیدہ معاملات کی حدوث اور وقوع کے وقت صبر سے کام نہ لے تو اوسکا جینا محال ہوجاے دیکھیے صبر سے یہ کتنا بڑا فائدہ حاصل ہوا -

(۴) صبر کرنے سے انسان کی طبیعت مین تحمل اور تامل کی طاقت پیدا ہوجاتی ہے اور یہ بات مان لیگئی ہے کہ دنیا کے پیچیدہ امورات اور لاینحل معاملات پر وہی شخص قادر نا صر ہوتا ہے کہ جو متحمل اور متامل ہو -

(۵) صبر کرنے سے انسان اکثر امورات معاد اور معاش کو کامیابی سے حل کرلیتا ہے یا لیتا ہے اور انہین دونون باتون پر انسان کی زندگی کی بہتری کا مدار ہے -

قناعت

لغت مین لفظ قناعت کے معنے تھوڑی چیز پر راضی ہونے کے ہین اور اصطلاح علم
اخلاق مین قناعت سے انسان کے وہ عمدہ اور ضروری صفت یا طریق عمل مراد ہے
کہ جسکی مدد یا ذریعہ سے انسان ایک خاص وزن یا ایک خاص حالت کو بلا کسی قسم کے
لغزش غلطی کمزوری اور بے ترتیبی کے کام مین لاسکتا ہے صبر اور قناعت کو اکثر لوگ
مترادف خیال کرتے ہین اگر مین غلطی پر نہ ہون تو میری راے مین یہ خیال قرین صحیح آب
نہین ہے لفظ صبر کے لغوی معنے سہارنے کے ہین اور لفظ قناعت کے معنے تھوڑی
چیز پر راضی ہونے کے ہین قطع نظر اصطلاحی معنون کے اختلاف کے ان لغوی معنون
مین بھی کسی قسم کا اتحاد اور ترادف نہین ہے اگر ان دونون متبائن المعانی لفظون
کے مترادف قرار دینے کے وقت انکے مفہوم کی اصلیت اور حقیقت پر غور کیجاتی تو اسقدر
غلطی نہوتی جسطرح پر ہمنے صبر کو ایک طبعی صفت یا قوت قرار دیا تھا اسیطرح پر ہمارے
راے مین صفت قناعت بھی انسان کی ایک طبعی صفت ہے کسی مین کم ہے اور کسی مین
زیادہ کوئی اس عمدہ صفت سے معقول طور پر کام لیتا ہے اور کسیکی غفلت اور بے سمجھی
سے بیکار پڑی ہے - ہماری راے مین انسان کو اس عمدہ اور ضروری صفت سے
لازمی طور پر کام لینا چاہیئے - اسکو کام یا عمل مین لانے سے انسانی زندگی کے بسر
کرنے کے واسطے ایک قابل تسکین سبیل نکل آتی ہے جو لوگ دنیا اور دنیا کے رہنے والون
کی حالت اور روزمرہ کی اندرونی اور بیرونی واقعات اور معاملات کو تجربہ اور غور
کی نگاہ سے دیکھتے ہین انکو بخوبی معلوم ہے کہ دنیا اور دنیا کے رہنے والون اور
واقعات کا حال یکسان نہین ہے نہ تو تمام آدمی یکسان حالت کے ہین اور نہ انکے
متعلقہ واقعات اور معاملات ایک صورت کے ہین ساری دنیا اور دنیا کے رہنے والے
تو جدا رہے خاص کر ایک آدمی کی حالت اور متعلقہ واقعات بھی یکسان نہین ہین کبھی کچھ

اور کبھی کچھ کسی ایک حالت کو قیام نہین جب یہ بات ثابت ہوئی کہ دنیا اور دنیا کے
رہنے والون کی حالت اور واقعات یکسان نہین ہین تو ہم کہتے ہین کہ اس قاعدہ
سے لازم آتا ہے کہ انسانون کو مختلف مخصوص وزنون کی حالتین حاصل ہون اور
صفت قناعت کی رہبری اور مدد سے انسان اون مختلف مخصوص الاوزان حالتون
کو بلا کسی قسم کے لغزش کمزوری غلطی اور بے ترتیبی کے کام مین لائے - اگر انسان
کے عمل کا قدم اس جادہ مستقیم سے ہٹ کر راہ کج پر جا پڑیگا تو بالخصوص خود اوسی
کے واسطے اور بالعموم اورون کے لیے سخت قباحتین پیدا ہونگی - اکثر برائیان اور
معیوب افعال لوگون سے اسیواسطے سرزد ہوتے ہین کہ وہ قناعت کے ضروری اور
لازمی قاعدون اور اصولون کو عمدہ طور پر یا بالکل ملحوظ نہین رکھتے قناعت کے
ضروری قاعدون کو ملحوظ رکھنے سے اکثر برائیان اور قباحتین چھوٹ جاتی ہین اور
نہ ملحوظ رکھنے سے اکثر قباحتین اور برائیان پیدا ہو جاتی ہین - فرض کرو کہ زید کو
بکر کسی ضلع کے ڈپٹی کمشنر نے پانچ روپیہ ماہواری پر نوکر رکھا زید نے ایک مہینہ نوکری
کر کے اسوجہ سے استعفا دیدیا کہ پانچ روپیہ مین اوسکا گذارہ نہین ہوتا - یا یہ کہ زید
نے نوکری سے تو استعفا نہ دیا مگر گذارہ چلانے کے واسطے اپنی منصبی فرائض کو ترک
کر کے رشوت لینی شروع کر دی زید نے ان دونون صورتون پر اوس حالت مین عمل
کرنا شروع کیا کہ جب اوسکے دل سے قناعت کے ضروری اور معقول قواعد کا لحاظ
اور اعتبار اوٹھ گیا اگر زید قناعت کے ضروری اور اسپیشل ڈیوٹی کو پورا کرتا تو یہ خیالات
اوسکے دل مین پیدا ہی نہ ہوتے قناعت تو ہمکو یہ سکھاتی ہے کہ ہم پانچ روپیہ مین ہی
گذارہ کرین اور اسی مخصوص وزن یا رقم سے اوسوقت تک کہ ہمین جائز طور پر ترقی
کی کوئی اور سبیل ہاتھ نہ آئے کام نکالین - مگر جب قناعت کو چھوڑ کر انوکھے خیالات
مین مبتلا ہو گئے پھر بجز برائیون اور قباحتون کے اور کیا ہاتھ آئیگا ہمارے خیالات کا

یہی اثر اور نتیجہ ہوگا کہ یا تو ہم زیادہ روزی کی تلاش مین خراب ہوتے پھرینگے اور یا
رشوت لینا اور مال حرام کا اکٹھا کرنا شروع کردینگے۔ اس قسم کے برے خیالات
کسی نہ کسی روز ہمکو وہ نامبارک کوچہ دکھائینگے کہ جس سے ہماری عزت بزرگی و قعت
اور شہرت بالکل دور ہوجائیگی البتہ اگر ہم ایک مخصوص اور حاصل شدہ وزن یا حالت
پر قناعت کرکے جائز وسیلون سے ترقی کی کوشش کرتے تو کچھ برائی نہ تھی کیونکہ
انسان کا ترقی مراتب اور تبدیل حالت کے واسطے جائز وسیلون سے کوشش اور سعی
کرنا قناعت کے مخالف نہین ہے قناعت ہمکو ایسی ضروری کوششون سے بند نہین
کرتی ہان ناجائز وسیلون کو کام مین لانے سے ضرور روکتی ہے ناجائز وسیلون کو کام
مین لانے سے قناعت مین فرق آجاتا ہے مگر جائز کوششون سے کوئی فرق نہین آتا مثلاً
اگر زید یا بکر ۲۰ روپیہ کی نوکری پر قناعت اور کفایت کرکے ترقی کی کوشش کرے جو ممکن الحصول
ہے تو اوس سے قناعت مین کوئی کمزوری اور فرق نہین آسکتا مگر اگر نوکری چھوڑ دے
یا کسی اور ناجائز طریقہ سے اپنی آمدنی کو بڑھائے تو قناعت مین ایک عظیم انقلاب
آکر مختلف برائیان اور قباحتین پیدا ہوتی ہین اپنے آپ اور اپنے لواحقین اور بال بچون
اور اور لوگون کو دکھ اور تکلیف پہونچتی ہے اور سرکاری قانون کے مخالفت کیجاتی
ہے ان دونون مثالون پر کیا موقوف ہے اور ایسی سیکڑون مثالین ہین کہ جنسے قناعت
کا قائم رکھنا نہایت ضروری ثابت ہوتا ہے اور یہ بات بھی حل ہوجاتی ہے کہ قناعت
سے احتراز کرنے مین انسان کو مختلف برائیون اور قباحتون کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے
اے عزیزو تمکو جو مخصوص وزن کی حالت حاصل ہے اوسکو شائستگی اور تہذیب
اور معقول ترتیب اور سلیقہ سے کام مین لاؤ حاصل شدہ حالت کو اپنے تصرف اور
قبضہ مین رکھکر کوشش کرو کہ تمکو ایک اور جدید حالت جو پہلی حالت سے بڑھکر ہو
حاصل ہوجاے پہلے مخصوص اور حاصل شدہ حالت کو اپنے قبضہ تصرف مین رکھکر

اور عمدہ جدید حالت کی تلاش کرنے سے قناعت کا مبارک دامن ہاتھ سے نہین
چھٹتا مگر پہلے مخصوص اور حاصل شدہ حالت کو چھوڑ دینے سے دامن قناعت ہاتھ سے
نکل جاتا ہے اگر ایک خاص وزن یا خاص حالت کی شی سے ہمارا کام نہین چل سکتا
تو یہ ضرور نہین ہے کہ ہم اوسکو چھوڑ دین اوسکی چھوڑ دینے سے سوای اسکے اور کیا حاصل
ہوگا کہ ہم خواہ مخواہ بیٹھے بٹھائے انواع و اقسام کی بلاؤن اور بکھیڑون مین مبتلا
ہوجاوینگے - دور اندیشی اور دانائی اسمین ہے کہ اوس حاصل شدہ مخصوص حالت
کو قبول کرکے جائز طریقون سے اور جدید حالت کی پیدا کرنے کی تلاش اور کوشش کیجائے
اگر زید ایک روٹی سے سیر نہین ہوسکتا تو اوسپر یہ لازم نہین ہے کہ اوس ایک روٹی
کو بھی جو گویا خوبی قسمت سے ہاتھ لگ چکی ہے رایگان دیدی - زید اگر ایک روٹی سے
گذران نہین کرسکتا تو اوسے لازم ہے کہ اوسکو اپنے قابو مین لاکر اور روٹیون کی
تلاش کرے اس صورت مین پہلے حاصل شدہ روٹی بھی اپنے قبضہ اور قابو مین رہیگی
اور شاید اور روٹیان بھی ملجائین - مگر اگر زید پہلی مقبوضہ روٹی اپنے تصرف اور
قبضہ سے الگ کرکے اور روٹیون کی تلاش کریگا تو سواے خرابی کے اور کیا حاصل
ہوتا ہے یا یہ کہ روٹی مقبوضہ کو اپنے تصرف مین رکھ کر ناجائز طور پر اور روٹیان
تلاش کرے اس صورت مین اول سے بھی زیادہ خرابی کا اندیشہ ہی ناجائز وسیلہ کی
تلاش کرنا دو ہی صورتون پر ہوسکتا ہے یا تو زبردستی اور یا کسی فتنہ و فریب اور
چوری سے یہ دونون صورتین خود زید اور اور ابناے جنس کے حق مین مضر اور نقصان
رسان ہین دیکھیے ایک قناعت کے چھوڑنے سے کسقدر بکھیڑون مین پھنسنا پڑا
اگر قناعت کو قائم رکھ کر جائز طور پر جدید حالت کی حاصل کرنے کی کوشش کیجاتی
تو اسقدر بکھیڑے کیون دیکھنے پڑتے خوب چین سے گذرتی - سچ پوچھو تو طمع نفسانی
ناجائز حسد بغض اور چوری جکاری کا وجود ہے اوسوقت ظاہر ہوتا ہے کہ جب انسان

قناعت کو تسلیم اور سیدہی راستہ کو چہوڑ کر گمنام اور ٹیڑھا راستہ اختیار کرلیتا ہے
ایک قناعت کو اختیار کرلو طمع نفسانی ناجائز حسد بغض اور چوری کا نام ونشان
نہ رہیگا چین سے گذریگی نہ کوئی بکھیڑا اور نہ دُکھ اور نہ رنج ؎ اگر خواہی نبینی
رنج بسیار ❊ باندک مایہ راحت باش خورسند ❊ شائستگی اسمین ہے کہ مقبوضہ
شے یا حاصل شدہ حالت پر اگرچہ کم قدر اور تہوڑی ہی ہو قناعت کیجاوے اسمین
خوشی اور فرحت ہے اور اسی مین دور اندیشی اور دانائی تہوڑی یا کم قدر شے یا حالت
پر قناعت نہ کرنا اور ناجائز طور پر ادہر ادہر ہاتھ مارنا حمق اور جہالت کا کام ہے یہ طریق
عمل اپنے آپ کو ہی اور اوروں کو بہی تکلیف اور دُکھ پہونچاتا ہے اور طرح طرح کی
بُرائیون کے ارتکاب کی جرأت دلاتا ہے۔ انسان کو اس نامبارک طریق عمل سے
کلیتہً احتراز اور اعراض کرنا چاہیے بعض لوگون کا خیال ہے کہ اگر قناعت کیجاوے
تو اس سے انسان ترقی نہین کرسکتا کیونکہ قناعت تو ہمین یہ سکہاتی ہے کہ جو
شے یا جو حالت اور درجہ تمکو حاصل ہے اوسے پر بس اور کفایت کرو اور ترقی اُسوقت
ہوتی ہے کہ جب آگے بڑہنے کے اسباب اور وسائل بہم پہونچائے جائین۔ ترقی
اور قناعت ایک منزل نہین پہونچاتین دونون کی منزل مقصود جدا جدا ہے اگر
قناعت اختیار کرین تو ترقی معدوم اور اگر ترقی کی تلاش کرین تو قناعت مفقود
میرے رائے مین یہ خیال صداقت آمیز نہین ہے اگر قناعت کی حقیقی معنون اور
اصلی مفہوم پر غور اور نظر کیجائے تو ایسے خیالات پیدا ہونے ہی مشکل ہین۔
اس قسم کے کمزور خیالات اوسیصورت مین پیدا ہوتے ہین کہ جب انسان قناعت
کے حقیقی معنون اور اصلی مفہوم پر غور اور نظر نہین کرتا۔ قناعت کے یہ معنے نہین ہین
کہ انسان ترقی کے وسائل کے تلاش سے باز رہے یا یہ کہ اپنے اپکو ایک ہی حالت
پر قائم رکہنے کی کوشش کرے آگے بڑھنا اور اعلیٰ درجہ کی حالت حاصل کرنا حرام سمجہے

جو شخص قناعت کو ان معنون سے تعبیر کرتا ہے وہ درحقیقت ایک بڑی بھاری غلطی کی
پیروی کر رہا ہے قناعت ہمکو یہ نہین سکھاتی کہ ایک مرتبہ جو شے یا جو حالت ہمین حاصل
ہوگی یا مل گئی اوسی پر بس اور کفایت کرین اور اعلی حالت کی تلاش نہ کرین قناعت تو
ہمکو یہ سکھاتی ہے کہ جو حالت یا جو شے خوبی قسمت سے ہماری تصرف اور قبضہ مین آگئی
ہے اوسکو اپنے قبضہ اور تصرف مین رکھکر عمدگی اور معقولیت سے کام لین اور جائز
وسیلون سے اور اعلی حالت کے حاصل کرنے کے لیئے سعی اور کوشش کرین یہ کیا
دانائی ہے کہ اعلی حالت کی دھن مین مقبوضہ حالت کو چھوڑکر خراب ہوتے پھرین۔
کبھی چور بنین اور کبھی حاسد کبھی رہزن اور کبھی فاجر۔ ترقی حاصل کرنے کا یہ اچھا
اصول ہے کہ اپنی پہلی حالت کو ترک کرکے جدید حالت کی دھن مین خراب ہوتے
پھرنا عزیزو یہی اصول انسان کو نیک سے برا اور اچھے سے بد بناتا ہے اس سے محفوظ
رہنے اور بچنے کی کوشش کرو۔ نیک نیتی اور صداقت سے اپنی پہلی حالت سے کام لیتے رہو
اور جائز وسیلون سے اعلی حالت حاصل کرنے کی کوشش کرو قناعت تمھین ترقی
کرنے اور بڑھنے سے مانع اور مزاحم نہین ہے قناعت تو تمھین سکھاتی ہے کہ پہلے
شے یا پہلی حالت کو قبضہ مین رکھکر کسی اور اعلی حالت کی جستجو اور تلاش کرو۔ عزیزو
یہ تمھاری غلطی ہے کہ تم قناعت اور ترقی کو دو متباین حالتین خیال کرتے ہو قناعت
ترقی کا پیش خیمہ ہے اگر انسان کے دل مین ترقی کرنے سے پہلے قناعت نہو تو ترقی
خاک کریگا ترقی کرنے کے واسطے قناعت بمنزلہ خرچ سفر اور توشہ کے ہے کیا عمدہ اور
من بھاتی بات ہے کہ خرچ سفر اور توشہ ساتھ لو اور ترقی کرو قناعت ہمکو کسی اور منزل
کا راستہ نہین دکھاتی ترقی کی مبارک پلیٹ فارم پر چڑھنے کا ہی اشارہ کرتی ہے۔
عزیزو جو شخص قناعت کو ترقی کے منافی خیال کرتا ہے وہ سچائی کی پیروی نہین کرتا
اوسکی کمزور باتون پر دھیان اور اعتبار نہ کرو مقبوضہ اور حاصل شدہ حالتون پر ثابت

اور قائم رہکر اور جدید اعلی درجہ کے حالتون کے جائز وسیلون سے حاصل کرنیکی سعی اور کوشش کرو او خدا تو اپنے فضل وکرم سے سب بھائیون کو سیدھے راستہ پر چلا اور اونکو صداقتین اور حقیقتون کے قبول کرنے اونکو پیار کرنیکی محبت اور طاقت عطا کر

رضا

لغت مین لفظ رضا کے معنے خوش ہونے کے ہین اور علم اخلاق کی مخصوصہ اصطلاحون کے رو سے انسان کی وہ خاص حالت مراد ہے کہ جو لحوق اور حدوث مختلف مصیبتون تکلیفون مایوسیون اور ناکامیابیون کے وقت ایک خاص درجہ اور خاص قسم کی تسلیم قبولیت اور منظوری خالی از شکایت کے پیرایہ مین ظاہر ہوتی ہے۔ انسان کی حالت پر غور اور نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک وہ اس دنیا مین رہتا ہے اوسکو ایک نہین صدہا تکلیفون مصیبتون اور دقتون کا سامنا اور مقابلہ کرنا پڑتا ہے انمین سے بعض مصیبتین اور تکلیفین تو اپنے ہی ابنائے جنس کے ہاتھ سے پہونچتی ہین اور بعض غیر جنس کے ہاتھ سے بعض مصیبتین اور تکلیفین اس قسم کی ہوتی ہین کہ جو وارد او لاحق تو ہو جاتی ہین مگر ظاہر ہین اونکا سوائے چند اتفاقی صورتون کی اور کوئی باعث یا موجب نہین معلوم دیتا اور نہ اس نوع کی مصیبتون اور تکلیفون کے روکنے کی انسان کو قدرت ہوتی ہے پہلے دو قسم کی مصیبتون کو انسانی محاورات کی رو سے واقعی مصیبتین کہتے ہین۔ اور تیسری قسم کو قدرتی مصیبتون کے نام سے موسوم یا تعبیر کرتے ہین اگرچہ پہلی دو قسم کی مصیبتین اور تکلیفین بھی انسان وقت اور مشکل سے روک سکتا ہے مگر کہا جا سکتا ہے کہ اونکے روکنے کو وسائل انسان کے ہاتھ اور قدرت مین پائے جاتے ہین تیسری قسم کی تکلیفین اور مصیبتین انسان کی حکمت عملیون اور قدرت و اختیار سے باہر ہین اونکے روکنے یا بند کرنے کی انسان مین طاقت یا ہمت نہین ہے اس ناتوانی اور عدم استطاعت کا اصل باعث یہ ہے کہ اس نوع ثالث کی مصیبتون کے ظہور یا حدوث

کے وسائل انسان کی قدرت اور سمجھ سے باہر ہوتے ہین انسان اون واسطون کو جو
اس قسم کی مصیبتون کے وجود کی اصل باعث ہوتے ہین اسیطور پر جان نہین سکتا
کہ اونکی مدافعت پر قادر اور کامیاب ہو سکے جیسے یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ دنیا مین اگر
کوئی انسان بہی مصیبتون اور تکلیفون سے محفوظ اور خالی نہین رہتا ایسے ہی اس امر کو
بہی مانا گیا ہے کہ انسان کی فطرت مین ہی ایک اس قسم کی قوت یا طاقت کہی گئی ہے
کہ جو لحوق مصائب اور نزول مصاعب کے وقت انسان کی بیقرار اور مضطرب دل
مین ایک خاص قسم کی طمانیت اور تشفی تسلیم آمیز پیدا کر دیتی ہے آدمی اس بات کو
تو جانتا ہے کہ مجہپر ایک یا بہت مصیبتین نازل ہوئی ہین مگر اوس نادر قوت کی بدولت
اون مصیبتون کے حدوث یا نزول کو تسلیمی الفاظ مین ظاہر کرتا ہے میرے خیال مین
اس عمدہ قوت کو قوت رضائیہ کے نام سے موسوم یا تعبیر کرنا چاہیئے یہ قوت صابرہ
سے ایک جدا قوت ہے قوت صابرہ کے عمل مین صرف مصاعب اور تکالیف وغیرہ کا
سہارنا اور اوٹھانا ہوتا ہے زبان شکایت بند نہین ہوتی اور نہ تسلیم و قبولیت و
منظوری ظاہر کیجاتی ہے برخلاف اسکے قوت رضائیہ کے عمل مین باوجود سہارنے اور
اوٹھانے کے زبان شکایت بند اور تسلیم و قبولیت و منظوری شامل ہوتی ہے —
قوت رضائیہ ایک اعلی درجہ کی لطیف اور نفیس قوت ہے اگر اسپر ذرا سا بہی حجاب
آجائے تو اوسکی حالت مین فرق اور انقلاب آکر بالکل کمزوری اور ضعف جو عدم کے
قریب قریب ہوتا ہے پیدا ہو جاتا ہے یہی باعث ہے کہ باوجود اسکے کہ یہ قوت اور
قوتون کے طرح فطرتی ہے اور ہر ایک آدمی کی ذات مین کم و زیادہ پائی جاتی ہے
مگر جبپر بہی اسکا کامل یا کلی ظہور کسی ہی کسی مین پایا جاتا ہے جسطرح آئینہ پر گرد یا مٹی
پڑنے سے اوسکی انعکاسی قوت مین کمزوری یا فرق آجاتا ہے اسیطرح پر ایک ادنی
حجاب بہی قوت رضائیہ کے کمزور ثابت کرنے مین زور اور اور سخت موثر ثابت ہوا ہے

حجابیہ آجانے کے طریق ایک نہین ہین کئی رستون اور کئی صورتون سے آجاتے
ہین مین اول ساری صورتون کو بیان کرنا نہین چاہتا اونمین سے چند صورتین
پیش کرتا ہون وہی پیش کردہ صورتین اور صورتون کی حالت اور حیثیت ظاہر کرسکتی
ہین سیئے اپنی دانست کی بموجب ایک سیدھی اور آسان راہ بتادی ہے اوسپر
چلنے سے چلنے والا منزل مقصود پر پہونچ جایگا۔

(پہلی صورت) جب انسان پر کوئی مصیبت نازل ہوتی یا کوئی تکلیف ہاتھ صفا
کرتی ہے تو اوسکے دل ودماغ اور روح پر ایک صدمہ ہوتا ہے اوس صدمہ سے انسان
ایک بیقراری اور اضطرابی کے دائرہ مین گھر جاتا ہے بیقراری اور اضطرابی کے ابر
چھاجانے سے قوت رضائیہ کا چاند چھپ جاتا ہے انسان کو اوسکا خیال بھی نہین رہتا
داویلا اور شور وشغب شروع کیاجاتا ہے اوس حقیقی تسلی دینے والے معاون وقت
مصیبت قوت رضائیہ کو ایک دور ودراز گوشہ مین پھینک دیاجاتا ہے۔ ایسے
وقت مین انسان خیال کرتا ہے کہ میرا کوئی تسلی دہندہ اور معاون نہین ہے یہ اوسکے
غلط فہمی ہے کیونکہ ایسے وقتون کا تسلی دہندہ اور معاون تو قدرت نے اوسکے
دلی بغل مین بھی رکھ چھوڑا ہے۔

اگر انسان کی دلی آنکھین اضطراب کی تاریکی سے اندھی نہ ہوجائین تو یہ تسلی دہندہ
بہت کچھ امداد کرسکتا ہے اس قدرتی تسلی دہندہ اور ذاتی معاون سے تسلی اور
معاونت حاصل کرنے کے واسطے بیقراری اور اضطراب کا دور کرنا لازم ہے
جب اضطراب دور ہوجاویگا تو ہم خود بخود ہی اس قدرتی ستلی سے تسلی حاصل
کرنے کے واسطے درخواست کرینگے۔ بیقراری اور اضطراب کی دور کرنے کے لئے
اس اصول کو بہت برجستہ اور بغیر تغیر سمجھ لینا ضروری ہے کہ کوئی مصیبت اور کسی
قسم کی تکلیف اضطراب اور بیقراری سے ہٹ نہین سکتے۔ اگر ہم لاکھ برس تک

ایک مصیبت کے لحوق سے چلاتے رہیں اور کم حوصلگی ظاہر کریں تب بھی کچھ سہولت
اور افاقہ نہوگا جب لحوق مصاعب کے وقت ہمارے دل میں اضطراب کا جزن حلول
نہیں کریگا تو ہوش و حواس اور عقل و ذہن کے درست اور صحیح رہنے کی حالت میں
ہم اس قدرتی تسلی دہندہ کے فیوض سے فیضیاب ہونگے - جو ہماری بہتری اور
استقامت طبیعت کا موجب ہوگا -

(دوسری صورت) لحوق مصاعب اور نزول مصائب کے وقت ہمکو قبل از پریشان
اور مضطرب الحال ہونے کے مصیبت لاحقہ کی حیثیت پر غور کرنے چاہئیے - لاحقہ مصیبتیں
دو حال سے خالی نہیں ہونگی یا تو اونکا مصدر اور منبع کسی انسان یا حیوان مطلق
کی ذات ہوگی یا اونکے ظہور اور حدوث کے بواعث قدرت سے متعلق ہونگے -
اگر اونکا موجب کوئی انسان وغیرہ ہو تو سمجھ لینا چاہئیے کہ اوسکا ہاتھ یا اوسکی قوت
ہماری بیقراری اور اضطراب سے رُک نہیں سکیگی بلکہ جب وہ ہمکو اپنے فعل کی تاثیر
سے مضطرب الحال دیکھیگا تو اور بھی اپنے موثر فعل کے اظہار میں زور دیگا - ہاں
اگر ہم استقامت سے قوت رضائیہ کے زور سے مصاعب لاحقہ کو بصبر جمیل [illegible] کر
تسلیم کے دائرہ میں لے آئینگے تو ہماری اپنی حالت بھی مستقیم رہیگی اور ہمارے مخالفوں
کو بھی معلوم ہو جاویگا کہ ہم اضطراب سے کام نہیں لیا کرتے بلکہ تسلیم اور رضائیہ کر
اگر مصائب وارده کا باعث اسباب قدرتی ہوں تو فیصلہ ہی آسان ہے جبکہ اسباب
قدرتیہ ہمارے ہاتھ میں نہیں ہیں اور ہماری عقلوں کو وہاں تک رسائی نہیں تو
پھر اون اسباب کی نتائج کے ظہور یا ورود کو اضطراب سے ہٹانے کی کوشش کرنا محض
فضول ہے نہیں ہی بلکہ یہ کہ ہم اپنی ہیچ ہستی کے زور پر قدرت کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں
جو کبھی سر سبز نہیں ہوگا قدرت ہماری آہ و زاری سے نہ تو رُک سکتی ہے اور نہ اپنے کام
کو بند کر سکتی ہے ہم کیسی ہی مصیبت زدہ ہوں تاہم وہ برابر اپنے کام میں لگے جاتی ہے

انسان کا ہاتھ تو رک ہی سکتا یا روکا جاسکتا ہے مگر قدرت کا ہاتھ نہ رک سکتا اور
نہ روکا جاسکتا ہے - ہم قدرت اور اوسکے قوانین کے تابع ہین وہ ہمپر ہر ایک
طرف سے محیط اور ہر ایک جہت سے غالب اور متصرف ہو اوسکے اسباب کی اتفاق
یا ظہور سے مضطرب الحال ہوکر اوسکے بخشے ہوی طاقت قوت رضائیہ کو جواب دینا
بالکل کج فہمی اور کم حوصلگی ہے - قوت رضائیہ ہمکو جواب نہین دیتی اور نہ ہمارا
ساتھ چھوڑنا چاہتی ہے ہم خود ہی اوسکو جواب دیتے اور خود ہی چھوڑتے ہین قدرت
نے تو اوسکو مصیبت کے وقت ہمارے ساتھ شریک ہونے کے واسطے پیدا کرکے ہمارے
جسمون اور رگ وریشہ مین رکھا ہے اگر ہم ہی اوس سے اوسکا منصبی کام نہ لین تو
پہر اوسکا اور اوسکے موجد قدرت کا کیا قصور ہے -
(تیسری صورت) مصائب اور تکلیفون کے وارد اور لاحق ہونے کے وقت انسان کو
ایک نظر سے اپنے ماسواے موجودات کو بھی ضرور دیکھنا چاہیئے صرف ظاہری آنکھ سے
ہی نہین بلکہ دل اور غور کی آنکھون سے اس ضروری اور دلی مشاہدہ سے مصیبت زدہ
انسان پر یہ بات کھلی ہے نہ جائیگی بلکہ مختلف زندہ اور گذشتہ نظیرون سے ثابت
ہوجاویگی کہ دنیا کے پردہ پر موجودات کا کوئی فرد بھی مختلف مصیبتون اور صدمون کے زد
اور چوٹ سے محفوظ نہین رہا اور یہ کہ سب موجودات ایک استقامت سے تسلیم کا لباس
پہن کر ادب کا سر جھکائے بیٹھی ہین - اور موجودات کا ایک فرد دوسری فرد کو دلائل
سے سمجھا رہا ہے کہ یہان بولنے کی سکت نہین اگر چون چرا کروگے تو کچھ فائدہ نہوگا
بلکہ اولٹے تمکو ہی ڈانٹا جاویگا اور تمہین ہی سب لوگ کراہت کی نظر سے دیکھینگے
اور تم ہی قوانین قدرت کی بے ادبی کرنے والا سمجھا جاویگا - ایک شی دوسری شے کو
حال کی زبان سے پکار پکار کر کہہ رہی ہے - دیکھنا یہ آزمایش گاہ ہو تم تجربہ کے
خوفناک میدان مین لائے گئے ہو ابھی تمنے دنیا اور ہستی کے میدان مین پہلا ہی قدم

رکھا تھا کہ قدرت نے آزمایش کی نظر سے جان بوجھکر تجھکو ٹھوکر دی اور تو دایہ کے
نا آشنا گود مین جاکر چلایا - یہ ٹھوکر تیرے ستانے کے واسطے نہ تھی بلکہ اس نظر سے
کہ تو ہستی کے خوفناک میدان مین پہلا ہی قدم رکھتے یہ سمجھہ لے کہ اس چندروزہ منزل
کی راہ مصیبتون کے کانٹون اور تکلیفون کے کنکر - روڑون سے بھری ہے پہلے ہی
قدم مین ٹھوکر نہین ہے بلکہ اس منزل کے اخیر تک یہی حال ہے اگر تو نے پہلے ہی
قدم مین حوصلہ ہار دیا تو آگے کیا کریگا رونے پیٹنے سے کیکو رحم نہین آیگا لوٹا دو
کرہا اس ضروری راہ پر چلنا ہوگا - موجودات کے سارے اجزا یک زبان ہوکر
کہہ رہے ہین غرب سے شرق تک اور شمال سے جنوب تک کوئی فرد بشر ایسا ہی
دکھادو ہمارے جزو نہین کوئی ایسی نیک قسمت جزو بھی نکالدو کہ جو اس آزمایشگاہ
مین اگر ہمیشہ خوش اور فارغ البال رہے - دوسرا کوئی ہو تو جواب دے ہمارا
موجودات چشم پر آب ہوکر جواب دیتی ہے کہ کیون ناحق سوال کرتے ہو - دیکھتے ہو
اور پھر تمیز نہین کرتے سنتے ہو اور پھر سمجھتے نہین ہستی کے میدان مین کوئی بھی
ایسی جان اور کوئی بھی ایسا وجود نہین ہے کہ جو اول سے آخر تک یکسان فارغ البال
اور خوش رہا ہو - کوئی کسی مین گرفتار اور کوئی کسی مین یک زبان ہوکر یہ کہو کہ
قادر مطلق نے اس نیلگون چھت کے نیچے (کسی وجود کو بھی پوری سلامتی کا مالک
نہین بنایا) دیوانون یہ تو سوچو کہ اگر ہمکو بھی پوری سلامتی نصیب ہوتی تو کیا
ہم اوس کاریگر سے جسکے پاک اور قدرتی ہاتھ نے ہمکو بنایا ہے کم ہوتی ہم تو اوس
کاریگر کے ہاتھ کے بنائے ہوے پتلیان ہین ہمکو پوری سلامتی سے کیا سروکار -
جس حال مین ہو اوسی پر شکر کرو اور قدرت نے تمکو ایک ذاتی معاون جو عطا
کیا ہے جسکا نام قوت رضائیہ ہے اوسکے مفید مشورون پر چلو - اگر تمنے قوت رضائیہ
قدرتی رہبر ذاتی معاون کے فرمان برداری نہ کی تو تم خود ہی اپنے واسطے اور مصیبتین

جمع کرنے کے مرتکب سمجھے جاؤ گے۔ عزیزو موجودات کی اس پکار واویلا کو فضول اور بےمعنی نہ خیال کرو بلکہ اوسکے بیان پر غور کرو کیونکہ اوسکے دلسوز بیان سے تمکو ایک شے کا نیا علم ہی حاصل نہین ہوتا بلکہ ایک پر اثر ملتا ہے جس سے تمہاری متزلزل حالتون اور لغزش خوردہ دلون۔ حوصلون اور ہمتون کے سنبھل جانے کی قوی اُمید کیجا سکتی ہے۔ عزیزو مین دوبارہ تمسے اس امر کے بیان کرنے کی اجازت مانگتا ہون کہ دنیا کا گھر سچ مچ مصیبتون اور تکلیفون اور مختلف آزمائشون کا گھر ہے اس گھر کے حقیقی بانی مبانی نے جب اوسکی نیو کا پتھر رکھا تھا تو قدرتی پاک زبان سے الفاظ بولے تھے اور اون الفاظ کو ید قدرت سے پتھر پر کندہ کر دیا تھا۔

اے اس گھر مین داخل ہونے والے دل کے کان کھولکر اس آواز کو سُن کہ اس گھر مین تجھکو ضرور داخل ہونا ہے اور یہ یاد رکھ کہ جو اس گھر مین داخل ہوا سب سے پہلے اوسکی ناتجربہ کار سر پر مختلف مصیبتون ناکامیابیون مایوسیون اور تکلیفون کا بوجھ رکھا جائیگا ہان تجھے یاد رہے تو کیسا ہی چلائے کیسا ہی شور و شر کرے یہ بوجھ تیرے سر سے ہرگز اوتارا نہ جائیگا بلکہ اس بیحوصلگی بےہمتی کے جرم مین تجھکو یہ دائمی سزا دیجائیگی کہ تجھے ساری موجودات بیحوصلہ بےہمت بےاستقامت نالائق اور متزلزل الحالت کہینگی تیری پیشانی پر تیری مادری زبان کی موٹی حرفون مین یہ جملہ لکھا جائیگا کہ یہ ننگ خلائق خدا کے قانون کا مقابلہ کرتا اور اوسکو توڑنا چاہتا تھا اے موجودات کے ادنی خبردار انسان کے بچے ہوشیار ہو اور آنکھین کھول یہ ضروری بوجھ سر پر رکھ لے بےہمتی بےاستقلالی سے کچھ نہین ہوتا تیری ذات مین میٔنے ایک ایسا عجب اور نادر مضبوط پرزہ رکھدیا ہے کہ جو ان سب واردہ آفتون مصیبتون ناکامیابیون مایوسیون کو تسلیم کے دائرے مین لیجا کر اوٹھا سکتا ہے تیری بیقراری اور اضطراب کو اپنی مضبوط نوک پر لے لیگا تجھکو ایک چین کا گھر دکھائیگا اگر تو اوس

مضبوط پرزہ کا نام ونشان پوچھنا چاہیے تو تجکو یاد دلایا جاتا ہے کہ ہمنے روز آفرینش سے اوسکا نام (قوت رضائیہ رکھدیا ہے) اگر تو اس قدرتی معاون کے زور پر چلا تو تیرے واسطے فتح یابیون نصرت وعزت خوشحالی کا مبارک دروازہ کھل جائیگا اگر تجھے کوئی غم اور فکر بھی ہوگی تو وہ بھی خوشی معلوم دیگی یہ نصیحتین یاد رکھ اور دل کو مستقیم اور مضبوط بنا۔ عزیزو دنیا کے گھر کے پتھر پر اوسکے بانی نے جو لکھ دیا اور کندہ کر دیا ہے اوسکو تمنے پڑھ اور سن لیا ہے وہ کتبہ اور نوشتہ تمہین صاف صاف کہہ رہا ہے کہ اس دنیا مین انسان کے بچے کو سوائے اسکے آرام اور آسائش کی ڈگری نہین ملتی کہ وہ ہر ایک برائی اور مصیبت کو رضائے خدا کے سپر پر لیکر تسلیم کرے۔

عزیزو ہر ایک مصیبت کے وارد ہونے کے وقت حوصلہ اور استقامت کو ہاتھ سے نہ دو بلکہ حوصلہ اور استقامت کی رہبری سے قوت رضائیہ کے جرار سپاہی کو ساتھ لیکر دلی جوش سے وارد مصیبتون اور تکلیفون کا مقابلہ کرو۔

ان الفاظ سے میرا یہ منشا نہین ہے کہ اس گھر مین اگر کسیکو آرام اور خوشی نہین ملتے بلکہ یہ کہ یہ ضروری گھر آرام اور تکلیف دونون کا گھر ہی مگر اس گھر کے رسوم بتلاتے ہین کہ اس گھر مین اکثر کرکے مصیبتین وارد ہوتی ہین اکثر کرکے مختلف مایوسیون کی زہر دار سانپ ڈسنے اور کاٹنے کو دوڑتے ہین ایک طرف خوشی کے تصویر نظر آتی ہے اور دوسری طرف اوسکے پہلو پر ایک تکلیف کی ڈراونی صورت دکھائی دیتی ہے خوشی کو انسان بہت جلدی قبول کرتا ہے مگر مصیبت سے دل چراتا ہی اگرچہ جانتا ہے کہ جو مصیبت وارد ہوتی ہے وہ ٹل نہ سکیگی مگر پیچھا گی دم نہین لینے دیگی ایسے ہی موقعون کے واسطے خدا تعالے نے انسان کی ذات مین قوت رضائیہ ودیعت کر رکھی ہے ضروری ہے کہ انسان نہایت ہوشیاری سے اوسکا استعمال کرے۔

ہم مانتے ہین کہ انسان کی ذات مین بیحوصلگی کا مادہ بھی ہے وہ بھی اوسکو استقامت
کے پایہ سے گرانے کے واسطے کچھ کمی نہین کرتا مگر یاد رکھو کہ اوسکو اپنی ذات مین ہی
استقلال نہین ہوتا بھڑکتا ضرور ہے مگر بہت جلدی کف دریا کیطرح بیٹھ جاتا ہے
جب قوت رضائیہ کا دور آتا ہے تو اوسکو خود ہی فنا کا مزہ چکھنا پڑتا ہے۔
بیحوصلگی سے ہمکو کچھ فائدہ نہین ہوتا بلکہ ہمارے معاملات اور ہمارے کام
کاج دن بدن بگڑتے اور خراب ہوتے جاتے ہین ہمارے دل کے آسمان پر یاس
اور ناامیدی کی ایک کالی گھٹا چھا جاتی ہے ہم حیران اور پریشان ہوکر وادی جنون
کا رستہ لیتے ہین مگر برطرف اسکے قوت رضائیہ کے عمل سے ہمارے دلون مین جو
ایک تسلیم آمیز حوصلہ اور استقامت پیدا ہوتی ہے اوس سے ہمارے معاملات
اور کام کاج مین ایک امید اور سچے نتیجہ کی روح پھر جاتی ہے جن معاملات اور جن امور
مین ہمکو سخت حیرانی اور سخت پریشانی بھی ہوتی ہے وہ بھی ایک ایسی تسلی آمیز حالت
مین پیش آتی ہین کہ ہمین بجائے بیحوصلہ اور بے ہمت ہونے کی خاص ایک قسم کی
تسلیم آمیز استقامت اور استقلال حاصل ہو جاتا ہے یہ استقامت کیون حاصل
ہوتی ہے اوسکو کون لاتا ہے یہ تو بیحوصلگی کے ابر کے بیچ مین چھپ گئے تھے اب کیونکر
نکل آئے۔ ہان یاد رکھو کہ یہ اوسی قوت رضائیہ کے حدوث اور ظہور کا مبارک اثر ہے
مبارک ہین وہ لوگ کہ جو پیش آمدہ مصیبتون کو نہایت حوصلہ سے برداشت کرتے ہین
اور اونکو قوت رضائیہ کی سپر پر لے لیتے ہین۔ قوت رضائیہ کی پیروی سے ہمارا یہ مدعا
نہین ہے کہ انسان مصیبت وارده کی مدافعت کی کوشش اور تجویز نہ کرے نہین نہین
ہمارا منشا تو یہ ہی کہ بے حوصلگی کو چھوڑ کر تسلیم آمیز استقامت کو شعار بنانا چاہیئے
تسلیم کوششون اور ضروری تجویزون کے مخالف نہین ہے اگر وارده مصیبتین تمہاری
کوششون اور خاص تجویزون سے دور ہو سکتی ہین تو بلاشک اونکو کام مین لاؤ۔

کیونکہ صدمہ کی مدافعت کی کوشش اور تجویز کرنا بھی انسان کا ایک طبعی خاصہ ہی مگر یہ
کوششین اور یہ تجویزین اگر بے حوصلگی سے کام مین لاؤ گے تو پہلے سے بھی بڑھکر
رسوائی اور کمزوری ہوگی ہان اگر قوت رضائیہ کو ساتھ لیکر دامن مساعی اور تجاویز
کو وسعت دوگے تو امید قوی ہے کہ ضرور تمہاری کوششون اور تجویزون کے پودون
کو عمدہ پھل لگین گے اور تم اپنی نا امید دل کے اردگرد کامیابیون اور امید کی بہار
دیکھوگے خدا ہر ایک شخص کو رضا آمیز حوصلہ اور استقامت عطا کرے۔
عزیزو اس بات کو سمجھ لو کہ ہمارے چارون طرف قدرت نے گھیر لیا ہے اور
اوس کارخانہ کے بانی نے ہمکو اپنی قدرت کی زنجیرون مین جکڑ رکھا ہے قدرت
ہماری تادیب بھی کرتی ہے اور ہمکو ہزارون لغمتون صدہا بزرگیون کے مبارک
کنارہ پر بھی لیجاتی ہے تم جانتے ہو کہ قدرت کی سمجھ سوجھ قدرت کا فعل ہمارے
سمجھ بوجھ ہمارے فعل سے کہین زیادہ تر معقول اور حکمت آمیز ہے۔ جب ایک
فانی حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہین ہوتا تو حکیمون کے حکیم کا فعل اور قانون قدرت
کیون خالی اور منوز حکمت ہونے لگا۔ قدرت ہمارے مقابلہ مین یا ہماری واسطے
جو کچھ کرتی ہے وہ عین حکمت اور عین ضروری مصلحت ہی ہماری طاقت اور ہماری
سکت نہین کہ ہم اوسمین دم مار سکین اور نہ قدرت اور صاحب قدرت کے صدہا
الطاف اور عنایات اور خاص توجہات ہمکو اس امر کی اجازت دیتے ہین کہ ہم کفران
نعمت کرکے اوسکے فعلون حکمت عملیون کے ظہور اور حدوث سے بیچین اور بیقرار
ہوکر بیحوصلگے اور عدم تسلیم کی صورت کا اظہار کرین جو کچھ اوسکی طرف سے ہوتا اور
ہو رہا ہے ہمارا فرض ہے کہ اوسکو نیک دلی سے تسلیم کرین۔ ہان اگر ہم نہایت
انکسار اور تذلل سے صاحب قدرت کے پاک دروازہ پر سر ٹیک کر اپنی شامت
اعمال کا اعتراف اور اقرار کرکے درگذر اور فضل و رحم کے خواستگار ہون تو یہ دوسری

بات ہی یہ تذلل اور انکسار انسانیت کا لازمہ بلکہ ایک خاص خاصہ ہی انسان کی حالتین
ہر وقت قدرت کے سامنے بالکل عاجز اور قاصر ہین اوسکی پاک درگاہ مین سوا
خاکساری اور تذلل اور کمال درجہ کی تسلیم آمیز فروتنی کی اور کچھ مقبول و منظور نہین ہے
کیا ایک مٹی کا برتن کمھار کو کہہ سکتا ہی کہ تو نے مجھکو ایسا کیون بنایا ہرگز نہین۔
برتن کا کیا مقدور اور حوصلہ ہے کہ یہ کلمہ منہ سے نکالے اوسکو تو یہی لازم ہے کہ ہر وقت
اپنے موجد کے سامنے نہایت عاجزی اور تذلل سے سر جھکائے رکھے خدا کی درگاہ
مین بہی ہم تم سب مٹی کے برتن ہین۔ ہمکو بہی برابری اور نخوت کے دم بھرنے کا
کوئی حوصلہ اور طاقت نہین۔

شکر

لغت مین لفظ شکر کے معنے سپاس اور ثنا کے ہین اور اصطلاح علم اخلاق مین
شکر سے انسان کا وہ سچا بیان یا وہ فعل یا وہ خیال مراد ہے کہ جو ایک دوسری ذات
یا وجود کے انعامات یا احسان مروت رحمت بخشش اور مہربانی کے مقابلہ مین یا یہ کہ کسی
فاعل کے ایسے فعل کے مقابلہ مین جو کسی دوسری ذات یا وجود کے حق مین کسی جہت
سے دلی خواہش یا دلی رضامندی یا دلی امید براری یا دلی خوشنودی کا باعث ہو
ظاہر کیا یا عمل مین لایا جاتا ہے۔ عام اس سے کہ وہ انعام۔ احسان مروت رحمت
بخشش مہربانی کسی طریق اور کسیطرح سے ظہور مین آئے یا لائی گئی ہو۔ شکر اوسوقت
کیا جاتا ہے جبکہ انعام مروت بخشش مہربانی احسان رحمت کا وجود ظہور مین آتا ہی
بلا ظہور انکے نہ شکر نہ شاکر نہ مشکور گو یا شکر اور ان خاص حالات اور صورتون کا وجود
آپسمین لازم ملزوم ہے۔ خدا نے انسان کو مدنی الطبع اور صاحب احتیاج پیدا کیا ہے
انسان بالطبع اس امر کی طرف مائل ہے کہ وہ اور ابنائے جنس کے ساتھ مل جل کر رہے
شہرون اور چھوٹی بڑی بستیون کا آباد ہونا انسان کی مدنی الطبع ہونے کی ایک بڑی

کیونکہ صدمہ کی مدافعت کی کوشش اور تجویز کرنا بہے انسان کا ایک طبعی خاصہ ہی مگر یہ
کوششین اور یہ تجویزین اگر بے حوصلگی سے کام مین لاؤ گے تو پہلے سے بہی بڑھکر
رسوائی اور کمزوری ہوگی ہان اگر قوت رضائیہ کو ساتھ لیکر دامن مساعی اور تجاویز
کو وسعت دوگے تو امید قوی ہے کہ ضرور تمہاری کوششون اور تجویزون کے پودون
کو عمدہ پہل لگین گے اور تم اپنی نا امید دل کے اردگرد کامیابیون اور امید کی کہار
دیکہوگے خدا ہر ایک شخص کو رضا آمیز حوصلہ اور استقامت عطا کرے —
عزیزو اس بات کو سمجھ لو کہ ہمارے چارون طرف قدرت نے گہیر کیا ہے اور
اوس کارخانہ کے بانی نے ہمکو اپنی قدرت کی زنجیرون مین جکڑ رکہا ہے قدرت
ہماری تادیب بہی کرتی ہے اور ہمکو ہزارون نعمتون صدہا بزرگیون کے سیارک
کنارہ پر بہی لیجاتی ہے تم جانتے ہو کہ قدرت کی سمجھ سوجھ قدرت کا فعل ہمارے
سمجھ بوجھ ہمارے فعل سے کہین زیادہ تر معقول اور حکمت آمیز ہے۔ جب ایک
فانی حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہین ہوتا تو حکیمون کے حکیم کا فعل اور قانون قدرت
کیون خالی اور موز حکمت ہونے لگا۔ قدرت ہمارے مقابلہ مین یا ہماری واسطے
جو کچھ کرتی ہے وہ عین حکمت اور عین ضروری مصلحت ہی ہماری طاقت اور ہماری
سکت نہین کہ ہم اوسمین دم مار سکین اور نہ قدرت اور صاحب قدرت کے صدہا
الطاف اور عنایات اور خاص توجہات ہمکو اس امر کی اجازت دیتے ہین کہ ہم کفران
نعمت کرکے اوسکے فعلون حکمت عملیون کے ظہور اور حدوث سے بیچین اور بیقرار
ہوکر بیحوصلگے اور عدم تسلیم کی صورت کا اظہار کرین جو کچھ اوسکی طرف سے ہوتا اور
ہو رہا ہے ہمارا فرض ہے کہ اوسکو نیک دلی سے تسلیم کرین — ہان اگر ہم نہایت
انکسار اور تذلل سے صاحب قدرت کے پاک دروازہ پر سر ٹیک کر اپنی شامت
اعمال کا اعتراف اور اقرار کرکے درگذر اور فضل ورحم کے خواستگار ہون تو یہ دوسری

بات ہی یہ تذلل اور انکسار انسانیت کالازمہ بلکہ ایک خاص خاصہ ہی انسان کی حالتین
ہروقت قدرت کے سامنے بالکل عاجز اور قاصر ہین اوسکی پاک درگاہ مین سوا ے
خاکساری اور تذلل اور کمال درجہ کی تسلیم آمیز فروتنی کی اور کچھ مقبول و منظور نہین ہے
کیا ایک مٹی کا برتن کمھار کو کہہ سکتا ہی کہ تونے مجھکو ایسا کیون بنایا ہرگز نہین۔
برتن کا کیا مقدور اور حوصلہ ہے کہ یہ کلمہ منھ سے نکالے اوسکو تو یہی لازم ہے کہ ہروقت
اپنے موجد کے سامنے نہایت عاجزی اور تذلل سے سر جھکائے رکھے خدا کی درگاہ
مین بہی ہم تم سب مٹی کے برتن ہین۔ ہمکو بہی برابری اور نخوت کے دم بھرنے کا
کوئی حوصلہ اور طاقت نہین۔

شکر

لغت مین لفظ شکر کے معنے سپاس اور ثنا کے ہین اور اصطلاح علم اخلاق مین
شکر سے انسان کا وہ سچا بیان یا وہ فعل یا وہ خیال مراد ہے کہ جو ایک دوسری ذات
یا وجود کے انعامات یا احسان مروت رحمت بخشش اور مہربانی کے مقابلہ مین یا یہ کہ کسی
فاعل کے ایسے فعل کے مقابلہ مین جو کسی دوسری ذات یا وجود کے حق مین کسی جہت
سے دلی خواہش یا دلی رضامندی یا دلی امید براری یا دلی خوشنودی کا باعث ہو
ظاہر کیا یا عمل مین لایا جاتا ہے۔ عام اس سے کہ وہ انعام۔ احسان مروت رحمت
بخشش مہربانی کسی طریق اور کسیطرح سے ظہور مین آئے یا لائی گئی ہو۔ شکر اوسوقت
کیا جاتا ہے جبکہ انعام مروت بخشش مہربانی احسان رحمت کا وجود ظہور مین آتا ہی
بلا ظہور انکے نہ شکر نہ شاکر نہ مشکور گو یا شکر اور ان خاص حالات اور صورتون کا وجود
آپسمین لازم ملزوم ہے۔ خدا نے انسان کو مدنی الطبع اور صاحب احتیاج پیدا کیا ہے
انسان بالطبع اس امر کی طرف مائل ہے کہ وہ اور ابناے جنس کے ساتھ مل جل کر رہے
شہرون اور چھوٹی بڑی بستیون کا آباد ہونا انسان کی مدنی الطبع ہونے کی ایک بڑی

توے دلیل ہے اگر انسان کی طبیعت مین یہ عمدہ اور کام آنیوالا جوہر نہ ودلیت گیا
ہوتا تو یہ شہر اور آبادیان نظر نہ آئین یہ انواع واقسام کی ترقیان اور طرح طرح کے
رونقین اسی قدرتی جوہر کا اثر اور نتیجہ ہین ہر ایک انسان بیان کرتا اور کہتا ہے
کہ میرا اکیلے دل نہین لگتا مین تن تنہا اوداس رہتا ہون تن تنہا رہنے سے تو
مرنا بہتر ہے یہ حسرت بہرے الفاظ دلسوز حروف انسان کے منہ سے کیون نکلتے ہین
اسیواسطے کہ اوسکے دل ودماغ مین مدنی الطبع ہونے کا مبارک جوش بہرا ہوا ہے
انسان کا کبھی جوش نہین رُک سکتا قدرتی جوش کیونکر رُک سکے لاکھ ضبط کردیہ جوہر
ضرور جوش ماریگا ضرور اپنے نیک آثار کو عالم مین پھیلائیگا پہلے انسان کو کسنے
شہرون بستیون کے آباد کرنے کو کہا کسنے ان ترقیون کا جوش دلایا۔ کوئی اور نہین
تھا صرف یہی قدرتی جوش اور قدرتی مادہ تھا انسان جب اول ہی اول دنیا مین
آیا تو وہ اپنی پریشانی اور پراگندگی کو دیکھ کر سخت حیران ہوا کہان جائے اور کس سے
ملے۔ جنگل اور بیابان لق ودق درندون پرندون بوٹیون جھاڑیون نے روک رکھے ہین
یہ اونکی زبان اور بولی نہین جانتا۔ کس سے گفتگو کرے اور کس سے دل بہلاوے
جانور شہ دیکھنا ہونے سے ڈرتے ہین درندے ڈراتے اور جان کھاتے ہین
درخت سن سان کھڑے ہین پتھر اور پہاڑون کی اونچی ٹیڑھی چٹانین دریا سے
حیرانی مین مستغرق ہین زمین سخت اور بالکل بحس وحرکت ہو رہی ہے آسمان دور ہے
وہان کیونکر رسائی ہو ہوائین اور لگو نے کچھ سنتے ہی نہین جنگل مین کھڑے کھڑے
دور سے ایک انسانی صورت نظر آئی جب دونون کی آنکھین چار ہوئین تو مدت کے
بچھڑے ہوؤن کیطرح ایک دوسرے کی طرف دوڑے گلے ملے اور روکر کہا کہ ہائے ہم
کس مصیبت مین گرفتار ہین اوداسی جان کھا رہی ہے اکیلاپن ستا رہا ہے اور جنگل کے
بلائین تو بات تک نہین پوچھتین ہم کیا کرین اور کدہر جائین۔ طاقت تمدنیہ کو جوش آیا

اور چلا کر بولی۔ تم کن خیالون مین پڑے ہو کیون بیہودہ تقریرین کرتے ہو کیا مین نے
تمکو بارہا نہین کہا کہ تم سب کے سب یکجا ہو کر رہو دونون کی آنکھین کھل گیئن اور دونون
نے ایک دوسرے کی مدد سے ایک جگہہ پر اکٹھا رہنا شروع کیا بال بچے ہوئے۔ تو اور
جگہہ پر بہی احاطہ کر لیا بڑھتے بڑھتے میدان کا میدان ہاتھ مین لے لیا اب تو ایک پر رونق
آبادی نظر آنے لگی درندے بہی ڈرنے لگے اور پرند چرند بہی کام دینے لگے درخت اور
پتھر بہی کام مین آئے اور ہوائین بہی کام کی معلوم ہونے لگین سب نے یکدفعہ
کہہ دیا کہ یہ ایک گانون آباد ہوا ہے اسی بنیاد پر بڑے بڑے شہرون اور قصبون
کی بنیادین پڑ گیئن اور ان سب کا نام انسانون کی بستیان رکھا گیا۔
انسان کا مدنی الطبع ہونا اسواسطے ضروری تھا کہ اوسکی گردن پر مختلف ضرورتون
اور احتیاجات کا جوا رکھا گیا تھا اگر وہ مدنی الطبع نہوتا تو اوسکے نازک گردن جوے کے
بوجھ سے ضرور ٹوٹ جاتی اور وہ خستہ حال اور ابتر ہو کر موت سے ہاتھ ملاتا یہ
مدنی الطبع ہونے کا ہی اثر اور عمدہ نتیجہ ہے کہ وہ ایک استقامت سے اس جوے کو
اُٹھائے ہوئے ہے۔ جبکہ یہ بات ثابت ہوئی کہ انسان مدنی الطبع اور صاحب احتیاج
ہے تو یہ لازم آیا کہ ایک انسان دوسرے انسان کے ساتھ اوسکی درخواست سے
یا خود ہی کسی ضروری اور مناسب موقعہ پر اپنے طرف سے کوئی ایسا کام یا عمل ظہور
مین لاوے کہ جو اوسکے حق مین ایک احسان یا ہمدردی مروت مہربانی نعمت انعام کا
کا درجہ رکہے۔ انسان کی حالت پر خیال کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ اونکی جماعتون
سوسائیٹیون مین یہ رواج ہے ایک انسان دوسرے انسان کے ساتھ احسان
مروت خلق مہربانی ہمدردی کرتا ہے۔ جبکہ احسان مروت وغیرہ کا عملدرآمد ہے
تو اب ہم اس امر کے اظہار کی اجازت مانگتے ہین کہ آیا احسان مروت مہربانی ہمدردی
ہمدردی التفات کے ظہور یا وقوع کی حالت مین یا وقوع کے بعد بہی کوئی ایسا خاص امر

یا خاص عمل ہے یا نہین کہ جسکو پورا کرنا لازمی اور ضروری ہو اور اگر کوئی ایسا خاص امر
یا خاص عمل ہے تو اوسکا پورا کرنا کسکے ذمہ ہے ان باتون اور انکے متعلقات کا جواب
ہم نمبروار دیتے ہین تاکہ پوری وضاحت ہو۔

نمبر اول

جس ذات کی طرف سے کسی دوسری ذات یا شخص کے مقابلہ مین کسی قسم کا کوئی احسان
مروت انعام ہمدردی مہربانی توجہ خاص عمل مین لائی جاتی ہے اوسکے عمل مین آنے
یا لانے کی دو صورتین ہوتی ہین۔ ایک بلا کسی غرض اور مدعاے خاص کے اور ایک
کسی غرض اور مدعاے خاص سے پہلی شق کو عمل خاص یا عمل للہ کہا جاتا ہے اور
دوسری شق کو امر بالغرض کہتے ہین۔ ان دونون شقون کے ظہور یا وقوع سے یا تو
صرف ایک ہی شخص یا ایک ہی ذات اور یا اوسکے وسیلہ سے اور اشخاص و افرادات
اور وجود بھی متاثر ہوتی ہین اس خاص تاثیر سے (خواہ ذات واحد سے متعلق ہو
اور خواہ ذوات سے) متاثر یا متاثرین کی ذاتی حالت یا حالتون مین ایک قسم کا
خاص تغیر پیدا ہوتا ہے جس سے اپنی پہلی حالت سے دوسری حالت پر آنا پڑتا ہے
اس تغیر حالت سے لازم آتا ہے کہ متغیر الحالت اوس شخص کے احسانات انعامات
مروتون مہربانیون اور توجہات کا دلی اعتراف کرے۔ کہ جسکے بدولت اوسکی حالت
مین ایک محمود انقلاب واقعہ ہوا۔ اگر کوئی کہے کہ متغیر الحالت پر یہ دلی اعتراف
کیون لازم اور ضروری ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ دلی اعتراف انسان کی طبعی جذبہ
کے موافق ہے کوئی صورت ہو انسان اوس طبعی جذبہ کے موافق اس دلی اعتراف کو
عالم ظہور مین لاتا ہے یا یہ کہ دل مین ہی اعتراف کرلیتا ہے جب کسی انسان کو کوئی
دوسرا انسان کوئی بری بات یا کوئی برا کلمہ کہتا ہے تو اوسکے دل مین ایک کراہت اور
نفرت اور صورت بیزاری پیدا ہوتی ہے اگرچہ انسان کیسا ہی بردبار اور سلیم الطبع جفاکش ہو

مگر تب بہی وہ کسی شخص کی زبان سے کوئی برا یا نفرت آمیز کلمہ سنکر ضرور اپنے دل مین
برا مانیگا اگر موقعہ ہوگا تو قائل کو زبان یا ہاتھ سے سمجھائیگا اور اگر کوئی امر مانع
مزاحم ہوگا تو دل مین ہی کڑھتا رہیگا کیون ایک شخص دوسرے شخص کے برے
کلمات اور مکروہ الفاظ سے کشیدہ خاطر اور رنجیدہ طبیعت ہوجاتا ہے کیون اوسکی
پیشانی اور ماتھے پر سو سو بل پڑتے ہین اسیواسطے کہ وہ باتین اور وہ مکروہ الفاظ
اوسکے طبعی جذبہ کے خلاف ہوتے ہین خواہ کوئی سچے طور پر کسی دوسرے شخص کی
نسبت برے جملے یا برے الفاظ اطلاق کرے اور یا جھوٹے طور پر مگر جبکہ ایسے الفاظ
اطلاق کیے جاوینگے وہ ضرور ہی اپنے دل مین رنجیدہ ہوگا اگر انسان کا یہ طبعی فعل
نہوتا تو سچی باتون سے اوسکو غصہ نہ آتا گو جھوٹے سمجھ جاتا ہے۔ مگر پہلے تو ضرور ہی
آگ بگولا ہوجاتا ہے جس حالت مین برے اور مکروہ الفاظ کے اطلاق سے انسان
کی طبعی جذبہ مین ایک جوش آسکتا ہے تو پھر جب اوسکے مقابلہ مین کسی دوسرے
ذات کی طرف سے کسی قسم کی کوئی نیکی عمل مین آئے تو ضرور ہے کہ اوسکے دل
مین اوسکے اعتراف کا جوش اور خیال پیدا ہو اوسی جوش اور خیال کا نام شکر ہی۔

نمبر دوم

جبکہ شکر کرنا بہی انسان کا ایک طبعی جذبہ ہی تو یہ کہا جاویگا کہ طبعی جذبہ تو کسی حال مین
دور نہین ہوسکتا پھر بعض انسان ناشکر کیون ہوتے ہین جواب اسکا یہ ہے کہ بعض
انسانون کے ناشکر ہونے سے شکر کے طبعی جذبہ ہونے مین کوئی فرق نہین آتا۔
جیسا انسان کے اور طبعی جذبون پر مختلف حجاب اور پردے آجاتے ہین اسیطرح پر
اسپر بہی پردون کا آنا ممکن ہے رہی یہ بات کہ وہ حجاب کیونکر آتے ہین اور اونکے
دور کرنے کی کیا ترکیب ہی سو اسکا مختصر جواب یہ ہے کہ جب انسان کے دل مین
خود غرضی اور مطلب براری اور تصویر کفران نعمت منقش ہوجاتی ہے تو پھر شکر کے

طبعی جذبہ پر ایک پردہ آجاتا ہے اور انسان اپنے دل مین خیال کرتا ہے کہ آپ کام نکل آیا یا فلان ذات کی طرف سے جو ہونا ہوا نا تھا ہو ہو اگیا اب اوسکے اعتراف کی کیا ضرورت ہی اگر مین نے اعتراف کیا تو پہر لازم آئیگا کہ مین ایک محسن کا گردیدہ ہون اور یہ میری عزت کے خلاف ثابت ہوگا - ایسے حجابون کے دور کرنے کی یہ بہت عمدہ ترکیب ہی کہ خود غرضی اور بیجا گھمنڈ اور کفران نعمت کے بُرے خیالات کو دل مین جگہ نہ دیجاوے - خود غرضی اور بیجا گھمنڈ اس ترکیب سے ٹوٹ سکتے ہین کہ دنیا مین کوئی ایسا انسان نہین ہے کہ جو کسی محسن اور فیاض وغیرہ کا گرویدہ نہو جب ہم اس پھندون سے چھٹ ہی نہین سکتے تو پہر ہمکو کیا ضرورت ہی کہ خواہ مخواہ اس ضروری المجبور گرویدگی کو معیوب خیال کرین -

نمبر سوم

انسان کے مقابلہ مین جو احسان اور مروت اور انعام وغیرہ عمل مین لایا جاتا ہے وہ دو صورتون پر منقسم ہے ایک تو خود انسانون کی طرف سے دوسری انسانون پر ہوتا ہے اور ایک خداوند کریم کی طرف سے ان دونون صورتون مین لازم ہے کہ انسان اپنے محسن کے مقابلہ مین نہایت نیک نیتی سے شکر کی زبان کھولے اور جو طریقے اور اصول ادائے شکر کے ہین وہ عمل مین لائے -

نمبر چہارم

اگر انسان خاکی بنیان اپنی حیثیت اور حالت پر غور کرکے نظر کرے تو اوسکو معلوم ہوجائیگا کہ اوسکی حیثیت اور حالت جسپر وہ دنیا کے بڑے بڑے کامون اور جھگڑون اور بکھیڑون کو سر پر اوٹھاتا ہے اور اپنے واسطے ایسی مضبوط بنیادین کھڑی کرتا ہے کہ جو اوسکے ذہن کے موافق دنیا کے اخیر تک کام دیسکینگی بالکل ناکارہ اور ضعیف البنیاد ہی ایک کاغذ اور ایک بودی لکڑی اور ایک مٹی کی اینٹ کی زیادہ مضبوطی اور بنیاد

ہوتا ہے گر اوس حالت اور حیثیت کی کوئی بنیاد نہین ہوتی ذرا سے درد یا ایک تھوڑی
سی تپ سے انسان زندگی کو ایک وبال خیال کرتا ہے نہ حوصلہ رہتا ہے نہ ہمت بہادرون
کی بہاری شجاعون کی شجاعت اصحاب ہمم کی ہمت عالمون کی علمیت فاضلون کے
فضیلت فلاسفون کی فلسفیت حکیمون کی حکمت طبیبون کی طبابت یا حاکمون کی
حکومت سب کا فور ہو جاتی ہے ادنی ادنی سہارے بڑے بڑے مضبوط وسیلے
خیال کئے جاتے ہین۔ عقل و فراست حیرانی کے وادی پرخوف مین دھکے کھاتے
پھرتے ہین ایسے انقلاب ثابت کرتے ہین کہ انسان کی بنیادین بڑی ہی ضعیف اور
بودی ہین اور انسان بہت ہی جلدی نیست اور نابود ہو جانے والی شے ہے۔
جب انسان کا یہ حال ہے تو گھمنڈ اور تکبر ناروا کے بیخ و بنیاد اوکھڑ گئی۔ انسان کو
لازم ہے کہ خدا کے پاک درگاہ مین بڑے انکسار اور تذلل اور دلی فروتنی سے شکر یہ
کا سر جھکائے۔ وہ کچھ بھی نہین تھا اوسی کی خاص عنایتون سے دنیا کے میدان
مین آکر انسان کہلایا اوسی کی ازلی توجہ سے وہ اورون کی نسبت اشرف المخلوقات
بنا۔ ہر بار اوسکے نعمتون افضال نامتناہی کا دریا بہہ رہا ہے ہر دم اوسکی عنایتین
اور توجہت اپنا لطف دکھا رہی ہین کتنے عجب اور کتنے کفران نعمت کی بات ہے
کہ ہم باوجود اسقدر احسانات اور انعامات کے خاموش ہو رہین۔ کچھ بھی قدر نہ کرین
جو محکوم ہے حاکم اور جو مملوک اپنے مالک اور جو غلام اپنے آقا اور جو گرویدہ احسان
اپنے محسن کو یاد نہ رکھے وہ انسان کیا حیوان بھی نہین ہے کیونکہ حیوان بھی اپنے محسن
کو یاد رکھتے ہین کسی پر کوئی مہربانی کرتا ہے تو وہ اوسکو مرتے دم تک نہین بھولتا خدا کا
شکر کرنے کو جو موٹی موٹی صورتین ہین ہم اونکو ہدیہ ناظرین کرتے ہین اور صورتین خواہی
کھل جائے۔ (۱) اپنی مخصوصہ اوقات مین سے کوئی وقت خدا کی عبادت اور
یاد کے واسطے خاص کرنا اور اوس وقت خاص مین اپنے خالق کی مہربانیون کو یاد کرکے

اپنی ناچیز اور نابود ہونے والی ہستی کو پیش نظر رکہنا خدا کو یاد اور اوسکی عبادت کرنا
انسان کا ایک ایسا تذلل آمیز فعل اور عمل ہے کہ اوسکے گہمنڈون اور غروروں کو توڑنے
کے واسطے ہمیشہ فولادی کا اثر رکہتا ہے - ہماری نابود ہستی گو حباب آسا ہے مگر ہمین
وہ شرارے بہرے اور مخفی ہین کہ انسان کو ایک ہی دم مین تکبر کے آسمان پر چڑہا کر
خاک سیاہ کرکے تحت الثریٰ مین پہونچا دیتے ہین - فرعون ایک انسان ہے نمرود بہی
ایک آدمی کا بچہ تہا جیسے اور انسان تہے ویسے ہی وہ بہی تہے - مگر اونکے سوانح عمری
پڑہو تو تمہین معلوم ہو جاویگا کہ ان طبعی شراروں نے اونکے دلون اور دماغون کے
پردون مین کس قسم کی تیز اور جلانے والے دہوان دہار شعلے پیدا کر رکہے تہے
اور اونکی نابود ہونے والی ہستی کس وہمی اور بے بنیاد بلندی پر پہونچی تہی دل جسم
اور بر دبار ہوتا ہے اوسی سے غصہ اور ظلم و ستم کے شعلے نکلتے ہین ان دونون کا گہر
ایک ہی مگر عمل جدا جدا باپ اور مان ایک ہی ہوتے ہین مگر اولاد لڑکے الیان
جدا جدا طبیعتون کے نکلتے ہین - جو لڑکا نیک ہوتا ہے اوسکو اچہا کہا جاتا ہے
اور جو برا نکلتا ہے وہ بدنام ہوکر مختلف طعنون سرزنشون کا مورد ٹہہرتا ہے والدین
باپ گو اوس نالائق لڑکے کو برا بہلا کہتے ہین مگر اوسکی درستی اور اصلاح کے
فرض کو ہاتہ سے نہین دیتے ہر وقت اوسکو روکتے رہتے ہین - اسے عزیز واسیطرح ہر
تم اپنے دل کی اوس برے خیال کو جو تمکو خدا کے یاد اور عبادت سے روکے ہر وقت
سرزنش اور ملامت کرتے رہو وہ تمہارا ایک نالائق خیال ہے اگر تم اوسکو روکوگے
نہین تو وہ ضرور نالائق لڑکے کیطرح خراب کریگا - مین جانتا ہون بلکہ یقین ہے
کہ خدا کو ہمارے اور تمہارے عبادتون یاد داشت کی کچہ کیا ایک ذرہ بہی پروا
اور حاجت نہین وہ ازل سے ہی غنی اور لاپرواہ ہے مگر عجز و خیال کہ اگر تمہارے
مالک کو ہمارے فرمانبرداری اور اطاعت کی حاجت اور پروا نہو تو کیا حکمت مملو

ہونیکے لازمی اور ضروری نہین ہے کہ ہم سچے دل سے اپنی اطاعت اور فرمابرداری
کو ظاہر کرین تمام انسانون کے دل تو زور سے گواہی دینگے کہ ضرور ہمکو اپنی طرف سے
فرمانبرداری اور اطاعت کرنی چاہیے جبکہ ایک چند روزہ مالک کے مقابلہ مین ہمارا یہ
حال اور یہ خیال ہے تو پھر اوس قادر مطلق حی دائم مالک الملک کے روبروے اگر
ہم اپنی نابود ہونے والے دل اور سر کو نہ جھکائین تو اور کسکے آگے اس رسم کو
پورا کرین اگر انسانون مین ایسا کوئی خبیث دل والا اور قبیح الطبیعت بھی ہے
کہ جو بغاوت کا خیال رکھتا ہے تو یقین جانو کہ اوسکے دل کو دائمی خباثت اور طبعی
کفران نعمت کا جزم ہوگیا ہے وہ اس قابل نہین کہ اوسکو انسان کہا جاوے۔
(۲) خدانے اپنی نعمتون مین سے انسان کو جو کچھ عطا کیا ہے اوس سے اور
بھائیون کے مختلف طریقون سے مدد کرنا بھی ایک قسم کا شکر الٰہی ہے عبادت ایک
بدنی اور روحانی شکر ہے اور خدا کی دی ہوئی نعمتون مین سے اورون کی مدد کرنا ایک
مالی اور عملی شکر ہے۔ روحانی شکر سے صرف اپنی ذات کو ہی فائدہ پہونچتا ہے مگر عملی
اور مالی شکر سے اور ابناے جنس کو بھی ایک خاص قسم کا فائدہ اور مدد حاصل ہوتی
ہے یہ نہ خیال کرو کہ شکر الٰہی صرف زبان اور روح سے ہی ادا ہوسکتا ہے نہین نہین
اگر تم یہ خیال کروگے تو بڑی بھول مین پڑجاؤگے۔ زبان ہاتھ مال کلام توجہ وغیرہ
سے بھی شکر کی ڈیوٹی ادا اور پوری ہوتی ہے خدا کے بخشی ہوئی نعمتون مین سے
کسی دوسرے کی مدد کرنا بھی ایک اعلیٰ درجہ کا شکر ہے گویا صاحب نعمت یہ ظاہر
کرتا ہے کہ منعم حقیقی نے مجھکو جو جو نعمتین عطا کی ہین مین اونکو چپ سے ہضم کرنا
نہین چاہتا بلکہ اوسمین اورون کو بھی شریک کرنا چاہتا ہون منعم حقیقی کی درگاہ مین
یہ عمل ایک اعلیٰ درجہ کا شکر خیال کیا جاویگا اگرچہ منعم حقیقی کے خاص ذات کو اس عمل سے
کوئی سہارا اور فائدہ نہین مگر اسمین کچھ شک نہین کہ وہ ایسے عملون پر خوش اور

راضی ہے کیونکہ اوسکی قدرت کا یہ مقتضا ہی کہ میرے انعام اور افضال کو محدود
نہ رکھا جاوے ۔ (۳) کسی دوسرے کو نصیحت کرنا یا اوسکے ساتھ سچی ہمدردی
کرنا بھی ایک شکر الٰہی ہے خدا نے ایک انسان کو جو تندرستی اور عقل و علم کی فضیلت
اور نعمت عطا کی ہے اوسکا مقتضا یہ ہونا چاہیے کہ اوروں کو بھی اوسمین سے حصہ
دیا جاوے حصہ دینا بھی ہے کہ اونکے ساتھ ہمدردی کیجائے اور ضروری مشورون
اور نصیحتون سے اونکو محروم نہ رکھا جاوے ایک عالم یا ایک فلاسفی یا ایک دیندار جو
دوسرے لوگون کو نصیحت کرتا ہے وہ دراصل ایک بڑا شکر ادا کر رہا ہے زبان اور
مال کا شکر تو کچھ محدود ہی یہ شکر تو ان دونون سے کئی درجہ بڑھا ہوا ہے زبان اور
مال کا شکر چند دنون کے بعد معدوم ہو جاتا ہے مگر اس شکر کی مضبوط بنیاد ابد الآباد
تک قائم اور ثابت رہتی ہین ۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ ایک انسان کا دوسرا انسان کیونکر شکر ادا کرے ۔ (۱) جب
ایک شخص پر کوئی دوسرا شخص کسی قسم کی مہربانی یا عنایت یا توجہ خاص کرے تو اوس
شخص کو لازم ہے کہ اوسکی عنایت اور توجہ خاص کا سچے دل سے اقرار کرے اور وہ اقرار
محض خوشامد اور معتادی چاپلوسی کا ہے نمونہ نہو بلکہ اوسمین سچائی راستی کوٹ کوٹ کر
بھری ہو صرف لبون اور زبان سے ہی نہو بلکہ دل اور روح کے اقرار سے یہ منشا نہین
کہ منعم مجازی کے سامنے میراثیون کیطرح کوئی لمبی چوڑی لجاجت آمیز تقریر کیجاوے بلکہ
ایسی سادگی سے کہ منعم مجازی کو تو کیا سارے دیکھنے والے کو آئینہ نما حجاب مین سچے
شکر کا ثبوت ملجاوے اور سب لوگ اس اعتقاد پر جم جائین کہ فلان شخص کسی خاص
احسان مروت مہربانی کو رائگان نہین دیتا شکر کرنے والے دل اور آنکھین پیشانیان
جدا ہی ہوتی ہین کون کہتا پھرتا ہے کہ فلان فلان نے مجھ پر توجہ اور مہربانی کی آنکھین اور
برتاو ہی ثابت کردیتا ہے کہ فلان شخص میرا محسن ہے یہ مت خیال کرو کہ مین تمکو زبانی

شکریہ سے بند کرتا ہون نہین نہین مین اس راہ مین نہین چلنا چاہتا میرا مدعا تو یہ
ہے کہ ہمیشہ وہ بات سچی معلوم ہوا کرتی ہے جو سادہ ہو لجاجت آمیز گفتگو اور خوشامد آمیز
تقریر اگرچہ بڑے بڑے تذلل آمیز الفاظ اور عاجزانہ جملون سے پر ہوا کرتی ہے مگر
اوسمین اوسقدر بھی تاثیر نہین ہوتی کہ جسقدر اس سادہ اور سچے جملے مین ہوتی ہی
میرا دل اور روح آپ کی مہربانیون کی قدر نہین کرسکتا" - اس قسم کی فروتنی آمیز الفاظ
اور جملے وہ کام کرجاتے ہین کہ منعم مجازی سچائی کی تہہ کو پہونچ جاتا ہے بڑے بڑے
قصیدے بنانے مثنویان کہنی سراپا تیار کرنے جھوٹ کا پتلا بنانا ہی ایسے قصائد
سے ہمیشہ یہ تاثیر ہوا کرتی ہے کہ چار دیواری کے اندر ہی اندر شور و غوغا مچ کر باہر جا
اُڑتی ہے وہی قصیدے بنانے والے گلی گلی کچھ کا کچھ بکتے پھرتے ہین اس سے تو
بہتر یہ تھا کہ خاموشی ہے اختیار کرین یقین جانو چوڑے لمبے الفاظ نیک تاثیر سے
خالی ہوا کرتے ہین - بعض مجازی منعمون کی بھی یہ خواہش رہتی ہے کہ وہ اپنی عنایات
کے اقرار کو بڑے بڑے الفاظ مین ظاہر کرانا چاہتے ہین ہم اونکی خدمت مین عرض
کردیتے ہین کہ وہ اس خواہش سے درگذر کرین ساری دنیا میراثی نہین ہے کہ
کبت قصیدے کہکر آپ کے انعام واکرام کا اعتراف کرین اگر سفید پوشون بھلے مانسون
کی دلی شکریہ سے راضی خوشی نہین ہوتی تو پھر آپ اپنے انعام اکرام کو بھنڈون اور
میراثیون سے ہی خاص رکھے کسی سفید پوش بھلے مانس کو اسکی حاجت نہین -

(۲) ایک انسان جب کسی دوسرے انسان پر مہربانی یا توجہ کرتا ہے تو دو ارادون
سے کرتا ہے یا تو لللہ یا انسانی ہمدردی کی راہ سے یہ دونون راہین ہر یک فرد بشر
کو پیش آنے والی ہین ہمکو لازم ہے کہ اگر ایک وقت ہمارے ساتھ کسی انسان نے
کوئی احسان یا سلوک کیا ہے تو ہم بھی اوسکے ساتھ کسی موقع پر احسان یا سلوک کرنے
کو تیار رہین یہ کہ ہم اوس قسم کا احسان یا مروت نہین کرسکتے ایک اور بات ہی جیسا

جیسے ہو سکے ویسا ہی ہمکو کرنا چاہیئے ہان اگر ہم طاقت سے بہت ہی کم درجہ پر کرین تو پھر ضرور گمان فاسد ہے۔ اپنے محسن کے ساتھ بھی کسی موقع پر احسان کرنا ایک قسم کا سچا شکر ہے۔

(۳) جب کوئی محسن کسی پر احسان کرتا ہے تو اوسکی کوئی خاص غرض ہوا کرتی ہے یعنے احسان کسی خاص محل پر کیا جاتا ہے بے محل نہین ہوا کرتا۔ جسپر احسان کیا جاوے اوسکو لازم ہے کہ محل احسان کو ہاتھ سے نہ دے اگر ہاتھ سے دیدیگا تو پھر گو یا وہ ناشکر ثابت ہوگا ایک ہمارے محسن نے ہمکو ایک گھوڑا سواری کے واسطے دیا ہمنے اوسکو قمار بازی کے واسطے تیس روپیہ کو بیچ ڈالا ہمارا یہ عمل کمال درجے کی ناشکری پر دلالت کرتا ہے۔ اس عمل سے صرف ہماری ناشکری اور بیقدری ہی ثابت نہین ہوتی بلکہ اسکے ساتھ محسن کی بے سمجھی پر بھی ایک دلیل قائم ہوتے ہے لوگ خیال کرتے ہین کہ محسن کو محل احسان کی تمیز کرنی نہین آئی اسی کے ضمن مین یہ بھی سمجھ لو کہ اگر ہم اپنی جسمانی طاقتون اور قوتون کو جو قادر مطلق نے ہمکو عطا کی ہین عین اونکی مرکز پر استعمال نہ کرینگے تو ہم خدا کی درگاہ مین ناشکر ٹھہرینگے خدا نے ہمکو جو طاقتین عطا کی ہین وہ اسواسطے نہین ہین کہ اونکو بیجا طور پر استعمال مین لایا جاوے بلکہ اسواسطے ہین کہ اونسے وہی کام اور وہی خدمتین لیجائین کہ جنکے واسطے قدرت نے اونکو ہماری محدود اور نابود ہونے والے اجسام مین ودیعت کر رکھا ہے۔

تمام شد

خدای متمم الامور کا ہزار ہزار شکر کہ نصف اول کتاب اخلاق احمدی ختم ہوا عنقریب انشاءاللہ بقیہ حصص مین اسی تفصیل سے مختلف مضامین درج ہو کر ملاحظہ شائقین مین